امین از ولایت حبیبِ خُدا
بمقصُود و محمود شد پُر ضیاء

انوارِ شاہِ ولایت

حسب الارشاد
پیر طریقت، رہبر شریعت، امین ولایت
پیر سیّد محمّد امین بخاری دامت برکاتہم العالیہ
زیب سجادہ آستانہ عالیہ شاہ ولایت خانپور شریف چکوال

تالیف
علاّمہ مُفتی محمّد دین چشتی

ناشر: مکتبہ شاہِ ولایت آستانہ عالیہ شاہ ولایت خانپور شریف چکوال

بانئ تحریکِ یوم مجدد

حضرت الحاج

میاں جمیل احمد مدظلہ

سجادہ نشین آستانۂ شیر ربانیؒ

غبارِ راہ مدینہ ابوالخلیل محمد یوسف

ناظم اعلیٰ مجلس تبلیغی پاکستان شیخو پورہ نے

امینِ از ولایت حبیبِ خدا

بمقصود محمود شد پرضیاء

انوارِ شاہِ ولایت

حسب الارشاد

پیر طریقت، رہبر شریعت امینِ ولائیت پیر محمد امین بخاری دامت برکاتہم العالیہ

تالیف

علامہ مفتی محمد دین چشتی

مکتبہ شاہِ ولائیت آستانہ عالیہ شاہ ولایت فانپور چکوال

نام کتاب انور شاہ ولایت
حسب الارشاد امین ولایت پیر محمد امین بخاری دامت برکاتہم العالیہ
مؤلف علامہ مفتی محمد دین چشتی فیصل آباد
معاونین پروف قاری محمد عمر باسط ایم۔اے (عربی اسلامیات، اُردو) فیصل آباد
ریڈرز علامہ پروفیسر حافظ مقبول احمد ملت کالج غلام محمد آباد فیصل آباد
کمپوزر ساجد علی قادری 0300-7240133
قادری سلطانی کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز سمن آباد فیصل آباد
اشاعت
بار اول ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۸ھ
بار دوئم نومبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۴۲۶ھ
تعداد ۱۱۰۰
ہدیہ -/۴۵۰ روپے
ناشر مکتبہ شاہ ولایت آستانہ عالیہ شاہ ولایت خان پور چکوال

انتساب

امیر المؤمنین والمسلمین ،امام المتقین والعاشقین ،امام الاولیاء ،ابو الحسن والحسین ،سید المومنین وقاتل المشرکین ،اخی رسول وزوج بتول ،امینِ رسول قاضی دین رسول ،رفیق رسول ،خلیفۃ الرسول ،ناصر رسول ،امام العارفین والعابدین ،مظہر العجائب والغرائب جناب

علی

ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے نامِ نامی واسم گرامی سے بصد عجز و نیاز منسوب کرتا ہوں۔

از قلم
مسکین بُخاری

☆☆☆☆☆

الاھداء

حضور زبدۃ العارفین،قدوۃ السالکین ملجاء الفقراء ،دستگیر غرباء والمساکین ،بحر جودوکرم ،مخزن اسرارطریقت وحقیقت ،عارف باللہ، عاشق رسول اللہ ،قطب الاقطاب پیر طریقت عارف بحرِ حقیقت ،ملجائی و ماوائی جدی الحاج پیر سیّد

حبیب اللہ شاہ صاحب

نقوی البخاری نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی کبروی شطاری بساہنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام جن کی ذات اقدس ہمارے لئے مشعل راہ بنی اور آپ کے فیضان وکرم سے انوارِ شاہِ ولایت کی تکمیل نصیب ہوئی۔

ازقلم
مسکین بُخاری

☆☆☆☆☆

حرفِ اوّل

اَحْمَدُہٗ وَ اُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ط

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رُشد وہدایت کے لئے باقاعدہ سلسلہ جاری فرمایا۔ آدم علیہ السّلام کو پیدا فرما کر ان کو اولادِ کثیرہ سے نوازا اور انسانوں کی آبادی بڑھا کر ان کی راہنمائی کے لئے آدم علیہ السّلام کو مقرر فرمایا۔ آدم علیہ السّلام کے بعد آپ کی اولاد میں سے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور یہ انبیاء ورسل ہر دور میں احکام خداوندی لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ انبیاء ورسل کا عظیم وجلیل سلسلہ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ پر اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔ حضور علیہ السّلام کے وصال مبارک کے بعد یہ فریضہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی امت کے علماء کے ذمے آیا ان علماء حق کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ

(کنز العمال ج ۱۰، ص ۸۴)

ترجمہ: علماء کی عزت کرو بیشک وہ انبیاء کے وارث ہیں۔

سَاعَۃٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّکِیءٍ عَلٰی فِرَاشِہٖ یَنْظُرُ فِیْ عِلْمِہٖ

خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ عَامًا۔

ایک گھڑی (ایک گھنٹہ کے لگ بھگ) عالم دین کا اپنے فرش پر تکیہ لگا کرعلم کا مطالعہ کرنا عابد کی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

علماء برحق نے اپنی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور شب و روز احکامات خداوندی اور ارشادات مصطفوی علیٰ صاحبھا السلام کو اپنی زبان وقلم اور کردار سے خوب نبھایا ہے اور نبھاتے رہیں گے ان علماء حق نے شریعت کی راہ پر لوگوں کو گامزن کیا ان نفوس قدسیہ نے لوگوں کو شریعت سکھا کر طریقت سے فیض یاب کیا تو ان حضرات کو پیر طریقت رہبر شریعت کے القاب سے پکارا جانے لگا۔ ان نفوس قدسیہ نے دین اسلام کی خوب آبیاری کی اور اپنی نگاہ کیمیاء سے انسانوں کو کفر کے اندھیرے سے باہر نکالا اور ان کے دلوں کو اسلام کے نور سے منور کر دیا۔ پنجاب میں حضرت علی ہجویری اور ہندوستان میں خواجہ اجمیری کا فیضان جاری ہوا۔ جس نے انسانی جسدوں کو شریعت اور روحوں کو فیضانِ طریقت سے مزّین فرمایا۔

علوم ظاہر درس و تدریس اور علوم باطن اولیاء کاملین کی محبت سے حاصل ہوتے ہیں اس حقیقت کی تلاش میں راقم الحروف مسلسل تیرہ سال تک تلاشِ مرشد میں رہا گولڑہ شریف کئی مرتبہ حاضر ہوا مگر سلسلہ ارادت میں داخل نہ ہوا۔ اس لیے کہ بزرگوں سے یہ مقولہ سنا ہوا تھا: ''پانی پیئے پن کے تے مرشد پھڑیئے چُن کے'' شریعت وطریقت علم وعرفان کو قبلہ عالم سیّدی حضرت پیر غلام محی الدین المعروف (بابو جی) علیہ الرحمہ کی ذاتِ اقدس میں پاتے ہوئے آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ اور درِ اقدس پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتا رہا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد کسی نہ کسی روحانی بزرگ سے ملاقات رہی۔ اولادِ نرینہ کی تشنگی میں بھی کئی بزرگوں سے ملاقات ہوئی مگر وہی ہوا جو منظورِ خدا تھا۔ تین بچوں کے فوت ہو جانے کے بعد پیروں فقیروں کے تعویز گنڈوں پر سے اعتماد اٹھتا جا رہا تھا۔ مگر والدہ صاحبہ کا اصرار تھا کہ چکوال والے پیر صاحب کے پاس ضرور ہو جاؤ۔ بادل نخواستہ والدہ کے حکم کی تعمیل کے لئے ۱۸ جون ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۳ ذیقعد ۱۴۰۹ء عرس شریف کے موقع پر آستانہ عالیہ شاہ ولایت سیڈ پور شریف پہنچا اور وہاں پہنچ کر حضرت امین ولایت سیّدی محمد امین شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یہ ملاقات بہت مختصر تھی عرس مبارک کی دعا تک میں وہاں رہا۔ حضرت صاحب کی نورانی شخصیت دل کو کچھ ایسی بھائی کہ بس نگاہوں میں وہ مردِ خدا یادگار سلف صالحین بس گیا۔

کئی دنوں سے دل کی اجڑی دنیا کو طمانیت حاصل ہوئی۔ دل و دماغ نے فیصلہ دے دیا۔ بس پھر کیا تھا زیارت و حاضری کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے توسل سے ۸ جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۰ جمادی الثانی بموقع گیارہویں شریف اولاد نرینہ سے نواز دیا۔ آپ نے بچے کا نام حامد علی رکھا۔ ان ملاقاتوں سے کیا فائدہ ہوا اگر تمام حالات لکھوں تو ایک کتاب بن جائے لیکن حضور امین ولادیت دامت برکاتہم العالیہ چونکہ اپنی تعریف و توصیف کے کلمات کو پسند نہیں فرماتے لہذا ادب اور آپ کی ناراضگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان حالات و واقعات کی تفصیل میں جانے سے گریزاں ہوں۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو حضرت صاحب کی زیارت کیلئے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ (قبلہ عالم بساہنوی علیہ الرحمہ) حضرت صاحب کے

حالات زندگی قلمبند ہو جائیں حضرت صاحب کے اس حکم کی تعمیل کی راہ میں مجھے اپنی کم مائیگیٔ علم حائل نظر آنے لگی اور دل میں خیال آیا کہ ''چہ نسبت خاک رابعالم پاک'' اور ساتھ ہی یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ جن کا کام ہے وہ خود ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی استطاعت و مدد بھی فرمائیں گے۔ لہٰذا اس سعادت کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ چنانچہ دل بڑا کر کے اس عظیم کام کی حامی بھر لی اور پھر چند روز آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر ضروری معلومات کو جمع کیا اور واپس فیصل آباد پہنچ کر کتاب کو ترتیب دینے کے لیے ایک خاکہ تیار کر کے کام کا آغاز کر دیا چونکہ آپ نے حکم فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ عالم کے تذکرہ کے ساتھ آپ کے آباء و اجداد کے حالات بھی پیش کیئے جائیں۔ چانچہ آپ کے جدّ اعلیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سے ابتداء کی اور وہ سب کچھ ضبطِ تحریر میں آتا چلا گیا جو کتابی صورت میں آپ کے سامنے موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ پاک پروردگار میری اس حقیر سعی کو ان پاک سیرت اولیاء کے طفیل میری، میرے والدین، میرے اعزّاء اقرباء اور احباب کی اخروی سرخروی کا سبب فرمائے اور اس کار خیر میں جہاں جہاں مجھ سے کوتاہی ہوئی اسے اپنے پیارے حبیب علیہ السّلام کے صدقے معاف فرمائے۔ (آمین)

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

خادم اہل بیت و اصحاب علیہم الرضوان
محمد دین چشتی گولڑوی

☆☆☆☆☆

حُسنِ تصنیف

نَحمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تذکرہ نگاری ایک فن ہے اور اس فن کی غرض و غایت یہ ہے کہ موصوف کی شخصیت کو قارئین کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جائے کہ اس ہستی کی زندگی کا ہر پہلو خوب نکھر کر دل و دماغ میں اجاگر ہو جائے۔

مصنف کتاب ہذا حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد دین چشتی دامت برکاتہم العالیہ کہنہ مشق مصنف ہیں۔ کنز الخطیب بارہ جلدوں میں آپ کی شب و روز کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ تذکرہ نگاری میں آپ کی اگرچہ یہ پہلی تصنیف ہے مگر اس کے باوجود آپ نے اس فن کی غرض و غایت کو قدم قدم پر اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کی نظر ثانی کے مرحلے میں میں نے اس بات کو خاص طور پر محسوس کیا ہے کہ یہ کتاب عام طرز کی سوانح عمریوں سے ہٹ کر ایک جامع سوانح عمری ہے اس کتاب کے بہت سے فنی محاسن ہیں۔ ان محاسن کثیرہ میں سے چند ایک اہم اوصاف کو قارئین کے پیش نظر کرتا ہوں۔

☆ کتاب ہذا کے مواد کو باقاعدہ طور پر ابواب اور فصلوں میں تقسیم کر کے ضبط تحریر میں لایا گیا ہے، جس سے قاری کو نفس مضمون پوری طرح سے ذہن نشین کرنے میں بہت سہولت رہتی ہے اور اس کیلئے کسی مخصوص مسئلے اور نکتے کو تلاش کرنا سہل ہو جاتا ہے۔

☆ موصوف مذکور حضور قبلہ عالم حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو دنیائے تصوّف کی عظیم ہستیوں نے بطور خاص اپنے فیضان سے نوازا تھا اور اس کا اظہار ان بزرگوں نے اپنی خصوصی تحریروں اور اسناد کی تفویض کے ذریعہ فرمایا تھا چنانچہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اس سوانح عمری میں آپ کو عطا شدہ خصوصی اسناد اور تحریروں کے عکس بڑے اہتمام کے ساتھ پیش کیئے گئے ہیں۔

☆ کسی شخصیت کا مکمل تعارف پیش کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس شخصیت کے خاندانی حالات اور آباء واجداد کا تعارف بھی قارئین کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ علامہ صاحب نے حضرت شیخ موصوف کے شجرۂ نسب میں سے آپ کے آباؤ اجداد کا تعارف بھی قارئین کے سامنے پیش کیا ہے حضرت مصنف نے شیخ موصوف کے شجرۂ نسب میں سے جن سے آپ کے آباء واجداد کا ذکر خیر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع کیا اور جن بزرگوں کے حالات آسانی سے مل سکے انہیں نوک قلم سے تحریر کا جامہ پہنا دیا اور ان کے تذکرہ ہائے خیر کے بعد حضرت موصوف قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اور آپ کے حالات کا حسین نقشہ پیش کیا ہے۔

☆ شیخ موصوف حضرت پیر سیّد شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف و کمالات اور عادات واطوار اور آپ کے محاسن مبارکہ کا بیان پیش کرنے سے پہلے مصنف کتاب ہذا نے ان خصال حسنہ کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کی اور پھر آپ کا تذکرہ ان اوصاف کے حوالے سے پیش کیا ہے۔جس سے یہ کتاب ایک طرف تو سوانح عمری ہے اور دوسری طرف یہ اخلاقیات اور روحانی کمالات پر قرآن وسنت کے دلائل کی تصنیف بھی ہے۔

☆ کسی کتاب کا سرورق اس بات کا حقدار ہے کہ اسے دیکھ کر اندازہ ہو جائے کہ اس کتاب کے اندر کس قسم کا مواد ہے۔ لہذا اس کتاب کا پرشکوہ ٹائیٹل دیکھ کر ہی حضور قبلہ عالم حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ ہستی اور آپ کے آباؤ اجداد کے روحانی فیوضات کی جانب توجہ خود بخود مبذول ہو جاتی ہے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کا مزار شریف جنت المعلی مکہ مکرمہ میں ہے اور ٹائیٹل پر حضور قبلہ عالم کے والد گرامی الحاج حضرت پیر سید حبیب اللہ بخاری رحمۃ علیہ کے مزار مقدس اور بساہاں شریف کی عکاسی ہے۔ مندرجہ بالا اہم اوصاف کے علاوہ کتاب ہذا دیگر بہت سے علمی وادبی اور فنی اوصاف کی حامل ہے لیکن تنگی دامانِ قرطاس ملحوظ خاطر ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور خدائے لم یزل کا شکر گزار ہوں کہ اس پاک پروردگار نے اپنے ایک مرد صالح کی سوانح عمری کی تصنیف کے باعظمت کام میں مجھے حضرت مصنف کے بعض امور میں معاونت کرنے کے شرف سے مشرف فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نیک، صالح اور صاحب فضل وکامل بزرگان دین کے فیض سے ہم گنہگاروں کو حصہ وافر عطا فرمائے۔ اور مصنف کتاب کی شب وروز کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

سگ درگاہ اولیاء

قاری محمد عمر باسط (ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیات)
کمال آباد فیصل آباد

☆☆☆☆☆

باب اوّل
فصل اول
حمد باری تعالیٰ

حمد باری تعالیٰ

خدائے کون مکاں سب کا پاسباں تو ہے
کریم و رازق و خلاق انس و جاں تو ہے
ہر ایک شے میں ہر اک روح میں رواں تو ہے
وہاں خرد کی رسائی نہیں جہاں تو ہے
ازل سے خاص حجابوں کے درمیاں تو ہے
کوئی بتا نہ سکے گا کبھی کہاں تو ہے
ودش ودش ترے حسن و جمال سے روشن
چمن میں رنگ گل و لالہ سے عیاں تو ہے
جگہ جگہ تری موجودگی کا سب کو یقین
ہر ایک سو ترے جلوے سے یہاں وہاں تو ہے
زبان زباں پہ ہے دن رات داستاں تیری
نظر سے دور سہی اپنے درمیاں تو ہے
جلی ہے شان تری ہے خفی ترا اعجاز
جہاں میں برتر از اندیشہ و گماں تو ہے
عجب ہے تیرے جمال و جلال کا عالم
ہر ایک موج میں ہر برق میں رواں تو ہے
صبا کی روح میں گرمی تیری اداؤں کی
عیاں شعور پہ ہے آنکھ سے نہاں تو ہے

تری نگاہِ کرم سے ہر ایک شے کا وجود
زمین تیری زماں تو ہے حرزِ جاں تو ہے
خدا پاک کی تعریف میں ہے حرف سخن
نصیر آج خود اپنے پہ مہرباں تو ہے

☆☆☆☆☆

حمد

رب کی ہر شان نرالی ہے   ہر سو اس کی رکھوالی ہے
دنیا کب اس سے خالی ہے   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

سب اس کے ہیں وہ ہے سب کا   آقا داتا مالک مولا
ثانی نہ کوئی اس کا ہمتا   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

اسی تک ہی رسائی سچی ہے   اس کی ہی بڑائی سچی ہے
اس کو زیبا ہے خود بینی   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

کونین میں پیارا سب کا ہے   اس پر ہی گزارا سب کا ہے
خالق وہ ہمارا سب کا ہے   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

ہر زہر کا ہے تریاق وہی   آقا بھی وہی خالق بھی وہی
اس عالم کا رزاق وہی   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

شاہِ بطحا کیا کہنا ہے   ان کا جلوا کیا کہنا ہے
ایسا آقا کیا کہنا ہے   پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

ایمان ملا ان کے صدقے   عرفان ملا ان کے صدقے

قرآن ملا ان کے صدقے پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ
قبضہ ہر شے پر ہے ان کا قصر جنت گھر ہے ان کا
سر ہے اپنا در ہے ان کا پڑھو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ

☆☆☆☆☆

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَلَّامِ ذِی الْمَجْدِ وَالْاَنْعَامِ وَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الضَّخَامِ وَ صَحْبِہِ الْعُظَامِ وَ اَوْلِیَائِہِ الْکِرَامِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَّ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

حمد بے حد اس قادر مطلق کو جس نے تمام کائنات کو پیدا فرمایا اور ہمیں:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ

کا شرف عطا فرمایا اور اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ تمام کائنات اسی وحدہٗ لاشریک کی حمد وثناء پر رطب اللسان ہے اور تمام جہان اسی کے شوق وطلب میں سرگردان ہے نسیم سحر کس کی تلاش میں کوبکو پھرتی ہے۔ دریا کس کی طلب میں رواں دواں ہیں۔

زمین وآسمان کس کی یاد میں جوان ہیں۔ غنچے نے کس کی یاد میں گریبان چاک کیا بلبل کس کی یاد میں چہچہا رہی ہے۔ یہ سب اسی وحدہٗ لاشریک کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ومشغول ہیں اور ہمہ اوقات اسی کی شان میں نغمہ خوان ہیں:

نگاہ کن زرہ ندانی خموش بجمش نکتۂ توحید گویاں
تو ایشاں را ندانی خموش کہ گفتند تسبیح تو نداری گوش

مالک الملک است ہر کہ سر نہد   بے جان خاک ملکش رہد

ملائکہ اسی کی تقدیس میں مشغول ہیں۔

تمام حمد و ثنا اس خالق کو جس نے ماں کے پیٹ میں انسان کو نقش عطا فرمائے:

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ

(سورۃ آل عمران آیت ۴)

ترجمہ: وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہے۔

سب حمد و ثنا اس حکیم و علیم کو جس نے پانی پر فرش زمین بچھایا۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاءَ بَنَاءً

ترجمہ: اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور فضائے بیکران میں آسمان کا خیمہ لگایا اور آسمان کو عمارت بنایا۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲)

ہر حمد و ثناء اس مالک حقیقی کو جو بادشاہی دینے والا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ

(سورہ آل عمران آیت ۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ تو ملک کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک دے۔

وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

(سورہ النحل آیت ۴۹)

ترجمہ: اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔ اور سب تعریفیں اس خالق کو جس نے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمِ

(سورہ تین آیت ۴)

ترجمہ: بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں بنایا۔ انسان کو بنا کر شرف خلافت سے نوازا۔ اس کا نام و ذکر اطمینانِ قلوب کا ذریعہ ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(سورہ رعد آیت ۲۸)

ترجمہ: اور ان کے دل اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں۔

ہر چیز اس خالق کائنات کی تسبیح میں مصروف ہے۔

یُسَبِّحُ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(سورہ الحشر آیت ۲۴)

ترجمہ: اس کی تسبیح کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اس خالق سے التجا ہے کہ ہماری زبان کو ذاکر قلب کو صابر و شاکر بنائے اور اپنی حمد اور اپنے پیارے محبوب مکرّم کی نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن اپنے محبوب مکرّم علیہ السّلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔ اور وارثان انبیاء کرام علیھم السلام یعنی اولیاء اللہ کا فیضان ہمیں نصیب فرمائے۔

خصوصاً سیّدی وملجائی حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان نصیب فرمائے اور ان کا ذکر خیر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی المصطفیٰ علیہ السّلام۔

خاک پائے اھل بیت واصحاب علیھم الرضوان
محمد دین چشتی گولڑوی

☆☆☆☆☆

فصل دوم
نعت شریف

نعت

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(گولڑہ شریف) (پوٹھوہاری)
المتوفی ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء

اَج سک متراں دی ودھیری اے ۔۔۔ کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے ۔۔۔ اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
اَلطَّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِهٖ ۔۔۔ والشُّذُبَدٰی مِنْ وَّفْرَتِهٖ
فَسَکَتُ هُنَا مِنْ نَظْرَتِهٖ ۔۔۔ نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے ۔۔۔ متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے ۔۔۔ مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسن ۔۔۔ جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ اکھاں ہن لعل یمن ۔۔۔ چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں ۔۔۔ جاناں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں ۔۔۔ جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں ۔۔۔ بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دِسے اس مورت تھیں ۔۔۔ وچ وحدت پھٹیاں جد کلیاں
دسے صورت راہ بے صورت دا ۔۔۔ توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا ۔۔۔ کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں

ایہا صورت شالا پیش نظر — رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر — سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

یُعْطِیْكَ رَبُّكَ داس تساں — **فَتَرْضٰی** تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں — **وَاشْفَعْ تَشَفَّعْ** صحیح پڑھیاں

لاہو مکھ تھیں مخطط بردیمن — من بھانوری جھلک دکھاوَ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاوَ مٹھن — جو حمرا دادی سن کریاں

حجرے توں مسجد آوَ ڈھولن — نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن — سب انس و ملک حوراں پریاں

انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مفت وکاندیاں تے — شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

☆☆☆☆☆

نعت شریف

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اِن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اسراء میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار بہا دیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆☆☆

نعت شریف

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشت غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دل بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیران قفس
آچکی باد صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

حشر میں اک اک کا منہ جو تکتے پھرتے ہیں عدد
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

☆☆☆☆☆

نعت شریف

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرّم ،نور مجسم ،فخر دو عالم رحمت عالم و عالمیاں ،حبیب کبریا ،احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث ایجاد عالمیاں بنایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی معرفت کے لئے پیدا فرما کر اپنی تخلیق کے شاہکار کو دیکھ کر خود ان کو نام محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے موسوم کر دیا۔ سبحان اللہ کس قدر وجد آفریں نام ہے۔ جوں ہی لب پر آتا ہے۔ روح مسرت سے جھوم اٹھتی ہے۔ عشاق کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں ۔مسرتوں کے خمار میں آنکھیں چھم چھم برسنے لگیں قلب وروح ذہن و احساس میں عشق بلال ،محبت اویس ،سوز جامی ، ساز رومی کے پھریرے لہرانے لگے۔ اسلئے کہ یہ دانائے سُبل ، ہادی کل ،ختم الرسل ،مولائے کل کا اسم گرامی ہے اور یہ نام آسمانوں میں عرش کے قوائم پر سدرۃ المنتہیٰ پر ،لوح محفوظ کے سینے پر تورات کے صفحات پر ،انبیاء کے صحائف میں زبور کے اوراق پر ،انجیل کے قراطیس پر ، ہر جگہ یہی نام مقدس ہے۔

وَ شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجَلَّهٗ
فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کا اسم مبارک اپنے نام سے مشق کیا۔ صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد (ﷺ)۔

وَضَمَّ اِلٰهُ اِسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اِسْمِهٖ
اِذْقَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک کے نام کو اپنے نام سے ملا دیا۔ اس لیے تو مؤذن پانچوں وقت اشھد کہتا ہے۔ (حضرت حسان)

تکبیر میں کلموں میں نمازوں میں اذانوں میں ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد ﷺ م ح م د۔ باب تفصیل سے ہے اور باب تفصیل کا ایک خاصہ کثرت و تکرار ہے۔

کَاَنَّهٗ حَمِدَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ اِلٰی مَالَا نِهَا یَةَلَهٗ

(منتہی الادب ص ۲۳۷)

جس کی بار بار تعریف کی گئی ہو جس کی کوئی حد نہ ہو۔

مُحَمَّدٌ وَهُوَ الْمُسْتَغْرَقُ لِجَمِیْعِ الْمُحَامَدَةِ۔

(روح البیان ج ۲ ص ۱۰۳)

محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ ہستی ہے جو تمام محامد، محاسن و تعریفات سے معمور ہو، اور نام محمد ﷺ کیہر حرف میں ایک عجب نکتہ ہے۔

م۔ مُحَمَّدٌ مِیْمُهٗ مُوْتٌ لِلْکُفْرِ

محمد کا میم کفر کے لئے موت ہے۔

ح۔ حَیَاةُ الْقَلْبِ لِلْمُؤْمِنِ بِحَاهَا۔

اور حا قلب مومن کیلئے زندگی ہے۔

م۔ وَمِیْمُ الثَّانِیْ مَوْجُ الْمَوَاهِبِ۔

اور دوسرا میم بخشائش کی موج ہے۔

د۔ وَدَالُ خَیرُ دَالٍ لَا شُبَاہٗ

اور دال بلاشبہ بہترین دلیل ہے۔

شَفِیعُ الْمُذْنِبِینَ مُلَاذِمَۃٌ

گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے اور جائے پناہ۔

وِمَنْ یَکْفُرْ بِہٖ تَبَّتْ یَدَاہٗ

اور جو آپ کا انکار کرے اسکے دونوں ہاتھ تباہ ہوں پھر چونکہ تمام انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تیرا محبوب علیہ السّلام ہمارے دور نبوت میں آگئے تو ہم عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ایمان بھی لائیں گے اور مدد بھی کریں گے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ النَّبِیّٖنَ

(سورہ آل عمران آیت ۱۸)

اس وعدے کو نبھانے کیلئے انبیاء کرام علیھم السلام اپنے اپنے دور میں حضور علیہ السّلام کے خطبے پڑھتے رہے اس طرح سلسلہ نعت (تعریف مصطفیٰ علیہ ﷺ) ابتدائے آفرینش سے جاری ہوا۔ اب بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا نعت کا معنیٰ قابل تعریف اچھی صفات کا کسی شخص میں پایا جانا چونکہ حضور علیہ السّلام میں تمام صفات اور خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے نعت کا لفظ آپ کی تعریف کیلئے مخصوص کر دیا۔

نعت نظم و نثر دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ نعت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نظم میں پڑھنے والے صحابہ کرام علیھم الرضوان مردوں سے ایک سو ساٹھ اور عورتوں میں سے بارہ تھیں۔ (مدارج النبوۃ)

مگر چونکہ حضور علیہ السّلام کا ہر صحابی حضور علیہ السّلام کا نعت خوان تھا

جوکہ نثر میں حضور علیہ السّلام کی تعریف کرتے تھے۔ اور ان صحابہ کرام کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ تو نظم میں نعت مصطفیٰ علیہ السّلام چند صحابہ کرام کی اتباع ہے اور نثر میں لاکھوں صحابہ کی اتباع ہے خلفاء الراشدین نے نعت مصطفیٰ علیہ السّلام نثر میں پڑھی۔ دیگر صحابہ نے نعت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نظم پڑھی اور صحابہ کی زبانوں پر ہر وقت یا ذکر خدا ہوتا یا ذکر مصطفیٰ ہوتا جو نثر میں کیا جاتا اسلیئے نظم سے زیادہ وقت نثر میں نعت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہونا چاہیے تاکہ کثیر صحابہ کرام کی اتباع نصیب ہو سکے اور آیات قرآن میں ذکر مصطفیٰ علیہ السّلام۔ احادیث میں ذکر مصطفیٰ علیہ السّلام اقوال بزرگان دین میں۔

ذکر مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جوکہ نثر میں ہے اور یہ سب تعریف (نعت مصطفیٰ علیہ السّلام ہے اور نعت چاہے نظم میں ہو نعت (تعریف) لکھنے اور پڑھنے والے کے لیے شریعت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع ضروری ہے نعت گو اور نعت خوان کی صورت و سیرت شریعت کے مطابق ہو اور یاد رکھو نعت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لکھنا بہت مشکل ہے اسلیئے کہ اس کے دونوں طرف حدیں قائم ہیں اوپر خدا نیچے مخلوق۔

نعت کا ہر جملہ فقط مصطفیٰ ﷺ علیہ السّلام کے لئے ہونا چاہیے اسلیئے کہ نہ تو شان خدا میں شامل کیا جائے اور نہ عام مسلمانوں کے درجات میں ورنہ کفر ہو جائے گا۔ نعت گو اور نعت خوان کو انتہائی محتاط ہونا چاہیے اور سامعین کو خوش آواز پہ خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسکے الفاظ کی حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔ اور جہاں ذکر مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہو یا اسم مصطفیٰ ﷺ ہو یا نعت مصطفیٰ ﷺ ہو۔ صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت بارگاہ خواجہ حجاز صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ضرور پیش کریں۔ اور جوں ہی نغمۂ صلوٰۃ وسلام کی

شرینی زبان پر گھلتی ہے خالق ارض وسماء جل وعلا کی رحمتیں چھم چھم برستی ہیں۔ فرشتے استغفار کرنے لگتے ہیں۔ رحمت کی چادریں تن جاتی ہیں خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔ شفاعت مصطفیٰ ﷺ کی ضمانت ملتی ہے۔

روز محشر سایۂ عرش الٰہی میں جگہ نصیب ہوتی ہے۔ جام کوثر ملتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے پل صراط سے آسانی سے گزر ہو جاتا ہے۔ جنت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے غرضیکہ سعادت دارین ملتی ہیں۔ اور کائنات کی عظیم ترین سعادت دولت دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوتی ہے۔

اس لئے نعت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد درود وسلام بھیجنا چاہیے۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(خاک پائے اہلبیت واصحاب علیہم الرضوان)
مفتی محمد دین چشتی گولڑوی

☆☆☆☆☆

باب دوم:
فصل اول:

منقبت

کس قدر اونچا ہوا عزو علائے اہلبیت
جبکہ وارد ہے حدیثوں میں ثنائے اہلبیت

ہے کلام اللہ میں خود ان کی پاکی کا بیان
آیۂ تطہیر نازل ہے برائے اہلبیت

خالق عالم تمھاری جب صفت ظاہر کرے
پھر نہ ہو کیوں ہر زباں مدحت سرائے اہلبیت

پاک فرمایا تمہیں حق نے برے اخلاق سے
ہو پسند حق نہ پھر کیوں ہر ادائے اہلبیت

صوفیا فرماتے ہیں ہر عصر ہر اک قرن میں
قطب ہوتا ہے میاں اولیائے اہلبیت

اللہ اللہ نارِ دوزخ ان پہ فرمادی حرام
کس قدر اعزاز کرتا ہے خدائے اہلبیت

کیا طہارت ہے کہ صدقہ ہوگیا تم پر حرام
تاکہ دھبہ میل کا تم پر نہ آئے اہلبیت

شہ نے فرمایا مری امت کے بس رہبر ہیں دو
ایک تو قرآن دیگر اتقائے اہلبیت

ہر دعا موقوف ہے جب تک نہ ہو تم پر درود
شاہ نے ظاہر کیا یہ اعتلائے اہلبیت

شہ نے فرمایا کہ حق نے دی خلاصی نار سے
فاطمہ کو اور جن میں ہے ولائے اہلبیت

خود کہا جعفر نے حبل اللہ کی تفسیر میں
کوئی حبل اللہ نہیں ہے ماسوائے اہلبیت

ان میں اجمل خون ہے اللہ کے محبوب کا
ہے ولائے مصطفیٰ پھر تو ولائے اہلبیت

☆☆☆☆☆

باب دوم

اہلبیت اطہار

فصل دوم

اہل بیت کا مفہوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ طَهَّرَ اَهْلَ بَیْتِ نَبِیِّنَا مِنْ کُلِّ رِجْسٍ وَاٰتَاهُمْ مِنْ لَّدُنْهُ فَضْلًا کَبِیْرًا فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ مِنْ اَفْضَلِ قَبِیْلَةٍ وَاَکْرَمِ فَضِیْلَةٍ وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَشْرَافِ السَّادَةِ وَ اَصْحَابِهِ الْاَئِمَّةِ الْقَادَةِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

(سورہ شوریٰ آیت نمبر ۲۳)

آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ سوائے قرابت کی محبت کے۔

اٰلَ طٰهٰ یَا اٰلَ خَیْرَ نَبِیٍّ
جَدُّكُمْ خِیْرَةٌ وَ اَنْتُمْ خِیَارُ

آل طٰہٰ اے آل بہترین نبی کی۔ تمہارا دادا بہتر تھا اور تم بہتر ہو

أَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَیْتِ فَاَنْتُمُ الْاَطْهَارُ

اللہ تعالیٰ نے تم سے رجس کو دور کر دیا اے اہل بیت پس تم پاک ہو

لَمْ یَسْئَلْ جَدُّکُمْ عَلَی الدِّیْنِ
اَجْرًا غَیْرَوُدِّ الْقُرْبیٰ وَنَعْمِ الْاِجَارِ

نہیں سوال کیا تمہارے جد امجد نے دین پر کوئی معاوضہ۔سوائے محبت قریبوں کے اور اچھے۔

حُبُّکُمْ جُنَّۃٌ لِکُلِ فُؤَادٍ فِیْہِ
حُبُّ الْاَصْحَابِ وَالْبُغْضُ نَارٌ

اے اہل بیت تمہاری محبت ہر شخص کیلئے ہے اور تمہارا بغض کرنے والا جہنمی ہے۔(یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اشرف المو بد ص ۱)

عین ممکن ہے نصیر آلِ محمد کا کرم
کوئی اس پاک گھرانے کا نمک خوار تو ہو

ختم الرسل حسین و حسن حیدر و بتول
نازم کہ نسب ہست بہ ایں پنج تن مرا

ہے تہہ دل سے نصیر آل محمد پر نثار

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

برادران اسلام! حضور ﷺ کی زندگی کا صرف ایک مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جس طرح گمراہیوں کی وجہ سے اپنے رب سے دور ہو چکے ہیں۔پھر کفروشرک کے اندھیروں سے نکل کر اللہ کے قریب ہو جائیں اور اپنے دلوں کو نور ہدایت سے منور کریں حضور علیہ السّلام دن رات اسی کام میں مشغول رہتے اور ان لوگوں کو سمجھاتے وہ غصہ ہوتے تو حضور ﷺ مسکرادیتے وہ گالیاں بکتے تو آپ دعائیں دیتے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روز وشب کی اس کوشش کو دیکھ کر کفار نے خیال کیا کہ اس تگ ودو کے پس منظر میں ضرور کوئی بڑا مقصد ہے جس کے لئے یہ اتنی محنت فرماتے

ہیں۔

بلکہ کافروں نے چہ میگوئیاں شروع کردیں کہ حضور ﷺ (معاذ اللہ نقل کفر، کفر نباشد) یا دولت جمع کرنا چاہتے ہیں یا ہمارا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ فرمادو کہ اے نادانو! میں تم سے کسی قسم کا معاوضہ طلب نہیں کرنا چاہتا نہ آج نہ کل میں تو چاہتا ہون کہ تم کفر وظلمت کے اندھیروں سے نکل کر نور ہدایت پاکر آپس میں قتل وغارت سے باز آجاؤ اور ایک دوسرے کا احترام سیکھو۔ تاکہ تم خوشگوار زندگی گزار سکو۔ ہاں اگر ایمان لانے کے بعد تم کچھ کر سکتے ہو تو میرے قرابت داروں سے محبت کرو اور ان کا ادب کرو اسکا صلہ تمہیں اللہ تعالیٰ یقیناً عطا فرمائے گا اور آیت موّدت مذکورہ کا شان نزول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیّد المفسرین یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السّلام مدینہ طیبہ میں جلوہ گر ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے مصارف (اخراجات) بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور علیہ السّلام کے احسانات یاد کر کے بہت سا مال جمع کیا اور یہ مال لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت عطا کی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے اخراجات بہت زیادہ ہین اسلیئے ہ مخدام انصار یہ مال لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبول فرمائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور علیہ السّلام نے وہ مال واپس کر دیا۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۷۰۳) اور مسلمانوں کو

حکم ہو گیا کہ تم لوگوں سے میں کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم میری اولاد سے محبت رکھو۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں ایمان ملا مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے عرفان ملا مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے، قرآن ملا مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے تو اگر تم چاہتے ہو کہ حضور علیہ السّلام کو راضی کریں تو اہل بیت سے محبت کرو۔ اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور علیہ السّلام سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کے قریبی لوگ کون ہیں؟ جن کی محبت ہم مسلمانوں پر واجب ہے۔

قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ اَبْنَاهُمَا

(روح المعانی ج ۵ ۳۱۰، تفسیر روح الابیان ج ۸ ۳۱۱، تفسیر خازن بھامش ج ۴ ص ۱۰۱، تفسیر اب عربی ج ۲ ص ۴۳۳)

حضور علیہ السّلام نے فرمایا علی فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ عنھم سلام علی ال یاسین۔ (سورہ صفت آیت ۱۳۰) اس سے مراد حضور علیہ السّلام کی اولاد ہے تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۶۴ تو ثابت ہوا کہ مودت والی آیت کریمہ میں سرکار دو عالم نور مجسم شفیع معظم حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت کرام کی محبت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

کس زباں سے ہو بیاں عزّ و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

اہل کا لغوی معنیٰ

اَلْاَھْلُ: کنبہ۔ رشتہ دار **اَھْلُ الرَّجُل**: بیوی۔ **اَھْلُ الْاَمْرِ**: حُکّام کو جاتا ہے اور **بَاتَ** سے **بِیْتًا۔ فِی الْمَکَان** (شب باشی کرنا)

تو معنیٰ یہ ہوا کہ گھر کا کنبہ۔

تفسیر رُوح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر آیت نقل کرتے ہیں:

یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَلْمُرَادُ بِہٖ مَنْ حَوَاہُ بَیْتَ نُبُوَّۃٍ رِجَالًا وَّ نِسَاءً۔

ترجمہ: اہل بیت نبی کے گھر والے مرد اور عورتیں ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اہل بیت کون ہیں؟:

اس آیت کریمہ میں اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں اس بارے میں مفسرّین کرام کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک حضور سرور عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی مراد ہیں۔

بعض کے نزدیک حضور اکرم علیہ السّلام، حضرت علی المرتضٰی، سیدہ فاطمہ، حضرت امام حسن، اور حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور بعض کے نزدیک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خدام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کے ساتھ ہی شامل ہیں۔ ان اقوال کی

تحقیق اس طرح ہے:

آلُ عَبَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ ابْنَتَهٗ وَ الْمُرْتَضٰى ثُمَّ سَبْطَاهُ اِذَا اجْتَمَعُوْا۔

(روح البیان ج ۷، ص ۱۷۱)

ترجمہ: آل عبا در سول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی اولاد اور حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور پھر آپ کے دونواسے ہیں، جب سب اکٹھے ہو گئے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

وَالْاَوْلٰى اَنْ يُّقَالَ هُمْ اَوْلَادُهٗ وَ اَزْوَاجُهٗ وَالْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ مِنْهُمْ لِاَ نَّهٗ كَانَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ بِسَبَبِ مُعَاشِرَتِهٖ بِبِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُلَازِمَتِهٖ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

(تفسیر کبیر ج ۲۵، ص ۲۰۹)

ترجمہ: اور بہتر یہ ہے کہ کہا جائے وہ حضور علیہ السّلام کی اولاد ہیں اور آپ کی ازواج اور حسن وحسین اس میں سے ہیں اور علی رضی اللہ تعالٰی عنہم ان میں سے ہیں، اس لیے کہ یہ بنت رسول علیہ السّلام کی معیت کی وجہ سے اس کی اہل بیت سے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا قول:

اطلاق اہل بیت معنی امده گا ہے بمعنی اہل وعیال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آمدہ شامل مرازواج راو بیروں آمدن نساء آنحضرت از بیت مکابرہ امت ومخالف است مرسوق آیت کریمہ:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا۔

زیرا کہ خطاب با ایشاں است در اوّل آیت و انتظام امام فخر الدین رازی گفتہ شود اہل بیت اولاد آنحضرت وازواج اُواند وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما از ایشاں اند وعلی المرتضیٰ نیز از اہل بیت اُست بجہت معاشرت اوراابنت پیغمبر راو ملازمت اُومروے را ﷺ۔

(اشعۃ اللمعات جلد۴، ص ۲۸۱)

ترجمہ: اہل بیت کا اطلاق چند معنی پر آیا ہے کبھی بمعنی اہل وعیال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آیا ہے جو کہ ازواج مطہرات کو شامل ہے اور ازواج مطہرات کو اہل بیت نے نکال دینا گناہ ہے اور آیت کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔اس لیے آیت مذکورہ سے قبل اور بعد ازواج مطہرات کو خطاب آیا ہے تو پھر ان کو نکال دینا کلام کو نکال دینا ہے کلام کے اتساق وانتظام سے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت شامل ہے ازواج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس لیے کہ آیت کا سیاق ندا کرتا ہے۔ان کو پس نکال دینا ازواج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہل بیت سے اور مخصوص کرنا بغیران کے صحیح نہ ہوگا اور پھر یہ بھی کہنا بہتر ہے کہ کہا جائے کہ اہل بیت حضور علیہ الصلوۃ والسّلام کی اولاد وازواج ہیں اور حسن وحسین ان میں سے ہیں اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی اہل بیت سے ہیں، بوجہ معاشرت بنت پیغمبر کے اور علی المرتضیٰ کا حضور علیہ السّلام کے حکم کی تابعداری لازم پکڑنا۔

شہنشاہ گولڑہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق:

سیدی وملجائی اعلیحضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت کی تحقیق یوں فرمائی ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت تطہیر میں الفاظ اہل بیت سے مراد مندرجہ ذیل حضرات ہیں:

(۱) بحسب کثرت روایات آل کسا، یعنی علی، حسن، حسین، سیدۃ النساء علیہم السلام ہیں یہی قول ہے صحابہ کرام میں سے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور تابعین میں سے بھی ایک گروہ کا جن میں حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ ہیں۔

(۲) جمہور کا قول ہے کہ لفظ اہل بیت فریقین یعنی امہات المؤمنین اور آل عبا علیہم السلام کو بھی شامل ہے۔

(۳) تیسرا قول صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تابعین میں سے حضرت عکرمہ کا ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہی ہیں۔

(۴) چوتھا قول جس کو صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے کہ اہل سے مراد بنو ہاشم اور بیت سے مراد بیت النسب ہے۔

(۵) پانچواں قول جس کو خطیب شربینی نے بقاعی سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قول اَولیٰ ہے، وہ یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد سب تعلق دار، ازواج واولاد علیہم السلام ہیں اور وہ ہیں جن کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ممتازانہ لزوم وتعلق تھا جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت وارد ہے:

سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ

یعنی سلمان ہم سے یعنی اہل بیت سے ہے۔

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ ساری تحقیق اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ آیۃ تطہیر کا مورد خواہ امہات المومنین یا مع آل کسا یا صرف آل کسا علیہم السلام تطہیر اور اذہاب الرجس بصورت تنزیل احکام و ہدایت شریعت نہیں، جو سب اہل ایمان کو شامل ہے بلکہ یہ معنی عفو مغفرت اور آخرت ہے خطا کا صدور مطہرین سے ممکن ہے البتہ ان کا حشر آخرت میں مغفرت کاملہ کی صورت میں ہوگا اس بیان سے یہ خیال بھی نہ کیا جائے کہ آیت تطہیر کا مطلب پابندی امر و نواہی شرعیہ سے اباجت و آزادی ہے بلکہ یہ فضل و عنایت خاص ایزدی کی بشارت ہے جو بحسب

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

پابندیٔ احکام کے منافی نہیں۔(تصفیہ مابین السّنی و الشیعہ ص ۵۴ تا ۵۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نذر عقیدت پیش فرماتے ہیں ۔

ظاہر از اہل بیت نور نبی   ہم چو در ماہ نور خورشید است
ازل تا ابد بود طاہر   زانکہ ایں نور نُور جاوید است

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

مہر ہے ساری علی دی' شک نہ رہیا اک ذرّہ

تاہیں اوہ پیاں وِسدیاں سانوں ماہی والیاں تاہلیاں

اور علامہ اقبال علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔

نور چشم رحمۃٌ للعالمین — آں امام اوّلین و آخریں
بانوئے آں تاجدارِ ہل اَتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق — مادر آں مرکزِ پرِ کارِ عشق

حضرات محترم! اہل بیت اطہار چاہے نسب سے ہوں یا اہل سکن، سب عزو عظمت والے ہیں اور سب کی تعظیم بجالانا ضروری ہے۔ حضور علیہ السّلام کا مسکن آپ کا منبر و محراب۔ اُستُنِ حنّانہ، وہ شہر مکہ وہ شہر مدینہ، غرضیکہ جس چیز کی حضور علیہ السّلام سے نسبت ہوگئی وہ عظمت والی ہے تو پھر ازواج مطہرات جو کہ امہات المؤمنین بھی ہیں۔ ان کی شان کس قدر بلند و بالا ہوگی اور جن کو چادر میں لیے

هٰؤُلَاءِ اَهلُ بَيتِي

فرمایا۔ ان کی عظمت کس قدر بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نسب مصطفیٰ قیامت میں:

كُلُّ سَبَبٍ وَّ نَسبٍ يَنقَطِعُ يَومَ القِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي۔

(الشرف المؤبد ص ۳۰، صواعق محرقہ ص ۱۵۶)

ترجمہ: حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر سبب اور ہر

نسب منقطع ہو جائے گا۔ مگر میرا سبب اور نسب قائم رہے گا۔

اولادِ علی اولادِ نبی ﷺ ہے:

اور ایک حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جَعَل ذُرِّیَّتِیَ کُلَّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَاِنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِی ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔

(صواعق محرقہ ص ۱۵۰)

ترجمہ: فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے ہر نبی کی اولاد اُن کی پشت سے پیدا کی اور بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری اولاد (حضرت) علی ابن ابی طالب کی پشت سے پیدا فرمائی۔

''اسعاف الراغبین فی سیرۃ مصطفیٰ (ﷺ)'' میں ہے جس کا ترجمہ یوں ہے سیدۃ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد و فرزند کہلاتے ہیں:

وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کُلُّ بَنِیْ اُمٍّ یَنْتَسِبُوْنَ اِلٰی عُصْبَتِہٖ اِنَّ وُلْدَ فَاطِمَۃَ وَاَنَا وَلِیُّھُمْ وَ اَنَا عُصْبَتُھُمْ۔

(الشرف المؤبد ص ٦٦)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا ہر ماں کی اولاد اپنے عصبہ کی طرف منسوب ہوتی ہے، جبکہ فاطمہ کی اولاد کا عصبہ اور ولی میں ہوں۔

ایک حدیث میں ہے کہ ہر ماں کی اولاد اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولاد فاطمہ کے جن کا ولی اور عصبہ میں ہوں۔

حضراتِ محترم! یہ خصوصیّت صرف اولادِ فاطمۃ الزّہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے ہے اور آپ کی اولاد کو آلِ رسول اور اہل بیت کا شرف حاصل ہے، جسے عرف عام میں سید کے نام سے پکارہ جاتا ہے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشرف المؤبد'' میں سادات کرام کے لیے چند اہم ذمہ داریوں کا ذکر فرمایا ہے۔

کیا بات ہے رضاؔ اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حُسین اور حَسن پھول

سادات کی خصوصیات:

(۱) ان لوگوں کے انساب کو معلوم کرنا جو سید نہیں، مگر سادات کرام میں شامل ہوگئے ہیں یا وہ لوگ جو سادات سے نکل چکے ہیں۔

(۲) سادات کرام کے انساب اور خانوادوں کی پہچان رکھنا اور ان کے نام وغیرہ رجسٹر میں درج کرنا۔

(۳) سادات کرام کے بچوں کی فوتیدگی اور ولادت رجسٹر میں درج کرانا۔

(۴) سادات کرام کو وہ آداب سکھانا جو ان کے شرف کے لائق ہوں تاکہ لوگوں میں ان کا جاہ وحشم قائم رہے اور حضور علیہ السلام کی حرمت قائم رہے۔

(۵) سادات کرام کو بُری باتوں اور گھٹیا کاموں سے روکنا۔

(۶) سادات کرام کو ارتکاب گناہ اور حرام کو حلال کرنے سے باز

رکھنا۔ نیکی اور غیرت قائم رکھیں اور برائی سے پرہیز کریں تا کہ کوئی شخص طعن نہ کرے۔

(۷) سادات کرام کو لوگوں پر مسلط ہونے سے روکنا تا کہ لوگوں پر ظلم نہ ہو بلکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے طریقے سکھائے جائیں۔

(۸) سادات کرام کے حقوق کا تحفظ کرے تا کہ وہ کمزور نہ ہو جائیں اور دوسروں کے حقوق سختی سے دلوائے اور دونوں طرف کا خیال رکھے کہ وہ لوگوں سے انصاف کریں اور لوگ ان سے۔

(۹) بیت المال سے سادات کرام کے حقوق کی نیابت کرے۔

(۱۰) سادات کرام کے گھرانے کی خواتین کو غیر کفو کے نکاح سے روکا جائے اس لیے کہ یہ تمام عورتوں سے افضل ہیں، اس لیے بقائے نسب و حرمت و عظمت کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

(۱۱) ان میں سے اگر مائل گناہ ہوں تو انہیں منع کرے اور اگر ان میں سے کسی ایسے صاحب عزت سے لغزش ہو جائے تو اسے سمجھا کر معاف کر دے۔

(۱۲) سادات کرام کے بزرگوں کو حفاظت و صیانت کرے اور اسکے بچوں کی تربیت و پرورش کرے۔ (الشرف المؤبد ص ۲۰)

یہ تمام امور سادات کے نقیب (سردار) کے ذمہ ہوتے ہیں۔ علامہ نبہانی کے ان اقوال پر عمل کرنے سے سادات کرام کو بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔

؎ بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

فضائل اہل بیت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے دن رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُونٹنی پر سوار تھے اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے سنا آپ نے فرمایا:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْ تُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔

(مشکوۃ ص ۵۶۹)

ترجمہ: اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ تم اس کو پکڑ رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ ہے اور میری اولاد، میرے اہل بیت۔

زمین والوں کے لیے امن:

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَھْلِ السَّمَآءِ وَ اَھْلَ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاَھْلِ الْاَرْضِ۔

(حدیث) (الشرف المؤبد ص ۴۰)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: آسمان والوں کے لیے ستارے امن ہیں اور زمین والوں کے لیے میرے اہل بیت امان ہیں۔

اہل بیت کے لیے دعا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُدْخِلَ النَّارَ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَاَعْطٰنِیْھَا۔

ترجمہ: میں نے رب تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی جہنم میں داخل نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی۔

(الشرف المؤبد ص ۳۰)

اہل بیت کی وجہ سے نجات:

حضور سرور کائنات فخر موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مِثْلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

ترجمہ: بے شک میری اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا، نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

یعنی جس مسلمان کے دل میں حب اہل بیت ہو گی اور اہل بیت کرام کی

اتباع کرے گا وہ نجات حاصل کرے گا اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل سنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زبانی
خیر چاپاؤ محمد تاہیں صدقہ شاہ جیلانی

قرآن اور اہل بیت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ''غدیر خم'' (غدیر بمعنی حوض، خم جگہ کا نام ہے) خطبہ ارشاد فرمایا: پہلے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر آپ نے ہم لوگوں کو وعظ و نصیحت ارشاد فرمائی اس کے بعد آپ نے فرمایا: لوگو! میں انسان ہوا، قریب ہے کہ میرے پاس رب کا بھیجا ہوا فرشتہ (ملک الموت) آئے تو خدا تعالیٰ کے حکم کو قبول کروں۔ (اس کے بعد فرمایا:)

اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى والنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِىْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِىْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ

اَھْلِ بَیْتِیْ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۶۸)

ترجمہ: اور میں تم میں دو نفیس اور گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں پہلی چیز کتاب اللہ (یعنی قرآن پاک) ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو خدائے تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ راوی کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے بارے میں لوگوں کو رغبت دلائی پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا: (یعنی دوسری گراں قدر چیز) میری اہل ہے۔ میں تمہیں اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔

اسلام کی بنیاد:

لِکُلِّ شَیْئٍ اَسَاسٌ وَ اَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وحُبُّ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

(الشرف المو بد ص ۱۲۲)

ترجمہ: ہر چیز کی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت و اصحاب کی محبت ہے اور ان کی اطاعت بجالانا ضروری ہے۔

حبّ اہل بیت:

اَنْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَھْلِ بَیْتِیْ وَ اَصْحَابِیْ۔

(حدیث)(الشرف المؤبد ص۱۲۲)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت کرنے والا ہوگا۔

حضرات محترم! ان دو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حب اہل بیت بھی ضرورت ہے اور حُبّ اصحاب بھی لازم۔ اگر اصحاب کو چھوڑ کر صرف اہل بیت کرام سے محبت کی جائے تو ایسی محبت قابل قبول نہ ہوگی۔

حُبّ اہل بیت کے بارے میں چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا ۰

ترجمہ: جو شخص حب اہل بیت پر فوت ہوا' وہ شہید فوت ہوا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَهٗ۔

ترجمہ: خبردار جو شخص آل محمد (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی محبت پر فوت ہوا' وہ بخشا ہوا فوت ہوا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا

ترجمہ: خبردار جو شخص آل محمد (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی محبت پر فوت ہوا' وہ توبہ کے ساتھ فوت ہوا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكِرٌ وَ نَكِيْرٌ۔

ترجمہ: خبردار: جو آل محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی محبت پر مرا تو اسے

ملک الموت جنت کی خوشخبری دیتا ہے اور پھر منکر نکیر۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یَزِفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تَزِفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا۔

ترجمہ: خبردار جو شخص آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پر فوت ہوا، وہ جنت میں ایسے بھیجا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی ہے۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: خبردار جو شخص آل محمد (علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

ترجمہ: خبردار جو شخص آل محمد ﷺ کی محبت پر فوت ہوا وہ سنت پر اور جماعت والوں میں (یعنی اہل سنت و جماعت میں) فوت ہوا۔

(الشرف المؤبد ص ۱۰۴، تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیم اہل بیت:

حُبّ آل رسول علیہ السّلام کے بارے میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَرَابَتِیْ۔

(صواعق محرقہ ص ۱۷٦)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

ایک دفعہ حضرت سیّدنا امام حسن علیہ السلّلام جب کہ آپ بچے تھے تشریف لائے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اَنْزِلُ عَنْ مَجْلِسِ اَبِیُ

میرے ابا جان کی جگہ سے اتر جاؤ تو جواباً سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

صَدَقْتَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَجْلِسُ اَبِیْكَ

سچ کہا تم نے اللہ کی قسم یہ تمھارے باپ کی جگہ ہے۔ اور امام حسنا مام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا اور زاروقطار رونے لگے۔
(صواعق محرقہ ص ۱۷۷ دارقطنی)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ مسجد شریف میں تشریف فرما تھے کہ مولا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف فرما ہوئے (جگہ پر تھی) اس لیے مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور جگہ کا انتظار کرنے لگے۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تمام صحابہ کرام کی طرف نگاہ دوڑائی کہ کون حضرت علی کو جگہ دیتا ہے؟ اتنے میں حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

هٰهُنَا يَا اَبَا الْحَسَنِ اِجْلِسْ

ترجمہ: اے ابوالحسن! اس جگہ بیٹھ جاؤ۔

پس وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ سرکار دو عالم رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کرنا اتنا پسند آیا کہ آپ کے چہرہ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں نظر آنے لگے اور فرط محبت سے ارشاد فرمایا:

یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّمَا یَعْرِفُ الْفَضْلَ لِاَہْلِ الْفَضْلِ ذُوالْفَضْلِ۔

ترجمہ: اے ابوبکر! بے شک اہل فضیلت کی فضیلت کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔ (صواعق محرقہ ص ۱۷۷)

سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اقدس کو کثرت سے دیکھتے تھے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔

مولا علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ (صواعق محرقہ ج ص ۱۷۷)

علی کی دید، دید مصطفیٰ ہے
کہ نور مصطفیٰ، مولا علی ہیں
اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارہ علی علی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت عظام

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیب جوئی کرتے دیکھا تو فرمایا:

وَيْحَكَ تَعْرِفُ عَلِيًّا هٰذَا ابْنُ عَمِّهٖ وَاَشَارَ اِلٰى قَبْرِهٖ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَاللّٰهِ مَا اٰذَيْتَ اِلَّا هٰذَا فِىْ قَبْرِهٖ۔

ترجمہ: افسوس تجھ پر کیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتا کہ یہ ان کے چچا کے بیٹے ہیں اور حضور علیہ السّلام کی قبر پاک کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا خدا کی قسم تو نے تو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دی ہے جو اس قبر مبارک میں جلوہ گر ہیں۔ (سواعق محرقہ ص ۱۷۵)

برادران اسلام! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو منع کیا اور یہ سبق دیا کہ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اذیت پہنچائی اس نے نبی مکرّم رسول محتشم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دی کیونکہ

جو درِ حسین پہ مقیم ہو تو ضرور پہنچے علی تلک
جو علی ملے تو نبی ملے جو نبی ملے تو خدا ملے

بارش بوسیلہ اہل بیت:

جب مدینہ طیبہ میں بارش کا سلسلہ منقطع ہو جاتا اور قحط سالی کے آثار نمودار ہوتے تو سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ ایزدی میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا جان) کے وسیلے سے دعا فرماتے تو بارش کا نزول ہو جاتا۔ دعا کے الفاظ اس طرح ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَحَطْنَا فَتُسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَا سْقِنَا فَیُسْقَوْنَ۔

(صواعق المحرقہ ص ۱۷۸)

ترجمہ: اے اللہ جب ہم پر قحط پڑ جاتا تھا تو ہم اپنے نبی محترم محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تیری طرف وسیلہ بناتے تو بارس برستی تھی اور اب ہم تیری طرف نبی مکرّم علیہ الصلوٰۃ ولسّلام کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں ہم پر بارش نازل فرما۔ اس وسیلہ کے پیش کرتے ہی بارش برسنا شروع ہو جاتی۔

حضرات محترم! سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بیت سے کس قدر محبت تھی کہ ان کا وسیلہ پیش کر کے دعا فرماتے تو بارش ہو جاتی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا وسیلہ بنانا سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ

ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے اور میرے خلفاء کے طریقے کی تابعداری کرو، کیونکہ جو لوگ وسیلہ بناتے ہیں اور خلفاء کی سنت اپناتے ہیں اور جو لوگ منکر ہیں وہ خلفاء راشدین کے طریقے سے دور ہیں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ　که برقول ایماں کنی خاتمہ

امام اعظم اور تعظیم اہل بیت:

سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت اطہار کی بہت تعظیم کرتے تھے اور مال کثیر خرچ کرتے تھے اور ثواب حاصل کرتے تھے۔ ایک دن ایک سیّد صاحب کی خدمت میں آپ نے ۱۲ ہزار درہم بھیجے۔
(صواعق محرقہ ص ۱۸۰)

امام شافعی اور تعظیم اہل بیت:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اہل بیت سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ جس وادی میں اترتے یا جس گھاٹی پر چڑھتے یہ اشعار پڑھتے۔

يَا آلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ

فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهُ

ترجمہ: اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی اہل بیت! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت فرض کی ہے۔ (الشرف المؤبد ص ۱۲۶)

آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس طرح سے آپ اکثر اہل بیت کا تذکرہ کرتے تھے۔

اہل بیت کی خدمت کا صِلہ:

ایک سیّد صاحب جو اچھے خاصے مالدار تھے ان کی بیوی اور بچیاں تھیں سیّد صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اور اہل و عیال مفلسی کا شکار ہو گئے تو مرحوم سیّد صاحب کی اہلیہ بلخ کو چھوڑ کر سمرقند آ گئیں تا کہ دشمنوں کے طعن سے بچ سکیں۔ آپ شدید سردی میں سمرقند پہنچیں اور صاحبزادیوں کو مسجد میں بٹھا کر کھانے کی تلاش میں باہر آ گئیں آپ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے کے پاس لوگ بیٹھے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ شہر کا رئیس ہے میں نے آگے بڑھ کر بتایا کہ میں سید العالمین ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد سے ہوں۔ اور میرے ساتھ چھوٹی چھوٹی سیدزادیاں ہیں اگر ہو سکے تو اپنے گھر میں ایک چھوٹا سا مکان دے دو اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں مہیا کر دو۔ اس دولتمند شخص نے کہا: اپنے سیّد زادی ہونے پر گواہ پیش کرو؟ سیّد زادی نے کہا: میں مسافر ہوں میرے پاس گواہ کہاں ہیں؟ دولت مند شخص نے صاف جواب دے دیا اور ان کی کوئی خدمت نہ کی۔ یہ سن کر وہ واپس آ رہی تھی کہ راستے میں ایک اور بوڑھے کو دیکھا جو اونچی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور لوگ اس کے پاس جمع تھے۔

سوچا شاید یہاں کام بن جائے اس کے پاس گئیں اور اپنا حال بتایا اس نے اس کی تصدیق کی اور ایک نوکر کو مسجد میں بھیجا تا کہ وہ صاحبزادیوں کو گھر لے آئے۔ وہ نوکر ہمراہ گیا اور صاحبزادیوں کو گھر لے آیا اور ایک باپردہ کمرہ علیحدہ دے دیا۔ لباس بھی دیا اور کھانا بھی پیش کیا۔ یہ مالک مکان ایک مجوسی تھا مگر انتہائی تعظیم سے پیش آیا۔ جب رات ہوئی اور سب سو گئے تو رات کے وقت اس دولت مند مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوگئی ہے اور سیّدالانبیاء حبیب کبریاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مقدس میں لوائے حمد ہے اور آپ کے قریب ایک عالی شان محل ہے وہ شخص آپ کی طرف بڑھا تو آپ نے رخ پھیر لیا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ محل کس کا ہے؟ اور آپ رُخ کیوں پھیر رہے ہیں؟ حالانکہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا: تم اپنے مسلمان ہونے پر دلیل پیش کرو۔ ایک روایت میں ہے ہ اس نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے: آپ نے فرمایا: یہ ایک مسلمان کا ہے اس نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں بھی تو مسلمان ہوں لہذا اس میں داخل ہونے کی اجازت فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہے تو گواہ پیش کر۔ اس نے کہا میرے پاس گواہ کہاں ہیں؟ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اولاد میں سے تیرے پاس ایک سیّدزادی گئی تھی تو تو نے اس سے سیّد ہونے کا گواہ مانگا تھا۔ لہذا تو بھی گواہ پیش کر۔

جب دولتمند آدمی بیدار ہوا تو سیّدزادی کی خدمت نہ کرنے پر مغموم ہوا اور افسوس کرنے لگا اپنے غلاموں کو اس سیّدزادی کی تلاش کے لئے شہر میں دوڑایا اور خود بھی ان کی تلاش کے لئے نکل کھڑا ہوا جب معلوم ہوا کہ وہ

سیّد زادی مجوسی کے گھر میں ہے تو اس کے گھر گیا اور سیّد زادی کو اس
طلب کیا۔ اس نے سیّد زادی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ دولت مند مسلمان
اس سے کہا: ایک ہزار درہم لے لو اور سیّد زادی کو مع بچیوں کے میر
ساتھ بھیج دو مگر مجوسی نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ وہ سیّد زادی ہیں
میں مسلمان ہوں اور تو مجوسی ہے اس لیے میں ان کی خدمت کرنے کا زیا
حق دار ہوں۔ مجوسی نے کہا جو خواب تو نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا
اور جو محل تو نے دیکھا ہے وہ میرا ہی محل ہے خدا تعالیٰ کی قسم! سیّد زادی
تشریف لانے پر ہم سب مسلمان ہو گئے۔ میں نے خواب میں رسول اک
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ار
فرمایا: یہ محل تیرا اور تیرے اہل خانہ کا ہے اور یہ احسان کا بدلہ ہے جو تو
سیّد زادی پر کیا ہے۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۹۴، زواجر ص ۲۰۶، الشرف المؤبد ص ۱۳۷)

حُبِّ اہل بیت کا فائدہ:

ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے بغداد کی طرف جانے والے ایک قافلے
پتہ چلا تو میں نے بھی ان کے ساتھ حج پر جانے کا ارادہ کر لیا اور پانچ ص
دینار لے کر بازار گیا تا کہ سامان حج لے آؤں وہاں ایک سیدزادی
کہا: میں سیّد زادی ہوں میری بچیوں کی چادریں نہیں ہیں اور ہم چار رو
سے فاقہ سے ہیں اس سیّد زادی کی بات سے میں متاثر ہوا اور وہ پانچ ص
دینار اس کو دے دیئے اور شکر الٰہی بجالاتے واپس گھر آ گیا۔ اس سال
حج پر نہ گیا اور قافلہ چلا گیا۔ جب قافلہ حج سے واپس آیا تو میں ملنے کے
گیا۔ جس حاجی صاحب سے بھی ملتا وہ مجھے حج کی مبارک باد دیتا اور قبولیہ

حج کی دعا کرتا۔ میں حیران ہوا کہ میں حج پر تو گیا ہی نہیں پھر یہ ماجرا کیا ہے؟ اسی حیرانگی میں رات کو سویا تو خواب میں حضور سیّدالانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تو لوگوں کی مبارک باد پر تعجب نہ کر جب تو نے ایک سیّدزادی کی حاجت کو پورا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے تیری صورت پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جو ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے گا۔ (الشرف المؤبد ص ۶۸، ومسافرات الاخیار مصنفہ سیّدی محی الدین ابن عربی)

برادران اسلام! جو لوگ اہل بیت سے محبت کرتے ہیں دنیا و آخرت میں شرف وعزت پاتے ہیں اسلیئے کہ حضور نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

اَرۡبَعَةٌ اَنَا لَهُمۡ شَفِيۡعٌ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ اَلۡمُكۡرِمُ لِذُرِّيَتِیۡ وَالۡقَاضِیۡ لَهُمۡ حَوَائِجِهِمۡ وَالسَّاعِیۡ لَهُمۡ فِیۡ اُمُوۡرِ هِمۡ عِنۡدَ مَا اضۡطَرُّوۡا اِلَيۡهِ وَالۡمُحِبُّ لَهُمۡ بِقَلۡبِهٖ وَلِسَانِهٖ۔

ترجمہ: چار قسم کے لوگوں کی میں قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ اوّل وہ جو میری اولاد کی عزت کریں گے۔ دوم وہ جو ان کی ضرورت پوری کریں گے۔ سوئم وہ لوگ جو ان کی ضرورت کے وقت ان کے امور میں کوشش کریں گے چوتھے وہ لوگ جو دل وزبان سے ان کے ساتھ محبت رکھیں گے۔

سادات کرام کا ادب واحترام نہایت ضروری ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سادات کرام کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کے بستر پر نہ بیٹھے اور نہ ہی ان کے برابر بیٹھے

اور جب سیّد صاحب سامنے آئیں تو ہم ان کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ سادات کرام کے بچوں کا بھی ادب و احترام کیا جائے۔

☆ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے تھے دوران درس آپ کئی بار خلاف معمول اٹھے اور بیٹھے حاضرین نے آپ کے بار بار اٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ایک سیّد زادہ بچہ دروازے پر کھیل رہا ہے جب وہ میرے سامنے آتا ہے تو میں ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اسلئے کہ میرے لیے یہ زیب نہیں کہ فرزند رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قریب سے گزرے اور میں ان کی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۸۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اہل بیت کرام سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

عداوتِ اہل بیت کا انجام:

برادران اسلام! جو لوگ اہل بیت کرام سے بغض رکھتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے اس لئے کہ حضور سیّد المرسلین ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنۡ مَاتَ عَلٰی بُغۡضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَآءَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ مَکۡتُوۡبًا بَیۡنَ عَیۡنَیۡہِ اٰیِسَ مِنۡ رَحۡمَۃِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: جو شخص بغض آل محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فوت ہوا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہو گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

اَلَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: خبردار جو شخص بغض آل محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم پر فوت ہوا جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

(روح البیان، تفسیر کبیر، تصفیہ ما بین السنی والشیعہ ص ٦١)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اہل بیت کرام واصحاب النبی علیہم الرضوان کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! والحمد للہ رب العالمین!

الٰہی بحق بنی فاطمہ   کہ بر قول ایماں کُنی خاتمہ

اگر دعوتم ردّ کنی ور قبول   من و دست و دامانِ آلِ رسول

☆☆☆☆☆

باب سوئم

حضرت قبلہ عالم پیر سیّد
شاہ ولایت بخاری قدس سرہٗ
کے آباء واجداد

فصل اوّل

منقبت

سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ الکریم

کیوں عقیدت سے نہ میرا دل پکارے یا علی
جس کے ہیں مولا محمد اس کے ہیں مولا علی

جس گھڑی اللہ کے گھر میں ہوئے پیدا علی
ذرّہ ذرّہ باادب ہو کر پکارا یا علی

بے نظیر ان کی شجاعت بے مثال ان کی سخا
ہے زمانے کا یہ نعرہ لا فتیٰ الا علی

جاں نثاران محمد کے کئی القاب ہیں
علم کا دروازہ کہلائے مگر تنہا علی

جب پکارا ہے کسی نے آئے ہیں امداد کو
مرد حق شیر خدا مشکل کشا مولا علی

شاہ مرداں قوت بازو رسول اللہ کے
کیوں بھلا ہوتے کسی میدان میں پسپا علی

جان و دل سے تھے عزیز اللہ کے محبوب کو
شبّر و شبّیر و حضرت فاطمہ زہرا، علی

آ گئیں نقش و نگار زندگی میں رونقیں
صدق نیت سے جو لوح دل پہ لکھا یا علی

خیبر و خندق میں دشمن کا سفایا کر دیا
جوہر مردانگی دکھلائے کیا کیا علی

جرأت و ہمت میں تم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تم سا علی

دل گرفتہ ہوں غم و افکار کی یلغار سے
اس طرف بھی اک نظر ہو اے مرے آقا علی

جن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیر
وہ حدیث مصطفیٰ کی رو سے ہیں مولا علی

☆☆☆☆☆

مسدس

در ولادت

اَسدِ اللہ الغالب امیر المؤمنین

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گنبد آفاق میں روشن ہوئی شمع نجات
پرفشاں ہے زلف لیلائے رموزِ شش جہات
کھل رہا ہے آسماں ہر غرفۂ ذات و صفات
اٹھ رہا ہے برقع سلمائے روح کائنات
زندگی علم و فراست کا مزا چکھنے کو ہے
فرش پر افلاک کی عظمت قدم رکھنے کو ہے

لو وہ نکلا مطلع صدق و صفا پر آفتاب
آسمان عقل و دانائی پہ وہ جھومے سحاب
لو وہ آیا صاحب سیف و قلم گردون جناب
مرحبا آئے بزم آب و گل میں بو تراب
لو وہ لوحِ دھر پر نقش جلی پیدا ہوا
نوعِ انساں کو مبارک ہوا! علی پیدا ہوا

آپ کے آتے ہی بدلا زندگی کا ہر نظام
ہو گیا دنیا میں لطف خاص سے فیضان عام
پیشوائی کا کیا کعبہ نے از خود اہتمام
بادۂ صدق و صفا کے آگئے گردش میں جام
عقل کے کانٹے پہ اسرار نہاں تلنے لگے
لیلیٰء افکار کے بند قبا کھلنے لگے

آسماں نکھرا ابھرتا آرہا ہے آفتاب
اٹھ رہا ہے روئے اسرار و حقائق سے نقاب
کھل رہی ہے ذہن پر ادراک و عرفاں کی کتاب
کہہ رہی ہے زندگی یا لَیتَ کُنتُ تُرَاب
عارفوں کو مژدہ شاہ عارفاں آنے کو ہے
اے زمین سجدے میں گر جا! آسماں آنے کو ہے

اس کے آتے ہی نبوت کا نشاں کھل جائے گا
عُقدۂ دیرینۂ روحِ جہاں کُھل جائے گا
قُفل ایوان اُمور این و آں کُھل جائے گا
قصرِ فکر دباب اَسرار نہاں کُھل جائے گا
فاش کر دے گا رموز اندک و بسیار کو
کھول دے گا غُرفہ ہائے ثابت و سیّار کو

ٹھیکروں میں تاج کیانی آگئی
پھر زمین میں آپ و تاب آسمانی آگئی
از سر نو خون ہستی میں روانی آگئی
مصر جھوما پھر زلیخا پر جوانی آگئی
لیلیٰ آفاق پر برنائیاں چھانے لگیں
شاہد اطلاق کو انگڑائیاں آنے لگیں

فکر کی کلیوں کو ذہنوں میں چٹکنا آگیا
عندلیب مہر برلب کو چہکنا آگیا
ساغروں کو بزم ساقی میں کھنکنا آگیا
شاخ کو ہلنا صنوبر کو لچکنا آ گیا
لیلیٰ حُسن معانی کو عماری مل گئی
خسرو معنیٰ کو لفظوں کی سواری مل گئی

کاکل لیلائے فطرت کو سنورنا آگیا
شانۂ خوباں پہ زلفوں کو بکھرنا آگیا
وحی کو گردوں سے گیتی پر اترنا آگیا
نطق کو الفاظ کی صورت میں ابھرنا آگیا
چومنے ہفت آسماں پاء زمیں میں آنے لگے
تحفۂ یزداں لئے روح الامین آنے لگے

بنت جودت کو قبا کے بند کسنا آ گیا
ابر نیساں کو گلستاں پر برسنا آ گیا
دشت، گلشن بن گئے شہروں کو بسنا آ گیا
پا بہ گل نخل تمنا کو اُکسانا آ گیا
عرش کی تنویر سے معمور فرشِ خاک ہے
آشنا حُسنِ تمدن سے خس و خاشاک ہے

خیمۂ دانشوری میں عُود سلگایا گیا
زمزموں کا موتیوں کا، ابر برسایا گیا
گھنگروؤں کی گونج میں طبلوں کو گمایا گیا
جس پہ حوریں ناچتی ہیں راگ وہ گایا گیا
نو عروس ذہن کو دست قضا سجنے لگا
زندگی جھومی کڑے سے جب کڑا بجنے لگا

جنت ادراک انسانی کے در کھولے گئے
عقل کی میزاں پہ انوار حکم تولے گئے
فرش دانائی پہ حکمت کے گہر رولے گئے
دیدۂ فطرت میں رنگ افکار کے گھولے گئے
ضربت حق سے ضلالت کا منارہ گر گیا
شیطنت کی آگ پر دم بھر میں پانی پھر گیا

اشجع عالم ،خطیب نکتہ ور پیدا ہوا
شارح علم نبی صاحب نظر پیدا ہوا
بحر عرفانِ الٰہی کا گہر پیدا ہوا
مفتی دانا، فقیر معتبر پیدا ہوا
بربط صوت و صدا میں زیر و بم پیدا ہوئے
پھر نگار علم کی زلفوں میں خم پیدا ہوئے

آسماں حق پہ بجلی کی چمک پیدا ہوئی
دل میں انساں کی صداقت کی دھمک پیدا ہوئی
جانب خورشید ذرّوں میں ہمک پیدا ہوئی
چہرۂ نہج البلاغت پر دمک پیدا ہوئی
زندگی پیمانہ اسرار کو بھرتی ہوئی
خیمۂ حکمت میں در آئی نرت کرتی ہوئی

ابر حکمت بن کے کشت جہل پر چھاتا ہوا
ہر طرف بڑھتا ہمکتا اور لہراتا ہوا
پھولتا ، پھلتا،مہکتا ، پھول برساتا ہوا
گونجتا ،گھرتا گرجتا ،جھومتا گاتا ہوا
آگیا روح الامین علم پر تولے ہوئے
بت کدوں کو توڑنا کعبے کا در کھولے ہوئے

روح پیغمبر کی تھی ذات علی آئینہ دار
وہ علی جس سے ہے گلزار نبوت پر بہار
علم کا در ملک قرطاس و قلم کا شہر یار
عسکریت کا پیمبر علم کا پروردگار
جس کے ذوق جود پر فضل و عطا کو ناز ہے
جس کے انداز شجاعت پر خدا کو ناز ہے

رن میں یہ صورت کہ جیسے غیظ میں ثریاں
تیغ دردست و رجز خواں ضرب اسکی اماں
آسماں گیر و زمیں کوب وعدو سوز و دواں
شعلہ ریز و برق بار و شب سوار و صبح راں
توسن چالاک سے فرش زمیں کو روندتا
برق کے مانند لہراتا لپکتا کوندتا

وہ علی مشہور ہے جس کا یہ قوم مستطاب
یا فتیٰ لا تبطل الاوقات فی عهد الشباب
گوہر خود آگہی از بحر عرفانش بیاب
اجتنب ما یوقع التشکیک فی امر الصواب
آدمیت کا جہاں میں بول بالا کر دیا
بندۂ ناچیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ کر دیا

مسند آرائے سریر معرفت صہر رسول
والد سبطین وجان اولیا زوج بتول
جعفر طیار کا بھائی نگہبان اصول
سب سے پہلے جس نے بچپن میں کیا ایماں قبول
ڈھونڈلی جس نے حقیقت اس کے قیل وقال کی
دھو گیا ہے وہ سیاہی نامۂ اعمال کی

اے شکوہ نہ سپہر! اے عظمت لوح وقلم
دستگیر بے کساں دارائے گیہانِ کرم
مقتدی نجم الھدی شیرخدا، شمس الظلم
منبع بذل و سخا تنویر عرفان و حکم
سنگ پر ڈالی نظر لعل بد خشاں کر دیا
تو نے ظلمت میں قدم رکھا چراغاں کردیا

منکشف ہے تجھ پہ عرش وفرش کی ایک ایک شے
نام سے تیرے دہلتا ہے دل دار او کے
حوض کوثر کی چھلکتی ہے ترے ساغر سے مے
فاتح روم وسمرقند وتتار وشام ورے
کون ٹھہرے گا امامُ الاولیا کے سامنے
خم سرِ روح الامیں ہے مرتضٰی کے سامنے

مدتوں روتی ہے چشم حسرت اہل چمن
سالہا رہتے ہیں گریاں دیدہ چرخ کہن
پھر نظر آتا ہے ایسا ایک نخل گل بدن
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

زندگی رہتی ہے برسوں غوطہ زن درخاک وخوں
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بردن

اے خداوندان دولت ! خسروان کج کلاہ
تابہ کیے آرزو بے طمطراق و حبّ جاہ
کر دیا ہے تم کو دنیا کی محبت نے تباہ
دشمن دیں مبیں، ہو کفر کے ہو خیر خواہ

کعبہ ہے ایوان حکمت قصر دولت دیر ہے
دانش و دینار میں باہم ازل سے بیر ہے

جہل سے کب تک اٹھاؤ گے طبیعت کا خمیر
تابہ کے طینت کو رکھو گے ضلالت کا اسیر
تابہ کے زندہ رہو گے تم جہاں میں بے ضمیر
حشر تک رہنا ہے کیا دنیا کی نظروں میں حقیر؟

تابہ کے دستار اپنوں کی اچھالی جائے گی
اپنی عزت غیر کی جھولی میں ڈالی جائے گی

ہم ہیں اہل فن ہمیں کوئی ہٹا سکتا نہیں
کوئی ان اونچے مناروں کو گرا سکتا نہیں
کوئی ہم اہل خرد کے سر جھکا سکتا نہیں
کوئی دانش کے چراغوں کو بجھا سکتا نہیں
سرنگوں ہے خسروی اہل حکم کے سامنے
گردن شمشیر جھکتی ہے قلم کے سامنے

ہم ہیں رندان حق آگاہ و شرافت آشنا
طبع علای سے ہماری دور ہے حرص و ہوا
ہے صراط مستقیم اپنے لئے راہ خدا
حشر برحق، شافع محشر محمد مصطفیٰ
ہے تہ دل سے نصیر آل محمد پر نثار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

☆☆☆☆☆

امیر المؤمنین
سیّدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ولادت باسعادت:

امیر المؤمنین امام المتقین زینت العارفین امام العادلین سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت بروز جمعۃ المبارک ۱۳ رجب المرجب تیسواں سال عام الفیل مکہ مکرمہ بمقام کعبۃ اللہ میں ہوئی۔ ولادت باسعادت کی گھڑی آپ اپنی والدہ سیّدہ فاطمہ بنت اسد کی گود میں تشریف لائے۔

وَلَدَتْهُ فِیْ الْحَرَمِ الْمُعَظَّمِ اُمُّهُ
طَابَتْ وَ طَابَ وَلِیْدُهَا وَ الْمَوْلُوْدُ

آپ کو ماں نے حرم معظم میں جنا اور جننے والی دائی بھی طیب و پاک ہے۔ اور بیٹا بھی پاک وطیب ہے۔

اور آپ سے قبل کعبہ میں ولادت کی سعادت کسی کو حاصل نہ ہوئی:

کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں ہے:

وُلِدَ رَضِیَ اللّٰه تعالیٰ عنه بِمَکَّةَ دَاخِلَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ عَلٰی قَوْلٍ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ ثَالِثَ عَشَرَ فِیْ رَجَبِ

فِی الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَلَمْ یُوْلَدْ فِیْ بَیْتِ الْحَرَامِ قَبْلَهٗ اَحَدٌ سِوَاهُ۔

(نورالابصار ص ۸۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں بیت الحرم میں جمعہ کے دن ۱۳ رجب کو پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے کوئی بچہ بیت الحرم میں پیدا نہیں ہوا یہ سعادت صرف آپ کو حاصل ہوئی نورالابصار کے علاوہ ان کتب میں بھی یہ روایت پائی جاتی ہے۔

(نزہۃ المجالس مصنفہ حضرت عبدالرحمٰن صفوری ص ۲۰۵، ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۵۱، اسد اللہ ص ۱۴، سلسلۃ الذہب الصوفیہ قہستانی ص ۴۶، شواہد النبوۃ ص ۳۸۰)

بہ کعبہ زاد از مادر را امیرم ازل شُد حلقہ اودست گیرم
کسے را میسر نہ شدایں سعادت بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

میرے امیر کو خدا نے کعبہ میں جنا۔ ازل سے ان کا حلقہ میر دست گیر (ہاتھ کو پکڑنے والا) کسی کو حاصل نہ ہوئی یہ سعادت ولادت کعبے میں اور شہادت مسجد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی۔

نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد (صلوٰۃ اللہ علیہا) کی گود میں حضرت علی رضی اللدت تعالیٰ عنہ جلوہ گر ہوئے تو آپ نے نومولود کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد رکھا لیکن ابو طالب اس نام پر راضی نہ ہوئے اور اپنی زوجہ سے کہا آج کی رات ہم جبل ابوقبیس (پہاڑ کا نام ہے) پر ٹھہریں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ

وہ ہمیں بچے کے نام سے آگاہ فرما دے۔ چنانچہ شام کو اس پہاڑ پر چلے گئے رات بھر دعا میں مصروف رہے اچانک ایک آواز آئی نظر اٹھا کر دیکھا تو زبرجد کی سبز تختی تھی آپ نے اس تختی کو اٹھالیا تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہے میں نے تمہیں پاکیزہ فرزند عطا کیا اور اس کا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جناب ابو طالب یہ تختی دیکھ کر خوش ہوئے اور دس اونٹ ذبح کر کے عقیقہ کیا اور وہ تختی بیت اللہ شریف پر لٹکا دی گئی جو حجاج بن یوسف کے زمانہ تک قائم رہی اور جب حجاج نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور کعبۃ اللہ کو بھی شہید کر دیا تو وہ تختی غائب ہوگئی۔

(مودۃ القربیٰ مصنفہ علی بن شہاب ہمدانی مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۵۵)

علاوہ ازیں ریاض النضرہ سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ کی والدہ نے اسد اللہ نام رکھا اور والد نے علی نام رکھا۔ (واللہ علم بالصواب) (روضۃ الشہدا ص ۶۱)

رحمت کائنات آقائے دو جہاں باعث ایجاد کون ومکاں علیہ السلام نے (بعض روایات میں ہے) آپ کا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجویز فرمایا تھا۔ جسے والدین نے قبول کیا اگر یوں کہا جائے کہ اللہ کی طرف سے یہ نام آیا مصطفیٰ ﷺ نے تجویز وتصدیق فرمایا والدین نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا اور پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگیا تو اس میں مطابقت ہے۔

وہ لوح دھر پہ نقش جلی پیدا ہوا — نوع انساں کو مبارک ہو علی پیدا ہوا
اشجع عالم خطیب نکتہ ور پیدا ہوا — شارح علم نبی صاحب ہنر پیدا ہوا

پہلی نظر:

حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں جب میرا بیٹا میرے پیٹ میں تھا تو نہ

کبھی کوئی بوجھ محسوس ہوا اور نہ ولادت کے وقت کوئی تکلیف ہوئی جیسا کہ عام عورتوں کو ہوتی ہے میں کعبۃ اللہ کا طواف کر رہی تھی معمولی سی تکلیف محسوس ہوئی میں کعبۃ اللہ میں جا کر بیٹھ گئی اور پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری گود میں تھے اور جب میرا بیٹا میری گود میں آیا تو اس کی آنکھیں بند تھیں میں نے کئی دفعہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر نہ کھولنے پائیں اور میں نے سمجھا کہ شاید یہ کبھی بھی آنکھیں نہ کھولے گا میں اس وجہ سے سخت پریشان ہوئی جناب ابوطالب سے تذکرہ کیا تو آپ بھی پریشان ہوئے اور اب بچے کو اٹھا کر جب گھر لائے تو میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا محمد علیہ السّلام میری انتظار کھڑے ہیں میں نے اس بچے کا بتایا تو آپ علیہ السّلام بہت خوش ہوئے اور پھر میں نے یہ کہتے ہوئے کہ شاید اس کی آنکھیں معدوم ہیں۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السّلام کی گود میں دے دیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لے کر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا تو فوراً آنکھیں کھول دیں اور حضور علیہ السّلام کی چہرہ مبارک کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہرہ والضحیٰ کے بغیر کسی اور چیز کو دیکھنا پسند نہ فرمایا۔ اور پہلی نگاہ جو اٹھی چہرہ والضحیٰ پر پڑی اور یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

ان کی صائم ہے ولادت کی جگہ حرم کعبہ
آنکھ کھولی ہے تو چہرہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دیکھا

پہلا غسل:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گود میں

تھے کہ آپ کو غسل دیا گیا اور پھر حضور علیہ السّلام نے جناب ابوطالب کی گود میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھ دیا اور رونے لگے جناب ابوطالب نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا چچا جان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلا غسل میں نے دیا ہے اور مجھے آخری غسل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دے گا۔

(افضل الفوائد مترجم حصہ اول ص ۴ مصنفہ امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

کنیت اور القاب:

مولائے کائنات سلطان اولیاء امیر المؤمنین سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سے القاب وکنیت ہیں لیکن شہرت زیادہ اسی کنیت کی ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں کچے فرش پر اس طرح لیٹے تھے کہ آپ کی پیٹھ مبارک کو مٹی لگتی تھی اور محو خواب تھے۔ کہ حضور علیہ السّلام تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

قُمْ یَا اَبَا التُّرَابِ

اے مٹی سے بھرے ہوئے اٹھ اس دن سے آپ ابوالتراب کنیت کے پکارے جانے سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ اسی کنیت سے مشہور تھے آپ کو جو القاب حضور علیہ السّلام اور آپ کے اصحاب نے دیئے ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابو الحسن، ابو الحسین، ابو الحسنین، ابو السبطین، امام المسلمین، ولی المؤمنین، سید المومنین، قاتل الکفار و المشرکین، ولی المتقین، صالح المؤمنین، امام العادلین، زینت العارفین، سیّدالناصحین، اخی الرسول، زوج بتول، آمین رسول، قاضی دین رسول، رفیق رسول، علمبردار رسول، محب رسول، خلیفہ رسول، ناصر رسول، محبوب رسول، وارث رسول، حبیب

رسول، شاہد رسول، صاحب رسول۔

اسد اللہ، کرم اللہ، حجۃ اللہ، ولی اللہ، محبّ اللہ، قائم باللہ، اوفا بعہد اللہ، مع اللہ، سیف اللہ، باب مدینۃ العلم، باب دارالحکمۃ، الھادی، العربی، المولا، الطاہر، الشہید، العابد، الزاہد، القاری، الراکع، الساجد، العادل، الناصر، وغیرہ بے شمار القاب ہیں جن میں تبرکاً چند ایک لکھے ہیں۔ (الدرالمنظم)

ہر لفظ میں نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

علی رابیں ز ہر لفظ معین
بکن شش چند اعوادش دریں فن
بیفزا ایک بکن باعشرا مضروب
بطرح بست دے یازدہ زن

(یعنی تاجدار مملکت روحانیت امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم پاک علی اپنے اعداد کے لحاظ سے ہر چیز اور ہر لفظ کے عدد لے کر اس کو چھ سے ضرب دے کر اس میں مزید ایک ہندسہ جمع کر اور پھر سب سے حاصل ہونے والے ہندسوں کو دس سے ضرب دے کر بیس پر تقسیم کر اور تقسیم کے بعد والا ہندسہ جو نا قابل تقسیم ہو اسکو گیارہ سے ضرب دے دو تو ایک سو دس عدد ظاہر ہوں گے جو حروف ابجد کے لحاظ سے لفظ علی علیہ السّلام کے عدد ہیں۔ (علی) ع ۷۰+ ل ۳۰۔ ی ۱۰ کل ۱۱۰ ہوئے اب اس پر مثال ملاحظہ کریں۔ حضور علیہ السّلام کے اسم پاک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ۹۲ عدد ہیں م ۴۰۔ ح ۸۔ م ۴۰۔ د ۴ کل ۹۲ ہوئے ۹۲x۶ = ۵۵۲ + ۵۵۳ ۵۵۳ x ۱۰ = ۵۵۳۰ کو ۲۰ پر تقسیم کریں تو دو سو چھہتر پر تقسیم ہو کر باقی

دس بچیں گے۔ اب دس کو گیارہ سے ضرب دیں ۱۱۰۰ کا ہندسہ ہو جائے گا۔ جو نام علی علیہ السلام میں ہے دوسری مثال حضور علیہ السلام کے اسماء گرامی سے ایک نام مبارک احمد ہے۔

الف ۱ + ح ۸ + م ۴۰ + د ۴ کل ۵۳ ۶x۵۳ = ۳۱۸ + ۱ = کل ۳۱۹ ہوئے۔

۳۱۹ کو دس سے ضرب دیں ۳۱۹۰ ہوئے اب تقسیم ۲۰ پر کریں باقی دس بچے دس کو گیارہ سے ضرب دیں تو ۱۱۰ ہوئے اب اس پر مثال بنالیں تو ہر جگہ نام علی علیہ السلام ہے اور اگر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی سن ہجری جمع کرو تو ایک سو دس یعنی ۱۱۰ آئے گا۔

شہادت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۰ھ ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن ہجری ۶۰ھ اب ۶۰ کو جمع ۵۰ = ۱۱۰ ہوئے یعنی دونوں کی شہادت میں نام علی علیہ السلام مضمر ہے۔

نام علی کا فلسفہ:

نام علی کے عین سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علیم عظیم، عاشق، عقیل، عادل، عدیل، عامل، عارف، عابد، علی اور عربی ہیں اور علی (رضی اللہ عنہ) کی عین کی وضاحت یوں کی جاتی ہے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین طریقت ہیں اور عین شریعت ہیں عین حقیقت بھی ہیں اور عین معرفت بھی ہیں اور علی کا ل لی مع اللہ کی تفسیر ہے اور ل اور ی کو ملا دیا جائے تو چالیس بنتے ہیں جو آپ کے سن وصال پر دلالت کرتے ہیں۔ اب تمام کا خلاصہ دو شعروں میں ملاحظہ کیجئے۔

ہر ہندسہ کو لو چھ گنا اور جمع ایک بھی
دو ضرب دس سے پھر کرو تقسیم بیس کی
تقسیم سے جو بچ رہے گا گیارہ گنا کرو
صائم ملے گا اس طرح ہر چیز سے نام علی

جدھر دیکھو علی ہی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جناب علی المرتضیٰ علیہ السّلام کے اسم پاک علی علیہ السّلام کو پانچ تن پاک اور بارہ آئمہ سے یوں تعلق ہے جس کو شاعر نے اس نظم میں پرو دیا ہے۔

دے ہندسے نوں ضرب باراں دی اک وچ ہور ملاؤ
پنج دی ضرب دیو مڑ وده دے ہندسے نال اڈاؤ
ضرب بائی تھی دے دیو مڑ کے جو ہندسہ بچ جائے
انج ہر چیز دے وچوں صائم علی دا نام بناؤ

نام لے کر پہلے اسے باراں سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں ایک ہندسہ بچ جائے اسکو ۲۲ کے ہندسہ سے ضرب دے دیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا عدد ۱۱۰ نکل آئے گا۔ اس طرح حضرت کے نام کو پانچ تن پاک اور ۱۲ اماموں سے بھی تعلق ہے۔

اب مثال ملاحظہ کریں:

نام۔ فاطمہ۔ کے ۱۳۵ عدد ہوئے ف۔ا۔ط۔م۔ہ =
۸۰+۱+۹+۴۰+۵۔ کل ۱۳۵ ہوئے ۱۳۵ x ۱۲ =۱۶۲۱ x ۵ =
۸۱۰۵/۲۰=۵/۴۰۵:۵x ۲۲=۱۱۰

دیکھو ہر جگہ نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے پانچ میں نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ اماموں میں نام علی علیہ السّلام غرضیکہ ہر نام میں نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ۱۲ کے عدد میں کئی نسبتیں قائم ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

۱۲ حرف

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ

۱۲ حرف، اللہ محمد ۱۲ حرف، حیدر کرار، زہرا ۱۲ حرف، محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ علی علیہ السّلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا ۱۲ حرف، ہیں۔

علی زہرا حسین = ۱۲ حرف۔ امام المسلمین = ۱۲ حرف، امیر المؤمنین۔ ۱۲ حرف فاطمہ۔ علی حسنین۔ ۱۲ حرف فاطمۃ بضعۃ۔ ۱۲ حرف، حق علی مشکل کشا ۱۲ حرف، حق علی ولی اللہ۔ ۱۲ حرف، ولی واخی مصطفیٰ۔ ۱۲ حرف۔ امام المہتدین ۱۲ حرف۔ سیّد المجتہدین ۱۲ حرف، سلطان المتقین ۱۲ حرف، امام العارفین ۱۲ حرف، امام الواصلین ۱۲ حرف، امام العابدین ۱۲ حرف، امیر المجاہدین ۱۲ حرف، مولائے کائنات ۱۲ حرف، امام برحق حیدر ۱۲ حرف، علی منی عانا منہ ۱۲ حرف، فاتح خیبر وخندق ۱۲ حرف، حرف قرآن مع العلی ۱۲ حرف، علی مع القرآن ۱۲ حرف، علی علیہ السّلام ۱۲ حرف، حسن علیہ السّلام ۱۲ حرف، امام برحق حسین ۱۲ حرف، امام محمد باقر ۱۲ حرف، امام جعفر صادق ۱۲ حرف، امام موسیٰ کاظم ۱۲ حرف، رضا علیہ السّلام ۱۲ حرف، تقی علیہ السّلام ۱۲ حرف، نقی علیہ السّلام ۱۲ حرف، امام حسن عسکری ۱۲ حرف، امام محمد مہدی ۱۲ حرف، آل محمد مصطفیٰ ۱۲ حرف، مودۃ فی القربیٰ ۱۲ حرف، آیت تطہیر آل ۱۲ حرف۔

گویا کہ ہر طرف ۱۲ کا کمال نظر آتا ہے۔ اور ۱۲ میں عکس علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آتا ہے اور جمال علی علیہ السّلام میں عکسِ مصطفیٰ نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں بے شمار حکمتیں ہیں اختصار پیش نظر ہے۔

لو وہ لوح دھر پر نقش جلی پیدا ہوا
نوع انساں کو مبارک ہو علی پیدا ہوا

علی علیہ السّلام آغوشِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں:

اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات خیر و برکت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوازا۔ اور اس کا بہانہ یوں بنایا کہ قریش تنگ دستی سے دوچار تھے اور جناب ابو طالب کثیر العیال تھے۔ حضور علیہ السّلام نے اپنے چچا حضرت عباس سے کہا کہ آپ قریش میں سے خوشحال ہیں اور چچا ابو طالب کثیر العیال ہیں ان کا بوجھ ہلکا کریں اور ان کے بچوں میں سے کچھ کی پرورش اپنے ذمہ لیں حضرت عباس نے کہا بہتر ہے اور دونوں جناب ابو طالب کے پاس پہنچے اور بتایا کہ جب تک قریش تنگ دست ہیں ہم آپ کے بچوں کا بوجھ اپنے ذمے لے کر آپ کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ابو طالب نے کہا عقیل کو میرے پاس رہنے دو باقی کا فیصلہ جیسے چاہو کرلو۔ چنانچہ حضرت عباس نے حضرت جعفر کی کفایت اپنے ذمہ لی اور حضور علیہ السّلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت اپنے ذمہ لی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت حضور علیہ السّلام کی رحمت و رافت میں ہوئی۔ (تاریخ الطبری ج ۲ ص ۳۱۳)

برادران اسلام! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتنی شان ہے پیدا کعبۃ اللہ میں ہوئے آنکھ کھولی تو نظر چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ اور گھٹی

ملی تو لعاب دہن رسول اللہ کی ملی۔ جس کی پیدائش کعبۃ اللہ میں ہو جس کی نظر چہرہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہو اور جس کی اول غذا لعاب دہن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہو پھر کیوں نہ مشکل کشا ہو۔ حیدر کرار علی المرتضیٰ ہو۔ بلکہ روایات میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت علی کے شیر خوارگی (دودھ پینے) کے زمانے میں اپنی زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈال دیتے تو حضرت علی علیہ السّلام چوس چوس کر لطف اندوز ہوتے محبان اہل بیت سنو وہ کنواں جس میں حضور علیہ السّلام نے ایک دفعہ تھوڑا سا لعاب دہن ڈالا وہ آج بھی جاری ہے انتہائی میٹھا پانی ہے۔ (مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے راقم الحروف چشتی نے دیکھا ہے) پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا شان ہوگی جنہوں نے زبان مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منہ میں لے کر لعاب دہن چوسا ہوگا۔ اور جب مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لعاب دہن کنویں میں ڈالا کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا۔ ٹوٹی پنڈلی پر لگایا پنڈلی جڑ گئی آنکھ پر لگایا آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ لگ گیا اور روشن ہو گیا اور جب زبان کو علی علیہ السّلام کے منہ میں ڈالا۔ شیر خدا ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبان چوسائی گلگلوں قبا شہید کربلا اور فاتح کربلا ہو گئے۔

کشت ایماں و چمن راز صداقت اسلام
موج گل ابر گہر باد حسین ابن علی

غرضیکہ آغوش مصطفیٰ میں رہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درس گاہ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تربیت ملی۔ غرضیکہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پیدائش سے لے کر حضور علیہ السّلام کے وصال شریف تک حضور علیہ السّلام کی آغوش رحمت میں رہے اللہ اللہ جن کا بچپن جوانی، زندگی کا ہر لمحہ

حضور علیہ السّلام کے ہمراہ گزرا ہوا ن کا کس قدر بلند مقام ہوگا۔ اسلیے ہر با علی ہی علی علیہ السّلام ہے۔

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا علی علی

لعاب دہن کی گُٹّی:

سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد سے روایت ہے کہ:

فَلَمَّا کَانَتْ مِنَ الْغَدِ طَلَبْنَالَہٗ مُرْضِعَۃً فَلَمْ یَمُسَّ ثَدَیَّ اَحَدًا فَدَعُوْنَالَہٗ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَلْقَمَہٗ لِسَانَہٗ فَنَامَ فَکَانَ کَذَالِکَ مَا شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۳۲)

جب پیدائش علی علیہ السّلام کا دوسرا دن آیا ہم نے دودھ پلانے والی کو تلاش کیا۔ علی علیہ السّلام کیلئے مگر علی علیہ السّلام نے کسی ایک دائی کا دودھ نہ پیا پھر ہم نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلایا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زبان چوسائی تو علی علیہ السّلام سو گئے اور اس طرح وقت گزرا جیسے اللہ نے چاہا۔ (ریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۰۷، نور الابصار ص ۸۶، نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۷۱) پر تفصیل ملاحظہ کریں۔

پہلا مسلمان:

حضرات گرامی! یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام آنکھ کھولنے سے لے کر وصال مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک ہمیشہ کفالت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں رہے اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلان نبوت فرمایا تو ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کے بعد سب سے اول ایمان لانے والے علی المرتضیٰ علیہ السّلام ہیں۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۱، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۴۴، المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۳۶، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۳)

☆ (ان کتابوں کے علاوہ بہت سی کتب میں یہ حوالہ موجود ہے۔)

سب سے اول اسلام لانے میں محدثین کا اختلاف ہے اور سب نے دلائل پیش کئے ہیں مگر علماء محققین نے ان تمام روایتوں کو اس طرح تطبیق دی ہے کہ آزاد مردوں میں سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے عورتوں میں سب سے اول ام المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا ایمان لائیں۔

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی علیہ السّلام ایمان لائے۔

موالی میں سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے اول ایمان لائے

جب حضرت علی علیہ السّلام ایمان لائے آپ کی عمر تقریباً ۸، ۹ یا ۱۰ سال کی تھی۔ تو کہا جائے گا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ازل سے ہی نبی

تھے مگر اعلان نبوت چالیس سال کے بعد فرمایا۔ علی علیہ السّلام ازل سے ہی مقام ولایت پر فائز تھے مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اعلان نبوت فرماتے ہی مشرف بہ اسلام ہوئے اور اول المسلمین کا لقب پایا۔ شاعر اسلام حفیظ جالندھری نے بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔

کیا دولت کدے پر ایک دن سامان دعوت کا
بنی ہاشم کو یعنی اپنے کنبے کو بلا بھیجا
اکٹھے ہو گئے سب بھائی بہنیں بیویاں بچے
کہ ان میں کچھ تو تھے ذی ہوش اور کچھ عمر کے کچے
کھلا کر سب کو کھانا رحمت عالم نے فرمایا
عزیزو میں تمہارے واسطے اک چیز لایا ہوں
وہ چیز اسلام پر ایمان ہے جو دین کا پیغام ہے
متاع بے بہا ہے اور کفیل دین و دنیا ہے
یہ سن کر منہ ایک دوسرے کا لگے سب تکنے
لگا تھا بولہب ناری اس وقت کچھ بکنے
کہ طفل دہ سالہ علی ابن ابی طالب
وہی شیر خدا جو ساری دنیا پر رہا غالب
اٹھا اور اٹھ کر بولا میں اگرچہ عمر میں کم ہوں
میری آنکھوں میں ہے آشوب گویا چشم پرنم ہوں
بھری محفل میں لیکن یہ اعلان کرتا ہوں
کہ میں سچے نبی پر جان و دل قربان کرتا ہوں
میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یارسول اللہ

یقین رکھیئے کہ قدموں میں رہوں گا یا رسول اللہ
جھکے شیر خدا جب بات اپنی بر ملا کہہ کر
رسول اللہ نے سر پر ہاتھ رکھا مرحبا کہہ کر

پہلا نمازی:

امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نماز شروع روز بعثت سے مقرر و مشروع ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت ہوئی۔ اسی وقت حضور علیہ السلام نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھی اس دن و تعلیم حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا نے نماز پڑھی۔ دوسرے دن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے نماز پڑھی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۸۰)

آپ ایک واقعہ بھی بیان کرتے ہیں۔ عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ آئے کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے دن خوب چڑھ گیا تھا۔ کہ ایک نوجوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر رو کعبہ کھڑے ہوگئے ذرا دیر میں ایک لڑکا آیا اور ان کے داہنے ہاتھ پر کھڑا ہوگیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوگئیں پھر اس جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر اس جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر مبارک اٹھایا پھر وہ جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں سجدے میں گئے۔ (عفیف کندی) کہتے ہیں میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا یہ جوان میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور یہ لڑکا میرا بھتیجا علی (علیہ السلام

) ہے اور یہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں میرا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ زمین و آسمان کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ یہ دو مسلمان ہوئے ہیں۔ (فتویٰ رضویہ ج ۲ ص ۸۳)

معلوم ہوا کہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا اور حیدر کرار مولا علی علیہ السّلام نے سب سے پہلے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتداء میں نماز ادا کی اگر مزید حوالہ جات کا رجوع کرنا چاہیں تو یہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔ (ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۲۰۹، الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۱۶۸، الاستعاب فی الاسماء الاصحاب ص ۲۲، خصائص نسائی ص ۸، طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۳۶۔ تاریخ الام والملوک طبری ج ۲ ص ۱۳۲)

نماز علی اور سورج کا پلٹنا:

اور یہ بات جاننا ضروری ہے کہ اس وقت فرضیت نماز نہ ہوئی تھی بلکہ فرضیت نماز پنجگانہ سے قبل مسلمان چاشت اور عصر پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت حلبیہ ج ا ص ۴۳۰) تو یہ نماز فرض نہ تھی اور جب نماز فرض ہو گئی تو آپ تمام نمازیں با جماعت ادا فرماتے تھے۔ اور قضا نماز ہو جائے تو سخت پریشان ہوتے تھے۔

بستر رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر علی علیہ السّلام کی جانثاری:

کفار مکہ نے جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور مظالم کی ہر طرف مسلمانوں پر آندھیاں چلنے لگیں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو چند

دنوں میں مدینہ طیبہ روانہ کر دیا اور جب مسلمانون کی کثیر تعداد مدینہ طیبہ پہنچ گئی اور چند نفوس باقی رہ گئے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ کہیں قوت و اقتدار پا کر انتقام پر تیار نہ ہو جائیں چنانچہ کفار نے اس کھٹکے کی وجہ سے دارالندوہ میں ایک میٹنگ طلب کی اور بالاخر اس تجویز پر اتفاق ہوا کہ ہر قبیلے سے ایک مضبوط آدمی لیا جائے اور سب مل کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم پر وار کریں۔ اس طرح اسکی ذمہ داری تمام قبائل پر ہو گئی اور عبد مناف تمام قبائل سے خون کا بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ اس تجویز کو سب نے قبول کیا اور مجلس برخاست ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کو کافروں کے اس عزم کی اطلاع دی اور بذریعہ جبریل امیں علیہ السّلام حکم دیا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکَ بِالْھِجْرَۃِ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا کہ آپ بستر نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم پر سو جائیں اور صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر آئیں۔ حضرت علی علیہ السّلام کو پتہ تھا دشمن اسلام رسول اللہ پر حملہ کریں گے۔ اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کو نہ پائیں گے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر لیٹنے والے کی بوٹی بوٹی کر دیں گے مگر علی علیہ السّلام ان باتوں کو خاطر میں نہ لائے اور بے دھڑک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق آپ ﷺ کے بستر پر سو گئے۔

بستر احمد شب ہجرت یہ دیتا ہے صدا
اے علی مردوں کو یوں ہی نیند آنا چاہیے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مکان کے دروازے پر دشمن اکٹھے ہو گئے اور یکبارگی حملہ کرنے کا منصوبہ تھا جس کے لئے سب تیار تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مٹھی بھر خاک اپنے ہاتھ میں لی اور ان پر پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس خاک کو ان کے سروں پر پھینکتے ہوئے نکل گئے۔

اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سورۃ یٰسین اس آیت تک پڑھ رہے تھے:

فَاَغْشَيْنٰهُمْ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

(سورۃ یٰس)

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب جا چکے کسی آنے والے نے کفار کے مجمع کو مخاطب کر کے کہا تمہیں کس کا انتظار ہے۔
بولے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا۔ اس نے کہا اے لوگو وہ تو نکل چکے ہیں اور اپنے کام پر روانہ ہو گئے ہیں لوگوں نے اندر جھانک کر دیکھا تو حضرت علی علیہ السّلام بستر پر نظر آئے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ یہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں مگر جب صبح ہوئی تو حضرت علی علیہ السّلام اس بستر سے اٹھے اور لوگ ناکام و بے نیل و مرام واپس آ گئے۔ (مدارج النبوۃ، سیرت حلبیہ، تاریخ ابن ہشام)

☆☆☆☆☆

حضرت علی علیہ السلام کی شادی مبارک

ہجرت مبارکہ کے دوسرے سال رجب المرجب یا صفر المظفر کے مہینہ میں دو متبرک ہستیوں کے درمیان عقد مبارک منعقد ہوا۔ اور نکاح مبارک کے اگلے مہینے جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رخصتی مبارک ہوئی۔

اہل سیرت نے اپنی اپنی کتابوں میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض نے اجمالی طور پر اور بعض نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ملّا معین کاشفی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ شیخ ابی الفرح عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف صفوۃ الصفاوہ سے نقل کیا ہے اور اسکا عربی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کر دیا۔

ہر درخواست مسترد:

حضرت سلمان فارسی اور حضرت ام سلمہ سلام اللہ علیہما عالم طفولیت سے عالم بلوغت میں تشریف لائیں تو اکابر قریش نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آپ کیلئے اپنی اپنی درخواست پیش کی مگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر درخوست کو یہ فرما کر مسترد کر دیا کہ مجھے اس امر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کا انتظار ہے۔ چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں اپنی درخواست پیش کی تو انہیں بھی

یہی جواب ملا۔

مسجد نبوی میں مشورے:

ایک روز حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر ابن الخطاب اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ جناب سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح مبارک کا قصہ چل نکلا تو ان لوگوں نے کہا کہ اس سرمایہ راحت و مسرّت کے حصول کے لئے تمام اکابرین قریش نے اپنی اپنی درخواستیں بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پیش کی ہیں مگر کوئی درخواست شرف پذیرائی و قبولیت حاصل نہ کر سکی صرف امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایک وہ شخص ہیں جنہوں نے نہ تو ابھی تک اس سلسلہ میں درخواست پیش کی ہے اور نہ ہی اس امر کا اظہار فرمایا ہے۔

امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا گمان یہ ہے کہ اس کی وجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ تنگ ہونا یعنی آپ کے فقر کا ہونا ہے اور میرا گمان یہ ہے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نکاح مبارک کا مسئلہ معرض التوا میں ڈال دیا جانا محض حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وجہ سے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کی تزویج مبارک پر اظہار (رضامندی فرمایا ہے) اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف رخ اقدس موڑ کر فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس چلیں اس کے جواب میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں خیر و برکت کے امور کو سرانجام دینے کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے تو صحابہ نے کہا ہم اس نیک کام کی انجام وہی کے لئے آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام سے مشاورت:

چنانچہ یہ تینوں حضرات حضور سیّد الابرار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد مبارک سے باہر تشریف لے آئے اور جناب علی علیہ السلام کو تلاش کرتے ہوئے ایک انصاری کے باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اپنے اونٹ کو پانی پلا رہے ہیں۔ آپ نے ان تینوں حضرات کو اپنی طرف تشریف لاتے دیکھا تو آپ نے چند قدم آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور تشریف آوری کا مقصد دریافت کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے ابا الحسن آپ کی خصائل محمودہ اور نیک خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت بھی ایسی نہیں جس کیلئے آپ نے سبقت حاصل نہ کی ہو۔ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں جو قدر و منزلت وعزت و احترام آپ کو حاصل ہے دوسرے کسی شخص کو نہیں اکابر و اشراف قریش نے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں جناب سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے درخواست پیش کی لیکن کسی کو بھی شرف قبولیت حاصل نہ ہو سکا اور کسی کو حضور رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اثبات (ہاں) میں جواب نہیں دیا میرا گمان ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا کو آپ کیلئے روک رکھا ہے۔ آپ کیوں اپنی درخواست بارگاہ رسالت مآب میں پیش نہیں کرتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب

ان کی بات سنی تو آپ کی چشمان مبارک میں اشکوں کا سیلاب آ گیا۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا! اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے یہ گفتگو چھیڑ کر میری تمناؤں اور آرزوؤں کی اس دبی ہوئی آگ کو دوبارہ بھڑکا دیا ہے۔ جسے میں نے بڑی کوششوں کے ساتھ دبا رکھا تھا۔ اور آپ نے مجھ پر یہ سوال کر کے میرے اس شوق کو تیز کر دیا ہے جس کے مقابلہ میں میری مثل شاید ہی کسی دوسرے کو اس قدر رغبت ہو۔ مگر بات یہ ہے کہ اس آرزو کے اظہار کیلئے ایک تو اپنی کم مائیگی اور تنگدستی کو مانع پاتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دربار گوہر بار میں اس قسم کی جرأت و جسارت میرے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جانتے ہیں کہ دنیاوی مال و منال خداوند قدوس جل وعلا اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نزدیک قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا اس لئے یقین رکھیں کہ دنیاوی مال و دولت کی قلت اور آپ کا فقر اس امر کے اظہار کیلئے ہرگز ہرگز مانع نہیں ہے۔ امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اونٹ کو کھولا اور اس کی مہار پکڑ کر اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور اونٹ کو باندھ کر تاجدار انبیاء رسالت مآب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زیارت و ملاقات کیلئے دولت سرائے مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر تشریف لے گئے۔

علی علیہ السلام بارگاہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میں:

حضور تاجدار مدینہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اس وقت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں رونق افروز تھے چنانچہ

شاہ مرداں شیر یزداں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک کے دروازے پر دستک دی تو ام المومنین جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اندر سے آواز دی اور پوچھا کون ہے جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جواب میں حضور رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ام سلمہ اٹھ کر دروازہ کھولو۔ آنے والا شخص وہ ہے جس کے ساتھ اللہ اور اسکا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے ام المؤمنین ام سلمہ کے جواب میں فرمایا کہ یہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا بھائی علی کرم اللہ وجہہ الکریم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشاد سن کر جلدی سے اٹھی اور تیزی سے دروازہ کھولا۔ خدا کی قسم حضرت علی علیہ السّلام نے اس وقت تک حجرہ مبارک میں قدم نہیں رکھا۔ جب تک میں حرم خانہ کے اندر نہیں آ گئی۔ میرے اندر پہنچنے کے بعد حضرت علی علیہ السّلام اندر تشریف لائے اور کہا کہ اسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ کے سلام کے جواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا۔ وعلیک السلام ابا الحسن آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اور پھر جناب علی علیہ السّلام کو اپنے قریب بٹھالیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السّلام حضور سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے سر جھکایا ہوا تھا اور نگاہیں زمین پر تھیں اور بیٹھنے کے انداز سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی حاجت مند ہو مگر شرم وحیاء کی وجہ سے اپنی ضرورت کا اظہار کرنے سے قاصر ہو اور جرأت لب کشائی نہ رکھتا ہو۔

؎ فرط حیاء سے کھلتے ہی ہونٹ لرز کے رہ گئے
جوش طلب میں دیکھیے جنبش لب کی احتیاط

بہر حال حضور سرور کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی یہ حالت دیکھی تو نہایت شفقت سے خود ہی اظہار تمنا کرنے کا موقع فراہم کرتے ہوئے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم کسی ضرورت کے تحت حاضر ہوئے ہو۔ مگر اپنی ضرورت بیان کرنے میں شرم وحیاء کی وجہ سے جھجک محسوس کرتے ہو ہم تمہیں دل کی بات زبان پر لانے کی اجازت دیتے ہیں تمہیں ہمارے سامنے شرمانے کی ضرورت نہیں جو بھی تمہارے دل میں ہے بے جھجک بیان کر ڈالو۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حوصلہ افزا گفتگو سننے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جانتے ہیں کہ آپ نے بچپن ہی میں مجھے میرے والدین سے لے کر اپنی غلامی کیلئے مخصوص فرما لیا تھا۔ اور آپ ہی نے میری ظاہری اور باطنی تربیت فرما کر مجھ میں یہ استعداد اور قابلیت پیدا فرمائی اور آپ کے احسانات اور مہربانیاں میں نے اپنی ذات کیلئے مشاہدہ کیں ہیں اور آپ ہی کی شفقت و برکت کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ادیان باطل سے بچا کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ الغرض میرا ذخیرہ عمر اور سرمایہ حیات آپ ہی کی ذات اقدس ہے اور میرے عیش وکامرانی کی وجہ آپ ہی کا وجود مسعود ہے۔ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اب جب کہ آپ کی غلامی کی وجہ سے مجھے یہ شوکت وتمکنت اور قوت و برکت حاصل ہو چکی ہے اور فوز وفلاح وخیر ونجات دارین کا شرف حاصل ہو چکا ہے اور اب جب کہ مجھے آپ کے لطف وکرم نے یہ سہارا دے دیا ہے کہ میں اپنے دل کی بات زبان پر لے آؤں تو میری گزارش یہ ہے کہ میری دلی تمنا اور دیرینہ قلبی آرزو یہ ہے کہ آپ مجھے اپنی دامادی کا شرف عظیم بھی عطا فرما دیں

میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں مدت مدید سے جناب فاطمہ الزہرا کیلئے درخواست پیش کرنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن اس خیال سے کہ کہیں یہ میری عرضداشت گستاخی پر محمول نہ ہو میں اس ارادہ کو معرض التوا میں ڈال دیا کرتا تھا یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ میری یہ آرزو پوری ہوسکے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ ہم نے دور سے نگاہ کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی یہ درخواست سننے کے بعد رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخ انور کو مسرت سے جگمگاتے دیکھا اور آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے علی علیہ السلام تم اس کام کی انجام دہی کے لئے اپنے پاس کیا رکھتے ہو جناب حیدر کرار نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرا تمام حال آپ پر ظاہر ہے اور آپ کی نگاہ ناز سے کوئی بات اور کوئی چیز اوجھل نہیں گویا ان الفاظ میں عرض حال کیا کہ تجھے کیا بتاؤں اے دلبر با تیرے سامنے میرا حال ہے۔

اے فروغ صبح آثار
چشم تو بینندہ مافی الصدور

عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ جانتے ہیں میرے پاس ایک اونٹ ایک شمشیر ایک زرہ ہے آپ جو حکم فرمائیں مجھے منظور ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام تم مجاہد ہو جہاد کیلئے تمہیں تلوار کی ضرورت ہے اور سواری کیلئے جہاد میں اونٹ کی بھی ضرورت ہے البتہ زرہ پر معاملہ طے ہوسکتا ہے اس دوران جبرئیل علیہ السلام آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر حاضر ہوئے اور عرض

کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صاحبزادی کا نکاح علی علیہ السّلام سے کر دیا ہے
اب رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی علیہ السّلام کو بلا کر
ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارا نکاح مسجد میں جا کر
اصحاب کی مجلس میں کروں تم مسجد میں چلو حضرت علی علیہ السّلام مسجد میں جا
رہے تھے راستے میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے تو پوچھا کہاں
جا رہے ہو سارا قصہ بتا دیا وہ بھی ساتھ ہو لیئے۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو
پہلے ہی حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سب کچھ بتا دیا تھا۔ حضور
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا حضرت علی علیہ
السّلام نے یہ زرہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیچی آپ نے خرید کر چار
صد درہم دیئے اور ساتھ ہی حضرت علی علیہ السّلام کو ہبہ کر دی اور یہ سامان
بحکم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سیدنا صدیق اکبر نے خریدا آپ
کے ہمراہ سامان اٹھانے کیلیئے حضرت بلال، حضرت سلیمان فارسی بھی تھے
جب سامان آ گیا تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اٹھے اور گھر میں
تشریف لے گئے اور اپنی صاحبزادی سے ارشاد فرمایا تمہارا نکاح حضرت علی
علیہ السّلام سے کر دیا ہے ایجاب و قبول پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کرام کی موجودگی میں صحابہ کو بنا کر حضرت علی علیہ
السّلام کا نکاح کر دیا اور پھر حضرت علی علیہ السّلام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے دعوت ولیمہ بھی فرمائی یہ شادی ۳ھ ہجری میں
ہوئی میں نے انتہائی اختصار سے لکھا ہے۔ تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب
ملاحظہ فرمائیں۔ (طبقات کبریٰ، البدایہ والنہار، معارج النبوۃ رکن چہارم
ص ۳۱، صفوۃ المصادر)

ے خطبہ پڑھا نبی نے جو حمد و ثنا کے ساتھ
آئے ملک بھی نعرہ صلی علیٰ کے ساتھ
باندھا قلیل مہر جو حق کی رضا کے ساتھ
غل تھا عطا کا جو ہل اتیٰ کے ساتھ
علی کے گھر بتول آئی تو در و دیوار مہکے ہیں
علی کے نام کا صدقہ میرے الفاظ مہکے ہیں

☆☆☆☆☆

حضرت علی علیہ السّلام کے اخلاق و عادات

عبادت وریاضت:

سیّدنا علی علیہ السّلام ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے تفسیر ورمنشور میں ہے:

وَرُكَّعًا سُجَّدًا

سے مراد حضرت علی علیہ السّلام ہیں کہ آپ رات بھر رکوع وسجود میں مشغول رہتے تھے۔ اورآپ نے زندگی کی آخری ساعت تک عبادت کو نہ چھوڑا۔ (درمنشور ج ۴ ص ۸۳، تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۶۱)

آپ کا ہرسجدہ **وَرُكَّعًا سُجَّدًا** کا رازتھا
مرتضٰی یوں پڑھتے تھے رب اکبر کی نماز

امانتداری:

مولائے کائنات حیدر کرار علی علیہ السّلام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تربیت یافتہ تھے۔ اس لیے آپ کو کفار امین سمجھتے تھے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بوقت ہجرت اسی لئے امانتیں حضرت علی علیہ السّلام کے سپرد کیں ہر دور میں امانت ودیانت کی اعلیٰ وصف آپ میں پائی جاتی تھیں۔ عہد خلافت میں ایک دفعہ کچھ نارنگیاں آئیں۔ حضرت امام حسن نے

ایک نارنگی اٹھالی تو آپ نے وہ نارنگی اپنے صاجزادے سے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔ اسی طرح بیت المال میں جس قدر روپیہ جمع ہوتا آپ لوگوں میں تقسیم فرما دیتے۔

سادہ زندگی:

سیدنا علی علیہ السّلام انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور آپ کی زندگی مسلمانوں کیلئے اعلیٰ نمونہ ہے سیدہ فاطمہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اپنے دست مقدس سے گھر کا سارا کام سرانجام دیتیں، روٹی پکاتیں، جھاڑو دیتیں اور چکی پیستیں تھی دن بھر مقدس ہاتھوں سے گھر کا سارا کام سرانجام دیتیں اور رات بھر خالق حقیقی کی عبادت میں مصروف رہتیں۔ حضرت علی علیہ السّلام اونٹوں کو پانی پلاتے بازار سے سودا سلف لاتے تھے اس طرح اوقات زندگی بسر ہوتے تھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ایک واقعہ یون نقل کرتے ہیں۔ کہ جب سیدہ چکی پیتے پیتے پریشان ہوگئی تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پیغمبر اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں مگر آپ تشریف نہ رکھتے تھے تو سیدہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السّلام کو پیغام دے دیا۔ سیّدنا علی علیہ السّلام فرماتے ہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ ہم اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے تھے۔ آپ کی آمد پر ہم نے اٹھنا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں نے جس چیز کی

خواہش کی ہے کیا اس سے بہتر چیز تم کو بتادوں جب تم سونے کو جانے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳ بار، اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اس سے زیادہ کار آمد ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے۔
(مشکوۃ شریف ص ۲۰۹)

مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم انتہائی سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔

☆☆☆☆☆

حُبِّ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حضرت علی علیہ السّلام کی مشقت

حضرت علی علیہ السّلام کو اپنے آپ کی فکر نہ ہوتی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے اپنی جان نثار کرنے ہر وقت تیار رہتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھر میں فاقہ تھا۔ جب حضرت علی علیہ السّلام کو خبر ہوئی تو مزدوری کے لئے نکل پڑے تاکہ مزدوری کر کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ضرورت کو پورا کیا جائے اس تلاش میں ایک یہودی کے باغ میں پہنچے تو اس نے بتایا کہ ایک ڈول پانی نکالنے کی مزدوری ایک کھجور ہے حضرت علی علیہ السّلام نے سترہ ڈھول پانی کنویں سے نکالا یہودی نے کہا سترہ کھجوریں جس قسم سے چاہو لے لو آپ علیہ السّلام نے سترہ عجوہ کھجوریں لیں اور بارگاہ مصطفیٰ علیہ السّلام میں حاضر ہوئے اور کھجوریں پیش کر دیں آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہاں سے لائے ہو؟ حضرت علی علیہ السّلام نے سب کچھ بتا دیا!

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تمھیں اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت نے اس بات پر آمادہ کیا تھا؟ عرض کیا ہاں یا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر افلاس (بھوک) اس تیزی سے نہ آیا ہو جیسے سیلاب کا پانی اپنے رخ پر تیزی سے بہتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرے اسے چاہیے کہ مصائب کے روکنے کیلئے ایک چھتری بنالے (یعنی حفاظت کا سامان کرے)۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۳۲۱، ابن عساکر)

عدل وانصاف:

حضرت علی علیہ السّلام کی تربیت چونکہ اس گھر ہوئی جہاں سے عدل وانصاف کے چشمے پھوٹتے تھے۔

اس وجہ سے مولیٰ علی شیر خدا علیہ السّلام نے عدل وانصاف کی وہ مثال پیش فرمائی کہ غیر مسلموں نے آپ کے دل کو دیکھا تو اس قدر متاثر ہوئے کہ ایمان لے آئے۔

ایک دفعہ آپ علیہ السّلام جنگ صفین سے واپس آرہے تھے جب کوفہ پہنچے تو اپنی گمشدہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی تو فرمایا یہ زرہ میری ہے نہ میں نے تجھے دی اور نہ تو نے مجھ سے خریدی، یہودی نے کہا نہیں بلکہ یہ زرہ میری ہے امیر المؤمنین خلیفہ وقت عدل وانصاف کا پیکر ہیں۔ اسلئے ارشاد فرمایا چلو اس کا فیصلہ قاضی سے کرواتے ہیں اب قاضی کے پاس پہنچے قاضی صاحب نے پوچھا امیر المؤمنین اپنا دعویٰ بیان فرمائیں حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا یہودی کے ہاتھ میں جو زرہ ہے یہ میری ہے نہ میں نے اسے ہبہ کی اور نہ فروخت کی قاضی نے یہودی سے پوچھا تو کیا کہتا ہے۔

یہودی نے کہا جناب والا یہ زرہ میری ہے اور میرے ہاتھ میں ہے

قاضی نے کہا امیر المؤمنین کیا اس پر آپ کے گواہ ہیں۔ فرمایا دو گواہ ہیں۔ ایک قنبر جو غلام ہے اور دوسرا شہزادہ حسن علیہ السلام قاضی نے کہا کہ شہزادہ حسن علیہ السلام کی گواہی اسلامی شریعت کے مطابق غیر معتبر ہے بیٹا والد کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا لہذا از روئے شریعت یہ زرہ یہودی کی ہے یہودی یہ دیکھ کر اور یہ سن کر اتنا متاثر ہوا۔ کہ کہنے لگا حضرت علی علیہ السلام نے باوجود امیر المؤمنین ہونے کے خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ عدل وانصاف کیلئے قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا۔ اور جب قاضی نے امیر المؤمنین کے خلاف فیصلہ کیا تو امیر المؤمنین ہونے کے باوجود خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ عدل وانصاف کے لئے قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا۔ اور جب قاضی نے امیر المومنین کے خلاف فیصلہ کیا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اسے بسر و چشم تسلیم کرلیا ہے میں اسلام کے اس عدل وانصاف کو دیکھ کر صدقِ دل سے کلمہ پڑھتا ہوں:

الشهد ان لا الـه الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

درحقیقت امیر المومنین سچے ہیں اور یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ دشمنوں پر مہربانی امام بخاری اور مسلم نے سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایات کی ہے کہ شاہ عرب عجم ﷺ نے فرمایا:

لَيۡسَ الشَّدِيۡدُ بِالصُّرۡعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيۡدُ الَّذِىۡ يَمۡلِكُ نَفۡسَهٗ عِنۡدَ الۡغَضَبِ۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

بہادر وہ نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصہ کے وقت

اپنے نفس پر قابو پائے۔ سیّدنا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس میدان میں بھی مرد کامل تھے آپ کی زندگی کا اکثر حصہ مخالفین کی معرکہ آرائی میں صرف ہوا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے دشمنوں کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک کیا۔ آپ کے نہایت خطرناک حریف اور خود نامور سپہ سالار جب آپ کے مقابلے میں نکلے تو آپ نے اس پر نیزہ سے وار کیا وہ گھوڑے سے گر پڑا اور بدحواسی میں برہنہ ہو گیا۔ تو آپ کو ترس آ گیا۔ تو وہاں ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ (نور الابصار ص ۱۰۵)

انتہائی کرم و تحمل یہ ہے کہ آپ کا قاتل ابن ملجم جب آپ کے سامنے آیا تو اس پر بھی رحم آ گیا۔ فرمایا اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر پر سلاؤ۔ بھلا دینا میں حسن و سلوک کی ایسی مثالیں کہیں مل سکتی ہیں۔

(نور الابصار ص ۱۰۷)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ادب:

مولائے کائنات سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام عاشق رسول مقبول تھے۔ اور بارگاہ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بہت بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

کُنۡتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَکُنۡتُ اَسۡتَحۡیِیۡ اَنۡ اَسۡئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِمَکَانِ اِبۡنَتِهٖ فَاَمَرۡتُ الۡمِقۡدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ یَغۡسِلُ ذَکَرَهٗ وَیَتَوَضَّؤُ۔

(مشکوٰۃ ص ۴۰)

مجھے بہت مذی آتی ہے نبی کریم روف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھنے سے شرم آتی تھی کیونکہ آپ کی صاجزادی میرے گھر میں ہے۔ میں نے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اور انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے عضو مخصوص کو دھولے اور وضو کر لے۔ صلح نامہ حدیبیہ آپ کے ادب مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک بہترین مثال ہے۔ جو بخاری اور مسلم کے صفحات پر قیامت تک درخشاں رہے گی۔ اس صلح کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر شاہ دوسرا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قریش کے درمیان ایک صلح نامہ لکھا گیا اور صلح نامہ لکھنے والے مولائے کائنات تھے۔ سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا علی علیہ السّلام لکھو:

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قریش نے کہا کہ ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے جو آپ نے لکھوایا ہے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو آپ کو نہ روکتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ محبوب رب العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اور حضرت علی علیہ السّلام کو فرمایا کہ:

اُمْحِ "رَسُوْلَ اللّٰہِ"

رسول اللہ کا لفظ مٹادو تو مولا علی علیہ السّلام نے عرض کیا۔

لَا وَاللّٰہِ لَا اَمْحُاكَ اَبَدًا

خدا کی قسم میں کبھی آپ کا نام نہیں مٹاؤں گا۔ اس پر سرکار نے عہد نامہ پکڑا اور لکھا:

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ

(مشکوۃ شریف ص ۳۵۵)

شجاعت علی:

سیدنا حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت تمام اہل اسلام میں مسلم تھی اور اس میں کوئی بھی آپ کا ہمسر اور حریف نہ تھا بڑے بڑے جانباز اور بہادر سامنے آکر زندہ نہ لوٹتے تھے۔ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ عرب وعجم میں بھی آپ کی بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اب بھی غیر مسلم علی علیہ السلام کے نعرے سے تھرا اٹھتے ہیں کیوں کہ امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو اسد اللہ شیر خدا کا خطاب مرحمت فرمایا تھا۔ بھلا جسے خود محبوب کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شیر خدا فرمائیں اس کی بہادری اور شجاعت کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ آپ نے جن جنگوں میں اپنی بہادری وشجاعت کا شاندار مظاہرہ فرمایا ہے۔ وہ تاریخ کے اوراق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

غزوہ بدر میں:

سلسلہ غزوات میں سب سے پہلا معرکہ غزوہ بدر ہے اس غزوہ میں سید الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین سو تیرہ جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آگے آگے دو سیاہ رنگ کے علم (جھنڈے) تھے ان میں سے ایک حیدر کرار علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ جب جنگ کی ابتداء ہوئی تو اس زمانہ کے دستور کے مطابق پہلے تنہا تنہا مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے قریش کی صف سے تین نامی پہلوان نکلے اور اسلامی فوج سے مقابلے میں تیاری ہوئی کافروں نے مدنی تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکار کر کہا کہ ہمارے چچیرے بھائیوں کو بھیجو تین انصاری حضرات نے

ان کی دعوت کو لبیک کہا اور مقابلہ میں آ گئے۔قریش کے بہادروں نے ان سے نام ونسب پوچھا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو انصار ہیں تو قریش نے ان کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا اور سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکار کر کہا ہمارے مقابلے مین ہمارے چچیرے بھائیوں کو بھیجو تب مدنی سرکار حبیب کردگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا۔اے علی علیہ السّلام اٹھو اے حمزہ اٹھو اے عبیدہ اٹھو اور مقابلہ کرو۔ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے حریفوں کے مقابل میدان کارزار میں آ گئے۔

سیّدنا حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السّلام نے اپنے حریف ولید کو ایک ہی وار میں واصل جہنم کیا۔اس کے بعد جھپٹ کر سیّدنا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی اور ان کے حریف شیبہ کو بھی قتل کیا۔

اس کے بعد عام جنگ شروع ہوئی تو شیر خدا نے دشمن کی صفیں الٹ کر رکھ دیں ۔ذوالفقار حیدری نے چمک چمک کر اعدائے دین کے خرمن ہستی کو جلا دیا۔منقول ہے کہ اس کارزار میں سیّدنا حیدر کرار علیہ السّلام نے بنفس نفیس ۲۱ کافروں کو قتل کیا۔اور چار کو دوسروں سے مل کر واصل جہنم کیا۔

(نور الابصار ص ۹۶)

غزوہ اُحد میں:

غزوہ احد میں اسلامی فوج کے تین علم تھے مہاجرین کے علم بردار سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام تھے۔ابتداء جنگ میں مشرکین کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ نے مقابلہ کے لئے للکارا تو شیر خدا سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام مقابلے کیلئے سامنے آ گئے۔شیر یزدان شاہ مرداں علیہ السّلام نے بڑھ کر

ایسا ہاتھ مارا کہ طلحہ خاک پر تڑپنے لگا۔ اور بدحواسی کے عالم میں برہنہ ہو گیا۔ آپ کو طلحہ کی بے بسی اور بدحواسی پر رحم آ گیا اور زندہ چھوڑ کر واپس تشریف لائے۔ جب مولائے کائنات علیہ السّلام سے احباب نے پوچھا کہ آپ نے طلحہ کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ فرمایا کہ جب وہ گر پڑا۔ اور برہنہ ہو گیا اس نے مجھے قسم دی کہ مجھے معاف کردو۔ مجھے شرم آئی کہ اب میں اسکا تعرض کروں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ عنقریب ہلاک ہو جائے گا۔ القصہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کفار بھاگ گئے لیکن پیچھے کے محافظ تیر اندازوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا تھا۔ کہ مشرکین پیچھے سے یکایک مسلمانوں پر جو غنیمت کے مال جمع کرنے میں مصروف تھے ٹوٹ پڑے اس ناگہانی حملہ سے مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی۔ اسلامی فوج چار جماعتوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک جماعت نے جنگ کی اور شہید ہو گئی۔

ایک جماعت میدان چھوڑ کر گھاٹیوں اور پہاڑیوں میں چھپ گئی۔ اور ایک واپس گھر آ گئی۔

ایک جماعت ثابت قدم رہی۔ اور شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد جمع رہی یہ چودہ سو نفوس قدسیہ کی جماعت تھی۔ جن میں سے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ۔ سیّدنا علی علیہ السّلام بھی تھے جب کفار کی جماعت مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوئی تو ذوالفقار حیدری چمکی۔ بعض کو واصل جہنم کیا اور دوسروں کو بھگادیا۔ جب شاہ مرداں شیر یزداں علیہ السّلام اپنی شجاعت کا مظاہرہ کررہے تھے تو سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ رسالت مآب میں آ کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السّلام نے بڑی شجاعت سے حضور کی مدد کی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

اَنَّہٗ مِنِّی وَاَنَا مِنْہٗ

یعنی ہم دونوں میں یگانگت واتحاد ہے۔
سیّدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:

وَاَنَا مِنکُمَا

میں بھی تم دونوں سے ہوں۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی:

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ وَلَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَارُ

القصہ حیدر کرار علیہ السّلام نے جوانمردی اور شجاعت کا حق ادا کر دیا۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۵)

غزوۂ خندق ۵ھ میں غزوۂ خندق پیش آیا اس میں کفار خندق میں گھس گھس کر حملہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چند سواروں نے حملہ کیا۔ سیّدنا حیدر کرار علیہ السّلام نے چند جاں بازوں کے ساتھ بڑھ کر روکا سواروں کے سردار عمرو بن عبدوُ نے تنہا مقابلہ کی دعوت دی مولائے کائنات سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام نے اپنے آپ کو مقابلہ کیلئے پیش کیا۔ اس نے کہا کہ میں تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ تمہارے والد میرے دوست تھے شیرِ خدا علی علیہ السّلام نے فرمایا لیکن مین تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ وہ برہم ہو کر گھوڑے سے اتر پڑا اور مقابلہ میں آیا اور مقابلہ ہوا تھوڑی دیر تک شجاعانہ مقابلہ کے بعد ذوالفقار حیدری نے اس کو واصل جہنم کیا۔ اس کا مقتول ہونا تھا کہ دوسرے سوار بھاگ کھڑے ہوئے۔ حدیث پاک میں ہے

لِمُبَارَزَۃِ عَلِیّ ابنِ اَبِی طَالِبٍ یَومَ الخَندَقِ اَفضَلُ مِنْ اَعمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَومِ القِیَا مَۃِ۔

مولا علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کا یوم خندق مقابلے میں لڑنا قیامت تک کی

امت کے تمام عملوں سے افضل ہے۔ (لوز الابصار ص ۹۷)

غزوۂ خیبر میں ۷ھ میں اسلامی فوج نے خیبر پر چڑھائی کی یہاں یہودیوں کے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے جن کا فتح ہونا آسان نہ تھا۔ سب سے پہلے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قلعہ خیبر کی تسخیر پر معمور ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی تو شہنشاہ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَاُ عْطِیَنَّ هٰذَا الرَّیَةَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَتِحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدِهٖ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صبح ہوئی تو ہر شخص مطمئن تھا کہ یہ شرف مجھے حاصل ہو لیکن یہ دولت گرانی شیر خدا علی علیہ السّلام کے لیے مقرر ہو چکی تھی صبح کو بڑے بڑے جانثار اپنے نام سننے کے لیے منتظر تھے کہ سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیّدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام لیا۔ یہ آواز غیر متوقع تھی کیونکہ حیدر کرار علیہ السّلام آشوب چشم (آنکھ کا درد) میں مبتلا تھے۔ لیکن پھر بھی رحمت العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو بلا کر ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا جس سے بیماری کی شکایت جاتی رہی اس کے بعد جھنڈا مرحمت فرمایا۔ سیّدنا حضرت مولا علی علیہ السّلام نے پوچھا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا میں جنگ کر کے ان کو مسلمان بنالوں گا فرمایا نہیں بلکہ پہلے اسلام پیش کرو اور ان کو اسلام کے فرائض سے آگاہ کرو کیونکہ اگر تمہاری کوشش سے ایک شخص بھی مسلمان ہو گیا تو وہ تمہارے لئے بڑی سے بڑی نعمت سے بہتر ہے۔ لیکن یہودیوں کی قسمت میں

عزت کے بجائے شکست لکھی ہوئی تھی۔ اسلیئے انھوں نے تاجدار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس حکم سے کوئی فائدہ نہ اٹھایااوران کامعزز سردار مرحب بڑے جوش وخروش سے یہ رجز (شعر) پڑھتا ہونکلا

قَدۡ عَلِمَتۡ خَیۡبَرُ اَنِّیۡ مَرۡحَبٌ

شَاکِیُ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ۔

میں مرحب ہوں ہتھیار پوش ہوں۔ بہادر اور تجربہ کار ہوں۔

اِذَا الۡحُرُوۡبَ اَقۡبَلَتۡ تَلۡتَهِبُ۔

جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے فاتح خیبر شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے اس متکبرانہ رجز کا جواب ان الفاظ میں دیا:

اَنَا الَّذِیۡ سَمَّتۡنِیۡ اُمِّیۡ حَیۡدَرَہۡ

کَلَیۡثِ غَابَاتٍ لَهِیۡبَةِ الۡمَنۡظَرِ۔

میں وہ ہوں جسکا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے جنگل کے شیر کی طرح مہیب اور ڈراؤنا میں دشمنوں کو نہایت جلدی سے قتل کر دیتا ہوں۔

آپ نے جھپٹ کر ایک ہی وار میں واصل جہنم کر دیا اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت امیر کی مدد سے سات یہودی سرداروں کو قتل کیا۔ اور باقی شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگے شیر خدا علیہ السّلام انکے پیچھے دوڑے اسی اثناء میں کسی مخالف نے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری جس سے آپ کی ڈھال زمین پر گر گئی۔ اور ایک دوسرا یہودی ڈھال اٹھا کر بھاگ گیا اس سے سیّدنا حیدر کرار علیہ السّلام کو غصہ آیا اور اپنی روحانی قوت سے ایک چھلانگ لگائی تو قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اور قلعہ کے آہنی دروازے کو

اکھاڑا اور اسے بطور ڈھال استعمال کیا یہاں تک لڑے کہ قلعہ فتح ہو گیا۔
ایک دفعہ سیّدنا حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے دروازے کو پکڑ کر ہلایا تو تمام قلعہ جنبش کرنے لگا۔ جسکی وجہ سے صفیہ بنت حیی بن اخطب تخت سے گر پڑیں اور چہرہ زخمی ہو گیا۔ جنگ کے بعد سات بہادروں نے مل کر اس دروازے کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف پھیرنا چاہا تو نہ پھیر سکے پھر چالیس بہادروں نے زور آزمائی کی مگر وہ عاجز رہے اور دروازہ ہل بھی نہ سکا۔ (روضۃ الاحباب اور معارج النبوت میں مزکور ہے) جب فاتح خیبر سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام قلعہ کو فتح کر کے دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو شہنشاہ دوعالم ﷺ نے بنفس نفیس خیمہ سے نکل کر آپ کا استقبال کیا اور بغلگیر ہوئے اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا:

بَلَغَنِیْ ثَنَاءُکَ الْمَشْکُوْرُ وَ صَنْعُکَ الْمَذْکُوْرُ قَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ وَرَضِیْتُ اَنَا عَنْکَ۔

مجھے تمہاری ثناء مشکور اور کام مذکور کی خبر پہنچی اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہے اور میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ اس وقت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گریہ فرمایا۔ اور سرکار نے پوچھا یہ رونا غم کا ہے یا خوشی کا عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ رونا خوشی کا ہے اور میں کیسے خوش نہ ہوں جب کہ آپ مجھ پر راضی ہیں فرمایا فقط میں ہی راضی نہیں بلکہ خدائے قدوس جبرائیل و مکائیل اور تمام فرشتے تم سے راضی ہیں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۲۶)

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

ماحی رفض تفضیل ونصب وخروج
حامی دین وسنت پہ لاکھوں سلام

مولائے کائنات کی سخاوت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چہ دنیاوی مال ودولت سے خالی دامن تھے اور ساری عمر غربت کی زندگی بسر کی تھی مگر دل غنی تھا۔ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے خالی واپس نہ ہوا۔ بڑے ہی غریب پرور تھے۔ اور غریب ہو کر خیرات کرنا بہت بڑا کار خیر ہے ایک دفعہ سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا فقیر کی طاقت اور شروع کر اس سے جس کی تو عیال داری کرتا ہے یعنی افضل صدقہ وہ ہے جو فقیر غریب ہونے کے باوجود اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو معلوم ہوا۔ کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ افضل ہے پھر عجب بات یہ ہے کہ سیّدنا حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت سے زندہ تو زندہ مردے بھی فیض یاب ہوتے تھے۔ سیّدنا حضرت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو فرمایا۔

هَلْ عَلٰى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ لَهٗ مِنْ وَفَاءٍ قَالُوا لَا قَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيَّ دَيْنُهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَكَّ اللّٰهُ رَقَبَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَكْتَ دَيْنَ اَخِيْكَ الْمُسْلِمِ۔

(مشکوٰۃ شریف ۲۵۳)

کیا تمہارے صاحب پر قرضہ ہے لوگوں نے عرض کی ہاں فرمایا کہ اس کے لئے مال چھوڑ گیا ہے عرض کی نہیں فرمایا تو اپنے صاحب کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کا قرض میرے ذمہ ہے پس سرکار مدینہ شافع یوم شمار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیری گردن دوزخ سے آزاد فرمائے جیسا کہ تو نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آزاد کرائی ہے۔

دن رات سخاوت:

ایک دفعہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چار درہم تھے اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پھر بھی آپ نے انگوٹھی اتار دی۔ محبوب رب العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ واقعہ ملاحظہ فرمارہے تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا چہرہ اقدس آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا

الٰہی میرے بھائی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھ سے یہ سوال کیا:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْہ وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ہ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ہ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْہ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْہ ھَارُوْنَ اَخِیْ ہ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ہ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ہ

(سورہ طٰہٰ آیت ۲۵ تا ۳۲)

ترجمہ: اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے کمر میری مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر تو تیری ذات پاک نے ان پر یہ آیت وحی نازل فرمائی:

سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطَانًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا ۔

ابھی ہم تیرا بازو تیرے بھائی سے مضبوط کرتے ہیں تم دونوں کو غلبہ دیں گے۔ پس وہ تمہاری طرف نہ پہنچ سکیں گے۔ مولا! میں تیرا محبوب ہوں اور میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان فرما دے اور میری اہل سے وزیر بنادے اس سے میری پشت کو مضبوط فرما۔ ابھی دعا جاری تھی کہ سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ السّلام یہ آیت مبارکہ لے کر اترے۔ (نور الابصار ص ۷۸)

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ تفسیر خازن، مدارک حسینی، اور تفسیر نسفی میں بھی مذکور ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیّدنا حضرت مولا علی علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری بطور صدقہ دی تھی۔ انگشتری ڈھیلی تھی بغیر عمل کثیر کے نکل گئی اور نماز میں فرق نہ آیا۔

فاقہ کشی میں سخاوت:

تفاسیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرات حسنین علیہما السلام بیمار پڑ گئے۔ امام المرسلین رحمۃ العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ عبادت کے لئے تشریف لائے۔ ایک شخص نے مولا علی علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تمہارے شہزادوں کی مرض سخت خطرناک ہے۔ کوئی نذر مان لیجئے۔ تو آپ نے تین دن روزے رکھنے کی نذر مانی اور سیّدہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی نذر مانی اور ان کی کنیز فضہ نامی نے بھی یہی نذر مانی اللہ نے اپنے فضل وکرم سے دونوں شہزادوں کو صحت یاب کر دیا۔ تینوں حضرات نے نذر پوری کرنے کے لئے روزے رکھنے شروع کیے۔ گھر میں کھانے کیلئے کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمعون نامی یہودی غلہ فروش کے پاس تشریف لے گئے وہاں سے بارہ سیر جو بطور قرض [illegible]۔ سیدہ حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے چار سیر جو چکی میں پیسے اور کنیز نے اس آٹے سے پانچ روٹیاں پکائیں۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ کے سامنے پانچ

روٹیاں رکھی گئیں۔ کھانے کیلئے ابھی بیٹھے ہی تھے کہ اچانک دروازے پر ایک مسکین نے صدا دی۔ السلام علیکم یا اہل بیت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ایک مسلمان ہوں ہم پانچ افراد بھوکے ہیں کچھ کھانے کو دو۔ خدائے قدوس تمہیں جنت سے کھانا عنایت فرمائے گا۔ مولائے کائنات سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام نے یہ پانچوں روٹیاں اٹھ کر اس مسکین کے حوالے کیں۔ اور سب نے پانی پی کر رات بسر کی دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ شام کے وقت پھر پانچ روٹیاں پکائیں۔ افطاری کے وقت ایک یتیم نے کھانا مانگا۔ آپ نے پانچوں روٹیاں یتیم کو دے دیں۔ تو خود پانی پی کر رات گزاری۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا۔ رات کے وقت کھانا تیار ہوا ابھی کھانے ہی لگے تھے کہ ایک قیدی نے کھانا مانگا۔ سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام نے کھانا اٹھا کر قیدی کو دے دیا۔ اور خود بھوکے رہ کر رات گزاری۔ جب چوتھا دن ہوا تو متواتر کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ضعف و کمزوری لاحق ہوئی۔ چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ اس روز رحمت اللعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے شہزادوں کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے تو ان کی حالت ملاخطہ فرما کر بے تاب ہو گئے فرمایا میری لخت جگر خاتون جنت فاطمہ سلام اللہ علیہا کہاں ہیں؟ مولائے کائنات سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ محراب میں نماز پڑھ رہی ہیں۔ جب سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا سیّدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی آنکھیں اتری ہوئی ہیں اور پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضور سراپا نور شافع یوم محشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السّلام یہ آیت مبارک لے کر نازل ہوئے:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ہ۔

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر یتیم مسکین اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ تعالیٰ کیلئے دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگے۔

شہادت علی علیہ السّلام کی خبر:

مخبر صادق صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بار بار سیّدنا علیہ السّلام کی شہادت کی خبر دی تھی۔ ایک روز مولائے کائنات علیہ السّلام کو فرمایا کہ:

اَشْقَی النَّاسِ رَجُلَانِ

دو شخص سخت بد بخت ہے۔ جس نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناقہ کے پیر کاٹے تھے اور ایک شخص وہ جو تم کو قتل کرے گا۔ اور تمہاری داڑھی خون سے رنگی جائے گی۔ (تاریخ الخلفا ص ۱۳۳)

ایک مرتبہ فرمایا علی علیہ السّلام تم جانتے ہو کہ وہ بد بختوں میں سے پہلا بد بخت کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ تعالیٰ وہ جس نے ناقہ صالح علیہ السّلام کے پیر کاٹے تھے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر فرمایا دوسرے بد بخت کو بھی جانتے ہو عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا دوسرا بد بخت وہ ہے جو تم کو قتل کرے گا۔ سیّدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السّلام بیمار ہو گئے۔ آپ کی بیمار پرسی کیلئے حاضر ہوا تو اس وقت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدنا حضرت عمر فاروق آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ اتنے میں

امام المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لائے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم ہمیں تو حضرت علی علیہ السّلام کی بیماری خطرناک معلوم ہوتی ہے۔فرمایا کوئی خوف وخطر کی بات نہیں ہے۔وہ اس بیماری سے ہرگز نہیں مریں گے۔بلکہ وہ شہید ہوکر انتقال کریں گے۔مولائے کائنات علیہ السّلام کو مخبر صادق صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کی اس خبر صادق پر پورا پورا اعتماد تھا۔اور آپ یقینی طور پر جانتے تھے کہ میں شہید ہوکر دنیا سے رخصت ہوں گا۔چنانچہ آپ نے کئی دفعہ اپنی شہادت کی خبر سنائی۔(نور الابصار ص ۱۱۸)

ابو اسود الدولی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام بیمار پڑ گئے میں عیادت کیلئے حاضر ہوا عرض کیا امر المؤمنین ہم لوگوں کو آپ کی بیماری کو خطرہ ہے۔فرمایا بخدا مجھے اس بیماری سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔کیونکہ میں نے شاہ عرب وعجم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کی زبان اقدس سے سنا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تجھے اس جگہ تلوار ماری جائے گی۔اپنے سر کی طرف اشارہ کیا اور یہاں سے خون بہے گا۔جس سے داڑھی رنگ دار ہو جائے گی۔ایک دفعہ آپ کوفہ کی مسجد میں منبر پر تشریف فرما تھے تو کسی نے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا۔جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا

ہے۔ اور وہ ذرا نہ بدلے۔ فرمایا یہ آیت پاک میرے اور میرے چچا حمزہ اور چچازاد بھائی عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم احد شہید ہو کر کامیاب ہو گئے۔ اور سیّدنا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے دن مرتبہ شہادت حاصل کر کے رخصت ہو گئے۔ اور میں اس بد بخت کا انتظار کر رہا ہوں۔ جو کہ میری داڑھی اور سر کو خون سے رنگ دار کر دے گا۔ کیوں کہ اس کا وعدہ میرے ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۳)

قتل علی علیہ السلام کا مشورہ:

آپ کے خلاف خارجیوں نے مکہ معظمہ میں بیٹھ کر سازش تیار کی تین آدمیوں نے کہا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بدل دی عمرو بن تمیمی نے کہا کہ میں حاکم مصر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دوں گا۔ برک بن عبداللہ حیمی نے کہا کہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دوں گا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کہا میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو قتل کر دوں گا۔ ان ہولناک مہموں کیلئے ۱۷ رمضان المبارک کی تاریخ مقرر کی گئی پہلے دو شخص اپنی مہم میں ناکام رہے۔ لیکن عبدالرحمٰن بن ملجم کامیاب ہو گیا۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مکہ مکرمہ سے چل کر عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ پہنچا۔ خوارج کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ عبدالرحمٰن بن ملجم کا ان کے ہاں آنا جانا تھا۔ ایک روز قبیلہ تیم الرباب کے بعض خارجیوں سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ انہیں ہی میں سے ایک حسینہ و جمیلہ عورت قطام بنت شحنہ بھی تھی۔ عبدالرحمٰن بن ملجم اسے دیکھ کر

اس پر عاشق ہو گیا۔ اور نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ مگر سنگ دل نازنین نے کہا کہ میرے نکاح کی یہ شرط ہے کہ مہر میں جو طلب کروں وہ ادا کرو۔ ابن ملجم راضی ہو گیا قطام نے اپنا مہر یہ بتایا تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کنیز، اور مولا علی علیہ السّلام کا قتل عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کہا مجھے منظور ہے۔

(مناظرات ص ۳)

قاتل کا علم:

مولائے کائنات سیّدنا حضرت علی علیہ السّلام کو چونکہ علم تھا کہ میں شہید ہوں گا۔ انہیں وقت کا بھی علم تھا۔ اور قاتل کو بھی جانتے تھے۔ اسلئے جب کبھی اپنے ساتھیوں پر خفا ہوتے تو فرماتے سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ آپ کے بعض احباب کو بھی اس سازش کا پتہ چل گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ کون شخص سازش میں ملوث ہے۔ اشعث نے ایک روز ابن ملجم کو تلوار کو تیار کرتے دیکھا۔ اور اس سے کہا کہ ذرا اپنی تلوار دکھاؤ۔ اس نے تلوار دکھائی تو وہ بالکل نئی تھی۔ پوچھا کہ تلوار تیز کرنے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ یہ زمانہ جنگ کرنے کا تو نہیں ہے۔ ابن ملجم نے کہا کہ میں گاؤں کے اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث سہم گئے۔ اور اپنے خچر پر سوار ہو کر امیر المؤمنین علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ابن ملجم کی جرأت و سجاعت سے واقف ہیں آپ علیہ السّلام نے فرمایا لیکن اس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا ہے ایک دن آپ اپنے دوستوں میں وعظ فرما رہے تھے اور ابن ملجم منبر کے سامنے بیٹھا تھا۔ کسی نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ خدا کی قسم میں تجھ سے لوگوں کو راحت دلاؤں گا۔ جب امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی علیہ

السلام گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ ابن ملجم کے گلے میں کپڑا ڈالے کھینچے لا رہے ہیں۔ آپ نے واقعہ دریافت فرمایا۔ اور لوگوں نے جو بات اس سے سنی تھی۔ عرض کر دی۔ فرمایا: اس نے ابھی قتل نہیں کیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو ابن ملجم کا ارادہ قتل اس قدر شہرت حاصل کر چکا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام خود بھی دیکھ کر عمرو بن معد مکرب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ابن ملجم برابر اپنی برات کا اظہار کرتا تھا لیکن ایک روز جھنجھلا کر کہنے لگا ایسی میں ہونا ہے ہو کر رہتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا آپ اسے پہچان گئے ہو۔ اور اس کے ارادے سے واقف ہو گئے ہو تو پھر اسے قتل کیوں نہیں کرتے فرمایا میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کر سکتا ہوں۔ (کامل مبرد ص ۳۹)

شہادت کی صبح:

اقدام قتل جمعۃ المبارک کے روز نماز فجر کے وقت ہوا۔ ابن ملجم نے کوفہ میں شبیب نامی ایک خارجی کو اپنا شریک کار بنا لیا تھا۔ صبح سویرے دونوں چل کر اس دروازہ کے مقابل بیٹھ گئے جہاں سے امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام آتے جاتے تھے۔ اس رات حضرت امیر المؤمنین کو نیند نہیں آئی۔ بار بار مکان کے باہر تشریف لاتے۔ اور آسمان کی طرف نظر کر کے فرماتے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی جھوٹی خبر نہیں دی گئی۔ یہ وہی رات ہے جسکا وعدہ شہادت دیا گیا ہے سحری کے وقت سیدنا حضرت حسن علیہ السلام کو فرمایا خواب میں میں اپنے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے آپ کی امت سے کوئی اچھائی اور نیکی نہیں دیکھی۔ فرمایا ان کے لئے بددعا کیجئے اس پر میں نے یہ دعا کی۔ خدایا مجھے

اس سے بہتر رفیق عطا فرما۔ اور انہیں بدتر ساتھی دے سیّدنا امام حسن علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اس وقت ابن النباح مؤذن بھی حاضر ہوا اور پکار کر کہنے لگا الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو آپ اٹھے ابن النباح آپ کے آگے آگے تھا۔ اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ دروازے سے نکل کر فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ ہر روز آپ کا یہی دستور تھا کہ لوگوں کو مسجد میں آنے کے لئے جگایا کرتے تھے۔

شہادت:

ایک روایت میں ہے کہ مؤذن کے پکارنے پر آپ نہیں اٹھے لیٹے رہے مؤذن دوبارہ آیا مگر آپ نہ اٹھے۔ جب تیسری مرتبہ مؤذن آیا تو آپ مسجد کو روانہ ہوئے:

آپ جوں ہی آگے بڑھے تو دو تلواریں چمکتی نظر آئیں۔ اور ایک آواز بلند ہوئی۔ حکومت خدا کی ہے اور نہ کہ علی علیہ السّلام تیری شبیب کی تلوار تو طاق پر پڑی لیکن ابن ملجم کی تلوار آپ کی پیشانی پر پڑی اور دماغ میں اتر گئی۔ زخم کھاتے ہیں آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا فزت برب الکعبۃ! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ ساتھ ہی فرمایا قائل جانے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے شعیب تو نکل گیا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے تلوار گھمانا شروع کی اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے نکل جائے لیکن مغیرہ بن نوفل جو اپنے وقت کے پہلوان تھے۔ دوڑے اور بھاری کپڑا اس پر ڈال دیا اور زمین پر دے مارا۔

(زخائر العقبیٰ ص ۱۱۴۔ احیاء العلوم ص ۴۲، الکامل ص ۲۹ جرد)

قاتل کے لئے ہدایت:

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السّلام نے سیّدنا حضرت حسن علیہ السّلام کو فرمایا کہ یہ قاتل قیدی ہے۔ اس کی خاطر تواضع کرنا۔ اچھا کھانا کھلانا اگر میں زندہ رہوں گا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کردوں گا۔ اگر میں رحلت کر جاؤں تو اسے بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ رب العالمین کے حضور اس سے میں جواب طلب کروں گا۔

وصیّت:

پھر اپنے دونوں شہزادوں امام حسن علیہ السّلام اور امام حسین علیہ السّلام کو بلا کر فرمایا میں تم دونوں کو خوف خدا کی وصیت کر رہا ہوں۔ اور اس دنیا کا پیچھا نہ کرنا اگر چہ وہ تمہارا پیچھا کرے جو چیز تم سے دور ہو جائے۔ اس پر نہ کڑھنا ہمیشہ حق بات کہنا یتیم پر رحم کرنا۔ بے کس کی مدد کرنا، آخرت کیلئے عمل کرنا۔ ظالم کا دشمن بننا۔ اور مظلوم کا حامی۔ کتاب اللہ کے حکم پر چلنا۔ خدا کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ پھر آپ علیہ السّلام نے تیسرے صاجزادے محمد بن حنیفہ علیہ السّلام کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو نصیحت میں نے تیرے بھائیوں کو کی تو نے سن لی۔ انھوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا میں تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں۔ نیز یہ وصیت کرتا ہوں۔ اپنے دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھنا۔ اور ان کی اطاعت کرنا۔ بغیر ان کی رائے کے کام نہ کرنا۔ پھر امام حسن و حسین علیہ السّلام سے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے اس بھائی کے بارے میں وصیت

کرتا ہوں۔ کہ یہ تمہارا بھائی ہے تمہارے باپ کا بیٹا ہے۔ اور تم جانتے ہو۔ کہ تمہارا باپ ان سے محبت کرتا ہے اس کے بعد اور کوئی کلام نہیں فرمائی۔ صرف کلمہ طیبہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ)

پڑھا اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی عمر ۶۵ سال یا ۶۳ سال تھی۔ امام واقدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ یہ ہمارے نزدیک درست ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ وقت رحلت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی یہی عمریں تھیں۔ (نور الابصار ص ۱۱۷)

آپ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ تھی۔

(واشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۸۵)

☆☆☆☆☆

فصل دوئم:

حضرت امام حسین علیہ السلام

حسین گلشن تطہیر کی بہار مراد
حسین غیرت اسلام آبرو ایجاد

شعار مصطفوی جس کے فکر کی بنیاد
شعور دین محمد حسین کا ارشاد

ہجوم لشکر باطل سپاہ ابن زیاد
حسین حق کے نگہبان! ہر چہ بادا باد

وزید در چمن کربلا نسیم کرم
خرام نکہتش ایزد بہ دشمنان مرساد

یزید قبر کی ظلمت حسین نور زمیں
حسین علم و عدالت یزید استبداد

حسین وارث خیر، یزید وارث شر
حسین عشق و متانت یزید جہل وفساد

حسین فرحت اہل وفا دم ایفا
یزید ماتم اہل ریا پس بیداد

کہیں ہے ظلم و تشدد کہیں ہے صبر و رضا
کوئی نشاط میں غلطاں کسی کا گھر برباد

حسن حسین کی توصیف مختصر یہ ہے
نقیب امن و نگہبانِ عظمت اجداد

یہ گود وہ ہے کہ جس میں پلی حسینیت
جناب سیدہ کو دیجئے مبارک باد

اجل کی دھوپ میں اسی کا وہ سجدہ آخر
وہ تشنگی وہ تمازت وہ تیغ جلال

ہر امتحان میں شبیر کا یہ حال رہا
خدا کا ذکر خدا سے وفا خدا کی یاد

بہ حدِ ظرف خرد کم نظر نے مان لیا
سمجھ تو آئی ہے لیکن بہ قدر استعداد

سکھا گئے ہیں زمانے کو حرمت کا سبق
حسین عزم و تدبر کے بے نظیر استاد

نفس نفس ہے نگاہوں میں شیوہ تسلیم
نہ کوئی فکر اقارب نہ کچھ غم اولاد

خدا کی راہ میں عزم حسین کیا کہنا
اس اہتمام سے کرتا ہے کون گھر برباد

وہ جن کی ماں ہیں شہِ خاص و عام کی دختر
وہ جن کے باپ ہیں خیر الانام کے داماد

لرز کے فنا ہو گئی یزیدیت
حسینیت نے ہلا دی غرور کی بنیاد

ہر اک ستم کا ہدف تھے حسین ابن علی
وہ ظلم و جور مسلسل وہ دم بہ دم افتاد

خلاف اہل تعدی جہاد واجب ہے
یہ دے گیا ہے پیام ایک بندۂ آزاد

زہے کرم یمن آور دبوئے خاک درش
بود ہمیشہ بشارت گہِ صبا آباد

ہزار ہا صلوات وہزار تسلیمات
بروح سیدکونین و آلہ الا مجا د

نصیر کیوں نہ ہو ایسے امام کا پیرو
کہ سر بداد وبدست یزید دست نداد

☆☆☆☆☆

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت باسعادت:

امیر المومنین امام المسلمین ،شہنشاہ زمن وسیلتنا فی الدارین سیّدنا و مولانا ابوعبداللہ الحسین علیہ السّلام کنیت ابوعبداللہ، لقب ذکی ،شہید، سبط رسول ہے۔آپ کی ولادت باسعادت پانچ ۵ شعبان المعظم ۴ھ بروز پیر مدینہ منورہ میں ہوئی۔(روضۃ الشہداء فارسی ص ۲۳۵ ،سوانح کربلا ص ٦٦)

اسمِ گرامی:

پیغمبر خدا، حبیب کبریا، امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی ولادت کی خبر سن کر سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ مقدس میں تشریف لائے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کپڑے میں لپیٹ کر حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود میں رکھ دیا۔آقائے دو عالم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور فرمایا''اے علی علیہ السّلام اس بچے کا نام کیا رکھا ہے''۔ عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری کیا مجال ہے کہ آپ

سے پہلے نام رکھوں مگر خیال ہے کہ حرب نام رکھا جائے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں اس کا نام رکھنے کے لئے وحی کا منتظر ہوں۔اسی اثناء میں جبریل علیہ السّلام آئے اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس بچے کا نام حضرت ہارون علیہ السّلام کے دوسرے بیٹے کے نام پر رکھیں۔آپ نے فرمایا: حضرت ہارون علیہ السّلام کے دوسرے بیٹے کا کیا نام ہے؟ عرض کی اس کا نام شبیر تھا۔سیّد العالمین ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے جبریل علیہ السّلام یہ تو عبرانی زبان ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے عربی زبان عطا فرمائی۔ ہے جبریل امین علیہ السّلام نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شبیر کا معنی حسین ہے۔رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا نام مبارک حسین رکھا۔ساتویں روز دو مینڈھوں کا عقیقہ کیا اور سر کے بال اُتروا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردی۔(روضۃ الشہدا فارسی ص ۲۳۶)

مبارک بادی کے ساتھ ہی تعزیت:

جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السّلام کو بھیجا کہ تو میرے محبوب پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر امام حسین علیہ السّلام کی مبارک باد پیش کر اور ساتھ ہی تعزیت کی خبر بھی سنانا۔ جب جبریل امین علیہ السّلام حاضر ہوئے تو آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لئے گردن چوم رہے تھے۔ جبریل علیہ السّلام نے مبارک باد پیش کرنے کے بعد تعزیت کا آغاز کیا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جبریل علیہ السّلام مبارک بادی کی وجہ تو معلوم ہے۔مگر اس موقع

پر تعزیت کیسی؟ عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس شہزادے کے حلق نورانی پر جہاں آپ بوسہ دے رہے ہیں اس حلق نورانی پر ان کی والدہ محترمہ کے وصال، والد و برادر کی شہادت کے بعد اشقیائے امت خنجر خوں خوار چلائیں گے اور اہل بیت کے خیموں کو آتش ظلم و جفا سے جلائیں گے اور ساتھ ہی جبریل علیہ السلام نے کربلا میں پیش آنے والے واقعات کا کچھ حال سنایا۔ آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشم مازاغ البصر سے آنسو ٹپکنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہہ نکلا۔ اس حال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا: خیر تو ہے آج خوشی کا دن ہے نہ کہ غم کا اگر خوشی کے آنسو ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر غم کے آنسو ہیں تو اس کی وجہ بتائیں حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا فاطمہ! یہ غم حُسین کے آنسو ہیں تمہارے والد مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جبریل امین علیہ السّلام سے یہ سن کر مجھے بتایا ہے کہ امت کے چند بے رحم لوگ آپ کی بوسہ گاہ یعنی حلقوم حُسین علیہ السّلام کو تیغ جفا سے مجروح کر دیں گے اور اے فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور سرور عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ یہ وقعہ ابھی نہ ہوگا بلکہ اس وقت ہوگا جب نہ ہم ہوں گے اے علی! نہ تم اور نہ اس کی والدہ نہ ہی انکا بھائی حسن علیہم السلام ہوں گے۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۷، شواہد النبوۃ ص ۳۰۵)

شیر خوارگی میں خبر شہادت:

حضرت امام عالی مقام کی ولادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ شیر خوارگی کے ایّام میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے ام فضل بنت حارث کو آپ کی شہادت کی خبر دی۔ حضرت اُمِ فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں رکھ دیا کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ هٰذَا یَعْنِیْ الْحُسَیْنَ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِنْ تُرْبَۃٍ حَمْرَآءَ۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵، صواعق محرقہ ص ۱۹۲، سر الشہادتین ص ۲۶، سوانح کربلا ص ۶۸)

ترجمہ: میرے پاس جبریل علیہ السّلام تشریف لائے اور مجھے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دے گی۔ اور وہ (جبریل) میرے پاس کچھ سرخ رنگ کی مٹی بھی لے کے آئے۔

حضرت ام سلمہ کا قول:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا تو اس نے مجھ سے کہا آپ کا یہ بیٹا حسین قتل کیا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین کی مٹی دکھاؤں جہاں یہ قتل کیا جائے گا۔ پھر اس نے تھوڑی سی سرخ مٹی نکالی۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵، سر الشادتین ص ۲۵، صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش پر موکل فرشتے

نے اللہ تعالیٰ سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ جب وہ فرشتہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السّلام بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں تشریف لائے اور آپ کے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ آپ نے ان سے پیار کیا تو فرشتے نے عرض کیا آپ ان کو محبوب رکھتے ہیں؟

قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهٗ وَاِنْ شِئْتَ اُرِيْكَ الْمَكَانَ الَّذِیْ يُقْتَلُ فِيْهِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَرَاهُ تُرَابًا اَحْمَرَ اَخَذَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَهَا فِیْ ثَوْبِهَا قَالَ كُنَّا نَسْمَعُ اَنَّهٗ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ۔

(سوالشہادتین ص ۲۵، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵، صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

ترجمہ: فرشتے نے کہا بیشک آپ کی امت اس کو قتل کر دے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مکان دکھادوں جہاں یہ قتل کیئے جائیں گے پس اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھائی تو وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لی اور کپڑے کے کونے میں باندھ لی۔ راوی فرماتے ہیں ہم سنا کرتے تھے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حسن و حسین علیہما السلام دونوں میرے گھر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السّلام آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی امت آپ کے اس بیٹے حسین علیہ السّلام کو آپ کے بعد قتل کر دے گی اور آپ کو وہاں کی تھوڑی سی مٹی دی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مٹی

کو سونگھا اور فرمایا:

رِیحُ کَرْبُ بَلَآءَ

یعنی اس میں رنج و بلا کی بو ہے

وَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِہٖ

اور حسین علیہ السّلام کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سینے سے چمٹا لیا اور روئے۔ پھر فرمایا:

یَااُمَّ سَلَمَةَ اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ ابْنِیْ قَدْ قُتِلَ فَجَعَلْتُهَا فِیْ قَارُوْرَةٍ۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵۔ صواعق محرقہ ص ۹۲ تا ۱۹۳ سر الشہادتین ص ۲۸ سوانح کربلا)

ترجمہ: اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا بیشک میرا بیٹا قتل ہو گیا ہے پس میں نے اس مٹی کو شیشی میں رکھ دیا۔

حضرت علی علیہ السّلام کا میدان کربلا سے گذر:

حضرت یحییٰ حضرمی رضی اللہ عنہ سے شعبی اور ان سے ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ سفر صفین میں سیدنا حضرت علی علیہ السّلام کے میں ہمراہ تھا۔

قَالَ مَرَّ عَلِیٌّ فَلَمَّا حَاذٰی نِیْنَوٰی قَرْیَةٌ عَلَی الْفُرَاتِ فَوَقَفَ وَسَأَلَ عَنِ اسْمِ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَقِیْلَ کَرْ بَلَاءُ فَبَکٰی حَتّٰی بَلَّ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ ثُمَّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ و

هُوَ يَبْكِى فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ كَانَ عِنْدِىْ جِبْرِيلُ اٰنِفًاوَاَ خْبَرَنِى اِنَّ وَلَدِىَ الْحُسَيْنُ يُقْتَلُ بِشَا طِئِ الْفُرَاتِ بِمَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ كَرْبَلَاءُ۔

(صواعق محرقہ ص۱۹۳سوانح کربلاص۷۲سرالشہادتین ص۳۰البدایۃ والنہایہ ج۸ص۱۹۹)

ترجمہ: فرمایا گزرے حضرت علی رضی اللہ عنہ قریہ نینوی کے قریب سے جوفرات کے کنارے ہے۔آپ وہاں رُک گئے اوراس بستی کا نام پوچھا تو بتایا گیا کہ اسے کربلا کہتے ہیں۔آپ اس قدر روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی ۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضرہوا تو آپﷺ رورہے تھے میں نے عرض کی: آپ کیوں رورہے ہیں؟ تو فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آیا تھااور مجھے خبردی کہ میرا بیٹاحسین علیہ السلام فرات کے کنارےقتل ہوگا اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆
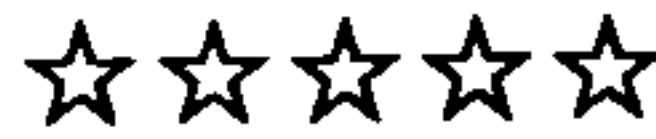
حضرت علی علیہ السّلام قبر حسین رضی اللہ عنہ کی جگہ پر

عَنْ اَصْبَغِ ابْنِ نَبَاتَةَ قَالَ نَبَاتَةُ اَتَیْنَا مَعَ عَلِیٍّ عَلٰی مَوْضَعِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ فَقَالَ هٰهُنَامَنَاخُ رِکَابِهِمْ وَ مَوْضَعُ رِحَالِهِمْ وَمُهْرَاقُ دِمَائِهِمْ فِتْیَةٌ مِّنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُقْتَلُوْنَ بِهٰذِهِ الْعَرْصَةَ تَبْکِیْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ۔

(سوالشہادتین ص ۳۱ خصائص کبری ج ۲ ص ۲۶ دلائل ابو نعیم ص ۵۰۹، سوانح کربلا ص ۷۲ صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

ترجمہ: حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر حسین علیہ السّلام کی جگہ آئے تو فرمایا: یہ ان کے اُنٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ اُنکے کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اُنکے خون بہنے کا مقام ہے۔ کتنے جوان آلِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس کھلے میدان میں قتل کیئے جائیں گے اوران پر زمین وآسمان روئیں گے۔

علاوہ زیں کثیر روایات پائی جاتی ہیں۔

حضرات محترم! ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا اعلان فرمادیا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی اپنے لخت جگر کی شہادت کا علم تھا۔ حضرت علی علیہ السّلام اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کو بھی معلوم تھا بلکہ کثیر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور خود امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی معلوم تھا کہ میں شہید ہو جاؤں گا مگر سیّد الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا ان کی آل واصحاب میں سے کسی نے بھی یہ دعا نہ کی کہ اے اللہ! کربلا کے اس امتحان سے بچا جبکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے۔

اَکْثِرْ مِنَ الدُّعَآءِ فَاِنَّ الدُّعَآءَ یَرُدُّ الْقَضَآءَ الْمُبْرَمَ۔

(کنز العمال ج ۳ ص ۲۹)

ترجمہ: ''دعا زیادہ کرو بے شک تمہاری دعا قضائے مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے''۔

تو ان میں سے تو کسی ہستی نے اس قضاء کے ٹلنے کی دعا نہ فرمائی۔ آخر وجہ کیا تھی؟ حالانکہ سیّد الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارادہ ہو تو قبلہ بدل جائے، چاند چر جائے، سورج پلٹ آئے، گویا کہ کائنات کی بنفسیں آپ کے اشارے پر چلیں کائنات کی ہر شے رضائے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طالب ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ رضائے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چاہتا ہو مگر واقعہ کربلا سے آل کو بچانے کیلئے دعا نہ ہو۔

وحی کھلی رب اس بارے وچہ ظاہر کیتا حالا
جبرائیل ہی حال سنایا پاک شہادت والا
ہور فرشتیاں نے بھی کہیا اس دا پتہ نشانی
تھاں مکان سب ظاہر کیتا قدرت پاک ربانی
کربل والا ناں بتایا دسیا وقت زمانان

سٹھ برساں سن ہجری اندر ہوسی قتل یگاناں
اندر جنگ صفیں علی اسد اللہ پتہ سنایا
ہوئے حسین شہدا ایتھائیں سارا حال بتایا
شاہ حسین ڈگے گا ایتھے بہسن اوتھا ایتھائیں
ایتھے تنبو خیمے لگ دسیاں سبھے جائیں

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان تو ماورائے عقل ہے جب کاملین کی دعا تقدیر بدل دیتی ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاطمہ الزہرا امام حسن اور خود امام حسین علیہم السلام ہی دعا فرما دیتے تو کافی تھی مگر کسی نے بھی دعا اس لئے نہ فرمائی کہ یہ راضی برضائے الٰہی تھے اور انہیں یہ معلوم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیا کرتا ہے اور جب اس کے بندے امتحان میں کامیاب ہو جائیں تو مقام قرب عطا فرماتا ہے چنانچہ فرمایا:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ہ وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَلَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ہ

(پارہ ۲۰ العنکبوت آیت ۱ تا ۳)

ترجمہ: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی اور بے شک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ

الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ہ

(آل عمران آیت نمبر ۱۴۲)

ترجمہ: کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے ار ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا!

(اقبالؒ)

ان آیات بینات سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کوامتحان میں ڈال کر انہیں مقام قرب عطا فرماتا ہے کھرے کھوٹے کی پہچان ہوتی ہے اور جھوٹے سچے کی پہچان امتحان سے ہی ہوتی ہے اور ہر شخص کا امتحان اس کی ایمانی حیثیت کی مطابق ہوتا ہے جس قدر کوئی دین و ایمان میں مضبوط ہوگا اسی قدر اس کے امتحان میں سختی ہوگی۔ اسی لئے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کرام کا ہے ان کے بعد صالحین کا پھر درجہ بدرجہ ان لوگوں کا جو ان سے مشابہت رکھتے ہیں اسی لئے امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کرام علیہم الرضوان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے بے بسی و بے کسی کی انتہا ہوگئی۔ مگر آپ نے راضی برضاء ہو کر امتحان میں کامیابی و کامرانی کی ایک ایسی مثال قائم کی جو تا قیام قیامت باقی رہے گی۔

ثابت ہوا زبانی دعویٰ ایمان و اسلام ہی کافی نہیں بلکہ طرح طرح کے حوادث و مصائب سے گزر کر مقام قرب حاصل ہوتا ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جہری شہادت:

حبیب کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دین حق کی صداقت کا علم بلند فرماتے ہوئے مسلسل تیرہ سال نا قابل برداشت اذیتیں برداشت کیں گلیوں بازاروں اور طائف کے میدانوں میں پتھر کھائے اسلئے آپ نے فرمایا جس قدر میں ستایا گیا ہوں۔ اللہ کی راہ میں اس قدر اور کوئی نبی نہیں ستایا گیا۔ بہت سی جنگوں میں بھی شرکت فرمائی یہاں تک کہ دانت مبارک بھی شہید ہوا اور خون مبارک بہہ نکلا روح مبارک اس لئے نہ نکلی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا تھا۔

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

(سورۃ مائدہ آیت ۶۷)

ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اگر کسی جنگ میں روح انور پرواز کر جاتی تو کافروں کو قرآن کی تکذیت کا موقع ملتا کہ جب خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے تو کیوں نہ بچایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وعدہ پورا فرماتے ہوئے بچالیا اور ساتھ ہی شہادت جہری کا مرتبہ بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ شہادت جہری کی حقیقت آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سرّی شہادت:

غزوہ خیبر میں یہودیہ عورت زینب بنت الحارث نے بکری کا بھنا ہوا زہر آلود گوشت حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بھیجا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں سے تناول فرمایا تو بھنے ہوئے گوشت

نے آپ کو خبر دی کہ میں زہر آلود ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسی وقت ہاتھ اٹھا لیا آپ کے ساتھ آپ کے صحابی بشر ابن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کھانا کھایا تو اسی وقت زہر کے اثر سے شہید ہو گئے۔ آپ نے اس یہودیہ کو بلا کر پوچھا: تجھے اس حرکت پہ کس چیز نے اکسایا ہے اس عورت نے کہا میں نے چاہا کہ بطور امتحان معلوم کروں۔ آپ نبی ہیں یا بادشاہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا اور آپ بادشاہ ہوں گے تو آپ سے لوگوں کو راحت و آرام دلاؤں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ص۱۷۲)

خوبی پاک شہادت والی پائی ختم رسولاں
رہے نہ خالی اس درجے تھیں ایہہ سرور مقبولاں

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدۡ ثَبَتَ اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَ شَھِیۡدًا لِاُکُلَتِہٖ یَوۡمَ خَیۡبَرَ مِنۡ شَاۃٍ مَسۡمُوۡمَۃٍ سَمًّا قَاتِلًا مِنۡ سَاعَۃٍ حَتّٰی مَاتَ مِنۡہُ بِشۡرُ ابۡنُ بَرَّاءِ بۡنِ مَعۡرُوۡرٍ وَصَارَ بَقَاؤُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُعۡجِزَۃً فَکَانَ بِہٖ اَلَمُ السَّمِ یَتَعَا ھٰذُہٗ اَحۡیَانًا اِلٰی اَنۡ مَاتَ بِہٖ۔

(زرقانی علیٰ مواھب ج ۸ص۳۸۳)

ترجمہ: ''اور بے شک یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شہادت پاک کی وفات پائی اس لئے کہ آپ نے خیبر کے دن ایسی زہر ملائی ہوئی بکری کے گوشت میں سے کھایا جس کا زہر ایسا

قاتل تھا کہ اسی وقت موت واقع ہو جائے۔ چنانچہ اس زہر کے اثر سے بشر ابن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید ہو گئے۔ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا باقی رہنا معجزہ ہو گیا۔ وہ زہر آپ کو اکثر تکلیف دیتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی کے اثر سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ہوئی۔

حضرات محترم! معلوم ہوا جس طرح شہادت جہری کی حقیقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پر پوری ہوئی تھی۔ اس طرح شہادت سرّی کی حقیقت بھی آپ کی ذات پوری ہوئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو تمام مراتب سے نوازا تھا وہاں پر شہادت جہری اور سرّی ہر دو شہادتوں کا مقام بھی آپ کو عطا فرمایا ہے ماخوذ از سرالشہادتین۔

پس ایہہ ہوئی شہادت کامل شک نہ رہیا کائی
منظوری محبوبی اس نے رب دی طرفوں پائی

حسنین کریمین مظہر کمال مصطفیٰ ﷺ:

نبوت کا دروازہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر آکر بند ہو گیا۔ اور آپ نے اعلان فرما دیا کہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور اگر کوئی میری حیات ظاہرہ میں یا بعد میں اعلان نبوت کرے تو وہ کذاب دجال ہوگا۔ چونکہ نبوت کا دروازہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بند ہو چکا تھا۔ اور حسنین کریمین جو کہ مظہر جمال مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی ہیں اور مظہر کمال مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں:

یعنی جس طرح دونوں میں جمال مصطفیٰ تقسیم ہوا
اسی طرح کمال مصطفیٰ بھی تقسیم ہوا

چنانچہ بڑے شہزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کے حصے میں شہادت سری (پوشیدہ) آئی اور حضرت امام حسین کے حصے میں شہادت جہری (ظاہرہ) آئی۔ اس طرح دونوں شاہزادوں نے سنت نبوی علیہ السلام کی اتباع میں شہادت جہری اور سری کو نوش فرمایا اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حسنین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بے شمار انعام و اکرام سے نوازہ وہاں شہادت کے عظیم مرتبہ پر بھی فائز فرمایا اس لئے علامہ اقبالؒ گویا ہوئے

خون او تفسیر ایں سرار کرو　　ملت خوابیدہ را بیدار کرو

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت　　سطر عنوان نجات ما نوشت

اے صبا اے پیک دور افتادگاں　　اشک ما بر خاک پاک اور ساں

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہے مل جائے جنہیں دولت شہادت کی
شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتا ہے

سری اتے اعلانی دونویں قسم شہادت پائی
اینہاں دوہاں بھراواں تے قدرت نے ورتائی
پہلی قسموں وڈھے بیٹے یعنی حسن پیارے
درجہ لیا شہادت والا خبراں عالم سارے
شاہ حسین جو چھوٹے بیٹے پاک نبی سرور دے
دوجی قسم شہادت پائی علانی اس اطہر نے

☆☆☆☆☆

فضائل حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کثیر احادیث وروایات پائی جاتی ہیں جن میں چند ایک کو پیش کیا جارہا ہے۔

جنتی جوانوں کے سردار:

سیّدنا بوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

(مشکٰوۃ شریف ص ۵۷۰)

ترجمہ: سیّدنا حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پھول:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت ہے کہ حضور سید العالمین ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانِیَّ مِنَ الدُّنْیَا

(مشکٰوہ شریف ص ۵۷۰)

ترجمہ: ''بیشک حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پھول ہیں میرے دنیا میں'' کائنات کا ہر فرد کسی نہ کسی خوشبو سے محبت رکھتا ہے کوئی گلاب سے کوئی

چنبیلی سے محبت رکھتا ہے ہے اس لیے کہ پھول میں خوشبو کا تصور پایا جاتا ہے اسی لئے گلدستہ بھی سجایا جاتا ہے اور کبھی گلے میں ہار پہنایا جاتا ہے۔ ان تمام گلوں سے ہم اپنے دل و دماغ معطر تو کر سکتے ہیں جبکہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جسم اطہر معطر پسینہ مبارک معطر بلکہ جس راہ سے گزر جائیں وہ راہ معطر وہ تمام گلی کوچے معطر ہو جاتے تھے۔ اگر چہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خوشبو استعمال فرمائی تا کہ امت کیلئے میری سنت ہو جائے۔

کسی کا پسندیدہ پھول گلاب ہے
کسی کا پسندیدہ پھول چنبیلی

اور آقائے دو عالم رحمۃ للعالمین کے پسندیدہ پھول حسنین کریمین ہیں۔

خطبہ جمعہ چھوڑ دیا گیا:

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء حبیب کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں خطبہ سنا رہے تھے کہ امام حسن و حسین علیہما السلام تشریف لائے دونوں نے سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے بوجہ بچپن کے چلتے اور گرتے تھے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے اترے اور دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھایا اور ارشاد فرمایا:

صَدَقَ اللّٰہُ اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُھُمَا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارا مال تمہاری اولاد فتنہ ہے میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ چلتے اور گر پڑتے ہیں، سو مجھ سے صبر نہ ہوسکا، یہاں تک کہ اپنا کلام منقطع کیا اور دونوں (شہزادوں) کو اٹھالیا۔

حب حسنین کریمین:

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۱)

ترجمہ: حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔ جس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھا اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسوں سے ایک نواسا ہے اسی حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس نے امام علی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھی اس نے رسول اللہ سے محبت رکھی اور محبت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محبت خدا ہے۔

جو در حسین پہ مقیم ہو تو ضرور پہنچے علی تلک
جو علی ملے تو نبی ملے نبی ملے تو خدا ملا

راکب دوش مصطفیٰ ﷺ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَامِلُ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ نِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۱)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت امام حسن ابن علی علیہ السّلام کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا اے لڑکے جس سواری پر تو سوار ہے یہ سواری کتنی اچھی ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا سوار بھی کتنا اچھا ہے۔“

مطلب یہ ہوا کہ سوار ہونے والا سید شباب اہل الجنۃ ہے اور جن کے کندھے پر سوار ہے وہ سید الانبیاء حبیب کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

کہیا پاک رسول نے نال زبان پیاری
اہل جنت دے سید نیں حسن حسین غفاری
پاک محمد موہنڈیاں اتے چک حسن دے تائیں
میلہ دکھلاون نوں چلے دین دنی دے سائیں
کہیا کسی نے اے لڑکے ایہہ چنگا سوار تیرا
پاک نبی فرمایا نالے ہے اسوار چنگیرا

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب مکرّم، شفیع اعظم، رحمت عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کی اہل بیت اطہار سے کامل محبت کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین!

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم ردّ کنی ور قبول
من و دست دامانِ آلِ رسول
شاہ علی تے فاطمہ زہرا حسن حُسین پیارے
پاک رسول محمد عربی گن کے دسّے چارے
حب اینہاں دی جُزِ ایمانی فرق نہ اس وچ ماسا
دامن ایہناں دا جس پھڑیا ہویا کامل خاصا

حسنین کریمین کی کشتی:

ایک روز حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کشتی لڑنے لگے۔ سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کشتی کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے حسن حسین کو پکڑو۔ سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرض کرنے لگیں۔ یارسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ حسن سے فرماتے ہیں حسین علیہ السّلام کو پکڑو جبکہ حسین چھوٹا ہے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جبریل علیہ السّلام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حسن کو پکڑو۔ (روضۃ الشہدا فارسی ص ۳۳۹، شواہد النبوۃ ص ۳۰۴)

ہرنی نے بچہ پیش کر دیا:

ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! میں نے ہرن کا ایک بچہ شکار کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ لایا ہوں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس کے ہدیے کو قبول فرمالیا۔ اسی اثناء میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور ہرن کے بچے سے پیار کرنے لگے۔ سیدالعالمین ختم المراسلین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ہرن کا بچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا اور وہ گھر لے گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے۔ بڑے بھائی کو ہرن کے بچے سے کھیلتے دیکھا تو پوچھا: بھائی جان یہ بچہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ فرمایا: نانا جان نے عطا فرمایا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نانا جان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے پاس آئے اور عرض کی نانا جان ہرن کا بچہ مجھے بھی عطا فرمایئے۔ آقائے دوجہاں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بہلایا۔ مگر اصرار برابر جاری رہا۔ اتنے میں ایک ہرن اپنے بچے کو لئے آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پہنچ گئی اور عرض کرنے لگی: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میرے دو ہی بچے تھے ایک شکاری پکڑ لایا۔ دوسرے کو میں دودھ پلا رہی تھی کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ جلدی سے اس بچے کو لے کر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اس لئے کہ امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرنی کا بچہ مانگ رہے ہیں ان کے رونے سے قبل اپنا بچہ پیش کر دے۔ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ امام عالی مقام کے رونے سے قبل میں پہنچ گئی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہرنی کو دعا دی اور امام حسین علیہ السلام بچے کو لے کر والدہ کے پاس پہنچ گئے اور سارا واقعہ والدہ کو سنایا۔
(روضۃ الشہداء فارسی ص ۲۴۰)

خوشخطی کا مقابلہ:

ایک دن دونوں شہزادوں نے بطور مقابلہ اپنی اپنی تختیاں لکھیں اور خوش نویسی کے فیصلے کیلئے مولا علی شیر خدا علیہ السلام کے پاس اپنی تختیاں پیش کیں۔ انہوں نے یہ خیال فرماتے ہوئے کہ کسی کو رنج نہ پہنچے فرمایا اپنی امی کے پاس لے جاؤ۔ اور ان سے فیصلہ کرالو۔ دونوں شہزدے امی جان کے پاس پہنچے تو انہوں نے خیال کیا کہ کسی کو ملال نہ ہو۔ فرمایا جاؤ اپنے نانا جان سے فیصلہ کرالو وہی تمہارا فیصلہ فرمائیں گے۔ جب دونوں اپنی اپنی تختیاں لئے بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا۔ تمہارا فیصلہ جبریل امین علیہ السلام کریں گے۔ اتنے میں جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے تو عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کا فیصلہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی فرمائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم فرمایا کہ جنت سے سیب لاؤ اور اس کو ان دونوں کی تختیوں پر گراؤ۔ سیب جس کی تختی پر گرے گا اس کا خط اچھا ہوگا۔ جب حکم خداوندی سے سیب پھینکا گیا تو سیب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا حضرت امام

حسن اور ایک ٹکڑا حضرت حسین علیہا السلام کی تختی پر گرا۔ اس طرح سے فیصلہ ہو گیا کہ خط دونوں کا اچھا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۹۴)

تختیاں اتے حرف لکھیندے حسن حسین پیارے
کہندے کس دا خط چنگا تے ماڑا کہہ دیتا ئیں

ماں اس فیصلے سندی کہندی مینوں طاقت ناہیں
جاؤ باپ اپنے دے ولے پاس علی دے جاندے

علی کہیا اس فیصلے تاہیں میں کر سکدا ناہیں
جاؤ پاس نبی دے دونویں پہنچے ونج اتھائیں

یا بابا خط کس دا چنگا ہے کس دا ماڑا
کیتی چپ حبیب پیارے آیا وحی پیارا

رب کہیا میں کراں نکھیڑا کس دا چنگا ماڑا
دتا سیب فرشتے تائیں کرنا خوب نتارا

تختیاں دونویں رکھ کے بیٹھاں اتوں سیب سٹاناں
جس دی تختی اتے پیسی اوہو خط سوہاناں

رکھ کے تختیاں اتوں جس دم سی سٹیا بھائی
ہو جا دو ٹوٹے اے سیبا آیا حکم الٰہی

ادھا ادھا ہر تختی تے ڈگا حکم خداوں
سی دلجوئی دوہاں سندی کرن آپ رضائیں

دل شکنی منظور نہ کیتی پاک خداوند سائیں
نال اولاد نبی پیار کریندا اللہ چائیں چائیں

نواسے پر بیٹا قربان:

ایک دن رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دائیں بازو پر اور اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بائیں بازو پر لئے ہوئے تھے کہ جبریل علیہ السّلام آئے اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجا نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلائے گا۔ آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے رخصت ہو جائیں تو ان کے غم میں فاطمہ وعلی علیہ السّلام اور مجھے صدمہ ہوگا۔

اگر ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت کر جائیں۔ تو مجھے ہی رنج ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب آتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی پیشانی پو بوسہ دیتے اور فرماتے اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ کو قربان کر دیا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۰۵)

تواضع وانکساری:

حضرت امام حسین علیہ السّلام صاحب خلق عظیم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سراپا تصویر تھے۔ آپ کی طبیعت میں تواضع وانکساری بے حد پائی جاتی تھی۔ آپ نے ۲۵ حج مبارک پیدل ادا فرمائے۔

سخاوت:

ایک شخص سیّدنا امام حسین علیہ السّلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی اے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نورِ نظر میں انتہائی غریب ہوں۔ میرے بچے چھوٹے ہیں آپ کوئی کھانے کی چیز عطا فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ میرا رزق آرہا ہے۔ جب آگیا تو تجھے دے کر رخصت کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد امیر معاویہ بن سفیان کی طرف سے پانچ تھیلیاں آئیں۔ جن میں سے ہر ایک میں ایک ہزار درہم تھے۔ آپ نے سائل کو حکم دیا پانچوں تھیلیاں اٹھا کر اپنے گھر لے جاؤ اور ساتھ ہی فرمانے لگے میں نے تمہیں بہت دیر بٹھایا: معاف کرنا اگر مجھے معلوم ہوتا صرف پانچ تھیلیاں آئیں گی تو میں تمہیں اتنی دیر نہ بٹھاتا۔ میں نے اپنی زندگی حاجت مندوں کی ضروریات کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ (کشف المحجوب فارسی ص ۶۳)

عفو ودرگزر:

ایک دن ایک غلام آپ کو وضو کروا رہا تھا کہ اچانک غلام کے ہاتھ سے لوٹا گر پڑا جس کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرۂ انور زخمی ہوگیا۔ غصّے سے غلام کی طرف دیکھا تو اس غلام نے کہا:

وَالۡکَاظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ

اور غصہ پینے والے

آپ علیہ السّلام نے فرمایا:

کَظِمۡتُ غَیۡظِیۡ

میں نے اپنا غصہ پی لیا

غلام نے پھر پڑھا:

وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ

اور لوگوں سے درگزر کرنے والے

آپ علیہ السّلام نے فرمایا میں نے تیرا قصور معاف کیا

تو غلام نے کہا:

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِذۡھَبۡ فَاَنۡتَ حُرٌّ

تو چلا جا بے شک تو آزاد ہے

(تفسیر دُرِّ منثور ج ۲ ص ۷۳، روضۃ الشہداء فارسی ۲۴۲)

محبت بوجہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضور رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک روز ایک گلی سے گزرتو ایک بچے کو پکڑ کر اس کی پیشانی کو چوما اٹھا کر گود میں بٹھا لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اس قدر شفقت کیوں فرمائی؟
آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے اس بچے کوایک دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا ہے ار یہ دیکھا کہ لختِ جگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی مٹی لے کر اپنی آنکھوں پر ڈال لیتا تھا۔ اس وجہ سے میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور کل بروز قیامت اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا۔ (روضۃ الشہدا فارسی ص ۲۳۹)

حسن و جمال:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس قدر حسن و جمال تھا کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھے تو لوگ آپ کی جبین اقدس کی شعاعوں اور چہرۂ انور کی روشنی میں راستہ دیکھ لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام سرانور سے سینہ مبارک تک اور امام حسین علیہ السلام سینۂ مبارک سے پاؤں تک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کمال مشابہت رکھتے تھے۔
(روضہ الشہدا فارسی ص ۲۳۸، شواہد النبوۃ ۳۰۴)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اسباب شہادت:

امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سبب یہ ہوا کہ سنہ ۶۰ ھ میں امیر معاویہ بن ابوسفیان کا انتقال ہوا۔ اور یزید پلید اپنے باپ کی جگہ تختِ سلطنت پر جا بیٹھا۔ تخت پر بیٹھے کے بعد اس کے

لئے اہم مسئلہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا تھا اس لئے کہ ان حضرات نے یزید کی ولی عہدی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور یزید کو یہ بھی خطرہ تھا کہ ان میں سے کوئی خلافت کا دعویٰ نہ کر دے۔ یزید کے پیش نظر سب سے بڑا مسئلہ حکومت کی بقاء و تحفظ کا تھا۔ اس لئے ان حضرات سے بیعت لینا ضروری سمجھا۔

گورنر مدینہ کو یزید کا حکم:

ولید بن عقبہ گورنر مدینہ طیبہ کو امیر معاویہ بن سفیان کی وفات کی خبر دی گئی اور ساتھ ہی ان حضرات سے بیعت لینے کی تائید کی۔ اہل مدینہ کو ابھی امیر معاویہ بن سفیان ی وفات کی خبر نہ ہوئی تھی۔ ولید یزید کے اس حکم سے سخت پریشان ہوا۔ اسلئے وہ اس حکم کی تعمیل کو بہت مشکل سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے نائب مروان بن حکم کو بلا بھیجا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ مروان انتہائی سنگدل آدمی تھا اس نے کہا ان تینوں کو اسی وقت بلائیں اور بیعت کا حکم دیں۔ اگر وہ بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ تینوں کا سر قلم کر دیں اور اگر ایسا نہ کیا اور ان کو وفات امیر معاویہ کی خبر مل گئی اور یہ مدعی خلافت بن کر کھڑے ہو گئے تو ان پو قابو پنا مشکل ہو جائے گا۔ (روضۃ الشہدا ص ۲۴۴ طبری ج ۴ ص ۲۵)

ولید کا پیغام امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام:

یزید نے ان حضرات کو بلانے کیلئے ایک شخص کو بھیجا جب وہ شخص مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پہنچا۔ اس وقت امام عالی مقام اور

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں موجود تھے قاصد نے ان دونوں کو امیر کا پیغام دیا۔ انہوں نے قاصد سے کہا تم چلو ہم آتے ہیں۔ ابن زبیر نے امام سے کہا کیا آپ جانتے ہیں ولید نے ہمیں کیوں بلایا ہے؟ امام علی مقام نے فرمایا میرے خیال میں حاکم شام کی موت واقع ہوگئی ہے میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ اس کا منبر الٹ گیا ہے اس کے محل میں آگ گر رہی ہے۔ اور ہمیں اسلئے بلایا گیا ہے کہ اس کی خبر ہونے سے پہلے وہ ہم سے بیعت کرلیں۔ بہر حال جب یزید نے ولید کو بار بار بیعت لینے کی تاکید کی تو امام عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کا عزم فرمایا ایک رات ایسی گزری کہ امام صاحب نے رات کا کافی حصہ اپنے نانا جان کے روضہ اطہر پر حاضری دی پھر آپ والدہ مطہرہ کی قبر پر آئے اور آخر میں پھر روضہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حاضری دی اور چار شعبان ۶۰ھ جمعرات کے دن مدینہ طیبہ کو خیر باد کہہ کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شعبان، رمضان، شوال اور ذیعقد امن و امان سے گزارے۔ اب کوفیوں کے مسلسل خطوط آنے شروع ہوگئے۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ "یزید فاسق و فاجر ہے ہم اسکی بیعت نہیں کرتے آپ رسول اللہ کے دین کو پھیلانے تشریف لائیں ہم آپ کی بیعت کا عہد کرتے ہیں بالآخر صحابہ کرام کے مشورے پر امام مسلم علیہ السلام کو روزنہ کیا اور امام مسلم علیہ السلام جب کوفہ پہنچے تو ہزاروں لوگ بیعت ہوئے تو امام مسلم نے امام صاحب کو خط لکھ دیا کہ یہاں کے لوگ آپ کو دل و جان سے چاہتے ہیں آپ تشریف لے آئیں۔ ادھر خط بھیجا ادھر یزید کو فکر لاحق ہوئی اس نے ادھر ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس بد بخت نے حضرت امام مسلم اور آپ کے دونوں بچوں کو شہید کر

دیا اور ادھر امام عالی دین مصطفیٰ علیہ السّلام کی عظمت و سربلندی کیلئے جانب کوفہ روانہ ہو گئے۔

اور ۲ محرم کو میدان کربلا میں اترے عمر و سعد نے پانی بند کر دیا اور امام علی مقام نے کئی بار اہتمام حجت فرمایا یزیدیوں نے کوئی بات نہ مانی۔ بالآخر دس محرم کو جنگ ہوئی جس میں حضرت حُر، وہب بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، عمر بن خالد ازری، سعد بن حنظہ، عمر بن عبداللہ، وقاص بن مالک، شریح بن عبید، مسلم بن عوسجہ، بلال بن نافع، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، یحیٰ بن سلیم، عبدالرحمٰن بن عروہ، مالک بن انس بن مالک، عمر بن مطاع، قیس بن منبہ، حبیب بن مظاہر، ابو ذر، حضرت مہاجر، حضرت عباس بن حجاج بن مسروق، سیف بن حارث، حنظہ بن سعد، حضرت حنظلہ، حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و دیگر غلاموں کی شہادت ہوگئی۔ اور سب نے اہل بیت اطہار کے قدموں پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔

اہل بیت اطہار کی شہادت:

آئے ہیں اب میدان میں علی علیہ السّلام کے پھول
زہرا بتول اور چمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول

حضرات محترم: جب محبان اہل بیت اپنی اپنی قربانیاں پیش کر چکے تو اسد اللہ الغالب کے شیروں، چمنستان زہرا کے پھولوں اور امام الانبیاء حبیب کبریاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جگر گوشوں کی باری آئی۔ ان ہاشمی شہزادوں کا میدان میں آنا تھا کہ یزیدیوں کے دل لرزنے لگے۔ ان پیکران شجاعت کی تلواروں سے یزیدی چیخ اٹھے۔ انہوں نے ضرب و حرب کے وہ جوہر دکھائے کہ جن کی یاد ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گی۔ اگرچہ یہ صرف

چند مردان دلاور تھے اور دشمن کا لشکر ہزاروں پر مشتمل تھا آخر کب تک مقابلہ جاری رہتا۔ جبکہ پانی بھی بند تھا اور مقابلہ بھی ایک ایک سے نہ تھا۔ بلکہ ہزاروں مدِ مقابل تھے، لہذا یہ چند نفوس قدسیہ زخموں سے چور چور ہو کر جام شہادت نوش کرتے رہے۔

امام پاک کے اقرباء میں سے حضرت عبداللہ بن مسلم عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حاضر ہو کر عرض کیا چچا جان اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں میدان میں جاؤں اور اپنے والد محترم اور اپنے بھائیوں کے خون کے بدلے میں کوفیوں کے خون کی ندیاں بہاؤں۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹا! تمہارے باپ اور بھائیوں کی جدائی کا داغ ابھی میرے دل سے مٹا نہیں میں تمہیں کس طرح اجازت دے دوں۔ بیٹا! تم ایسا کرو کہ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر جہاں جی چاہے چلے جاؤ یہ تمہارا راستہ نہیں روکیں گے۔ کیونکہ یہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔

چچا جان! میں آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا میں آپ کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گا بلکہ آپ کے سامنے جام شہادت نوش کروں گا امام عالی مقام نے سینے سے لگا کر اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہ گھوڑا اچکاتے ہوئے میدان میں آئے اور خنجر آبدار سے کوفیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے جو اس شیر کے سامنے آتا تھا۔ زندہ لوٹ کر واپس نہ جاتا تھا۔ ابن سعد نے کہا کون جوان اس بہادر کا مقابلہ کرے گا۔ قدامہ بن فزاری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے قدامہ! تو ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

قدامہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر آیا۔ حضرت عبداللہ نے نیزے کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا۔ قدامہ نے گھوڑے کو ایڑی

لگائی۔ اور ایک طرف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بار بار اس پر حملہ آور ہوتے۔ تھوڑی دیر تک دونوں میں مقابلہ رہا۔ آخر کار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ قدامہ کو دو لخت کر دیا۔ پھر آپ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کو کمر بند سے پکڑا اور اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور ساتھ ہی آپ نے اپنا گھوڑا غلام کو دیا اور خود اس کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر نیزہ اٹھا کر مبارز (مقابل) طلب کیا اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ علامہ کاشفی نے یو کیا ہے:

امروز بانیم جگر سوختہ جاں را
پیش شہ مظلوم کشم روح رواں را

اور پنجابی میں کسی نے یوں کہا ہے۔

شیراں وانگوں وچ میدانے بھتے مار رُلائے
ہو ہو ٹکڑے ڈگن موذی ساہویں کوئی نہ آئے
حیرت کر دے ہلکھ اتسا لڑوا، نال ہزاراں
ہاشمیاں دی قوت ڈاہڈی دیندے لاہ ستھاراں
بھتے قتل یزیدی کر کے ہویا شہید پیارا
جا ملیا سی باپ تے بھائیاں تائیں لال پیارا

قدامہ کے بیٹے سلامہ نے حضرت عبداللہ کی شجاعت و دلیری کا مشاہدہ کیا تو ابن سعد نے کہا میں نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا مگر میں نے اس ہاشمی جوان جیسا بہادر اور دلیر کسی کو نہیں دیکھا۔ اب کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ تنہا آپ کے سامنے آئے۔ آپ یزیدیوں پر حملہ کرتے ہوئے ان میں گھستے چلے گئے اور بہت سوں کو فی النار اور زخمی کیا۔ آخر کار انہوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور جداح دمشقی نے پیچھے سے تلوار ماردی اور

آپ کی سواری کے پاؤں کاٹ دیئے۔ آپ پا پیادہ بھی مقابلہ کرتے رہے نوفل بن مزاحم حمیری نے آپ کو نیزہ مارا اور بقول بعض عمر و بن صبیح صدادی نے نیزا مارا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ (رضوان اللہ)

حوریں جناں سے آئیں آئے ملک عرش سے
لے کر خدا کی طرف سے صل علیٰ کے ساتھ

(روضۃ الشہدا ص ۳۴۵، طبری ج ۴ ص ۳۲۶)

حضرت جعفر بن عقیل کی شہادت:

حضرت عبداللہ کے چچا جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اپنے بھتیجے کو خاک و خون میں غلطاں دیکھا تو آنکھوں سے اشک برستے ہوتے ہوئے امام عالی مقام سے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر میدان کارزار میں آئے اور جنگ شروع کی۔ بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا۔ آخر دشمنوں نے گھیرے میں لے کر تیروں کی بارش کر دی۔ اور فرزند عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خون سے رنگین ہو کر عبداللہ بن عزرہ خثعمی کے تیر سے جام شہادت نوفرما گئے۔ (روضۃ الشہدا ص ۳۴۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل کی شہادت:

حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام پاک سے اجازت لے کر میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے اور کئی یزیدیوں کو فی النار کیا۔ بالآخر عبدالرحمٰن بن عروہ خثعمی لعین کے تیر سے جام شہادنوش فرما کر حضرت عبدالرحمٰن خثعمی مجلس صدق و رضا میں پہنچ گئے۔

(روضۃ الشہدا ص ۳۴۵، طبری ج ۴ ص ۳۴۱)

ہوشیار اہل بیت کی لاشوں سے اے زمین
کملا نہ جائیں یہ ہیں رسول خدا کے پھول

محمد وعون کی شہادت:

جب حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نے شہادت کا جام نوش کرلیا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں کی باری آئی۔ ان میں سب سے پہلے حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے اجازت عطا فرمائیں۔ تاکہ میں اپنے دل کی آرزو پوری کروں۔ امام عالی مقام نے اجازت عطا فرمائی تو انھوں نے میدان میں آکر رجز کا آغاز کیا اور آپ نے جنگ کرتے ہوئے بہادروں کو میدان سے ہٹا دیا اور بالآخر ان کی مقدس روح کا طائر بہشت کے سبز پروں والے آشیانے میں قیام پذیر ہوا۔

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو شہید ہوتے دیکھا تو امام عالی مقام سے اجازت حاصل کرنے کے بعد میدان کار زار میں تلوار اور گھوڑا چمکاتے ہوئے آگے بڑھے اور سینکڑوں شقیوں کو عدم کا راستہ دکھایا اور اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھا تو اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ آخر زخموں سے نڈھال ہو کر اور ماموں جان پر قربان ہو کر باغ جنت کو سدھارے۔

حضرت عون کو عبداللہ بن قطبۃ الطائی نے اور حضرت محمد کو عامر بن نہیش نے شہید کیا۔ امام پاک کے رفقاء ان کی لاشیں اٹھا کر لے آئے اور انہیں اپنے خیموں کے پاس لٹا دیا۔

لاشوں کے قریب آ کے شہِ اُمت نے پکارا
اے بھانجو موجود ہے ماموں یہ تمہارا
اے شیر جوانو! مجھے الفت تھی تمہیں سے
اے تشنہ دہانو! مجھے ہمت تھی تم سے
ہاتھوں کو اٹھا کر ذرا بات تو کرلو
سینے سے لگو اور ملاقات تو کرلو

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا: لو بہن تمہاری قربانی بھی منظور ہوگئی آؤ اپنے شہیدوں کی زیارت کرلو۔ ماں نے جب اپنے بیٹوں کی لاشوں کو دیکھا تو بلائیں لیتے ہوئے کہا۔ لو بیٹا! تم نے قربانی کا حق ادا کردیا ہے۔ (روضۃ الشہداص ۳۴۶)

فرزندان امام حسن علیہ السلام کی شہادت:

جب حضرت محمد و عون دونوں بھانجوں نے شہادت پائی تب برادرزادگان امام مظلوم کی باری آئی۔ پہلے حضرت عبداللہ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عالی مقام کے پاس آئے اور عرض کی اے چچا جان مجھ پر کرم کیجئے میدان میں جا کر سر کٹانے کی اجازت دیجئے۔ اشقیاء کا خون بہائیں گے پھر بحر شہادت میں غوطہ لگائیں گے۔ آپ نے گلے لگا کر فرمایا تم میرے بھائی کی یادگار ہو تمہارے بغیر کیونکر جئیں گے؟

عبداللہ بن حسن جو حسین لین اجازت آئے
دیہہ اجازت چاچا مینوں رورو عرض سنائے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی منتیں کیں پھر اجازت لے کر میدان میں آئے اور فرمایا۔

اِنۡ تَنۡكُرُوۡنِیۡ فَاَنَا ابۡنُ الۡحَسَنِ
سَبۡطُ النَّبِیِّ الۡمُصۡطَفٰی وَالۡمُؤۡتَمِنۡ

ترجمہ: اگر تم مجھے نہیں جانتے تو جان لو کہ میں حسن علیہ السّلام کا بیٹا ہوں۔ مصطفیٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نواسہ ہوں اور امانت کا حفاظت کرنے والا ہوں۔

یہ شعر پڑھتے ہوئے ابن سعد کے لشکر کے درمیان پہنچ گئے۔ ابن سعد نے جب دیکھا کہ حضرت عبداللہ میدان میں ہیں تو لشکر کی پہلی صف میں آیا دولت خلعت، غلام و مرکب کا وعدہ کیا۔ بختری بن عمرو شامی نے کہا: ابن سعد تو لشکر کی سپہ سالاری کا دعویٰ کرتا ہے اور خود اس ہاشمی جوان کی تلوار کی کاٹ سے بھاگتا پھرتا ہے ابن سعد شرمندہ ہوگیا۔ بختری غضب کی آگ سے مشتعل ہوا اور پانچ سو سواروں کو ساتھ لے کر حضرت عبداللہ بن حسن علیہا السلام کے سامنے آیا۔ امام حسین علیہ السّلام کی صفوں سے امام حسن علیہ السّلام کے غلاموں پیروزان اور حضرت محمد بن انس حضرت اسد بن دجانہ شہزادہ حسن علیہ السّلام کی امداد کے لئے نکل آئے۔ پیروزان بختری کے سامنے پہنچ گئے۔ بختری نے انتہائی غصے کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ حضرت عبداللہ ابن امام حسن، حضرت محمد ابن انس نے بھی سپاہ یزید پر حملہ کر دیا۔ اور ایک ہی حملے میں پانچ سو سوار بھگا دیا۔ شیث بن ربعی نے بختری پر آوازہ کستے ہوئے کہا۔ تجھے شرم آنی چاہیے کہ تیرے پانچ سو جنگ جو سوار چار اشخاص کے سامنے نہیں ٹھہر سکے یہ کہہ کر پانچ سو سواروں سمیت نکلا۔ اور چاروں بہادروں کو گھیرے میں لے لیا۔ پیروزان نے دوسری بار حملہ کرتے ہوئے لشکر کو زیر وزبر کر دیا۔ جناب پیروزان زبردست جنگ کے بعد امام

عالی مقام کی خدمت اقدس میں واپس ہونے لگے تو عثمان موصلی نے ان کی پشت پر نیزے کا وار کر دیا۔ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور تلوار میان سے کھینچ کر پا پیادہ جنگ کرنے لگے۔ حضرت اسد بن ابی دجانہ نے پیروزان کو پیادہ دیکھا تو یزیدیوں پر حملہ آور ہو گئے۔ چودہ اشخاص کو قتل کر دیا باقیوں کو بھگا دیا اب ظالموں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور حضرت اسد کو شہید کر دیا۔ ادھر حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروف کارزار تھے۔ تیرہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے پیروزان بھی شہید ہو گئے۔ حضرت عبداللہ نے دوبارہ مخالفین کے لشکر کا رخ کیا اور مقابلے کی دعوت دی۔ یوسف بن اہجاء آپ کے مقابلے میں آیا۔ آپ نے ایک ہی وار سے اس کی وار کا جواب دیا تو اس کے ہاتھ کا پنجہ کٹ گیا اور ایک ہاتھ سے پکڑ کر زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اب اس کا چچا زاد بھائی مدرک بن سعد آپ کے مقابلے میں آیا مگر اسے بھی ایک ہی وار میں فی النار کر دیا۔ اب دشمن کے دل میں ہیبت چھا گئی کوئی مقابلے کے لئے نہ آیا تو آپ نے مخالفین کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ پھر لوٹ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی چچا جان پانی پلا دیجئے امام عالی مقام نے فرمایا: بیٹا تجھے عنقریب تیرے دادا جان اور نانا جان حوضِ کوثر سے پانی پلائیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ جنگ کے میدان میں تشریف لائے تو پانچ ہزار افراد نے بیک بار حملہ کر دیا اور تلوار، نیزہ و سنان اور خنجروں کے وار کرنے لگے جس سے آپ بری طرح سے زخمی ہو گئے۔ پیچھے سے نبہان بن زہیر نے آپ کے کندھوں کے درمیان تلوار کا وار کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور عالم قدس کو سدھارے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

(ج ۴ ص ۳۴۱، روضۃ الشہداص ۳۴۶ فارسی، سوانح کربلاص ۱۱۳)

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امام پاک علیہ السّلام کی بارگاہ میں حضرت قاسم بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوئے عرض کی چچا جان میرا اسلام لیجئے اور مجھے میدان جنگ میں جانے کی اجازت عنایت کیجئے۔ آپ نے فرمایا میرے نور چشم تم بھائی حسن کی یادگار ہو تمہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔ عرض کی چچا جان خدا کے لئے مجھے ان دشمنوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے مگر امام پاک نے انکار کر دیا تو حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ تعویز یاد آ گیا جو امام حسن علیہ السّلام نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر ان کے بازوں میں باندھ دیا تھا۔ اور فرمایا: اے قاسم جب سخت مصیبت درپیش ہو اور غم کی گھٹا چھا جائے تو تم اس تعویز کو پڑھنا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنا حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں سوچا آج تک ایسی مصیبت نہیں آئی۔ لاؤ تو وہ تعویز کھول کر دیکھیں اس میں کیا لکھا ہے؟ جب اس تعویذ کو دیکھا تو اس میں لکھا تھا: اے قاسم! جب تم اپنے چچا امام حسین علیہ السّلام کو دھوکے باز شامیوں اور بے وفا کوفیوں کے درمیان پاؤ اور صحرائے کربلا میں اکیلا گھرا ہوا دیکھو تو فوراً اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دینا اور اپنی جان نثار کر دینا اور کوئی روکے تو ہرگز نہ رکنا۔ اپنے چچا جان کے سامنے گلا کٹانا اور شہید ہو جانا عین سعادت جاننا۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ وصیّت نامہ پڑھا تو مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے یہ وصیت نامہ حضرت امام عالی مقام کے سامنے لا کے رکھ دیا۔ امام پاک نے وصیت نامہ پڑھا تو اپنے بھائی جان کی

محبت و شفقت یاد آ گئی۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا: اے قاسم بھائی حسن علیہ السّلام کی ایک نشانی تم ہی تو ہو۔ حضرت قاسم نے عرض کی: چچا جان مجھے لڑنے کی اجازت دیجئے اور سعادت ابدی سے محروم نہ کیجئے امام عالی مقام نے حضرت قاسم کا ماتھا چوما سینے سے لگایا اور رخصت کر دیا:

؎ قاسم صاحبزادہ چوتھا شاہ حسن دا بھائی
چاچا دیہہ اجازت مینوں ہتھیں آپ سوہارے

؎ لکھ دتا سی شاہ حسن نے اک تعویذ پیارے
قاسم نے بازو تے بھدا ہتھیں آپ سوہارے

؎ تے فرمایا شاہ حسن نے شاہ قاسم دے تائیں
کھول پڑھیں جاں مرنے آون دکھ غم رنج بلائیں

؎ کھول دٹھا تعویذ جاں اس نے لکھیا نظری آیا
شاہ حسین اتے وچ کربل ہوسی ظلم سوایا

؎ تکلیفاں تے رنج مصیبت پاسی بھائی میرا
کرنی مدد بھرا میرے دی فرض ایہو ہے تیرا

حضرت قاسم میدان میں آئے اور یزیدیوں کو مخاطب کر کے کہا اے

دین کے دشمنو! خاندان نبوت کا گھر اجاڑنے والو! میں قاسم بن حسن بن علی علیہ السّلام ہوں خاندان رسالت کا چشم و چراغ، گلشن زہرا کا پھول ہوں آؤ میرا مقابلہ کرو ابن سعد نے ارزق پہلوان سے کہا: اس نوجوان کا قتل کر دو۔ ارزق نے ابن سعد سے کہا مجھ جیسا پہلوان جس کا نام مصر و شام میں مشہور ہے تو مجھے ایک کم سن جوان کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجا جا رہا ہے؟ عمر ابن سعد نے کہا ان کی کم سنی اور نازک بدنی پر نہ جا۔ یہ شیر حضرت امام حسن مجتبیٰ کے بیٹے۔ سیدنا علی علیہ السّلام کے پوتے اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے ہیں۔ اگر یہ بھوکے پیاسے نہ ہوتے تو یہ تنہا ہزاروں کے لئے کافی تھے۔

ارزق نامی پہلوان نوں اپنے کول بلایا
عمر ابن سعد نے اس نوں ایہہ سخن الایا

دس ہزار دینار سالانہ توں سرکاروں پائیں
ہاشمی لڑکے دے ول جا توں قتل کریں تلواروں

ارزاق کہیا میں نہ ہرگز اس لڑکے ول جاواں
تیری خاطر میں اپنے اک لڑکے نوں بھجواواں

ارزق نے کہا: میں تو خود مقابلے کے نہ جاؤں گا مگر میرے چاروں بیٹوں میں سے ایک بیٹا میدان میں جائے گا اور ایک ہی وار میں سر کاٹ کر لے آئے گا۔۔ چنانچہ اس نے اپنے بڑے بیٹے کو بھیجا وہ میدان میں بادل کی طرح گرجتے ہوئے زہر آلود تلوار ہاتھ میں لئے آیا۔ حضرت قاسم نے

اپنا گھوڑا چمکایا خنجر خونخوار چلایا اور اس شیطان کو زخمی کر کے زمین پر گرا دیا اور اس کی زہر آلود تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ ارزق کے دوسرے بیٹے نے اپنے بھائی کو خاک وخون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو بھائی کا انتقام لینے کیلئے آگے بڑھا۔ حضرت قاسم نے ایک ہی وار میں اسے بھی فی النار کر دیا۔ اب ارزق کا تیسرا بیٹا آیا اس کے پیٹھ پر آپ نے ایسا تیر چلایا جو پیٹھ سے پار ہو گیا اور وہ بھی فی النار ہو گیا۔ ارزق نے جب اپنے بیٹوں کا یہ انجام دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو کر دھاڑنے لگا۔

؎ گجدا ہویا وچ مدانے قاسم دے ول آیا
ماری کھچ وگایا نیزا قاسم نے فورا قتل کرایا

؎ دوجا بیٹا ارزق سندا لافاں کردا آیا
کھچ وگایا نیزاہ قاسم نے فورا قتل کرایا

؎ تریجا آیا تیر اس نوں وی قاسم مار گوائے
نیزے نال اڈیندے اس نوں دوزخ وچ وگائے

؎ چوتھا بیٹا ارزق سندا غصہ کھا کے آیا
مویا دیکھ بھائیاں تائیں وٹ پیا اور کھاوے

ارزق خود مقابلے کے لئے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس کا چوتھا بیٹا بے ہودا کلمات بکتے ہوئے آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ اے باپ اس جوان سے مجھے دو ہاتھ کر لینے دے۔ وہ آپ پر حملہ آور ہوا۔ آپ نے اس کے وار کو اپنی تلوار پر روکا۔ اور اسی زہر آلودہ تلوار سے اس طرح وار کیا کہ اس کا

داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرا وار اس کے سر پر ایسا کیا کہ اسے بھی جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد ارزق کا حال بد دیکھنے کے قابل تھا۔ اس کی زندگی کی کمائی لٹ چکی تھی۔ وہ غیرت جواب تک حضرت قاسم کو بچہ سمجھ کر مقابلے پر جانے سے روک رہی تھی۔ اب ختم ہو چکی تھی وہ ظالم غیض و غضب کی آگ میں جلتا ہوا آگے بڑھا تاکہ اپنے بیٹوں کا انتقام لے اور چاہا کہ ایک ہی وار میں حضرت قاسم کو ختم کر دے مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے مقابلے میں وہ جوان ہے جس کے بازو میں قوت حیدری ہے ظالم تلوار چکاتے ہوئے آگے بڑھا، اس کی نظر حضرت قاسم کی تلوار پر پڑی جو آپ نے اس کے لڑکے سے چھینی تھی کہنے لگا۔ یہ تلوار میں نے ایک ہزار دینار دے کر خریدی تھی اور ایک ہزار دینار دے کر زہر میں بجھوائی تھی یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں رہنے دوں گا۔ بلکہ اسی سے تجھے قتل کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا تیرے بیٹے تو اس کا مزہ چکھ چکے ہیں تو بھی خاطر جمع رکھ تجھے بھی اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا تو بہادر مرد کہلاتا ہے مگر تجھے تو گھوڑے کی زین کسنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔ ارزق جھک کر زین دیکھنے لگا۔ آپ نے وہی زہر آلود تلوار چلائی اور اس کی گردن زمین پر جا گری۔ آپ جست لگا کر اس کے گھوڑے پر جا بیٹھے اور حضرت امام عالی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔

وَاہ عَمَّاہُ اَلعَطشُ اَلعَطشُ

آہ چچا پیاس پیاس

اگر پانی کا پیالہ مل جائے تو ابھی ان سب کو نیست و نابود کر دوں۔ امام عالی مقام نے فرمایا عنقریب تو اپنے نانا جان سے آبِ کوثر پینے والا ہے اور

تمام غم و آلام فراموش کرنے والا ہے۔ جا اپنی والدہ سے مل لے وہ تیرے فراق میں اشکبار ہے۔ حضرت قاسم خیمہ میں اپنی والدہ صاحبہ کے پاس گئے۔ اور والدہ صاحبہ سے ملاقات کرتے ہوئے صبر و تحمل کی درخواست کی اور پھر میدان کا رخ کیا۔ ابن سعد نے کہا یہ جوان ہمارے بہادر جوانوں کو قتل کر چکا ہے اس کو چاروں طرف سے گھیر لو اور ختم کر دو۔ دشمنوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور اب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ آپ اس حالت میں بھی ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے۔ بتیس پیادوں اور پچاس سواروں کو جہنم رسید کرتے ہوئے دشمن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور گھیرا توڑ کر باہر آنا چاہا تو یزیدیوں نے آپ پر تیروں کی بارش کر دی۔ گھوڑا زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گر پڑا تو شیث بن سعد بد بخت نے آپ پر نیزے کا وار کیا جو آپ کی پشت مبارک سے پار ہو گیا۔ آپ نے متواتر ستائیس زخم کھائے۔ دشمنوں نے تیر ستم ہر طرف سے برسائے۔ تو آپ نے آواز دی:

یَا عَمَّاهُ اَدْرِکْنِیْ

اے چچا جان مجھے پکڑ لیں

امام پاک علیہ السّلام آپ کی آواز سن کر آپ کے پاس آئے اور امام پاک کی آغوش میں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۵۰ (فارسی)، سوانح کربلا ص ، طبری ج ۴ ص ۳۴۲)

ہائے جنت کو تم سدھارے
میرے بھائی کے فرزند قاسم

یاد کس کس کی دل سے بھلاؤں
ہائے کس کس کے لاشے اٹھاؤں

کس کس کو اپنی کہانی سناؤں
میرے بھائی کے فرزند قاسم

کہیا قاسم نے اورکنی چاچا جلدی آویں
کفن لہو دا پہنے قاسم نظر ذرا توں پاویں

شاہ حسین قاسم دے تائیں اوتھوں چک لیائے
والدہ صاحبہ نال سینے دے بچڑے تائیں لاوے

حضرت ابوبکر بن علی علیہ السّلام:

حضرت قاسم بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر بن علی، امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی بھائی جان مجھے اجازت دیجئے تاکہ ان دشمنوں سے اقرباء کا بدلہ لوں اور ساتھ ہی عرض کی بھائی جان ایک عرصہ سے میری خواہش تھی کہ کوئی تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کروں، مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کے لائق کون سا تحفہ ہوسکتا ہے۔ آج میں اپنی جان کا تحفہ آپ کی

خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔امام عالی مقام نے انہیں اجازت عطا فرمائی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں آئے۔ اور مخالفین کو للکارتے ہوئے چاروں طرف حملہ کرنے لگے اور نہایت جرأت اور دلیری سے لڑتے رہے۔دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرلیا۔اور آپ پر حملہ آور ہو گئے آپ نے ہر وار کا جواب دیا اور لڑتے لڑتے بازار شہادت میں اپنی نقد جان کوفروخت کر دیا۔(رضوان اللہ علیہ)۔
(روضۃ الشہداء (فارسی) ص ۳۵۷، بطری ج ۴ ص ۳۴۲)

حضرت عمر بن علی:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عالی مقام سے اجازت لے کر میدان جنگ میں آئے اور ظالموں سے مقابلہ کرتے رہے۔گھمسان کی جنگ کے بعد دشمن نے انہیں گھیر کر شہید کر دیا۔(روضۃ الشہداء ص ۳۵۷،طبری ج ۴ ص ۳۴۳)

حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت امام عالی مقام علیہ السّلام سے اجازت لے کر میدان کارزار میں تشریف لائے اور آپ نے مردانہ وار جنگ لڑی۔ بہت زیادہ زخمی ہونے کے بعد یزید نے نیزہ مار کر ان کی شمع حیات گل کر دی اور وہ چراغ دودماں ولایت باد اجل کے ہاتھوں بجھ گیا۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۵۷،طبری ج ۴ ص ۳۴۲)

حضرت عون بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کے بھائی حضرت عون ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام عالی مقام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اجازت حاصل کی اور لشکر دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔ ابن الحجاز نے دو ہزار سپاہیوں کو ان کے مقابلے کے لئے بھیجا انہوں نے آپ کا محاصرہ کیا۔ حضرت عون ابن علی نے ذوالفقار حیدری سے ان کا گھیراؤ توڑ دیا اور واپس خیمہ امام عالی مقام کی طرف رخ کیا۔ آپ نے ان پر آفرین کہی اور فرمایا مرہم پٹی کو لو تو عرض کی بھائی جان پیاس سے بے قرار ہوں۔ میں پیاس بجھانا چاہتا ہوں فرمایا: جاؤ نانا جان ساقی کوثر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جام کوثر لیئے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ دوبارہ سوار ہو کر تیغ یمانی ہاتھ میں لیے میدان میں آئے صالح بن یسار نے آپ کی طرف دیکھا تو کانپنے لگا اس کا دیرینہ کینہ جاگ اٹھا۔ اس کمینے کے کینے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی علیہ السّلام کے دور خلافت میں شراب نوشی کی حالت میں اسے محکمہ قضاء کے سپرد کیا گیا، تو آپ کے حکم پر اسے اسی کوڑے لگائے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے سینے میں آپ کا کینہ چھپا تھا۔ اب آپ میدان میں آئے تو صالح نام طالع انجام نے بدلہ لینے کے لیے تلوار چلائی۔ حضرت عون نے نیزے کے ایک ہی وار میں اسے گھوڑے سے نیچے گر دیا۔ اب اس کا بھائی بدر بن یسار اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت عون نے نیزے کے ایک ہی وار میں اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ بالآخر دو ہزار سواروں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ ان پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اب آپ کو بہت سے زخم آچکے تھے۔ خالد بن طلحہ نے نیزے سے وار کیا آپ گھوڑے سے نیچے آئے اور کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه

اور پکارا اے ابن رسول اللہ! میں آپ کی وفاداری میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۵۹)

حضرت جعفر و عبداللہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائیوں کے غم سے پریشان ہو کر امام عالی مقام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اجازت حاصل کر کے میدان میں آئے اور جرأت و بہادری سے لڑتے رہے۔ دشمن نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ تو آپ نے بھی مقام صدق و صفا پر فائز ہوتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ان کے بعد حضرت عبداللہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام پاک علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت لے کر میدان کارزار میں جلوہ گر ہوئے۔ قریباً ایک سو ستر یزیدیوں کو فی النار کیا اور زخموں سے چکنا چور ہو کر ہانی بن ثویث کے وار سے سواری سے گر پڑے اور علوِ مرتبت حاصل کرتے ہوئے واصلِ شہادت ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)
(روضۃ الشہداء ص ۳۶۰، طبری ج ۴ ص ۳۴۲)

حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کارزار میں:

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزیز و اقارب کی شہادت آپ کے لئے اس قدر روح فرسا تھی کہ کبھی تو آپ آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے اور کبھی مظلوم عورتوں کی طرف نگاہ حسرت فرماتے۔ اب شہزادہ علی اکبر اور

حضرت عباس علمدار ہی باقی ہیں۔ امام عالی مقام جبین نیاز جھکاتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے عرض و معروض میں مصروف ہیں۔ جب سجدے سے پیشانی کو اٹھایا تو حضرت عباس علمدار ہی باقی ہیں امام عالی مقام جبین نیاز جھکاتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے عرض و معروض میں مصروف ہیں۔ جب سجدے سے پیشانی کو اٹھایا تو حضرت عباس علمدار نے عرض کی! حضور! میں نے اب تک علم برداری کے علاوہ کوئی خدمت انجام نہیں دی حضور! مجھے اجازت دے کر میرے مقدر کا ستارہ بھی چمکا دیجئے۔ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس کو سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا: میں مشیت الٰہی پر راضی ہوں اور ساقی کوثر شافع روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بچوں کی پیاس و بیقراری کی شدت میرے پیش نظر ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عباس علمدار خیمہ میں داخل ہوئے اور حضرت علی اصغر اور سیدہ سکینہ کی پیاس کا حال دیکھ کر آپ تڑپ گئے۔ آپ نے غصے میں فرمایا: فرات سامنے ہے اور یہ بچے پانی کے ایک گھونٹ کو ترس رہے ہیں۔ ابھی فرات پر جوؤں گا اور پانی لاکر ان کی پیاس بجھاؤں گا یہ کہہ کر مشکیزہ کاندھے پر لٹکایا اور فرات کی طرف چل پڑے۔

اتمامِ حُجت:

آپ نے بطور اتمام حجت ارشاد فرمایا: اے کوفیانِ بیوفا اے شامیان پر دغا، نور چشم مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لخت جگر مرتضیٰ اور فرزند سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تم نے بلایا۔ پھر بے وفائی کی اور پانی بند کیا۔ اہل بیت کے سر قلم کیئے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں اور عورتوں کو پانی کی ایک بوند کے لئے ترسا رہے ہو۔ خدا سے ڈرو اور عورتوں او ننھے

منے بچوں کے لئے تھوڑا سا پانی دے دو۔ میری بات مان لو ہمیں چھوڑ دو کہ ہم کسی طرف چلے جائیں یہ سن کر شمر ذی الجوشن، شیث بن ربعی، حجر ابن الاحجار تینوں نے حضرت عباس علیہ السّلام کے سامنے آ کر کہا: اے عباس علمدار! اپنے بھائی سے جا کر کہہ دو اگر نہر فرات اُبل آئے اور روئے زمین پانی سے بھر جائے تب بھی ہم لوگ تمہیں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں لینے دیں گے۔ جب تک کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کر لیں اور نہ ہی ہم انہیں کسی طرف جانے دیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر اپنے بھائی حضرت امام عالی مقام علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ سنا تھا عرض کر دیا۔ امام عالی مقام نے فرمایا: ہم سب کٹ سکتے ہیں مگر یزید پلید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ وہ فاسق و فاجر ہے اس وقت ننھے منے بچے پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ آپ نے ایک مشکیزہ اٹھایا اور نیزہ تان کر دریا فرات کا رخ کیا اور فرمایا میں جاتا ہوں پانی لے کر آؤں گا یا پھر دریائے خون میں نہاؤں گا۔ دریائے فرات پر چار ہزار افراد کا پہرہ تھا اور دو ہزار نے راستہ روک رکھا تھا۔ حضرت عباس نے فرمایا: لوگوں تم کافر ہو یا مسلمان؟ لوگوں نے کہا مسلمان۔ آپ نے فرمایا کیا مسلمانی یہی ہے کہ فرات سے چرند و پرند اور سور تک پانی پئیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد ایک ایک بوند کو ترسے۔

شاہ عباس نے مشک لئی تے کندھے اتے پائی
نیزہ لے کے ہتھ دے اندر آیا مرد الٰہی

سٹیا گھوڑا پانی اندر مشک بھی تے چائی
لپ بھر پانی پیون لگایا دولے وچہ آئی

شاہ عباس پانی لے کے خیمے دے ول چلیا
لشکر خارجیاں دے اس نوں گھیرا پا کے ولیا

حضرت عباس کی شہادت:

حضرت عباس کا جواب سن کر یزیدی فوج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور تیر وتیغ کا مینہ برسانے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخم پر زخم کھاتے ہوئے گھوڑا فرات میں ڈال دیا اور مشک کو پانی سے بھر لیا۔ ایک چلو پانی کا لے کر پینا چاہا مگر اہل بیت کی پیاس یاد آ گئی اور پانی پھینک دیا آپ نے مشک بھری اور دائیں شانے پر ڈال لی، فرات سے باہر نکلے تو دشمن نے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ جب آپ نے اپنے آپ کو دشمن کے گھیرے میں دیکھا تو اللہ کے شیر نے جدھر بھی رخ کیا دشمن کی صفیں الٹ دیں نوفل لعین نے تلوار چلائی جس سے آپ کا داہنا ہاتھ شانے سے کٹ گیا۔ آپ نے جلدی سے مشک بائیں کندھے پر دھر لی ایک شقی نے خنجر پیچھے سے چلایا۔ تو بائیں بازو بھی کٹ گیا۔ اب حضرت عباسِ علمدار پانی کی مشک کو دانتوں سے لٹکاتے آتے تھے ایک مردود نے تاک کر ایک ایسا تیر مارا کہ مشک کے پا

ہو گیا۔ اور سارا پانی بہہ نکلا حضرت عباس علیہ السّلام زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے گھوڑے کی پشت سے نیچے گر گئے ظالم چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے تو آپ نے آواز دی:

یَا اَخَاہُ اَدْرِکْنِیْ

اے بھائی جان! مجھے پکڑ لو

جونہی امام پاک نے اپنے بھائی کی آواز سنی دوڑ کر زخموں سے چور چور لاش کے پاس پہنچے اور فرمایا:

اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ

اس وقت میری کمر ٹوٹ گئی اور چارہ جوئی میں کمی آ گئی

اس حال میں حضرت عباس علمدار اس دنیا فانی سے دار بقاء کو سدھار گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۱، طبری ج ۴ ص ۳۴۲)

؎ شاہ عباس گھوڑے توں ڈگا کرے بلند پکارا
یا امام خبر لو میری میں ہاں درداں مارا

؎ ناگاہ صدا آئی کہ آؤ میرے آقا
آؤ مجھے سینے سے لگاؤ میرے آقا

؎ سر کاٹتی ہے فوج بچاؤ میرے آقا
آخر کمر ٹوٹی اٹھاؤ میرے آقا

ے بے تاب ہے حسین برادر جواب دو
میرے جواں میرے صفدر جواب دو

ے اب جاں بلب ہے سبط پیمبر جواب دو
اے نور چشم ساقی کوثر جواب دو

ے ہچکی کے ساتھ موت کا خنجر بھی چل گیا
سر گود میں دھرا اور دم نکل گیا

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امام علی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے تین بیٹے حضرت علی اکبر، حضرت علی اوسط (زین العابدین) اور حضرت علی اصغر باقی رہ گئے ہیں۔ امام علی مقام علیہ السلام نے دیکھا کہ دوستوں بھائیوں اور اقرباء میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا تو خود میدان میں جانے کا کا قصد فرمایا۔ حضرت علی اکبر نے جب آپ کو میدان میں جانے کا عزم کرتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر آپ کی کمر سے لپٹ گئے۔ اور عرض کرنے لگے بابا جان میں آپ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ بابا جان مجھے میدان میں جانے کی اجازت عنایت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: بیٹا تمہیں کا ہے کو جانے کی اجازت دوں؟ تیروں سے چھلنی ہونے کی یا تلواروں سے کٹنے کی۔ تم نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تصویر ہو میں کس طرح تصویر کو خاک وخون میں تڑپتا ہوا دیکھوں گا؟

میری آنکھوں کے نور مجھے جانے دو یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ حضرت علی اکبر علیہ السّلام منت و سماجت کرتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ بابا جان! اب دنیا میں زندہ رہنے کو دل نہیں چاہتا۔ حضرت امام عالی مقام علیہ السّلام نے جب انتہائی اسرار اور اشتیاق دیکھا تو اجازت مرحمت فرمادی۔ اس وقت حضرت علی اکبر اٹھارہ برس کے تھے۔ عین شباب کا زمانہ تھا۔ شکل و شمائل میں شبیہ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے۔

بخشی ہے خدا نے اسے توقیر محمد
گیسو ہیں کہ ہر زلف گرہ گیر محمد

چہرہ ہے کہ آئینۂ تصویر محمد
باتوں میں رنگینیٔ تصویر محمد

شوکت وہی صورت وہی دستور وہی ہے
نقشہ وہی انداز وہی نور وہی ہے

اہل مدینہ کو جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد ستاتی تو علی اکبر علیہ السّلام کی زیارت کر جاتے۔ امام عالی مقام علیہ السّلام نے حضرت علی اکبر کو زرہ پہنائی ذوالفقار حیدری کاندھے پر لٹکائی، عمامہ نبوی سر پر رکھا اور دعائیں دیکر بلائیں لے کر رخصت کیا۔ جب حضرت علی اکبر میدان میں آئے تو لشکر ابن سعد نے پوچھا یہ کس کا مہ پارہ ہے۔ کس چاند کا ستارہ ہے۔ عمرو سعد نے کہا: یہ حسین کی آنکھوں کا تارا اور علی علیہ السّلام کا پوتا اور سیدہ زہرا کا جگر پارا ہے۔ اس وقت عمر بن سعد کے لشکری حضرت علی اکبر علیہ السّلام کا شہانہ جوڑا برق رفتار گھوڑا حسینی عمامہ حسنی جامہ حیدری تلوار

، خنجر آب دار، اٹھتی جوانی، عین شباب، حسن لاجواب، گورا گورا بدن، عمامے کی سجاوٹ بالوں کی بناوٹ، پیشانی کی چمک، چہرے کی دھمک، وہ نرگسی آنکھوں کی بہار، وہ ناک پرنور کی ابھار، وہ ابروئے خم دار، وہ گیسوئے مشکبار اور وہ رخسار پرانوار دیکھ کر سب حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ نے لشکر ابن سعد کا للکارا کہ کوئی میرے سامنے آئے مگر ڈر کے مارے کوئی سامنے نہ آیا۔ پھر آپ نے لشکر میں جا کر تلوار چلائی۔ آپ اس وقت یہ شعر پڑھ رہے تھے

اَنَا عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ بِنِ عَلِیّ
نَحْنُ وَرَبُّ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ
(طبری ج۴ ص ۳۴۰)

ترجمہ: میں علی بن حسین بن علی ہوں۔ ہم اور بیت اللہ زیادہ قریب ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے۔

نعرہ ماریا علی اکبر نے وچ میدانے آیا
مصرع بن غالب دے اتے تیغوں وار چلایا

لرزہ پے گیا خارجیاں دے وچ اٹھیا شور دہائی
ایہہ انسان ہے ظاہر اے پر اصلی شیر الٰہی

چہرے میں آفتابِ نبوت کا نور تھا
آنکھوں میں شان صولت سرکار بوتراب

ے صحرائے کوفہ عالم انوار بن گیا
چمکا جوان فاطمہ زہرا کا ماہتاب

چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اس سے نظر ملانا یہ تھی کس کے دل میں تاب

ے کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب

ے میداں میں اس کے حسن و ہنر دیکھ کر نعیم
حیرت سے بدحواس تھے جتنے تھے شیخ وشاب

کئی یزیدیوں کا فی النار کیا۔ لشکر دشمن میں شور برپا ہوگیا اور جنگ ٹھنڈی ہوگئی۔ آپ واپس اپنے والد محترم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا اَبَتَاهُ ذَبَحَنِیَ الْعَطَشُ وَثَقَلَنِیَ الْحَدِيْدُ فَهَلْ لِیْ شُرْبَةُ مَاءٍ مِّنْ سَبِيْلٍ

ترجمہ: ابا جان مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے اور آہنی اسلحہ مجھ پر بوجھ بن گیا ہے کیا آپ مجھے کسی طرح پانی پلا سکتے ہیں۔
اگر پانی کا ایک قطرہ حلق میں پہنچ جائے تو میں اس قوم کو ختم کر دوں گا۔

امام علی مقام نے حضرت علی اکبر علیہ السلام کو قریب کیا اور چہرے

سے غبار کو صاف کیا اور حضور رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطا کردہ انگوٹھی ان کے منہ میں رکھ دی جس کے چوسنے سے آپ کو سکون ملا۔ اور آپ دوبارہ میدان میں پہنچ گئے، اور ھل من مبارز کی صدا بلند فرمائی۔

عمرو سعد نے طارق بن شیث سے کہا: علی اکبر کا مقابلہ کر میں تجھے ابن زیاد سے موصل کی حکومت لے دوں گا۔

طارق مجھے ڈر ہے کہ میں ابن رسول اللہ ﷺ کو شہید کروں اور تو وعدہ پورا نہ کرے۔

ابن سعد: میں قسم کھاتا ہوں اور اپنی انگوٹھی تجھے دیتا ہوں۔

طارق بن شیث موصل کی حکومت کی لالچ میں آگیا اور انگوٹھی پہن لی اور مسلح ہو کر میدان میں آگیا اور آتے ہی حضرت امام علی اکبر علیہ السلام پر نیزے سے وار کیا۔ آپ نے اس کے وار کو روک کر اپنا نیزہ اس کے سینے پر مارا جس کی نوک اس کی پشت سے نکل گئی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ آپ نے اس کی لاش کو روند ڈالا۔ اور اس کا بیٹا عمرو بن طارق میدان میں آیا اور آپ پر وار کیا۔ آپ نے ایک ہی وار میں اسے فی النار کر دیا۔ اب اس کا دوسرا بیٹا طلحہ بن طارق میدان میں آیا باپ اور بھائی کے غم میں شعلہ آتش کی طرح آپ پر ٹوٹ پڑا۔ حضرت علی اکبر علیہ السلام نے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور گردن کو پکڑ کر اس طرح مروڑا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔

اب لشکر اعداء پر حیدر کرار کے شیر کی ہیبت اس طرح چھائی کہ سب دم بخود ہو کر رہ گئے۔ ابن سعد نے مصراع بن غالب کو آپ کے مقابلے کیلئے بھیجا۔ مصراع آپ کے سامنے آیا اور نیزے سے حملہ کیا۔ آپ نے شجاعت

حیدری سے نعرہ لگایا اور مصراع کے نیزے پر تلوار کا وار کر کے نیزہ توڑ دیا اس نے تلوار سے حملہ کرنا چاہا۔ آپ نے ذکر خدا کرتے ہوئے اور درود بر مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھتے ہوئے اس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر گیا۔ اب کسی کی ہمت نہ تھی کہ اللہ کے شیر کے مقابلے میں آئے۔ ابن سعد نے حکم ابن طفیل ابن نوفل کو حکم دیا کہ وہ ہزار سواروں کے ساتھ حضرت علی اکبر علیہ السلا پر حملہ کرے۔ ظالموں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ آپ نے ان کے داؤ کو رد فرماتے ہوئے لشکر کر پسپا کر دیا۔ اب کوئی مقابلے کو تیار نہ ہوتا تھا۔ آپ اپنے والد محترم امام علی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور العطش العطش پکانے لگے۔ امام عالی مقام نے فرمایا:

جان پدر غم نہ کر تو ابھی حوض کوثر سے سیراب ہونے والا ہے۔

آپ واپس لوٹے دائیں اور بائیں بازو سے حملہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے جسم نازبر بہت سے زخم آ گئے۔ بالآخر ابن نمیز یا لع کے نزدیک منقصد ابن مراہ عبدی لعین کی تلوار کے وار سے آپ گھوڑے سے نیچے آ گئے۔ اور آواز بلند کی:

وَاہ اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ

امام علی مقام آپ کی آواز سنتے ہی میدان میں آئے اور آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا۔ حضرت علی اکبر علیہ السّلام نے آنکھ کھولی تو عرض کی: ابا جان میں دیکھ رہا ہوں اور اس کے ساتھ ہی آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام عالی مقام علیہ السّلام نے حضرت علی اکبر علیہ السّلام کی لاش

مبارک زمین پر رکھ دی اور پرسوز کلام فرمایا:

قَلَ اللّٰہ قَومًا تَتلُوکَ یَا بُنَیَّمَا اَجرُھُمْ عَلَی الرَّحمٰنِ وَعَلٰی اِنْتَھَاکَ حُرمَتُ الرَّسُوْلِ عَلَی الدُّنیَابَعدَکَ العَفَاءُ

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۸،طبری ۴ص ۳۴۰)

ترجمہ: اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہلاک کردے جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے۔

یہ لوگ اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی آبروریزی پر کس قدر دلیر ہیں:

واری گئے نہ قبر میں اماں کو گاڑ کے
جنگل بسا دیا میری بستی اجاڑ کے

آؤں کدھر کو اے علی اکبر جواب دو
بیٹا جواب دو میرے دلبر جواب دو

پایا تھا مدتوں جسے خاک چھان کر
وہ لعل ہم نے کھویا جنگل میں آن کر

تیغوں سے پاش پاش ہے سب جسم نازنیں
رکھیو بااحتیاط اسے دامن میں اے زمین

؎ اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسین کی
اب سے تیرے سپرد امانت حسین کی

؎ داغ فرزند حسین ابن علی سے پوچھو
نوجواں بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

جب سارے جان نثار ایک ایک کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان ہو گئے اور اب سوائے حضرت علی اصغر شیر خوار اور حضرت سجاد بیمار کے کوئی باقی نہ رہا۔ تو اب پھر امام عالی مقام کی باری آئی۔ اس وقت حضرت زینب حضرت کلثوم اور حضرت شہر بانو امام عالی مقام کی بے کسی پر اشک بار ہوئیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا میرے بعد جب تم لوگ ہر طرح کی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو تمہاری آواز ہرگز بلند نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ نانا جان ناراض ہو جائیں۔ اس لئے کہ بالوں کا نوچنا، گریباں پھاڑنا اور سینہ کوبی کرنا شریعت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ میں حرام ہے۔ ہاں فقط آنکھوں میں آنسو نہ آنے دینا۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے عرض کی: بھائی جان! میری جان بھی سکینہ کے لئے حاضر ہے مگر جب آپ کا پوچھے گی اور بابا بابا کہہ کر پکارے گی تو میں کس طرح مناؤں گی؟ آپ نے فرمایا: میں راضی برضائے خدا ہوں اور تم سب کو سپرد خدا کرتا ہوں۔ اور صبر کی دعا کرتا ہوں۔ یہ فرما کر گھوڑے کی لگام تھامی اور میدان میں جانے کا ارادہ کیا تو خیمے سے آواز آئی: آپ خیمے میں تشریف لائے تو حضرت شہر بانو نے عرض کی کہ لخت جگر علی اصغر پیاس سے نیم جاں ہیں کئی دنوں سے بھوکے پیاسے

ہیں ہم کیا پلائیں اور کیا کھلائیں۔ دودھ تک خشک ہو چکا ہے اگر اس شیر خوار کے لئے ایک چلو پانی مل جائے تو اس کی جان بچ سکتی ہے امام عالی مقام نے ننھے علی اصغر کو اٹھایا سینے سے لگایا یزیدیوں کی فوج کے پاس جا کر کہا۔ اے قوم جفا کار! اگر تمہارے باطل گمان ہیں مجرم ہوں تو میں ہوں؟ اس معصوم بچے کا ہرگز قصور نہیں اسے ایک گھونٹ پانی دے دو۔ ان سنگدل جفا کاروں نے کہا: ابو زیاد کی اجازت کے بغیر ایک گھونٹ پانی بھی ملنا محال ہے۔ ان ظالموں کو ذرا بھر ترس نہ آیا اور پانی کے بجائے ایک ظالم حرمل بن کامل اِسدی نے تیر چلایا جو حضرت علی اصغر شیر خوار کا گلا چھیدتا ہوا امام عالی مقام کے بازو میں پیوست ہو گیا امام پاک نے علی اصغر معصوم کے گلے سے تیر کھینچا اور خیمے کی طرف واپس تشریف لے آئے اور شہر بانوں کی گود میں حضرت علی اصغر کی لاش کو رکھ دیا اور فرمایا شہر بانو تمہارے بیٹے کو ساقی کوثر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنت کا پانی پلائیں گے۔

(روضۃ الشہداء (فارسی) ص ۳۴، طبری ج ۴ ص ۳۴۷)

ے حرمل پُت کامل دا مارے تیر ایانے تائیں
تالو اندر علی اصغر دے لگا آن تدائیں
ے چیر حلق وچ بازو کھبا شاہ حسین ولی نوں
ہوئی سی تکلیف نبی نوں نالے شاہ علی نوں

کھچیا تیر حلق تھیں حضرت خون ہویا سی جاری
علی اصغر وچ گود پدر دے لئی شہادت بھاری

ے اے زمینِ کربلا یہ تو بتا کیا ہو گیا
بے زباں اصغر تیری گود میں کیسے سو گیا

ے پھرے وہاں سے جو لاشہ لئے ہوئے حضور
کھڑی ڈیوڑھی میں رو رہی تھیں سب دلگیر

ے قریب آ کے یہ بولے وہ شاہِ عرش سر پر
سدھارے اصغر بے شیر کھا کے حلق پہ تیر

ے تمہارا مہ لقاخوں میں بھر گیا بانو
تڑپ کے گود میں معصوم مر گیا بانو

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں:

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مردوں میں صرف حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام امام علی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بچے حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر بیماری پر تڑپ رہے تھے۔ ضعف والم غم کے مارے اٹھ نہ سکتے تھے۔ جب دیکھا کہ ابا جان میدان کا ارادہ فرمار ہے ہیں تو حضرت سجاد نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور میدان کی طرف قدم بڑھایا۔ امام عالی مقام نے جب فرزند ارجمند کو میدان میں جاتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر حضرت سجاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: اے لخت جگر اے نور نظر: تم کہاں جار ہے ہو؟ چلو واپس

چلو دنیا میں میری نسل فقط تم سے ہی باقی رہے گی اور قیامت تک منقطع نہ ہو گی۔ اے عابد سجاد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور مستورات کی نگرانی کیلئے تمہیں معین کرتا ہوں۔ نانا جان اور ابا جان کی امانتیں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر آپ امام زین العابدین کو خیمے میں لائے اور تقویٰ اور رضائے الٰہی کی تلقین فرماتے ہوئے فرمایا۔ اے محبان حسین علیہ السلام! جب کسی پریشان مسافر کا ذکر خیر سنو تو میری بیکسی یاد کیجیو اور جب کوئی شہید ہو جائے تو میری شہادت کو یاد کر کے روح کو تسکین دیجیو اور فرمایا: اے بیٹا راہ حق میں آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنا ہر حال میں نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کی پابندی کرنا اور بیٹا! جب مدینہ طیبہ پہنچو تو نانا جان کو آنکھوں دیکھا حال سنانا اور میرا اسلام عرض کرنا۔ یہ کہہ کر اپنی دستار امام زین العابدین کو عطا فرما دی اپنے اس بیمار بیٹے کو بستر پڑ لیٹنے کا حکم ارشاد فرمایا: اسکے بعد آپ نے پوشاک عربی زیب تن فرمائی اور عمامہ نبوی سر پر رکھا حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال زیب پشت فرمائی۔ ذوالفقار حیدری حمائل فرمائی ذوالجناح پر سوار ہو کر سب کچھ راہ حق میں لٹا کر اپنے سر کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے میدان کی طرف روانہ ہونے لگے۔

جب اہل بیت کی بیبیوں نے دیکھا کہ بیکسی کی انتہا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا میرا اسلام لو۔ پاک بیبیوں نے عرض کی آپ نے ہمیں کس کے سپرد کیا ہے؟ فرمایا میں نے تمھیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور وہی تمہارا نگہبان ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

اور اللہ تمہارے لئے کافی ہے

راکب روش رسول، نور دیدہ بتول لخت جگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راحت جان حسن مجتبیٰ پیکر صبر و رضا امام عالی مقام جب میدان میں آئے تو یہ اشعار زبان پر لائے۔

خَیرۃُ اللّٰہُ مِنَ الخَلقِ اَبِیَ

ثُمَّ اُمِی فَاَنَا ابنُ الخَیرَ تَینِ

وَارِثُ الرُّسُلِ اِمَامُ الثَقلَینِ

مَن لَہٗ جَدٌّ کَجَدِیَ فِی الوَرٰی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا مخلوق سے میرے باپ کو اور پھر میری ماں کو پس میں دو پسندیدہ ہستیوں کا بیٹا ہوں۔ وارث رسولوں کا اور امام ہوں ثقلین کا مخلوق میں میرے نانا کی طرح کس کا نانا ہے۔

؎ رہیا امام اکلا ایدھرے تے دشمن کئی ہزاراں
اک بیمار عابد دے باجھوں کوئی نہ سوچ اجاڑاں

؎ زین العابدین تائیں پھڑ سینے نال لگایا
مخفی راز نبی علی دا دل اس دے وچہ پایا

؎ پہن لئے ہتھیار ولی نے وقت وداع دا آیا
سر عمامہ پاک نبی دا گز مصری گل پایا

الوداع اے آل پیغمبر لگی پین جدائی
الوداع اے بھینو! چلیا نانے دے دل بھائی

الوداع غم خوار نے مضطر شہر بانو میں جاواں
وچ تکلیفاں تے وچ درداں صبر اللہ توں چاہواں

امام عالی مقام کی وصیت:

امام عالی مقام نے دیکھا کہ ہر طرف اندھیرا چھا گیا ہے کوئی یارو مددگار مونس وغم خوار نظر نہ آیا تو آپ نے اہل بیت کی بیبیوں سے ارشاد فرمایا صابروں کا ثواب حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بے حساب ہے آپ کا خطاب سن کر فراق زدگان اہل بیت نے عرض کی جس کا ترجمہ شاعر نے یوں کیا ہے

دل نہ دارد طاقت بار فراق
ایں دل است اے شہا سنگ خارا نیست

ترجمہ دل فراق کی طاقت نہیں رکھتا ، یہ دل ہے اے شہ! پتھر نہیں۔
جواباً امام پاک نے ارشاد فرمایا: (جس کا ترجمہ یوں ہے)

صبر کردم در فراق چومنے
سخت دشوار است اماہ چارا نیست

ترجمہ: جبکہ فراق میں میں نے صبر کرنا، سخت دشوار ہے مگر اس کے بغیر چارا نہیں۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت سکینہ کو سینے سے لگایا اور فرمایا میری سکینہ یتیم ہو جائے تو اس کا خیال رکھنا اور میری شہادت

کے بعد چہروں پر طمانچے نہ مارنا سینہ کوبی نہ کرنا اور کپڑے نہ پھاڑنا کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے۔ نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَابِدَ عْوَی الْجَاهِلِیَّةِ۔

(بخاری ج اص ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں (یعنی وہ ہماری امت میں سے نہیں) جو منہ پیٹے اور گریبان پھاڑے۔

ایک روایت میں اس طرح بھی ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَرِیٌٔ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

(بخاری شریف ج ص ۱۷۳)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شور مچا کر رونے والی، گریباں پھاڑنے والی سر منڈانے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔

اس لئے میں تمھیں وصیّت کرتا ہوں کہ صبر سے کام لینا اور نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونا۔

اتمام حجت:

آپ نے بطور اتمام حجت فرمایا: اے قوم اس خدا سے ڈرو، جو رات لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے۔ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جو رزق دیتا ہے اگر تم خدا تعالیٰ کے دین کا اقرار کرتے ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلمہ پڑھتے ہو تو مجھ پر ظلم و ستم نہ کرو۔ قیامت کے دن سے ڈرو جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلمہ پڑھتے ہو تو مجھ پر ظلم و ستم نہ کرو قیامت کے دن سے ڈرو جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ساقی کوثر ہوں گے اب تک تم میرے بیٹوں، بھائیوں اور بھتیجوں، دوستوں اور محبوں میں سے بہتر افراد کو شہید کر چکے ہو بے وفاؤ! تم نے خط لکھے میرے پاس قاصد بھیجے کہ ہماری راہنمائی کیجئے ورنہ ہم خدا کے حضور آپ کا دامن پکڑ کر شکایت کریں گے۔ میں نے تم پر اعتماد کیا اور چلا آیا۔ میں وہی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں جبریل علیہ السّلام جس کا جھولا جھلاتے تھے اور جنت سے میوے لا لا کر کھلاتے تھے اور نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کاندھے پر چڑھاتے تھے۔ امی جان دھوپ میں نہ جانے دیتی تھیں۔ آج تم میرے خون کے پیاسے ہو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں شام، ترکستان یا کسی اور طرف چلا جاؤں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو بسم اللہ! ہمارا سر تمہارا خنجر میں ہر حال میں راضی برضا اور شاکر بقضا ہوں۔

(روضۃ الشہداء ص ۴۷۱ سوانح کربلا)

۔ وچ میدان کھلے آ حضرت نیزہ رن وچ گڈیا
کر دے وعظ حسین پیارے سندا نکا وڈیا

۔ خوف کرو کجھ روز حشر دا جس دن دھوپ ستائے
ساقی ہوسی نانا میرا تے حیدر رورتائے

۔ لٹنے میں صبر و شکر تباہی میں چاہیے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیے

لشکر یزید کی حالت:

شامیوں نے جب یہ باتیں سنیں تو رونے لگے۔ بختری شیث اور شمر لعین نے جب دیکھا کہ محاذ ہاتھ سے نکل رہا ہے تو یہ تمام لوگ امام عالی مقام کے پاس آئے۔ اور امام پاک سے کہا۔ کہ آپ یزید کی بیعت کریں اور اس ہلاکت سے رہائی حاصل کرلیں۔ جب تک آپ یزید کی بیعت نہیں کریں گے ہم تمہیں پانی کا قطرہ تک نہیں پلائیں گے۔ اور نہ ہی کسی کو کہیں جانے دیں گے۔ امام عالی مقام نے فرمایا: میں اتمام حجت کر چکا، میں ہرگز یزید کی بیعت نہیں کروں گا اسلئے کہ وہ فاسق و فاجر ہے یہ ہاتھ کٹ سکتے ہیں مگر یزید کی بیعت نہیں کر سکتے، ابن سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رخ تبدیل ہو گیا ہے سخت گھبرایا اور کہنے لگا: حسین کی بات نہ سنو اور اسے گھیر کر قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی طبل جنگ بجنے لگا۔ چنانچہ مشہور بہادر جنگ جو جس کو سخت وقت کیلئے مخصوص کیا گیا تھا۔ ان میں تمیم ابن قحاطبہ پوری تیاری کے ساتھ آگے بڑھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں اس لعین کو نار جہنم

میں پہنچا دیا۔اس کے بعد یزید ابطحی بڑے کر دفر لاف وگزاف کے ساتھ آیا اور کہنے لگا: شام اور عراق میں میری بہادری کی شہرت ہے کسی کو میرے مقابلے کے طاقت نہیں۔ جب یہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں آیا تو آپ پر تلوار کا وار کیا۔آپ نے اس کا وار روکا اور قوت حیدر سے ایسا وار کیا جس سے اس کا بازو کٹ کر زمین پر جا پڑا۔اب وہ بھاگنے لگا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری ضرب لگائی جس سے اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔

پیاس کا غلبہ:

اس وقت امام عالی مقام پر پیاس غالب آئی۔آپ نے نہر فرات کا قصد فرمایا عمرو بن سعد نے کہا: سوارو ہاں ہاں دیکھو ایسا نہ ہو کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی پی آئے۔اگر انہوں نے ایک گھونٹ بھی پانی پی لیا تو جدھر باگ موڑیں گے اور اللہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ پھر لشکر یزید نے حملہ کیا اور امام عالی مقام اور فرات کے درمیان حائل ہو گئے۔امام عالی مقام نے گھوڑے کو چمکایا۔لشکر یزید کے سر پر تلوار چلائی۔ یہاں تک کہ آپ لشکر کو چیرتے ہوئے فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ گھوڑے کو فرات میں ڈال کر ایک چلو پانی لے کر پینا چاہا تو ننھے منے بچوں کی پیاس یاد آ گئی۔ پانی کو چلو میں لیا اور لے کر پھینک دیا اور پیتے بھی کیسے؟ جب اللہ تعالیٰ کو منظور یہی تھا کہ تین دن کے بھوکے پیاسے آج جامِ کوثر پئیں۔ بہر حال آپ خیمے کی طرف چلے اور تقریباً چار سو افراد کو مار گرایا۔ بدر بن ساہل کمینا غصے سے لال پیلا ہوتا ہوا عمرو سعد سے کہنے لگا۔ بزدلوں کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر بھیج دیا جو ایک لمحہ بھی جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے چاروں

بیٹوں میں سے جسے چاہے بھیج دے اور پھر دیکھ کیا ہوتا ہے۔ عمرو بن سعد نے بدر کے بڑے لڑکے کو بھیجا وہ حضرت کے مقابل آیا۔ آپ نے فرمایا: بہتر یہ تھا کہ تیرا باپ میدان میں آتا۔ یہ کہہ کر ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ بدر نے جب بیٹے کو اس حال میں دیکھا تو خود غیض و غضب میں جل کر نیزہ لہراتے ہوئے میدان میں آیا۔ اور آپ پر وار کیا۔ آپ نے ڈھال پر اس طرح سے وار کو روکا کہ اس کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ اور اب اس نے تلوار سنبھالی۔ آپ نے فرمایا: ہوشیار اب تیرا کام بھی تمام ہونے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا وار کیا کہ بدر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر گیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بہادران عراق و شام آپ کے مقابل آتے رہے۔ مگر جو سامنے آیا زندہ واپس نہ گیا۔ لشکر اعداء پر آپ کا رعب طاری ہو گیا اور شور بپا ہوا کہ اگر جنگ کا اندازہ یوں ہی رہا تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو زندہ واپس نہ جانے دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ چاروں طرف سے گھیر کر آپ پر حملہ کر دیا جائے۔ اب چاروں طرف سے تیغ بے دریغ برستی تھی۔ ساقی کوثر ﷺ کا لال قطرۂ آب کو ترستا تھا پھر سارا جسم زخموں سے چُور چور ہو گیا۔

آج بشیر یہ کیا عالم تنہائی ہے
ظالم کی چاند زہرا پہ گھٹا چھائی ہے

اس طرف لشکر اعداء میں صف آرائی ہے
یہاں نہ بیٹا نہ بھتیجا نہ کوئی بھائی ہے

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

وہ گرمیوں کے دن وہ پہاڑوں کی راہ سخت
پانی نہ منزلوں پہ کہیں سایۂ درخت

ایک وہ امتحان تھا جس میں اسماعیل علیہ السلام کو چھری سے بچالیا اور ایک یہ امتحان کہ جب کاروان اہل بیت اپنی قربانیاں پیش کر رہا تھا۔ ادھر صبر کی انتہا ہوئی۔ ادھر ظلم کی انتہا ہوئی آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نے ابن زیاد اور یزید کی خوشنودی کے لئے آلِ رسول ﷺ کا خون بہایا تو اولادِ رسول ﷺ نے بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی اور اسلام کی حفاظت کیلئے سب کچھ قربان کر دیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام دشمنوں کے لشکر میں تلوار کے جوہر دکھاتے ہیں۔

عبداللہ بن عمار لشکری کا بیان ہے:

فَوَاللّٰهِ وَرَأَيْتُ مَكْسُوْرًا قَطُّ قَدْ قُتِلَ وَلِدُهٗ وَاَهلُ بَيْتِهٖ وَاَصْحَابُهٖ اَرَبَطَا جَاشًا وَلَا اَمْضٰى جَنَانًا مِنْهُ وَلَا اَجْرًا مَقْدَمًا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ اِنْ كَانَتِ الرِّجَلَةُ لِتَنْكَشِفُ مِنْ عِنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ اِنْكِشَافَ الْمَعْزِىٔ اِذَا شَدَّفِيْهِ الزِّئْبُ۔

(طبری ج ۴ ص ۳۴۵)

ترجمہ: خدا کی قسم میں نے ایسے بے کس اور بے بس جس کی اولاد اور اہل بیت اور اصحاب سب قتل ہو چکے ہوں۔ اس جرأت اور دلیری اور بہادری سے لڑتے نہ کبھی پہلے نہ اس کے بعد دیکھا۔ جس طرح حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ ان کے حملے سے ان کے دائیں بائیں کے لوگ اس طرح بھاگتے تھے۔ جس طرح بھیڑیئے کے حملے سے بھیڑ اور بکریاں۔

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیری صبر و استقلال اور شجاعت کے قربان جاؤں تین دن کے بھوکے پیاسے صدموں سے چور چور ہونے کے باوجود اس طرح لڑتے تھے کہ باطل کو پتہ چل جائے کہ میں کون ہوں۔ میں وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں کہ جس کی رگوں میں خون رسول ﷺ ہے میرے بازو میں قوت حیدری ہے عمرو بن سعد نے جب دیکھا کہ پہلوانوں کی عزت وشجاعت کو امام عالی مقام نے خاک میں ملا دیا ہے۔ تو ابن سعد نے کہا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں طرف سے گھیرا جائے چنانچہ آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ آپ کا سارا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ سواری پر قائم نہ رہ سکے۔ ابو الحوق کا تیر آپ کی پیشانی اقدس پر لگا۔ وہ پیشانی جس سے نور کی شعاعیں نکلتی تھی جو بوسہ گاہ مصطفیٰ ﷺ تھی۔ اس سے خون بہہ نکلا۔ آپ نے ہاتھ زخم پر رکھ لیا اور جب ہاتھ خون سے لت پت ہو گیا۔ تو ہاتھ منہ پر پھیرا اور فرمایا میں اسی حال میں نانا جان سے ملاقات کروں گا۔ اور اپنے شہداء کی تفصیل بیان کروں گا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے۔ خداوند قدوس! حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وطن سے دور ہوا اور سارا بن زخموں سے چور چور ہوا۔ خویش و اقارب کی لاشوں سے جنگل بھر پور ہوا

میرے اللہ میری قربانی قبول کیجیو اور میرے نانا جان کی امت کو بخش دیجیو۔ خولی بن یزید نے ایک تیر مارا جو قلب اقدس میں پیوست ہو گیا۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا گویا تکبیر افتتاح گھوڑے پر ہوئی۔ اور گرنا رکوع کی حالت تھی۔ اور زمین پر آنا عین سجدہ تھا بہتر تیروں کے زخم آ چکے تھے۔ شمر لعین نے آپ کے رخسار مبارک پر تلوار ماری۔ اس کے بعد سنان بن انس نخعی نے تیر مارا اور شمر لعین نے آپ کے سینہ اسرار گنجینہ پر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں شمر ہوں۔ شمر کے سینے پر برص کے داغ تھے۔ آپ نے فرمایا:

صَدَقَ جَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

میرے نانا جان علیہ السلام نے میرے قاتل کی جو نشانی مجھے بتائی تھی وہ تجھ میں پائی جاتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امام عالی مقام نے فرمایا: یہ کون سی گھڑی ہے؟ شمر نے کہا: خطبہ پڑھنے اور نماز جمعہ ادا کرنے کا وقت ہے۔

امام عالی مقام نے فرمایا: اس وقت لوگ ممبروں پر بیٹھ کر میرے نانا جان کی نعت پڑھ رہے ہیں۔ اور تو مجھ سے یہ سلوک کر رہا ہے؟ ظالم میرے سینے پر نانا جان اپنا چہرہ مبارک رکھا کرتے تھے اور حلقوم پر بوسہ دیا کرتے تھے۔ سینے سے اٹھ تاکہ میں قبلہ رو ہو کر نماز ادا کروں شمر نے کہا: میں آپ کے سینے سے ہٹ نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا: بصورت مجبوری جدھر رخ ہو ادھر ہی نماز ادا کرنا جائز ہے وضو کہاں پانی کا تو تم نے قطرہ تک نہیں لینے دیا مجھے تیمم کر لینے دے۔ اسنے کوئی بات نہ مانی۔ آپ نے فرمایا: چلو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو خون سے سہی اور اشارے سے نماز شروع کی جب

سجدے کا اشارہ فرمایا تو شمر ظالم نے تلوار چلا کر آپ کو شہید کر دیا۔
(انا للہ وانا الیہ راجعون)
طبری ج ۴ ص ۳۴۶، روضۃ الشہداء فارسی ص ۳۷۸، سوانح کربلا ص ۱۲۸)

چہرے پہ خون کے مل کے بعد حسرت و ملال
کی عرض شاہ نے شکر ہے اے رب ذوالجلال

تھاما گلا جناب نے ماتھے کو چھوڑ کر
نکلا جو تیر حلق مبارک کو توڑ کر

زہرا کا پھول شام کے خاروں میں گھر گیا
تنہا علی کا لال ہزاروں میں گھر گیا

تیغوں سے بند جدا تھا جناب کا
شیرازہ کھل گیا تھا خدا کی کتاب کا

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسین پر

قاتل کے خنجروں کا نکالے حسین پر
یہ دکھ نبی کے گود کے پالے حسین پر

تیر ستم نکالنے والا کوئی نہیں
گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہیں

گر کر زمین سے اٹھتے کبھی رکھا زمیں پہ سر
اُگلا کبھی لہو تو سنبھالا کبھی جگر

جس نے حق کربلا کا ادا کر دیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا
کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

کئی ہزاراں گھیرا پا کے دوروں تیر چلاندے
شاہ ولی دے تن دے تائیں زخموں زخم بناندے

رل مل سبھناں حملہ کیتا زمیں اتے ڈگ آیا
شاہ حسین شہادت پائی جیویں راوی فرمایا

حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال
حق پرستوں کو نہ بھولے گا یہ احسان حسین

☆☆☆☆☆

فصل سوئم:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ کی کنیت ابو محمد، ابوالحسن، ابوبکر ہے اور آپ کا لقب سجّاد اور زین العابدین ہے۔(شواہد النبوۃ ص ۳۰۹)

ولادت باسعادت:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے بعض روایات میں ۳۶ یا ۳۸ھ ہے۔آپ کی والدہ کا نام حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جو ایران کے مشہور بادشاہ یزدجر کی صاحبزادی تھیں۔(خزینۃ الاصفیا)

زین العابدین کی وجہ تسمیہ:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات نماز تہجد میں مصروف تھے کہ شیطان سانپ کی شکل میں نمودار ہوا تاکہ آپ ڈر جائیں اور نماز چھوڑ دیں۔لیکن آپ نے پرواہ نہ کی یہاں تک کہ سانپ نے آپ کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں لے لیا اور سختی سے کاٹا آپ نے درد کے باوجود نماز نہ چھوڑی تو اللہ

تعالیٰ نے آپ پر انکشاف فرمایا کہ یہ شیطان ہے آپ نے اسے زدوکوب کیا اور فرمایا: اے ذلیل و کمینے دور ہو جا۔ جب سانپ چلا گیا اور آپ کھڑے ہوئے تا کہ درد ختم ہو جائے تو آپ نے ہاتف غیبی سے آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ آپ زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ آپ زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ آپ زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۳۱، خزینۃ الاصفیاء ص ۷۶)

خوف خدا:

سیّدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا۔ اور آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کس کے حضور میں نے پیش ہونا ہے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۳۱، خزینۃ الاصفیاء ۴)

عبادت میں محویت:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ اپنے مکان میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ مکان کو آگ لگ گئی۔ آپ سجدے میں پڑے رہے لوگ شور مچا کر چلا چلا کر کہتے رہے اے رسول صلّی اللہ علیہ والہ وسلمکے بیٹے گھر کو آگ لگ گئی۔ آگ لگ گئی۔

مگر آپ نے سر سجدے سے نہیں اٹھایا جب آگ بجھ گئی اور آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ سے پوچھا گیا آپ کو آگ کی خبر کیوں نہ ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس آگ سے زیادہ مجھے دوزخ کی آگ کا زیادہ ڈر

ہے۔اس لئے میں یہ آگ بھول گیا۔

(شواہدالنبوۃ ص ۳۱۴،خزینۃ الاصفیاء ص ۷۶)

زاہدِ دنیا:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سائل کہہ رہا تھا:

اَیْنَ الزّٰھِدُوْنَ فِی الدُّنْیَا الرَّاغِبُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ

وہ دنیا کے زاہد کہاں ہیں جو آخرت کی طرف راغب ہیں۔اچانک جنت البقیع کی طرف کسی نظر نہ آنے والے شخص کی آواز آئی کہ وہ زاہد علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بنوامیہ کی قید میں:

زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب خلیفہ عبدالمالک بن مروان نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید میں ڈالا اور آپ کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔اور پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔اور گردن میں طوق ڈالی اور نگہداشت کیلئے سخت ترین پہرہ بٹھا دیا گیا تو میں ازراہ محبت وعقیدت جیل کے دروازے پر گیا اور پہرے داروں کی منت سماجت کر کے آپ سے ملاقات کی اجازت لی۔اور آپ کو اس حال میں دیکھا تو میرا دل بے قرار ہو گیا اور میں بے اختیار رونے لگا۔اور میں نے کہا کاش میں آپ کی جگہ قید ہو جاتا اور آپ کو آزاد کر دیا جاتا آپ نے ہنس کر ارشاد فرمایا: قید و بند، زہر خوری، قتل و شہادت تو ہماری وراثت میں ہے۔ان مصائب کی وجہ سے ہماری ولایت کے درجات بلند ہوتے ہیں یہ پاؤں کی بیڑیاں اور گلے کا طوق اور ہاتھوں کی زنجیریں اور یہ

مصائب و آلام ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں انہیں اتار کر دور پھینک سکتا ہوں مگر ایسی نشانیاں رہنی چاہیں تا کہ تمہیں خوف خدا دامن گیر رہے اور قیامت میں تکلیف سے بچ جاؤ۔

یہ کہنا تھا کہ آپ نے ہاتھوں کو زنجیروں اور پاؤں کو پھندے اور گلے کو طوق سے آزاد کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام سے بیٹھ گئے اور فرمایا جس تکلیف سے آپ ڈرتے ہیں وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی تم خوش ہو کر چلے جاؤ ابھی میں چند قدم آیا تھا کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیڑیاں توڑ کر جیل سے غائب ہو گئے ہیں جیل کے پہرے دار آپ کو تلاش کرتے رہے مگر آپ علیہ السّلام کو نہ پا سکے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۱۰)

حسینی رعب:

حضرت امام زہری فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ میں عبدالما لک بن مروان کے پاس گیا اس نے مجھ سے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا مجھے جو یاد تھا بتا دیا تو عبدالملک کہنے لگا جب میرے پہرہ داروں سے وہ غائب ہو گئے تو میرے پاس آکر کہنے لگے میرے تمہارے درمیان کون سی چیز حائل ہے میں نے کہا ذرا ٹھہریئے آپ نے فرمایا میں ٹھہرنے کو تیار نہیں اور آپ باہر تشریف لے گئے مگر میں آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا اور میں آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے ڈر گیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۰)

حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات:

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے ہاں گیا اور میں نے خیال کیا کہ میں آپ کے مکان پر دستک نہ دوں۔ یہ سوچ کر میں باہر بیٹھ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے میں نے سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ اس دیوار کو دیکھتے ہو: میں نے عرض کی حضرت دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں ایک دن اس دیوار سے ٹیک لگا کر غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک خوبصورت عمدہ لباس والے شخص کو دیکھا جو میری طرف دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ اے علی ابن حسین علیہ السّلام تم مجھے غمگین نظر آتے ہو۔ اگر دنیا کے لئے غمگین ہو تو دنیا میں روزی ہر نیک و بد کھاتا ہے۔ میں نے کہا میرا دکھ دنیا کے لئے نہیں کیونکہ دنیا کا معاملہ وہی ہے جو آپ نے بیان فرمایا: پھر وہ خوبصورت شخص کہنے لگا اگر تمہارا غم آخرت کے بارے میں ہے تو وہ سچا وعدہ ہے جسے پورا ہونا ہے جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے کہا میرے غم کی وجہ یہ بھی نہیں ہے آخرت تو وہی ہوگی جیسے آپ نے فرمایا پھر وہ خوبصورت شخص کہنے لگا پھر آپ کی افسردگی کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا فتنے وفساد سے ڈرتا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا اے علی علیہ السّلام کیا ایسا کوئی شخص آپ نے دیکھا ہے کہ اسنے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہو اور پھر مراد پوری نہ ہوئی ہو؟ امام صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا نہیں پھر وہ شخص کہنے لگا آپ نے ایسا کوئی شخص دیکھا ہے کہ خوفِ خدا رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کو پورا نہ کیا ہو؟ امام صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: نہیں اس گفتگو کے بعد وہ شخص غائب ہو گیا یہ خضر علیہ السّلام تھے جو آپ سے گفتگو کر رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۲)

پرندوں کی بولی سمجھنا:

ایک دفعہ امام زین العابدین علیہ السّلام تشریف فرما تھے اور آپ کے اِرد گرد بہت سی چڑیاں جمع تھیں آپ نے ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا: یہ چڑیاں اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہی ہیں۔ اور خدا کی یاد میں لگی ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۱۲)

ہرن آپ کے دستر خوان پر:

ایک دن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد اور غلاموں کے ہمراہ صحرا میں تشریف لے گئے۔ اور دوپہر کے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا تو اچانک ایک ہرن آکر وہاں ٹھہر گیا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا میں علی ابن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ اور میری دادی جان سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء لختِ جگرِ نورِ نظرِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلمہیں آؤ ہمارے سامنے کھانا کھاؤ۔ ہرن آیا حسب پسند کچھ کھایا اور صحرا کی طرف چلا گیا غلاموں میں کسی ایک نے عرض کیا یا حضرت ہرن کو دوبارہ بلائیے۔ آپ نے فرمایا میں دوبارہ تب بلاؤں گا کہ آپ لوگ اسے پناہ دیں اور تکلیف نہ پہنچائیں تو دوبارہ بلالیتا ہوں۔ غلاموں نے وعدہ کرلیا تو آپ نے زور سے کہا اے ہرن میں حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ میری دادی فاطمہ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلمتھیں۔ تم لوٹ آؤ اور ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ وہ ہرن آیا اور آپ کے پاس سے کھانا کھانے لگا۔ آپ کے غلاموں میں سے کسی نے ہرن کی پشت پر ہاتھ رکھا تو وہ بھاگ گیا۔ آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے سخت ناراض ہوئے۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۱۲)

ہرنی کی فریاد رسی:

ایک دن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کے ہمراہ صحرا میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک ہرنی آئی۔ اور اپنا منہ زمین پر رکھ کر فریادی ہوئی۔ حاضرین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلمیہ ہرنی کیا کہتی ہے آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ فلاں قریشی نے کل میرے بچے کو پکڑ لیا ہے۔ اور میں اسے کل سے دودھ نہیں پلا سکی۔ اگر آپ اس بچے کو دودھ پلانے کی اجازت لے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ایک آدمی کو بھیج کر قریشی کو ہرنی کے بچے کے سمیت طلب کیا۔ جب وہ آیا تو ہرنی نے اپنے بچے کو دودھ پلایا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے بچے ظلم وستم سے ہمیشہ بچے رہیں تو اس بچے کو آزاد کر و تا کہ اپنی ماں کے ساتھ رہے۔ اس شخص نے آپ کی بات قبول کر لی۔ چنانچہ ہرنی اپنے بچے کو لے کر صحرا کی طرف جا رہی تھی۔ اور بلند آواز سے کچھ کہتی تھی۔ جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ حاضرین نے امام صاحب سے عرض کی حضور یہ کیا کہتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ تمہیں دعا دیتی تھی اور کہہ رہی تھی:

جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الدَّارَيْنِ

اللہ تعالیٰ تمہیں دو جہان میں جزائے خیر عطا کرے

(شواہد النبوۃ ص ۳۱۴)

حجر اسود نے آپ کا فیصلہ کر دیا:

حضرت امام عالی مقام کی شہادت کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے میں آپ سے بڑا ہوں آپ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جتنا اسلحہ یا تبرکات ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی تمام تبرکات و اسلحہ وغیرہ مجھے دے دو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اگرچہ بڑے ہیں مگر منصب امامت اہل بیت کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس چیز کا مطالبہ نہ کرو جس کے تم حق دار نہیں ہو۔ مگر محمد بن حنفیہ نے آپ کی ایک نہ سنی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آؤ میں اور آپ کسی حاکم کے پاس چلیں جو ہمارہ فیصلہ کر دے۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ کون حاکم ہے جو ہمارے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ فیصلہ کرنے والا حاکم حجر اسود ہے چنانچہ دونوں بیت اللہ شریف پہنچے تو امام صاحب نے ارشاد فرمایا چونکہ تم مدعی ہو اس لئے دعویٰ حجر اسود کے سامنے پیش کرو۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دعویٰ حجر اسود کے سامنے پیش کیا لیکن جواب نہ آیا اب امام صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حجر اسود کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے حجر اسود تجھے تیرے رب کی قسم ہے جس نے اپنے بندوں کے فیصلے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں۔ تم فیصلہ دو کہ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امامت و ولایت کا ہم دونوں میں سے کون حق دار ہے جب آپ نے بات ختم کی تو حجر اسود زور سے ہلا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اپنی جگہ سے نکل جائے گا۔ اور پھر نہایت فصیح و بلیغ زبان سے کہنے

لگا اے محمد بن حنفیہ یہ بات واضح ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امام کا حق دار علی بن حسین ہی ہے دوسرا کوئی آدمی اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۱۵)

حجر اسود سے مجرموں کو نجات دلادی:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دوران طواف ایک مرد اور ایک عورت کے ہاتھ میں حجر اسود سے چمٹ گئے ہر طرح سے چھڑانے کی کوشش کی مگر تمام تدبیریں بے اثر ہو گئیں۔ اور ہاتھ جدا نہ ہو سکے۔ اسی اثناء میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک مرد اور ایک عورت کو جب اس مصیبت میں مبتلا دیکھا۔ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر پھیرا تو ان دونوں کے ہاتھ چھوٹ گئے اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۵)

شاہی فرمان سے آگاہی:

عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ بنو عبدالمطلب کے قتل سے منہ موڑے اسلئے آل ابو سفیان کا خیال ہے کہ بنو امیہ کی سلطنت جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ عبدالملک نے یہ خط صیغۂ راز میں رکھ کر روانہ کیا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط پر مطلع تھے۔ آپ نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم نے فلاں دن اور فلاں وقت میں کوئی خط اس مضمون کا حجاج بن یوسف کو لکھا ہے اور خط کا پورا مضمون تحریر کر کے آپ نے خادم کے ذریعے بھیج دیا۔ عبدالملک نے آپ کے خط کو اپنے خط کے مضمون کے برابر پایا تو اسے آپ کے امام برحق ہونے کا یقین ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۱۵)

امام پاک کا دشمن جل گیا:

حج کے موقعہ پر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے خزیمہ بن کاہل الاسوی کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کی آقا وہ کوفہ میں زندہ ہے پھر امام صاحب نے یہ تین کلمات ارشاد فرمائے:

اَللّٰھُمَّ اَوْقِدْہٗ حَرَّ بِحَدِیْدِ اللّٰھُمَّ اَوْ قِدْہٗ حَرَّ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ اسے لوہے کی حرارت سے جلا دے اے اللہ اسے آگ سے جلا دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں کوفہ پہنچ گیا تو ان دنوں مختار بن عبید نے بغاوت کا علم بلند کیا ہوا تھا۔ چونکہ وہ میرے واقف تھے۔ میں ان سے ملنے گیا تو وہ راستے میں ہی مل گئے ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں لوگ انتظار کر رہے تھے۔ اس جگہ خزیمہ کو حاضر کیا گیا۔ مختار کہنے لگا اے قاتل حسین تم میرے قابو آ گئے ہو۔ اسی وقت جلاد کو حکم دیا کہ اس امام عالی مقام، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کو قتل کر دیا جائے چنانچہ اسے قتل کر کے لکڑیاں جلا کر آگ میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ اس لیئے کہ اہل بیت کے قاتل کی سزا آگ ہی ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۷)

وصال شریف:

امام زہری جب بھی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے تو زار و قطار روتے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پر

وصال ۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں ہوا۔ آپ کا وصال مبارک شہادت پر ہوا۔ کیونکہ دشمنوں نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔
(شواہد النبوۃ ص ۳۱۰)

ناقہ نے آپ کی جدائی برداشت نہ کی:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اونٹنی تھی جو کہ مکہ جاتی تو آپ کے پالان کے آگے چابک لٹکا دیتے راستے میں اسے چھڑی مارنی نہ پڑتی اور آنے جانے میں کوئی دقت بھی نہ ہوتی جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو وہ اونٹنی آپ کی قبر کے سرہانے آ کر آہ و زاری کرتی اور اپنی چھاتی زمین پر رکھ دیتی۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس اونٹنی کو دیکھا تو فرمایا: اے ناقہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور جب اونٹنی نہ اٹھی تو آپ نے فرمایا: چھوڑ دو اونٹنی جا رہی ہے۔ آپ کے اس فرمان کے تین دن بعد وہ اونٹنی مر گئی۔ (شواہد النبوۃ)

☆☆☆☆☆

فصل سوئم:

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم گرامی حضرت محمد علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے آپ چونکہ بہت سے علوم میں وسعت نظر رکھتے تھے اور ان علوم کو فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے تھے اسلئے آپ باقر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ ہے۔ جو حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں۔ آپ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے تین سال قبل ۵۷ھ ۳ صفر بروز جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے۔ (شواہد النبوۃ ۳۱۸)

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و عمل میں یکتا تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات:

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس دور میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جب آپ کی آنکھیں نظر سے محروم ہو چکی تھی۔ ملاقات کیلئے میں نے آ کر سلام کیا۔ آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہو؟ میں نے بتایا کہ محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹا میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔ پھر میرے قدم چومنے کے لئے جھکے

ہی تھے کہ میں پیچھے ہٹ گیا۔تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول صلّی اللہ علیہ والہ وسلمنے تمہیں سلام بھیجا ہے میں نے کہا حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر بھی صلوۃ وسلام ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ہوں۔ پھر میں نے پوچھا اے جابر رضی اللہ تعالیی عنہ یہ سب کچھ کیسے ہوا تو آپ فرمانے لگے۔ میں ایک دن خواجہ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: جابر شاید تم اسی دن تک زندہ رہو۔ جب تمہاری ملاقات میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند سے ہو جس کا نام محمد بن علی بن حسین بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو انوار وحکمت سے نوازے گا۔تم اسے میرا اسلام پہنچا دینا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۷)

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن:

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ میں تھا کہ دور سے ایک تاریکی ظاہر ہوئی۔ یہ تاریکی کبھی گہری ہو جاتی اور کبھی غائب ہو جاتی جوں ہی میرے قریب آئی۔تو میں نے دیکھا کہ ایک آٹھ سالہ بچہ مجھے السلام علیکم کہہ رہا ہے میں نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا تمہارے راستے کا خرچہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے راستے کا خرچہ تقویٰ ہے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ایک عرب زادہ ہوں۔ میں نے پوچھا کس خاندان سے ہو؟ اس نے کہا قریشی خاندان سے ہوں۔ میں نے قریش کے

کس قبیلے سے ہو؟ آپ نے فرمایا میں ہاشمی ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کس کے فرزند ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں علوی ہوں۔ (شواہد النبوۃ ۳۲۱)

امام باقر کی غیب کی خبر:

ایک شخص سے روایت ہے کہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مجھے ہشام بن عبدالملک کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت اس کا یہ محل زیر تعمیر تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا واللہ یہ محل تباہ ہونے لئے بن رہا ہے یہ مکان نیست و نابود ہو جائے گا۔ لوگ اس کا گارا تک اکھاڑ کر لے جائیں گے۔ یہ پتھر جن سے اس کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ کھنڈرات بن جائیں گے۔ میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں سن کر متعجب ہوا۔ اور ڈرا کہ ہشام کے محل کو کون تباہ کرے گا۔

جب ہشام وفات پا گیا تو اس کے بیٹے ولید کے حکم پر اسے گرد یا گیا اس کی بنیادوں کو اکھاڑ دیا گیا۔ یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۱۹)

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا کہ اچانک زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے قریب سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم زید کوفہ میں جائے گا۔ اور لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ اور اس کے سر کو گلی کوچوں میں پھراتے ہوئے یہاں لے آئیں گے اور نیزے پر لٹکا دیں گے آپ کی یہ گفتگو سن کر ہم حیران ہوئے۔ کیوں کہ مدینہ میں کسی کو نیزے پر لٹکایا نہیں تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ رونما ہوا اور زید کا سر مبارک جب مدینہ میں لایا گیا تو وہ بانس بھی ہمراہ لائے جس پر زید کا سر نصب کیا گیا تھا۔ (شواہد النبوۃ ۳۱۸)

بارگاہ امام میں جنّات کی حاضری:

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو لوگوں نے کہا جلدی نہ کرو۔ آپ کے پاس اور آدمی بھی بیٹھے ہوئے ہیں ابھی وہ لوگ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ آدمی جنہوں نے ہاتھوں میں دستانے پاؤں میں موزے اور تنگ کوٹ پہنے ہوئے تھے انہوں نے السلام علیکم کہا اور چلے گئے اب میں امام باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت یہ کون لوگ تھے۔ جو ابھی آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے آپ نے فرمایا: یہ تمہارے بھائی جن تھے۔

میں نے عرض کیا حضور کیا آپ ان کو دیکھ لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جس طرح تم لوگ حلال وحرام میں فتویٰ طلب کرتے ہو وہ بھی فتویٰ دریافت کرتے ہیں۔ (شواہد النبوۃ ۳۱۹)

بھیڑیئے کی فریادرسی:

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمرہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی وادی میں سفر کر رہا تھا۔ اس وقت آپ ایک خچر پر اور میں ایک گدھے پر سوار تھا کہ اچانک ایک شخص پہاڑی سے اترا اور آپ کی خچر کی نگہداشت کرنے لگا اور ایک بھیڑیا آپ کی خچر کی زین پر پاؤں رکھ کر دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم چلے جاؤ۔ جیسے تم چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ بھیڑیا یہ سنکر واپس چلا گیا۔ اب امام صاحب میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ بھیڑیا کیا کہتا تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلّم کے فرزند ہی جانتے ہیں آپ نے فرمایا بھیڑیا یہ کہہ رہا تھا۔ کہ میری ہمسرا اس وقت دردزہ میں مبتلا ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نجات دے اور میری نسل سے کوئی بھیڑیا آپ کے ماننے والوں پر حملہ نہ کر سکے۔ میں نے دعا کی بھیڑیا جو چاہتا تھا۔ اسے وہ مل گیا۔

(شواہد النبوۃ ۳۲۰)

نگاہ کی رسائی:

ایک صالح شخص سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السّلام کی زیارت کا مشتاق تھا اس لئے آپ کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس رات میں مدینہ طیبہ پہنچا شدید بارش ہو رہی تھی۔ اور بارش کی وجہ سے شدید سردی بھی تھی اور آدھی رات کا وقت تھا جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا اس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں یا کہ انتظار کروں تاکہ آپ صبح باہر تشریف لائیں اور ملاقات ہو جائے اچانک میں نے آواز سنی اور یہ آواز آپ کی تھی آپ نے لونڈی سے فرمایا۔ کہ ایک شخص دروازے کے باہر کھڑا ہے اور اسے سردی لگ رہی ہے۔ اس کیلئے دروازہ کھولو۔ جب دروازہ کھولا تو میں اندر داخل ہو گیا (شواہد النبوۃ ۳۲۰)

اغیار سے نجات دلا دی:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے درِ اقدس پر حاضر ہوا تو آپ نے ہر ایک ملاقاتی کو اجازت دی۔ مگر مجھے اجازت نہ دی میں پریشان ہو کر گھر واپس آ گیا مگر رات کو نیند نہ آئی اور سوچنے لگا کہ مکہ مکرمہ چلا جاؤں۔ اگر وہاں قدریہ کے ہاں گیا تو یوں کہیں گے اگر مرجیہ کے ہاں گیا تو یوں

کہیں گے اگر یزید کے ہاں جاؤں تو وہ یوں کہیں گے یعنی یہ تمام تخریب
کاری کی گفتگو کریں گے میں اسی خیال میں تھا کہ صبح کی آذان ہوگئی۔
اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس شخص نے کہا
میں حضرت امام باقر علیہ السلام کا قاصد ہوں میں تیاری کر کے آپ کے
پاس حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا اے فلاں تم نہ مرجیہ کے ہاں جاؤ نہ
قدریہ کے ہاں جاؤ اور نہ یزید کے ہاں جاؤ بلکہ تم ہمارے ساتھ رہو۔
(شواہد النبوۃ ۳۲۰)

اللہ پر بندے کا حق:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ
السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا بندے پر کیا حق ہے؟ آپ نے اپنا
چہرہ مجھ سے پھیر لیا میں نے تین دفعہ اپنا سوال دہرایا تو آپ نے ارشاد فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کا بندے پر یہ حق ہے کہ میں کھجوروں کے اس جھنڈ کو کہوں کہ
ادھر آؤ تو وہ ادھر چلا آئے۔ آپ نے جوں ہی اس جھنڈ کی طرف اشارہ کیا
تو وہ حرکت کرنے لگا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنے لگا۔ لیکن
آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی جگہ قائم رہے اس لیئے کہ میں نے نہیں
بلایا۔ (شواہد النبوۃ ۳۲۱)

بینائی عطا کردی:

ایک شخص ابوبصیر نامی جو کہ نابینا تھے انہوں نے کہا کہ ایک دن میں
حضرت امام باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی:
آپ پیغمبر خدا کی اہل بیت سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر میں

نے کہا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو سب نبیوں کے وارث ہیں آپ نے فرمایا: ہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انبیاء کے علوم کے وارث ہیں میں نے عرض کی یا حضرت آپ کو بھی وہ علوم وراثت میں ملے آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو مردوں کو زندہ، بیماروں کا تندرست کیا کرتے تھے۔ کیا آپ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہو سکتا ہے اور آپ نے اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا تو میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور مجھے ساری مخلوق نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا تو آنکھیں پہلے کی طرح ہو گئیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو بصیر دونوں حالتوں میں سے کون سی پسند کرتا ہے۔ کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور قیامت میں حساب و کتاب ہو، یا آنکھیں نابینا رہیں۔ اور بلا حساب و کتاب جنت مل جائے ابو بصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ نابینا رہوں۔ اور جنت میں بلا حساب و کتاب چلا جاؤں۔ (شواہد النبوۃ ۳۲۱)

آپ کی فہم و فراست:

ایک شخص سے روایت ہے کہ ہم تقریباً پچاس آدمی حضرت امام باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا جو کھجوریں فروخت کرتا تھا۔ اس شخص نے حضرت امام صاحب سے عرض کی حضرت کوفے میں ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ہے جو آپ کو اطلاع دیتا ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم کیا کام کرتے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا میں گاہے بگاہے جَو فروخت کرتا ہوں۔ امام صاحب نے ارشاد فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو تم کھجوروں کی خرید و فروخت کرتے ہو۔

اس شخص نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ کا فرشتہ بتا دیتا ہے۔ کہ فلاں تمہارا دوست ہے اور فلاں دشمن اور فرمایا دیکھو تمہاری موت فلاں بیماری سے ہوگی۔ راوی کہتا ہے کچھ عرصہ بعد میں کوفے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص فلاں بیماری سے مرگیا ہے جس کا آپ نے ذکر فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۴۳)

آپ کی صداقت پر نصرانی کا قبول اسلام:

ایک شخص سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام باقر علیہ السلام گھوڑے پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دو آدمی ملے آپ نے ارشاد فرمایا یہ چور ہیں انہیں پکڑ لو۔ اور مضبوطی سے باندھ لو آپ کے حکم پر لوگوں نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا اور ایک غلام سے آپ نے ارشاد فرمایا: اس پہاڑ پر جاؤ وہاں ایک غار ہے اس سے جو کچھ بھی ملے لے آؤ۔ وہ شخص گیا اور ایک صندوق سامان کا غار سے بھرا اور دوسرا صندوق کہیں اور سے بھر کر لے آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس سامان کا ایک مالک یہاں موجود ہے دوسرا نہیں جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کر رکھا تھا اور گورنر اسے سرزنش کر رہا تھا۔ امام صاحب نے ارشاد فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ چور نہیں ہے۔ اور اب دونوں صندوق ان کے مالکوں کو دے دیئے اور چوروں کو گورنر کے حوالے کر کے فرمایا ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

جب ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا تھا تو ایک چور کہنے لگا یا اللہ تیرا شکر ہے میرا ہاتھ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے کے سامنے کاٹا گیا۔ اور ان کے دست حق پرست پر میری توبہ قبول فرما۔ امام صاحب نے فرمایا تم توبہ کرلو

اس لئے کہ ایک سال بعد تم مر جاؤ گے۔

چنانچہ واقعی وہ شخص ایک سال بعد فوت ہو گیا کچھ دنوں بعد دوسرے صندوق کی ملکیت کا ایک شخص نے دعویٰ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اس صندوق میں ایک ہزار روپیہ ہے اور ایک ہزار روپے اور کچھ کپڑے محمد بن عبدالرحمٰن کے ہیں جو نیک و صالح شخص ہے اور انتہائی سخی بھی ہے آپ کی یہ حقیقت بھری باتیں ایک یہودی نے سن لیں اور وہ کہنے لگا تمام شکوک و شبہات سے پاک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم اس کے سچے اور برحق رسول ہیں اور وہ یہودی مشرف با اسلام ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۴)

لونڈی کی عصمت کی حفاظت:

ایک دن کا ذکر ہے کہ ابن عکاشہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق بھی موجود تھے۔ ابن عکاشہ نے کہا اب آپ کا فرزند سن بلوغت کو پہنچ گیا ہے۔ ان کی شادی کا بندوبست کرنا چاہیے۔ حضرت امام باقر علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ہزار روپے کی تھیلی لے لو اور جب میں حکم دوں تو بازار سے ایک خوبصورت کنیز لے کر آنا اور یہ کنیز صرف ایک آدمی کے پاس ہے ایک دن آپ نے فرمایا بازار جاؤ اور کنیز خرید لاؤ جب میں بازار گیا تو ایک آدمی کے پاس دو کنیزیں باقی تھی باقی سب فروخت ہو چکی تھیں۔ ان دو میں سے ایک کا میں نے سودا کیا تو اس نے ۷۰ دینار قیمت بتائی میں نے کہا مجھے معلوم نہیں اس تھیلی میں کتنے دینار ہیں جو کچھ اس میں ہے اس پر سودا کر لو اس شخص نے کہا میں ۷۰ دینار سے ایک پیسہ کم نہ لوں گا۔ چنانچہ میں نے تھیلی کو کھولا

اور دینار گنے تو پورے ۷۰ دینار نکلے۔ میں وہ دینار دے کر کنیز خرید لایا اور اس کنیز کو امام صاحب کے حوالے کر دیا۔ امام صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس کا نام کیا ہے میں نے کنیز سے پوچھا تو اس نے بتایا حمیدہ آپ نے ارشاد فرمایا:

حَمِيدَةٌ فِي الدُّنيَا مَحْمُودَةٌ فِي الاٰخِرَة

(یہ دنیا میں حمیدہ (اچھی خصلت والا ہے اور آخرت میں محمودہ ہے)

پھر اس کنیز سے پوچھا تم کنواری ہو۔ یا منکوحہ اس لونڈی نے عرض کی میں کنواری ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم ان سوداگران کے ہاتھ سے کیسے بچ گئی۔ اس لونڈی نے عرض کی حضرت کوئی سوداگر میری طرف بڑھتا اور مجھ سے ارادہ کرتا تو ایک سفید ریش سفید سر بزرگ ایک طمانچہ رسید کرتے اور وہ سوداگر مجھ سے دور ہٹ جاتا اور یہ واقعہ کئی بار رونما ہوا۔ چنانچہ آپ نے اس لونڈی کو حضرت امام جعفر علیہ السّلام کے حوالے کیا اور ارشاد فرمایا: یہ برکت والی ہے چنانچہ ان کے بطن سے حضرت امام موسیٰ کاظم پیدا ہوئے اور یہ انتہائی زاہدہ و عابدہ تھیں۔

مدینہ میں قتل وغارت گری کی خبر دینا:

ایک دن امام باقر علیہ السّلام لوگوں کے درمیان جلوہ گر تھے۔ آپ نے سر مبارک نیچے جھکایا اور پھر سر اٹھا کر ارشاد فرمایا۔ کہ ایک وقت آئے گا کہ ایک شخص مدینہ میں چار ہزار افراد کے ہمراہ آ کر قتل و غارت گری کرنے لگا۔ اور تمہارے لئے انتہائی مصائب پیدا کرے گا۔ جس کا حل تمہارے بس سے باہر ہوگا۔ یہ بات یقین سے سن لو۔ مگر مدینے والوں نے آپ کی باتوں پر توجہ نہ دی۔ سوائے بنو ہاشم کے، اگلے سال امام باقر

بنو ہاشم کو ہمراہ لے کر باہر چلے گئے۔ نافع ارزق آیا اس نے وہی کچھ کیا جو آپ نے ایک سال قبل فرما دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد اہل مدینہ نے کہا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی فرمائیں گے۔ اس پر عمل کریں گے۔ اس لئے کہ آپ کا فرمان ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۸)

وصال شریف:

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پر وصال بروز پیر ۷ ذوالحجہ ۱۱۴ھ ۵۷ برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں اپنے والد گرامی کی قبر مبارک کے قریب ہے۔

سال وصال او بگو ع ہادیٔ عزیز
ہم بخوا اے بار ہادیٔ عزیز نام!

سال ترحیلش امام ایزادست
ہم ولی اللہ داں اے نیک نام

☆☆☆☆☆

فصل پنجم

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم گرامی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے آپ کے والد گرامی کا نام محمد باقر ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ، ابو اسمٰعیل ہے اور آپ کا مشہور لقب صادق ہے آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی ام فردہ ہے۔ ام فردہ کی والدہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہیں۔ اسی لئے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ننھیال سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر مبارک ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں ۸۳ھ بروز سوموار ربیع الاول شریف کے آخری عشرہ میں ہوئی۔

علم وحکمت:

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عالم تھے آپ کے قلب پر القا ہونے والے علوم عقل وفکر سے باہر ہیں۔ آپ کے علوم کا فیضان ہمیشہ کیلئے جاری وساری ہے۔ کتاب جعفر کے نام سے جو کتاب عبدالمؤمن کے ذریعے مغرب میں پائی جاتی ہے وہ آپ ہی کی ہے۔

اس کتاب کا تذکرہ حضرت امام علی بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات میں بھی ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مامون رشید نے جب آپ کو ولی عہد کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

ہمارے علوم میں وہ علوم ہیں جنہیں ہم سینوں میں چھپائے رکھتے ہیں اور کانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے مزین فرمایا ہوا تھا اور آپ جامع العلوم تھے۔ (شواہد النبوۃ)

جھوٹے گواہ کی ہلاکت:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے شمار کرامات ہیں۔ جن میں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور نے ربیع کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے دربار میں حاضر کرو جب ربیع آپ کو خلیفہ منصور کے پاس لے کر آیا تو منصور آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اگر کسی گروہ کے ذریعے میں فتنہ اٹھاؤ تو اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے مگر تم فتنہ برپا کرتے ہو۔ اور تمھارا ارادہ ہے کہ فتنہ و خون ریزی ہو یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے منصور! نہ میں نے ایسی کسی بات کی خواہش کی ہے اور نہ ہی عملی طور ایسا کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی خبر پہنچی ہے تو وہ بالکل جھوٹ ہے اگر تمہارے پاس کوئی خبر پہنچی ہے تو عیاذ اباللہ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں یوسف علیہ السلام پر مظالم ڈھائے اور آپ نے معاف فرما دیا۔ اور آپ نے صبر کیا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السّلام بیماری میں مبتلا ہوئے اور آپ نے صبر کیا اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کو علم و حکمت عطا ہوئے۔ سجدہ شکر بجالائے۔ یہ سب پیغمبر تھے اور تمہارا شجرہ نسب ان سے ملتا ہے۔ خلیفہ منصور کہنے لگا یا حضرت جو کچھ آپ نے فرمایا سب کا سب سچ ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور کہنے لگا یہ باتیں مجھے فلاں شخص نے بتائی ہیں اور خلیفہ نے اس شخص کو حاضر کرنے کا حکم

دیا۔ جب وہ آیا تو خلیفہ نے پوچھا کیا تو نے یہ باتیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہیں؟ اس نے کہا ہاں میں نے سنی میں خلیفہ نے کہا کیا تم اس پر قسم کھانے کو تیار ہو تو وہ کہنے لگا جی ہاں میں تیار ہوں اور اب اس نے یوں قسم کھانی شروع کی:

بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ

(قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: خلیفہ صاحب میں اس قسم دیتا ہوں خلیفہ کہنے لگا آپ اسے قسم دیں آپ نے اس شخص کو فرمایا کہو:

بَرِئْتُ مِنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ وَالنَّجَاتِ اِلٰی حَوْلِ وَقُوَّتِهٖ لَقَدْ فَعَلَ کَذَا وَکَذَا جَعْفَرُ وَقَالَ کَذَا وَکَذَا جَعْفَرُ۔

(میں بری ہو گیا اللہ کی طاقت اور قوت سے اور نجات حاصل کی اپنی طاقت اور قوت سے تحقیق کیا ایسا جعفر نے) وہ شخص ان الفاظ پر قسم کھانے سے گریز کرنے لگا بالآخر قسم کھائی اور قسم کھاتے ہی گر کر مر گیا منصور نے کہا اسے گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔ ربیع بیان کرتے ہیں کہ جب امام جعفر صادق علیہ السّلام منصور کے پاس آئے تو زیر لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی منصور کا غصہ جاتا رہا۔ اور آپ کو اپنے قریب تخت پر بٹھالیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۹)

خدائی امداد:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ درباریوں نے دیکھا کہ خلیفہ منصور شدید

پریشان ہے ۔درباریوں نے پوچھا خلیفہ صاحب آپ اس قدر کیوں پریشان ہیں؟تو کہنے لگا۔میں نے علویوں کی جماعت کو ہلاک کروادیا مگران کے سردار کو چھوڑ دیا۔پوچھا کہ وہ سردار کون ہے۔تو کہنے لگا وہ جعفر بن محمد ہیں۔درباریوں نے کہا وہ تو خدا کے سامنے سربسجود رہتے ہیں اور دنیا کا کوئی لالچ نہیں رکھتے خلیفہ کہنے لگا۔مجھے معلوم ہے کہ تم ان کے عقیدت مند ہو جبکہ پورا ملک ان کا مخالف ہے اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک انہیں ہلاک نہ کرلوں۔پھر جلاد کو بلا کر سمجھایا کہ میں امام جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلاؤں گا آپ جب میرے پاس آئیں تو میں اپنا ہاتھ سر پر رکھوں گا تم اسی وقت حملہ کر کے ان کو ہلاک کر دینا اب خلیفہ منصور نے امام صاحب کو بلایا۔آپ تشریف لے آئے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں آپ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ پڑھ رہے ہیں اور جب آپ محل میں داخل ہوئے تو زلزلہ آگیا۔اور خلیفہ ایسے باہر آیا جیسے کشتی سمندر کی لہروں سے باہر آتی ہے اور ننگے پاؤں آپ کے استقبال کو آکھڑا ہوا۔اور حضرت امام جعفر علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست پر لے بٹھایا اور خلیفہ کہنے لگا اے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلمکے بیٹے آپ کس طرح تشریف لائے ہیں امام صاحب نے ارشاد فرمایا:تمہارے بلوانے پر آیا ہوں۔

امام صاحب نے فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں بہتر یہ ہے تم مجھے بے جا بلایا نہ کرو۔

جب چاہوں گا خود ہی آجاؤں گا آپ اٹھ کر اسی وقت باہر تشریف لے آئے اور منصور پر بیہوشی طاری ہوگئی اور رات گئے تک بیہوش رہا جب ہوش آیا تو اس شخص کو بلوایا جسے کہا تھا کہ تم امام صاحب کا سرقلم کر دینا اس نے پوچھا آپ

نے ہاتھ کیوں کھڑا نہ کیا یا سر پر نہ پھیرا تا کہ میں امام صاحب کو قتل کر دوں۔
اور یہ بھی بتائیں آپ کی پریشانی اور بے ہوشی کی وجہ کیا ہے تو منصور نے بتایا
کہ جب امام صاحب تشریف لائے تو میں نے ایک اژدھا دیکھا جس کے منہ
کا ایک سرا فرش پر تھا اور دوسرا محل کے چھت پر اور بزبان حال کہہ رہا تھا مجھے
اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اگر امام صاحب کو ذرہ بھر بھی تکلیف پہنچائی تو تمہیں اور
تمہارے محل کو تباہ کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر میری طبیعت قابو سے باہر ہو گئی، جیسا
کہ تم نے دیکھ لیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۳۰)

حسینی دعا کا ورد:

ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کے پاس
سے باہر تشریف لائے۔ ربیع نے عرض کی حضرت جس وقت آپ خلیفہ کے
پاس تشریف لے گئے خلیفہ غصے میں تھا۔ آپ نے کچھ پڑھا۔ جس سے خلیفہ کا
غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اے ربیع
میں اس وقت اپنے دادا جان امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتائی ہوئی دعا
پڑھ رہا تھا اور وہ دعا حسینی یہ ہے:

یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ وَیَا غَوْثِیْ عِنْدَ کُرُبَتِیْ اَحْرِسْنِیْ بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْفِنِیْ بِرُکْنِكَ الَّذِیْ لَا یَرَامُ۔

اے میرے سامان حرب میری سختی کے وقت اور اے میرے مددگار
میری تکلیف کے وقت میری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ سے جو سوتی نہیں اور

حفاظت کرمیری اپنی ثابت قدمی سے جو زیادتی نہیں کرتی ۔ ربیع کہتے ہیں یہ دعا میں نے یاد کر لی اور میں جب کسی مشکل میں پڑتا ہوں تو میری مشکل حل ہو جاتی ہے ۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۹)

داؤد قتل ہو گیا:

ایک دفعہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی غلام کو قتل کر دیا اور اس کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا ۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام داؤد کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تم نے میرے غلام کو قتل کر دیا ہے اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا ہے میں تمہارے حق میں بد دعا کروں گا ۔ داؤد کہنے لگا آپ مجھے بد دعا کی دھمکی سے ڈرا رہے ہیں ۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر چلے آئے اسی رات داؤد اپنے غلاموں کے ہاتھوں سے قتل ہو گیا ۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۲)

قید سے نجات دلوادی:

ایک شخص کا بیان ہے، کہ میرا ایک دوست تھا ۔ جسے منصور نے قید میں ڈال دیا تھا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات عرفات کے میدان میں ہوئی آپ نے مجھ سے میرے اس دوست کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی حضور وہ تو منصور کی قید میں ہے ۔ آپ نے اس کی قید سے نجات کے لئے دعا فرمائی اور تھوڑی دیر بعد ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! تمہارا دست قید سے نجات حاصل کر چکا ہے جب مین حج سے واپس آیا تو میں نے اپنے دوست سے پوچھا تم کب رہا ہوئے وہ کہنے لگا

عرفہ کے دن نماز عصر کے بعد میں نے اس کو بتایا کہ اس وقت امام صاحب نے میدان عرفات میں تمہاری رہائی کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۳۲)

گم شدہ چادر مل گئی:

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک چادر خریدی اور مضبوط ارادہ کر لیا کہ یہ چادر کسی دوست کو نہ دوں گا اور اپنے کفن کیلئے رکھ دوں گا، چنانچہ جب میں عرفات سے مزدلفہ آیا تو میری چادر گم ہوگئی۔ تو سخت پریشان ہوا اور جب صبح کے وقت مسجد خیف میں آیا اور وہاں بیٹھ گیا تو ایک شخص آیا کہنے لگا تجھے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا رہے ہیں۔

امام پاک کی سخاوت:

علامہ ابن جوزی نے الصفوۃ کتاب میں لیث بن سعود سے روایت نقل کی ہے' میں حج کے دنوں مکہ مکرمہ میں نماز عصر پڑھ رہا تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو کوہ ابوقیس کی چوٹی پر چڑھا وہاں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا دعا مانگ رہا تھا، یارب یارب کہتے ہوئے اس کا سانس ساکت ہو جاتا تھا۔ پھر کہا یا ربّاہ یا رباہ پھر اس کا سانس ساکت ہوگیا۔ پھر یا اللہ یا اللہ کہا تو سانس ساکت ہوگیا۔

یا حیّ یا حیّ کہنے لگا اور سانس ساکت ہوگیا پھر یا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ کہا اور سانس ساکت ہوگیا۔ پھر سات دفعہ کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَنتَھِیٗ مِنۡ ھٰذَا العَیۡبِ اَللّٰھُمَّ وَاِنۡ یُرَادِیٗ قَدۡ اَخۡلُقَا۔

اے اللہ میں اس عیب سے برأت چاہتا ہوں۔ اے میرے اللہ تو جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ اس وقت پیدا ہو جاتی ہے آپ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک گچھا انگور کا اور دونئی چادریں پڑی ہیں اور یہ موسم انگوروں کا نہ تھا۔ جب وہ انگور کھانے لگے تو میں نے درخواست کی مجھے بھی شریک کرلیں انھوں نے پوچھا تم کیوں شریک ہوتے ہو؟ میں نے کہا اسلئے کہ آپ نے دعا کی اور میں نے آمین کہی۔

اب وہ شخص کہنے لگا میرے قریب آؤ اور کھاتے جاؤ مگر کوئی دانہ بچا کر نہ رکھنا۔ اب میں نے انگور کھانے شروع کئے اور سیر ہو کر کھائے ایسی لذت والے انگور میں نے کبھی نہ کھائے تھے۔ اور جب میں کھا کر سیر ہو گیا تو دیکھا کہ اس گچھے سے ایک دانہ بھی کم نہ ہوا تھا۔ اور پھر وہ شخص کہنے لگا ان دونوں چادروں میں سے جو بھی پسند ہے اٹھا لو میں نے کہا ضرورت نہیں تو انھوں نے فرمایا تم ایک طرف ہو جاؤ جب میں ایک طرف چلا گیا۔ تو اس شخص نے نئی چادریں بطور احرام باندھ لیں اور پرانی ہاتھ میں پکڑ کر چل دیئے میں بھی اس شخص کے پیچھے پیچھے چل دیا جب کہ وہ صفا پر پہنچے تو ایک شخص نے عرض کی یا ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میرا تن ڈھانپئے گا تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اس شخص کو دے دیں۔ اب میں اس سائل کے پیچھے ہوا اور پوچھا کہ یہ چادریں دینے والا کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ امام جعفر صادق ہیں۔ اس کے بعد میں نے ملنے کی بہت کوشش کی۔ مگر آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

میں جلدی سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہہ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کیا تمہیں پسند

ہے کہ تمہاری چادر مل جائے جو موت کے بعد کفن کا کام دے میں نے عرض کی: جی ہاں امام صاحب نے غلام کو آواز دی تو وہ غلام چادر لے کر حاضر ہوا تو آپ نے چادر مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔
(شواہد النبوۃ ص ۳۳۲)

گائے زندہ کردی:

ایک شخص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ مکرمہ میں امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک عورت کو دیکھا۔ جو گریہ زاری کر رہی تھی، اور اس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی تھی وہ بار بار یہ کہتی تھی۔ کہ ہمارا گزر اوقات اب کیسے ہوگا اس کے ہمراہ اس کے بچے بھی رو رہے تھے۔

امام صاحب نے ارشاد فرمایا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مردہ گائے کو زندہ کر دے وہ عورت کہنے لگی آپ مذاق کیوں کرتے ہو میں تو پہلے ہی مصیبت زدہ ہوں

آپ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا پھر امام صاحب نے گائے کے لئے دعا کی اور اس کا سر پکڑ کر ہلایا اور پھر گائے کو ہلایا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور آپ لوگوں کے درمیان سے گزر گئے اور وہ عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۳۲)

آپ کو جادوگر کہنے والا کتا بن گیا:

ایک شخص سے روایت ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ ہم کھجور کے سوکھے ہوئے درختوں کے پاس ٹھہرے جب چاشت کا وقت ہوا تو آپ نے فرمایا اے کھجور ہمارے لئے کانے کا بندوبست کر کھجور اس وقت سرسبز و شاداب ہوگئی اور اس کے ساتھ خوشے لگ گئے اور امام صاحب کی طرف جھک گئے حضرت امام صاحب نے مجھے آواز دی اور فرمایا آؤ بسم اللہ کرو اور کھانا کھاؤ۔ اب میں نے کھجوریں کھانی شروع کیں جو کھجوریں نہایت میٹھی وشیریں تھیں ایسی کھجوریں میں نے کبھی نہیں کھائی تھیں۔ ایک شخص وہاں کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ کہنے لگا خوب جادو ہے ایسا جادو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام صاحب نے ارشاد فرمایا ہم انبیاء علیہ السّلام کے وارث ہیں ساحر وکاہن نہیں ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اگر تم چاہو تو میں ابھی دعا کروں تو تم کتے کی شکل میں نظر آنے لگو وہ شخص اپنی جہالت کی بناء پر کہنے لگا اچھا دعا کردو۔ آپ نے دعا کی تو وہ شخص کتا بن کر اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ امام صاحب نے مجھے حکم دیا کہ اسکا پیچھا کرو۔ میں اس کے پیچھے گیا تو یہ کتا اپنے گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کے سامنے دم ہلانے لگا۔ گھر والوں نے اسے سوٹی مار کر بھگا دیا۔

یہ تمام حال میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کر دیا اتنے میں وہ کتا بھی آگیا اور آپ کے سامنے زمین پر لیٹنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے یہ حالت دیکھ کر آپ نے پھر دعا کی تو وہ انسان بن گیا اور آپ نے فرمایا اے جاہل تجھے میری بات پر یقین آیا یا کہ نہیں وہ کہنے لگا ایک بار تو درکنار ہزار بار یقین آگیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۴۴)

پرندوں کو زندہ کر دیا:

ایک شخص سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معجزے کا ذکر کیا گیا ہے:

خُذْ اَرْبَعَةً مِنَّ الطَیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ

چار پرندے پکڑ و اور پھر انہیں اپنے طرف بلاؤ۔ یہ پرندے ایک جنس کے نہ تھے۔ بلکہ مختلف جنس سے تھے۔ یہ واقعہ بیان فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں ویسا ہی کر کے دکھاؤں ہم نے عرض کیا۔ جی ہاں دکھائیں آپ نے فرمایا اے مور ادھر آ جاؤ مور فوراً حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا اے کوے ادھر آ جاؤ۔ کوا فوراً حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا اے باز ادھر آؤ۔ باز اس وقت حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا کبوتر ادھر آؤ کبوتر فوراً حاضر ہو گیا۔

جب چاروں پرندے آ گئے تو آپ نے فرمایا انہیں ذبح کر کے ٹکڑے کر دو۔ پھر گوشت ایک دوسرے کے ساتھ ملا دو۔ لیکن ان کے سروں کی حفاظت کرنا۔

پھر آپ نے مور کا سر پکڑ کر فرمایا۔ اے مور! ہم نے دیکھا مور کی ہڈیاں مور کے پر مور کا گوشت اس کے سر سے مل گئے اور وہ صحیح و سالم مور بن گیا اس طرح دوسرے پرندوں کو پکارا تو وہ بھی زندہ ہو گئے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۳۵)

بہشت میں سرائے خرید دی:

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں دس ہزار دینار پیش کر کے کہنے لگا۔ حضور میں حج کیلئے جا رہا ہوں۔ اس رقم سے میرے لئے مکان خرید دیں تاکہ واپسی پر اس میں سکونت پذیر ہوسکوں واپسی پر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا میں نے آپ کیلئے بہشت میں سرائے خرید لی ہے۔ جس مکان کی ایک دیوار حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے دوسری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیسری حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور چوتھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے۔ میں نے اس کی دستاویز بھی تیار کر لی ہے۔ جو میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ ایک کاغذ لائے اور اسکے حوالے کر دیا اور اب اس شخص کی اجازت سے وہ تمام رقم آپ نے غریبوں میں تقسیم کر دی اس شخص نے وہ کاغذ محفوظ رکھا اور مرنے سے قبل وصیت کی کہ یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ اس کے مرنے کے بعد حسب وصیت کاغذ رکھ دیا گیا۔ اور دفن کرنے کے دوسرے روز لوگوں نے وہ کاغذ اس کی قبر پر پڑا ہوا پایا۔ جس کی پشت پر لکھا تھا جعفر بن محمد کی تحریر کو منظور کر لیا گیا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۳۵)

وصال شریف:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف مدینہ طیبہ میں بروز منگل ۱۵ رجب المرجب یا ۱۸ رجب بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ آپ کو آباؤ اجداد کے قدموں میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

امامِ باصفا صادق شہِ دین
دینک تولیدش عیاں است
۸۰ھ ۱ھ
کو بود اندر طلب مطلوب کامل
بہتر حیلش بگو محبوب کامل
۱۴۸ھ

☆☆☆☆☆

فصل ششم

حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں آپ کا لقب کاظم تھا۔ اور کنیت ابو الحسن ابو ابراہیم ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اُمِ ولد حمیدہ بربریہ تھا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم کی ولادت باسعادت مقام ابواہ پر ہوئی جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ اور اسی جدّہ حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے۔ امام موسیٰ کاظم کی ولادت بروز اتوار ۹ صفر المظفر ۱۲۸ھ کو ہوئی آپ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جیل سے رہائی:

عباسی خلیفہ مہدی بن منصور نے آپ کو پہلی بار مدینہ طیبہ سے بغداد بلایا اور آپ کو قید کو کر دیا۔ ایک رات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: اے مہدی:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ۔

ربیع کہتے ہیں خلیفہ مہدی نے مجھے آدھی رات کے وقت طلب کیا جب میں مہدی کے پاس پہنچا تو انتہائی خوش الحانی کے ساتھ ان آیات بالا کی تلاوت کر رہا تھا۔ اب وہ میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ربیع! ابھی جاؤ اور موسیٰ بن جعفر کو میرے پاس لے آؤ۔ حسب حکم جب میں آپ کو لے کر آیا تو مہدی نے آپ کو گلے لگایا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر اپنا خواب بیان کرنے لگا۔ پھر کہنے لگا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے اور میرے بچوں کے خلاف علم بلند نہ کریں اور مجھے بے فکر کر دیں حضرت امام کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: واللہ نہ تو میرا اس قسم کا ارادہ ہے اور نہ ہی میں ایسی بات پسند کرتا ہوں۔ خلیفہ مہدی کہنے لگا آپ بالکل درست فرما رہے ہیں اور خلیفہ ربیع سے کہنے لگا انھیں دس ہزار دینار دے دیں۔ اور سامان سفر تیار مدینہ شریف بھیج دو ربیع کہتا ہے میں نے اسی وقت دس ہزار دینار دیئے اور آپ کا سفر کا سامان تیار کر کے آپ کو راتوں رات روانہ کر دیا اور میں ہمراہ گیا تا کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اور آپ بعافیت مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۳۶)

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات:

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میں حج کے سفر کے دوران قادسیہ میں جا پہنچا وہاں ایک حسین و جمیل نوجوان کو دیکھا۔ جو پشمینہ کے لباس میں ملبوس تھا لوگوں سے گزرتا ہوا ایک جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت شفیق فرماتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص صوفیاء کے گروہ سے ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ مسلمان میری مدد کریں۔ اب میں چل کر اس کے قریب گیا۔ تو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

يَا شَفِيْقُ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

(اے شفیق گمان کے بہت سے گناہوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ میں حیران ہوا کہ اس نے میرا نام لیکر میرے دل کی بات کہہ دی میں نے سوچا یقیناً یہ کوئی نیک آدمی ہے اس سے معافی مانگ لینی چاہیے میں بہت تیز بھاگا مگر نہ ملا۔ اور جب میں دوسری منزل پر پہنچا تو وہ شخص نماز میں مشغول تھا اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں معذرت کا ارادہ کر کے اس شخص کی طرف چل پڑا وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا اے شفیق اس آیت کریمہ کی تلاوت کرو:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

(سورۃ طٰہٰ آیت ۲۸)

اور میں ہر اس شخص کو بخشنے والا ہوں جو ایمان لایا اور توبہ کی اور صالح عمل کیئے پھر ہدایت پائی۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا ہم بھی سفر کرتے ایک جگہ جا پہنچے میں نے اس کو دیکھا کنویں کے پاس کھڑا ہے پانی نکالنا چاہا کہ ڈول رسی سے ٹوٹ کر کنویں میں جا گرا۔ یہ جوان منہ آسمان کی طرف کر کے کہنے لگا۔ تو میرا رب ہے جب میں ظلم کروں بیشک تو مجھے کھانا دیتا ہے۔ جب میں کھانے کا ارادہ کرتا ہوں اے میرے اللہ اے میرے سردار تیرے علاوہ کسی اور کی طرف میرے قدم نہ اٹھیں جب اس شخص نے یہ کہا پانی کنوئیں کے منہ پر آ گیا اب اس جوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر تیرتے ہوئے ڈھول کو پانی سے اٹھا لیا اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی۔ پھر ڈھول میں ریت ڈال کر خوب ہلایا اور پی گیا۔ میں یہ دیکھ کر قریب گیا سلام کیا اس نوجوان

نے سلام کا جواب دیا میں نے اس نوجوان سے کہا اے نوجوان مجھے
کھانا کھلاؤ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دے رکھا ہے وہ
نوجوان کہنے لگا۔ اے شفیق بلخی اللہ تعالیٰ کے ظاہر و باطن کی نعمتیں مجھے ملتی رہتی
ہیں اس لئے تو اس کے بارے میں نیک گمان رکھ پھر اس شخص نے وہی
ڈول مجھے دیکر کہا اس میں ستو اور شکر ہے۔ پیئو میں نے پی لیا۔ بخدا اس سے
زیادہ لذیذ کبھی نہیں پیا تھا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اور چند دن مجھے
کھانے پینے کی حاجت نہ رہی۔ پھر وہ چل دیا اور نظر نہ آیا۔ جب ہم مکہ
مکرمہ پہنچے تو اسے تہجد کی نماز میں دیکھا وہ انتہائی خشوع سے نماز پڑھ رہا
تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے ساری رات اسی حال میں گزر گئی اور نماز
فجر کے بعد طواف میں مشغول ہو گیا۔ اور طواف سے فارغ ہو کر باہر چلا
گیا۔ میں بھی اس نوجوان کے پیچھے پیچھے چل پڑا اب وہ ایک مکان پر پہنچے
جہاں بہت سے خدام اور لوگ موجود تھے اور ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
والہ وسلّم کہہ کر پکار رہے تھے، میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا یہ
حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام ہیں۔ میں نے کہا ان سے ایسے عجائب و
غرائب کا ظہور ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۳۷)

حضرت امام موسیٰ کی حکمت عملی:

ہارون رشید نے علی بن یقطین کو نہایت خوبصورت کپڑے دیئے۔
جن میں ایک گدڑی بھی شامل تھی اور یہ سب کچھ دینے کا سبب یہ تھا کہ
چونکہ علی بن یقطین امام کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔
یہ قیمتی لباس اور بہت سا سامان حضرت امام موسیٰ حضرت کاظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی خدمت میں بھیج دیں۔آپ نے تمام چیزیں قبول فرمالیں مگر گدڑی واپس کر دی۔اور فرمایا اسے سنبھال کر رکھنا یہ مشکل وقت میں تمہارے کام آئے گی۔علی بن یقطین کا ایک غلام ایک دن بھاگ کر ہارون کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میرے آقا نے موسیٰ کاظم علیہ السّلام کو اپنا امام بنالیا ہے اور حضرت کاظم کو مالی امداد کرتا ہے ہارون کو یہ بھی بتایا کہ تمہارا بھیجا ہوا تحفہ بھی قبول نہیں کیا۔

ہارون رشید نے فوراً علی بن یقطین کو بلوایا جب حاضر ہوئے تو پوچھا وہ گدڑی جو میں نے دی تھی۔کہاں ہے علی بن یقطین نے کہا وہ میرے پاس ہی ہے ہارون رشید کہنے لگا فورا حاضر کرو۔علی بن یقطین نے اپنے خادم کو بلا کر کہا۔فلاں گھر چلے جاؤ وہاں فلاں کنیز کے پاس چابی ہے وہ چابی لیکر فلاں صندوق کھولنا۔اس میں ایک مہر شدہ برتن ملے گا اُسے لے آنا غلام نے تھوڑی دیر بعد وہ برتن حاضر کر دیا۔خلیفہ نے مہر توڑنے کو کہا جب مہر توڑ کر برتن کھولا گیا تو وہی گدڑی نکلی جو عطر لگا کر رکھی ہوئی تھی، خلیفہ ہارون رشید کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور کہنے لگا اسے وہیں پہنچادو اور بخوشی زندگی بسر کرو اب میں کبھی تمہارے خلاف بات نہ سنوں گا۔(شواہد النبوۃ)

مستقبل کی خبریں:

ایک شخص سے روایت ہے کہ خلیفہ مہدی نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغداد بلوایا۔تو آپ نے مجھے بازار سے ضروریات زندگی خرید لانے کا حکم دیا۔اور پھر میری طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا تم پریشان کیوں ہو میں نے عرض کیا حضور میں پریشان کیسے نہ ہوں آپ ایک ظالم کے پاس جا رہے ہیں نہ معلوم وہ آپ سے کیا سلوک کرے آپ نے فرمایا

گھبرانے کی ضرورت نہیں میں فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو آجاؤں گا۔تم میرا انتظار کرنا آپکے جانے کے بعد اس تاریخ کا منتظر رہا۔اور جب وہ تاریخ آئی۔ میں انتظار میں لگ گیا لیکن غروب آفتاب تک آپ تشریف نہ لائے تو شیطان نے وسوسے ڈالے اور سخت پریشان ہوا اور دیکھا کہ بغداد کی جانب سے ایک اندھیری آرہی ہے اور اس کے آگے آگے خچر پر سوار حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں اور مجھے آواز دے رہے ہیں میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ حاضر ہوں۔آپ نے فرمایا: قریب تھا تم وہم میں پڑ جاتے۔ میں نے عرض کی میرے آقا آپ نے بجا فرمایا ہے۔ الحمدللہ کہ اس ظالم نے ظلم سے نجات دے دی۔آپ فرمانے لگے۔ایک بار اور وہ مجھے بلائے گا۔ پھر نجات نہ دے گا۔(شواہد النبوۃ)

مکان گرنے کی خبر:

ایک شخص کا بیان ہے کہ مدینہ طیبہ میں میں نے مکان کرائے پر لے رکھا تھا اور کثرت سے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ میں آپ کی بارگاہ میں پہنچا سلام کیا آپ نے جواب دیا میں بیٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا جلدی چلے جاؤ۔تمہارے مکان کی چھت گر گئی ہے۔اور تمہارا سامان نیچے دب گیا ہے۔ میں نے آکر دیکھا کہ مکان کی چھت گر چکی تھی۔اور سامان نکال لیا مگر ایک طشتری گم ہوگئی۔ میں امام صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مراقبہ کر کے ارشاد فرمایا میرا خیال ہے تم بھول گئے ہو فلاں شخص کی کنیز سے معلوم کرو۔ کہ میں طشتری فلاں جگہ بھول گیا تھا جسے تم اٹھا کر لے آئی ہو۔ وہ مجھے واپس کر دو وہ تمہیں دے دے گی چنانچہ میں نے حسب حکم ایسا ہی کیا تو اس نے میری طشتری

واپس لوٹا دی۔(شواہد النبوۃ ص ۳۴۰)

دریا سے کنگن کی دستیابی:

ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ جا رہے تھے تو مدائن کے قریب میں آپ کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوا ہمارے پیچھے ایک کشتی تھی جس سے اچانک شور برپا ہوا۔امام صاحب نے پوچھا یہ شور کیسا ہے۔عرض کی حضور اس کشتی میں ایک نو بیاہتا دلہن ہے جس نے دریا کا پانی لینا چاہا تو اس کا طلائی کنگن دریا میں گر گیا ہے۔وہ کنگن کے غم میں آہ وزاری کر رہی ہے۔آپ نے فرمایا اس کشتی کے ملاح سے کہہ دو کشتی کی حفاظت کرے اور جب کشتی کنارے لگی تو آپ نے کچھ پڑھنا شروع کیا تو کنگن پانی میں تیرنے لگا آپ نے ملاح کو حکم دیا کہ چھلانگ لگا کر کنگن پکڑ لے۔ملاح نے چھلانگ لگا کر کنگن پکڑ لیا۔(شواہد النبوۃ ص)

دستِ اقدس کی برکت:

ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست نے سو دینار مجھے دیئے اور کہا کہ یہ دینار حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا، غسل کیا اور دیناروں کو جو گنا تو ننانوے دینار نکلے دوبارہ گننے پر ۹۹ ہی نکلے ایک دینار میں نے اپنے پاس سے شامل کیا اور شام کے وقت آپ کی خدمت میں پیش کیے تو آپ نے فرمایا زمین پر رکھ دو میں نے وہ تھیلی زمین پر رکھ دی تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک تھیلی پر پھیرا تو میرا دینار علیحدہ ہو گیا اور آپ فرمانے لگے۔میں وزن پر اعتماد کرتا ہوں۔عدد پر نہیں۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۴۲)

زادراہ میں برکت:

ایک شخص سے روایت ہے حضرت علی بن یقطین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص کے ہمراہ کوفہ چلے جاؤ۔ اور وہاں سے دو سواریاں خرید کر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دو۔ اور ایک خط بھی ساتھ دیا کہ یہ بھی امام صاحب کو دے دینا جب ہم سواریاں خرید کر سوئے مدینہ طیبہ چلے اور مدینہ شریف کے قرب و جوار میں پہنچے تو دیکھا کہ سامنے سے خچر پر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ ہم آپ کی تعظیم کے لئے ٹھہر گئے۔ سواریاں پیش کیں خط بھی دیا آپ نے کچھ خطوط جیب سے نکالے اور فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا حضور والا! ہمارے پاس زادراہ بہت کم رہ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو خرچہ آپ کے پاس ہے لاؤ ہم نے زادراہ پیش کیا۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا جاؤ یہ راستے کا خرچہ تمہیں کوفہ تک کافی ہے۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق واپس ہوئے تو کوفہ میں پہنچ کر بھی ہمیں زادراہ بچ گیا یہ آپ کے دست مبارک کی برکت تھی۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۴۲)

وصال شریف:

خلیفہ نے دوبارہ آپ کو مدینہ طیبہ سے بغداد بلوایا اور قید کر دیا اور آپ کو ہارون رشید کے جیل خانہ میں یحیٰ بن خالد برمکی نے کھجوروں میں زہر ملا کر کھلا دیا۔ جب آپ کو زہر دیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا آج مجھے زہر دیا گیا ہے۔ اس لئے کل میرا جسم زرد ہو جائے گا۔ پھر آدھا سرخ ہو

جائے گا۔ پھر وصال کر جاؤ گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بروز جمعۃ المبارک ۲۵ رجب المرجب ۱۸۶ھ ہارون رشید کی جیل میں وصال فرمایا۔ اور بغداد میں آپ کو دفنایا گیا۔

سال ترحیل آن حبیب اللہ
رقم کن سید ولی اللہ ۱۸۶ھ

باز سال وصال آن مسعود!!
موسیٰ اہلِ دل خرد فرفود ۱۸۶ھ

☆☆☆☆☆

فصل ہفتم

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا نام علی اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور رضا ہے۔ والدہ نے آپ کا نام مامون الرضا رکھا اور انہیں عہدہ ولایت کی بھی وصیت فرمائی تھی۔ آپ نے کہا آسمانوں میں یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہیں۔ اور زمینوں میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا ہیں۔ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میرے بیٹے کو رضا کہہ کر پکارا کرو۔ آپ کی پیدائش مدینہ منورہ میں بروز بدھ ۱۱ ربیع الاول ۱۵۳ھ کو ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام ولد ہے۔ اردی، نجمہ۔ شانہ، ام البنین کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک دن حضرت حمیدہ نے حضور سید العالمین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو ارشاد فرمایا اے حمیدہ نجمہ کا عقد اپنے فرزند موسیٰ سے کردو کیونکہ ان سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ جو زمین والوں سے بہتر ہوگا۔

شکم مادر میں تسبیح:

حضرت رضا کی والدہ فرماتی ہیں جب حضرت رضا میرے پیٹ میں تھے مجھے کوئی بوجھ محسوس نہ ہوتا تھا اور سوتے ہوئے پیٹ سے تسبیح سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ بعض اوقات میں ڈر جایا کرتی تھی۔ اور

جب بیدار ہو جاتی تو کوئی آواز سنائی نہ دیتی۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۴۴)

امام پاک کی تعظیم:

آپ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ خلیفہ ماموں رشید نے حضرت رضا کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ آپ جب بھی مامون کے ہاں جاتے تو خدام وارکان آپ کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جائے اور وہ پردہ جو خلیفہ کے تخت کے متصل ہوتا اس اٹھا دیا جاتا کچھ عرصہ کے بعد درباریوں نے حسد وبغض کے اور نفرتوں کے طوفان بپا کر دیئے اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہا آج کے بعد آپ کا استقبال نہ کیا جائے گا لیکن اتفاقاً دوسرے دن جب امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو تمام درباری استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور پردہ بھی ہٹا دیا گیا۔

امام صاحب کے اندر جانے کے بعد انھیں احساس ہوا تو ایک دوسرے کو لعن طعن کرنے لگے اب سب درباریوں نے مل کر مشورہ کیا کہ آئندہ آپ کی تعظیم نہیں کریں گے اور نہ پردہ اٹھائیں گے، اب دوبارہ جب امام صاحب تشریف لائے تو سب استقبال کو کھڑے ہو گئے مگر پردہ نہ ہٹایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز ہوا چلائی جس سے پردہ ہوا سے اٹھ گیا آپ کی کی یہ کرامت دیکھ کر درباری سخت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے امام صاحب اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ہماری مخالفت سے امام صاحب کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور مجبوراً درباری رسومات کے مطابق عمل کرنے لگے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۴۴)

آپ کے کرتے اور تولیے کی برکات:

حضرت دعبل بن علی الخزاعی جو کہ بہت بڑے فصیح شاعر تھے وہ کہتے ہیں جب میں نے:

مَدَارِسُ آیَاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَتِهِ

لکھا اور حضرت امام رضا علی السّلام کو پیش کیا تو اس وقت خراسان میں مامون رشید کا ولی عہد بھی موجود تھا میں نے اسے بھی سنایا تو اس نے بہت پسند کیا اور کہنے لگا کسی کو میرے کہنے کے بغیر نہ سنانا یہ خبر ماموں کو پہنچی تو حال پوچھنے کے بعد قصیدہ مدارس آیات سنانے کو کہا میں نے ٹال مٹول کیا پھر ماموں نے حضرت علی رضا علیہ السّلام کو بلایا آپ تشریف لائے تو کہنے لگا اے ابوالحسن میں نے دعبل کو قصیدہ سنانے کو کہا مگر اس نے نہ سنایا حضرت رضا نے فرمایا قصیدہ سناؤ تو اس نے قصیدہ سنایا تو ماموں نے نے پچاس ہزار دینار دعبل کو دیئے اور اتنے ہی دینار حضرت رضا علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجے دعبل نے حضرت رضا سے عرض کیا حضرت میری خواہش ہے کہ اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا بطور تبرک عنایت فرمائیں آپ نے دعبل کو ایک تولیہ اور کرتہ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا دعبل انہیں سنبھال کر رکھنا اللہ تعالیٰ تمہیں بہت سے مصائب سے محفوظ فرمائے گا۔ اس کے بعد دعبل عراق کے سفر پر روانہ ہوا تو راستے میں ڈاکوؤں نے اسے لوٹ لیا یہاں تک کہ دعبل کہتا ہے ایک پرانے کرتے کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ بچا اور مجھے حضرت رضا علیہ السّلام کے عطا کردہ تبرکات کے لٹ جانے کا سخت صدمہ ہوا۔ میں اسی پریشانی کے عالم میں تھا کہ ایک ڈاکو میرا ہی لباس پہنے گھوڑے پر سوار سامنے آکھڑا ہوا اور:

مَدَارِس آیات قَدْ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَۃِ

والا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اور رونے لگا، میں حیران ہوا کہ کیا چور بھی اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں اتنے میں اس کے ساتھی بھی آ پہنچے تو دل میں یہ خواہش ہوئی کہ کاش حضرت رضا علیہ السلام کی عطا کردہ چیزیں مل جائیں۔ اب دعبل کہتا ہے میں نے چوروں کے سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا اے سردار یہ قصیدہ کس کا ہے سردار نے کہا تجھے اس سے کیا واسطہ دعبل کہتا ہے میں نے کہا مجھے اس کے بارے میں کچھ علم ہے سردار نے کہا اس قصیدے کا مصنف بہت مشہور ہے دعبل نے پوچھا وہ کون ہے سردار نے بتایا وہ دعبل آلِ رسول کا شاعر ہے۔ دعبل نے کہا اے سردار دعبل میرا ہی نام ہے اور یہ قصیدہ میرا ہی ہے۔ سردار نے دعبل سے بہت سی باتیں دریافت کیں پھر قافلے والوں سے پوچھا تو سب نے کہا دعبل یہی ہے۔ اب ڈاکوؤں نے قافلے والوں کا لوٹا ہوا تمام مال واپس کر دیا ور ہمراہ لے کر خطرے والی تمام جگہوں سے گزارا اور تمام قافلے والے اس کُرتے اور تولیے کی برکت سے محفوظ جگہ پر پہنچ گئے۔

سائل کے سوالات کے جوابات:

کوفہ کا رہنے والا ایک شخص بیان کرتا ہے میں کوفے سے باہر نکلا تو میری بیٹی نے ایک قیمتی لباس دیا اور کہا کہ اسے بیچ کر میرے لئے فیروزہ لے آنا۔ جب میں مقام مرو میں پہنچا تو خدّام نے آ کر کہا ہمارا ایک ساتھی فوت ہو چکا ہے اس کے کفن کے لئے یہ کپڑا ہمیں فروخت کر دیں میں نے کہا ایسا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں وہ لوگ واپس چلے گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آ کر کہنے لگے ہمارے آقا نے تمہیں سلام کہا ہے کہ تمہارے پاس ایک

کپڑا ہے جو تمہاری لڑکی نے فروخت کرنے دیا تھا۔ وہ ہمیں دے دو ہم اس کی قیمت لے کر آئے ہیں۔ میں نے کپڑا فروخت کر دیا ان کے آقا کا پتہ لے لیا اور دل میں سوچا ان کے آقا سے چند سوال کروں گا۔ دیکھو کیا جواب دیتے ہیں اگلی صبح میں آپ کے مکان پر حاضر ہوا وہاں لوگ بکثرت تھے کسی کی کیا مجال کہ آسانی سے ملاقات کر سکے، میں حیران کھڑا تھا کہ آپ کا ایک خادم آیا اور میرا نام پکار کر ایک تحریر شدہ کاغذ مجھے دے کر چلا گیا جب میں نے کاغذ کھول کر پڑھا تو میرے تمام سوالات کے جوابات موجود تھے۔
(شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

سترہ کھجوریں:

بناح کے رہنے والے لوگوں میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم بناح میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور مسجد میں تشریف فرما ہیں میں نے بارگاہ نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میں سلام عرض کیا۔ آپ کے سامنے ایک بڑی رکابی تھی جس میں کھجوریں تھیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلمنے ان میں سے ایک مٹھی بھر کھجوریں مجھے دیں جو میں نے گنیں تو سترہ کھجوریں تھی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ ابھی میری عمر سترہ سال باقی ہے۔ اس واقعہ کے بیس یوم بعد میں نے سنا کہ امام علی رضا علیہ السّلام تشریف لائے ہیں۔

میں مسجد میں حاضر ہوا تو آپ کو اسی جگہ بیٹھا دیکھا جہاں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو خواب میں دیکھا تھا اور حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک بہت بڑا تسلا (تھال) رکھا ہوا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو آپ نے جواب دیا اور مجھے قریب بلا کر ایک مٹھی بھر کھجوریں عطا

فرمائیں جب میں نے گنتی کی تو پوری ستر ہ کھجوریں تھیں۔ میں نے عرض کی اے ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے اس سے زیادہ کھجوروں کی طلب تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلمنے آپ کو زیادہ دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ دیتا۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۴۹)

خواہش پوری کردی:

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام فرماتے ہیں کہ ایک دن ریان بن صلت نے مجھ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ تم میرے لئے امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کرو میں اس خواہش سے حاضری دوں گا، کہ آپ اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مجھے عنائت فرمائیں اور چند درہم بھی۔ غلام کہتا ہے جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ابھی میں خاموش تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ربان بن صلت کی خواہش ہے کہ میں اُسے کپڑے اور کچھ درھم دوں اور وہ اسلیئے حاضر ہوا ہے اسے اندر لے آؤ اور دو کپڑے اور بیس درہم دے دو، میں ریان بن الصّلت کو لے آیا اور حسب حکم دو کپڑے اور بیس درہم دید یئے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۴۸)

نسخہ شفاء کی اطلاع:

ایک ڈاکو نے کسی تاجر کو کرمان کے راستے میں سردی کے موسم میں پکڑ لیا اور اس کا منہ برف کی طرف کر کے لٹکا دیا۔ یہاں تک کہ اسکی زبان گنگی ہوگئی اور وہ بات کرنے کے قابل نہ رہا جب وہ خراسان پہنچا تو معلوم

ہوا کہ حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور شریف لے گئے ہیں۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگا کہ مجھے نیشاپور جانا چاہیے آپ اہل بیت سے ہیں شاید ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے کوئی فائدہ ہو جائے اسی رات اُس تاجر نے جو خواب میں امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور دیکھا کہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہے اور شفا کا طلب گار ہے۔ ہوں اور شفاء کا طلبگار ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے تاجر کمونی۔ پودینہ صحرائی اور نمک لے کر پانی میں بھگو دو اور دو تین دفعہ منہ میں رکھو انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گے جب خواب سے بیدار ہوا تو اس خواب پر اعتماد نہ آیا۔ جب میں نیشاپور پہنچا اور تمام قصہ عرض کیا مگر خواب کا ذکر نہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمہاری دوا وہی ہے جو اب میں بتا دی تھی، عرض کی اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ سنوں، آپ نے فرمایا تھوڑی سی کمونی پودینہ صحرائی اور نمک لیکر پانی میں بھگو دو اور دو تین دفعہ منہ میں رکھو انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گے اس تاجر نے حسب حکم عمل کیا تو صحت یاب ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۴۹)

عربی زبان سکھادی:

ایک شخص ابو اسمٰعیل سندی امام رضا علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سندی میں سلام کیا کیونکہ عربی کا ایک حرف بھی نہیں جانتا تھا۔ آپ نے اس زبان میں جواب دیا۔ پھر سندی میں سوال کیے۔ آپ نے سندی میں جوابات دیئے ابو اسمٰعیل جب رخصت ہونے لگا تو امام صاحب کی بارگاہ میں عرض کی حضور مجھے عربی نہیں آتی دعا فرمائیں کہ عربی آجائے امام

صاحب نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ پھیرا تو اسی وقت سے وہ عربی میں گفتگو کرنے لگا۔

چڑیا کی فریادرسی:

ایک دن حضرت امام رضا علیہ السّلام باغ میں تشریف فرما تھے اور احباب سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ اچانک ایک چڑیا زمین پر گر پڑی اور پریشانی سے لوٹ پوٹ ہو کر فریاد کرنے لگی۔ امام صاحب نے حاضرین کو بتایا کہ یہ چڑیا کہہ رہی ہے کہ اس کے گھر میں ایک سانپ ہے اور اسکے بچوں کو کھانا چاہتا ہے آپ نے فرمایا اٹھو اس کے گھر میں سانپ کو تلاش کر کے مار دو۔ ایک خادم اٹھا اور اس کے گھر میں گیا ایک سانپ ٹہلتا نظر آیا اسے فوراً مار دیا اور چڑیا کے بچے بچ گئے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۵۰)

وصال کے بارے میں خبریں:

حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص خادم ابو الصلت کا بیان ہے کہ ایک دن امام علی رضا علیہ السّلام کھڑے تھے، آپ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ ہارون رشید کی قبر کے چاروں طرف سے مٹی اٹھا لاؤ میں گیا اور مٹی لے آیا آپ نے سونگھ کر پھینک دی۔

اور فرمایا مجھے یہاں ہرگز دفن نہ کرنا یہاں ایک پتھر ظاہر ہوگا جو کسی طرح نہ ٹوٹ سکے گا۔ پھر آپ نے فرمایا فلاں جگہ سے مٹی اٹھا لاؤ میں گیا اور مٹی اٹھا لایا آپ نے سونگھ کر پھینک دی اور فرمایا میری قبر اس جگہ بنانا اور میرے دفن کرتے وقت وہاں حاضر رہنا اور لوگوں کو کہنا کہ سات ہاتھ نیچے تک گڑھا کھود دیں اور قبر شق کر کے لحد بنا لینا۔

دفن کرنے سے پہلے میرے سر کی جگہ سے پانی نکلے گا اور پانی جوش
مارے گا تو ساری لحد پانی سے بھر جائے گی۔ اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں
نظر آئیں گی یہ روٹی جو میں تمہیں دیتا ہوں۔ اس کے ٹکڑے کر کے ڈال دینا
تا کہ مچھلیاں اسے کھالیں جب کچھ نہ بچے گا تو ایک بڑی مچھلی نکلے گی جو سب
چھوٹی مچھلیوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ جب سب مچھلیاں ہڑپ ہو جائیں گی تو
بڑی مچھلی غائب ہو جائے گی۔ جب کوئی مچھلی نہ رہے تو تم اپنا ہاتھ پانی میں
رکھ دینا یہاں تک کہ پانی ختم ہو جائے گا اور یہ سب کچھ مامون رشید کے
سامنے کرنا۔ پھر فرمایا کل میں مامون رشید کے سامنے جاؤں گا اور جب میں
وہاں سے باہر آؤں گا میرے سر پر کوئی چیز نہ ہوگی۔
تو پھر میرے ساتھ کوئی بات نہ کرنا اور اگر میرے سر پر کوئی چیز ہوئی
تو مجھ سے بات کرنا جب رات گزر گئی۔ صبح آپ نے نئے کپڑے زیب تن
فرمائے تو مامون کا غلام آپ کو بلانے آ گیا۔ اور بلا کر مامون کے پاس لے
گیا اس وقت آپ کے سامنے انگوروں کی طبق پڑے ہوئے تھے۔ مامون
کہنے لگا آپ نے ان انگوروں سے اچھے کبھی نہ دیکھے ہوں گے آپ نے فرمایا
اس سے بھی اچھے انگور جنت میں ہیں مامون نے انگور کھانے کو کہا آپ نے
فرمایا مجھے معذور سمجھیں۔ مامون بہت تعریف کرنے لگا۔ اور ایک خوشہ اٹھا
کر کھانے لگا اور کہنے لگا کیا آپ میرا دل توڑ سکتے ہیں۔ اور ایک خوشہ اٹھا
کر حضرت کو دیا آپ نے صرف تین دانے لئے اور باقی چھوڑ دیا۔ اٹھ کر
چل پڑے مامون نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جہاں
آپ نے بھیجا ہے۔ آپ نے کوئی چیز سر پر لی اور گھر کو روانہ ہو گئے کھجور کے
ان خوشوں میں زہر ملائی ہوئی تھی اور جو مامون نے اٹھا کر کھایا اس میں زہر
نہ تھی۔ آپ نے گھر پہنچ کر فرمایا دروازہ بند کر دو چنانچہ آپ بستر پر لیٹ گئے

اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ ابو الصّلت کہتے ہیں میں پریشان صحن میں چکر لگاتا رہا اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اندر سے نکلا جو شکل و شباہت میں حضرت سے ملتا تھا۔ میں دوڑ کر قریب گیا اور پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے بلوایا گیا ہے اور میں مدینہ طیبہ سے آیا ہوں۔ میرا نام محمد تقی بن علی بن موسیٰ علیہ السّلام ہے۔ میں اپنے والد محترم کے ہاں آیا ہوں۔ پھر اس جوان نے مجھ سے فرمایا تم بھی آجاؤ جب حضرت رضا علیہ السّلام نے ان کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے بستر پر بٹھایا اور آپ لیٹ گئے اب وہ نوجوان اپنا چہرہ اپنے والد کی طرف کر کے بیٹھ گیا۔ اور راز کی باتیں کیں جو میں نہ سمجھ سکا پھر مجھے آپ کے ہونٹوں پر برف کی طرح سفید جھاگ نظر آئی جسے یہ نوجوان محمد تقی چاٹ رہے تھے پھر اس نوجوان نے اپنے والد کے کپڑوں میں سینے پر ہاتھ رکھا تو ان کے سینے سے چڑیا کی طرح کوئی چیز باہر نکل آئی اور نیچے گر گئی اسی وقت حضرت امام رضا علیہ السّلام کا وصال شریف ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر وہ نوجوان فرمانے لگے ابو العلت اٹھو بیت المال سے پانی اور تختہ لے آؤ میں نے درض کی بیت المال میں نہ پانی ہے نہ تختہ وہ فرمانے لگے جو میں کہتا ہوں کرو ابو العلت بیت المال گیا وہاں پانی اور تختہ موجود پایا اور اسے لے آیا آپ نے حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینا شروع کیا میں نے چاہا کہ میں آپ کی مدد کروں۔ لیکین آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو الصّلت میرا ہاتھ بٹانے والے حاضر ہیں جب نوجوان امام علی علیہ السّلام کو غس دے کر فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا ابو الصّلت ! بیت المال میں کپڑوں کا ایک صندوق ہے اس صندوق میں کفن اور خوشبو وغیرہ کچھ چیزیں ہیں لے آؤ۔ ابو الصّلت

بیت المال میں گیا وہاں پہلے کوئی صندوق نہ تھا۔آج وہاں ایک صندق پایا اوراس صندوق کو میں نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے کفن دیا اور پھر فرمایا اے ابوالصلت تابوت لے آؤ۔ابوالصلت کہتے ہیں میں نے عرض کی حضور بڑھئی سے بنوا کر لاتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے بیت المال میں جاؤ وہاں ایک صندوق ہے اسے اٹھا لاؤ۔ میں گیا اور صندوق اٹھا لایا اس صندوق کواس سے پہلے میں نے کبھی بیت المال میں نہ دیکھا تھا آپ کی نعش کو تابوت میں رکھ کرنماز جنازہ ادا کی گئی تو صندوق اپنی جگہ سے اٹھنے لگا اور چھت پھاڑ کر غائب ہو گیا اور ابوالصلت نے عرض کی جناب والا مامون کو بھی بلا لینا چاہیے آپ نے فرمایا خاموش رہو صندوق واپس آنے ولا ہے تھوڑی دیر بعد تابوت واپس آ گیا اسے اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔اور نعش مبارک کو نکال کر بستر پر لٹا دیا گیا۔ اب تابوت وغیرہ غائب ہو گئے پھر فرمایا دروازہ کھولو میں نے دروازہ کھولا تو مامون اپنے غلاموں کے ہمراہ اندر داخل ہو گیا۔اور مکر وفریب سے رونے لگا اور امام وقت کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی ایک جگہ قبر کھودی گئی مگر سخت چٹان آ گئی وہاں سے ہٹ کر کر دوسری جگہ قبر بنائی گئی اور جب لحد تیار ہوئی تو سرہانے کی طرف سے پانی آ گیا اور پھر لحد پانی سے بھر گئی۔اور پھر چھوٹی مچھلیاں ظاہر ہوئیں پھر بڑی مچھلی آئی جو چھوٹی مچھلیوں کو کھا گئی اور پھر میں نے حسب وصیت کچھ پڑھا تو پانی غائب ہو گیا اور لحد خشک ہو گئی۔ یہ تمام عجائبات مامون الرشید دیکھ رہا تھا کہنے لگا۔علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں عجائبات دکھایا کرتے تھے۔آج مرنے کے بعد بھی عجائب دکھا رہے ہیں۔ایک شخص محب اہل بیت تھا کہنے لگا جس طرح ان چھوٹی مچھلیوں کو بڑی مچھلی ہڑپ کر گئی۔ اسی طرح حکومت عباسیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔اسے خلیفہ مامون الرشید اللہ

تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ پھر امام صاحب کو اسی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

وصال شریف:

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک طوس کے قریب ایک گاؤں سنایا میں واقع ہے آپ کا وصال مبارک ۹ رمضان المبارک سنہ ۲۰۸ھ بروز جمعۃ المبارک بعض نے آپ کی تاریخ وصال ماہ صفر سنہ ۲۰۳ھ بھی تحریر کی ہے۔

آن امام علی رضا موسیٰ
قرۃ دیدۂ نبی و علی

طالب عالی است تولیدش
رحلتش گو امام دین نبی

آج کا مزار مقدس مرجع خلائق ہے اور آپ کا فیضان جاری وساری ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل ہشتم

حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام مبارک محمد بن علی موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔
لقب تقی اور جواد تھا۔ آپ کا نام اور لقب چونکہ امام جعفر صادق علیہ السّلام
سے ملتا ہے اس لیئے آپ کو جعفرِ ثانی بھی کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام
خیزوان یا خیزات تھا۔ بعض نے ریحانہ نام لکھا ہے آپ ماریہ قبطیہ کے
خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں ۱۰ رجب
المرجب بروز جمعۃ المبارک ۱۹۵ھ کو ہوئی۔ آپ ۱۵ سال کی عمر میں آپ
کے علم و فضل کا شہرہ ہو گیا۔ اور مخلوق خدا کو آپ کے علم و فضل کا فیضان پہنچنے
لگا۔

بچپن میں جرأت مندی:

ایک دفعہ جب کہ آپ کی عمر ۱۱ سال کی تھی آپ بغداد کی گلی
میں لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ کہ اتفاقاً مامون الرشید جو شکار کیلیئے جا
رہا تھا۔ وہاں سے گزرا تو سب لڑکے بھاگ گئے۔ مگر آپ اپنی جگہ کھڑے
رہے جب مامون قریب سے گزرا تو تیز نظروں سے دیکھ کر کہنے لگا بیٹا! تم
دوسرے لڑکوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے؟ آپ نے فرمایا راستہ تنگ تو
نہیں کہ میرے ٹھہرنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہو۔ اور نہ میں نے کوئی ایسا

جرم کیا ہے کہ آپ کو دیکھ کر بھاگ اٹھتا اور میں یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ آپ بلا جرم کسی کو سزا نہیں دیتے۔

مامون آپ کی ان باتوں سے بہت خوش ہوا اور نام پوچھا تو آپ نے بتایا میرا نام محمد بن علی رضا علیہ السلام ہے۔ خلیفہ مامون کے پاس بہت سے شکاری باز تھے۔ ماموں جب شہر سے باہر نکلا تو ایک شکاری باز کو چکور کے پیچھے چھوڑا تو وہ باز غائب ہو گیا۔ اور کچھ دیر کے بعد آیا تو اسکے منہ میں نیم زندہ مچھلی تھی، ماموں حیران رہ گیا۔ اور اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر واپس آ گیا اور پھر وہیں سے گزرا تو لڑکے دیکھ کر بھاگ گئے مگر آپ کھڑے رہے مامون نے پوچھا اے محمد بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت کے سمندر میں سے ایک چھوٹی سی مچھلی ہے جو خلفاء اور بادشاہوں کے ہاتھوں میں جانے سے روک لی جاتی ہے۔ اور اہل بیت اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ مامون یہ سنکر ششدر رہ گیا اور کافی دیر تک آپ کے منہ کی طرف دیکھتا ہوا اور کہنے لگا واقعی تم ابن رضا ہی ہو۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بغیر گٹھلی کے پھل لگنا:

مامون رشید نے آپ کا عقد اپنی بیٹی سے کر دیا اور آپ کو مدینہ طیبہ روانہ کر دیا تو آپ راستے میں چند یوم کوفہ میں ٹھہرے آپ کے قیام کا آخری دن تھا کہ آپ ایک مسجد میں تشریف لائے جس کے صحن میں بیری کا ایک درخت تھا۔ اس پر کبھی پھل نہ لگا تھا آپ نے پانی کا ایک کوزہ منگوایا اس میں تھوڑا سا پانی پی کر باقی درخت کی جڑوں میں چھڑک دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے اور آپ نماز سے فارغ ہو کر اس درخت کے

پاس تشریف لائے اب دیکھا کہ یہ درخت پھل سے بھرا پڑا ہے اور یہ پھل انتہائی میٹھا تھا اور بغیر گٹھلی کے لوگ اسے تبرکاً استعمال کرتے تھے۔
(شواہد النبوۃ)

جیل سے غائب ہو جانا:

ایک بزرگ روایت کرتے ہیں کہ جب میں عراق میں تھا تو سنا کہ کسی شخص نے شام میں نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے اور اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھا گیا ہے میں دربان کے ذریعے اس کے پاس پہنچا وہ شخص باہوش نظر آتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا ماجرا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں شام میں عبادتِ خداوندی میں اس مسجد میں مصروف تھا جس میں امام عالی مقام کے سر مبارک کو نیزے پر رکھا گیا تھا۔ ایک رات میں قبلہ رو بیٹھا عبادت میں مصروف تھا کہ ایک شخص آیا اس نے کہا اٹھو۔ میں اٹھا اور اس کے ساتھ ہو لیا وہ کوفے کی ایسی مسجد میں لے گیا۔ جہاں حضرت علی علیہ السلام امامت کرواتے تھے۔ اس شخص نے پوچھا جانتے ہو؟ یہ کون سی مسجد ہے؟ میں نے بتایا کہ کوفہ کی مسجد ہے۔ وہ شخص نماز میں مشغول ہو گیا اور نماز سے فارغ ہو کر جب ہم باہر نکلے اور تھوڑی دیر بعد مسجد نبوی پہنچ گئے۔ وہاں بھی دو رکعت نفل ادا کیے اور پھر ہم باہر نکل چلے تو بیت اللہ شریف آ گیا وہاں نماز ادا کی اور بیت اللہ سے باہر آئے تو وہ شخص غائب ہو گیا۔ اور پھر کوئی پتہ نہ چل سکا میں بڑا متعجب ہوا کہ یہ شخص کون تھا اور کہاں سے آیا جب ایک سال گزرا تو اس مقام پر وہی شخص آیا مجھے ساتھ لیا اور گزشتہ سال کی طرح مجھے ان ہی مقامات سے گزارتا گیا جب وہ شخص جو جدا ہونے لگا میں نے قسم دی کہ اپنا نام و پتہ تو بتا جاؤ اس نے بتایا میرا نام محمد بن علی بن موسیٰ

بن جعفر ہے جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ بعض لوگوں سے بیان کیا رفتہ رفتہ یہ واقعہ حاکم وقت نے سن لیا اور مجھے پر جھوٹا الزام باندھ کر کہ دعویٰ نبوت کیا ہے۔نعوذ باللہ! مجھے جیل میں ڈال دیا۔

اصل غلطی میری یہ ہے کہ اللہ کے ایک رازدان بندے کے راز کو میں نے ظاہر کر دیا۔اوراس کی سزا بھگت رہا ہوں۔ یہ سن کر مجھے بڑا رحم آیا اور حاکم وقت کوایک سفارشی رقعہ لکھا۔ حاکم وقت نے اس رقعہ کے پیچھے لکھ دیا جوشخص ایک رات میں کوفہ سے شام وہاں سے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ اور وہاں سے تمہیں واپس کوفہ میں لے آیا اس سے کہو کہ وہ تمہیں چھڑائے یہ پڑھ کر مجھے بہت صدمہ ہوا اور پھر میں جیل کی طرف چل دیا تا کہ اسے مطلع کروں جب میں جیل کے دروازے پر پہنچا جیل کے تمام عملہ کو پریشان دیکھا میں نے پوچھا تو کہنے لگے ہم اس لئے پریشان ہیں کہ دعویٰ نبوت کرنے والا قیدی گم ہوگیا ہے۔ نا معلوم اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔اس طرح اس بے گناہ قیدی کو جس پر دعویٰ نبوت کا جھوٹا الزام لگایا تھا۔امام تقی علیہ السّلام نے جیل سے چھڑا دیا۔(شواہد النبوۃ ص ۳۵۸)

وصال کی خبر دینا:

جب مامون رشید کا انتقال ہوا تو آپ فرمانے لگے اب سے تیس ماہ بعد میں انتقال کر جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۲۶ ذوالحجہ ۲۱۰ھ کو معتصم کے دور میں آپ کا انتقال ہوا۔آپ کی قبر مبارک دادا جان حضرت موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی قبر کے پچھلی جانب ہے جو کہ مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل نہم

حضرت امام علی نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا حضرت علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ کو ابوالحسن ثالث کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔آپ کا لقب ہادی اور عسکری ہے آپ کی والدہ محترمہ کا نام شمانہ ہے۔آپ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں ۱۳ رجب المرجب ۲۱۴ھ یا بعض کے بقول ۲۱۳ھ ہے۔

جودوسخا:

ایک دن حضرت علی ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرمن رائے کے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے تو ایک شخص آپ کی تلاش میں نکلا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ آپ فلاں جگہ تشریف فرما ہیں۔ وہ شخص وہاں جا پہنچا اور عرض کرنے لگے حضور میں آپ کا ارادت مند ہوں مجھ پر بہت بڑا قرض ہے میں اس کے ادا کرنے سے قاصر ہوں اور ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو میرا بوجھ ہاکا کر سکے آپ نے ارشاد فرمایا: گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا اور میں تمہیں جو کچھ کہوں اس پر عمل کرنا میری بات پر اختلاف نہ کرنا وہ شخص کہنے لگا حضور میں آپ کی بات مانوں گا اور ہرگز اختلاف نہ کروں گا۔آپ نے ایک خط لکھا اور اس کو دے کر فرمایا جب میں محفل میں بیٹھا ہوں یہ خط مجھے دینا اور مجھ سے قرض کی ادائیگی کا سوال کرنا اور کچھ باتیں اور بھی کرنا مگر

میری نصیحت کی مخالفت نہ کرنا اب آپ جب محفل میں اہل محبت کے ہمراہ بیٹھے تو وہ اعرابی حاضر ہو گیا اور حسب وصیت خط نکال کر پیش کیا آپ اُس سے نرم نرم گفتگو فرماتے رہے اور اپنی مجبوری کا اظہار فرماتے رہے جب اس بات کا علم خلیفہ متوکل باللہ کو ہوا تو اس نے تیس ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیجے آپ نے وہ رقم محفوظ رکھ لی اور دیہاتی کے آنے پر اس کے حوالے کردی اور فرمایا اس رقم سے قرض اتارو اور جو بچے بال بچوں پر خرچ کرو جاتے ہوئے وہ شخص کہنے لگا مجھے تو اس سے بہت کم کی امید تھی، آپ نے فرمایا اللہ ہی کو معلوم ہے کہ فلاں چیز کہاں جائے گی۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۶۰)

خلیفہ کا علاج:

ایک دفعہ خلیفہ متوکل بیمار ہو گیا۔ اس کی ران پر سخت قسم کا پھوڑا نکل آیا جو کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہوتا تھا تمام اطباء اس کے علاج سے بے بس ہو گئے خلیفہ متوکل کی ماں نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا تو مال کا کچھ حصہ امام نقی کو بھیجوں گی ایک دن فتح بن خاقان جو متوکل کے مقربین سے تھا کہنے لگا کہ کسی آدمی کو محمد نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ اور ان سے اس کی مرضی کے بارے پوچھا جائے ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی علاج ہو۔ خلیفہ متوکل نے ایک شخص کو امام صاحب کی خدمت میں بھیجا آپ نے ایک چیز بھیجی جو اطباء کے علاج کے برعکس تھی اور فرمایا کہ اسے گھسا کر پھوڑے پر لگا دو اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ اطباء یہ سن کر مذاق کرنے لگے مگر فتح بن خاقان کے کہنے پر لگا دیا گیا اس دن پھوڑے کا مواد نکل آیا دوسرے دن زخم مندمل ہو گیا۔ تیسرے دن غسل صحت کر لیا۔ اور خلیفہ متوکل

نے ایک ہزار دینار کی تھیلی ماں کی نذر پوری کرنے کے لئے امام صاحب کے پاس بھیجی چند دنوں بعد آپ کے بدخواہوں اور حاسدوں نے کہا کہ امام صاحب کے پاس بہت سا مال ہے اور بہت سا اسلحہ ان کے پاس ہے اگر ان کا خزانہ اور اسلحہ ضبط نہ کیا گیا تو چند دنوں میں فساد کا خطرہ ہے۔ جس پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ خلیفہ متوکل ڈر گیا اور اپنے خاص آدمی کو حکم دیا کہ چند واقف کار آدمیوں کو لے جا کر امام صاحب سے خزانہ اور اسلحہ لے آؤ۔ سعید کہتے ہیں کہ حسب ارشاد میں چند آدمی لے کر امام صاحب کے گھر گیا ساتھیوں کو باہر کھڑا کیا اور ایک سیڑھی کے ذریعے صحن میں اترا تو سخت اندھیرا تھا۔ اندر سے ایک آدمی نے آواز دی سعید اپنی جگہ کھڑے رہو میں میں بتی جلا کر لاتا ہوں۔ تاکہ تمہیں ساری چیزیں تلاش کرنے میں آسانی رہے جب شمع روشن ہوئی تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب پشمینہ کے کپڑے پہنے قبلہ رو مصلے پر بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا سارا گھر تمھارے سامنے ہے جس چیز کی ضرورت ہو اٹھا لو۔ سعید کہتے ہیں میں نے سارا مکان چھان مارا مگر کچھ نظر نہ آیا سوائے ایک تھیلی کے جس میں ایک ہزار دینار ہیں اور خلیفہ کی والدہ کی اس پر مہر لگی ہوئی ہے۔ اور جڑاؤ تلوار جو آپ کے مصلّے کے نیچے پڑی ہوئی تھی میں یہ دونوں چیزیں اٹھا کر خلیفہ کے پاس پہنچا اور متوکل کی والدہ سے اس تھیلی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ تھیلی میں نے بطور نذرانہ بھیجی تھی، خلیفہ نے حکم دیا کہ یہ تھیلی اور اتنے ہی دینار کی اور یہ تلوار واپس آپ کو لوٹا دی جائے جب میں واپس گیا تو سخت شرمندہ تھا۔

آپ کے پاؤں چوم کر عرض کی کہ رات میں اس لئے گھر میں آیا تھا کہ خلیفہ کا حکم تھا اور میں مجبور تھا۔

آپ نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے:

سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلِبٍ یَنْقَلِبُوْنَ۔

(سورہ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷)

جنگل میں منگل:

جب متوکل نے حضرت امام کو مدینہ طیبہ سے عراق طلب کیا تو راستے میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں ویران جگہ تھی۔ ایک دن صالح بن سعید کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی اے ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میرے ماں باپ آپ پر قربان نامراد عراقیوں کا لشکر ہمیشہ آپ کی مخالفت کرتا رہا یہی وجہ ہے کہ انھوں نے آپ کو یہاں ٹھہرایا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابن سعید تم بھی اسی مقام پر ہو چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا نظر اٹھا کر چاروں طرف دیکھو میں نے دیکھا تو دور دور تک خوبصورت باغ نظر آئے اور بہترین محلات نظر آئے میرے لئے یہ منظر بہشت سے کم نہ تھا میں بڑا حیران ہوا آپ نے فرمایا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں اس طرح گل وگلزار باغ و بہار مہک اٹھتے ہیں۔ ان وحشت ناک مقامات سے ہمیں کوئی وحشت نہیں ہوتی۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۶۰)

گستاخ شعبدہ باز کا انجام:

ہندوستان کا ایک شعبدہ باز متوکل کے دربار میں آیا اور عجیب و غریب شعبدے دکھانے لگا۔ ایک دن متوکل نے شعبدہ باز سے کہا اگر تم علی نقی علیہ السّلام کو شرمندہ کردو تو میں تمہیں ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس شعبدہ

باز نے کہا کہ مجھے امام صاحب کے قریب بٹھا دینا میں انہیں شرمندہ کر دوں گا۔ جب مجلس لگی تو امام صاحب کو اس شعبدہ باز کے ساتھ بٹھا دیا اور کھانا کھانے کو کہا جب اہل مجلس نے کھانا کھانا شروع کیا تو امام صاحب روٹی کو ہاتھ لگاتے وہ اڑ کر دوسری طرف چلی جاتی اہل مجلس شعبدہ باز سے بڑے محظوظ ہوئے اور امام صاحب پر ہنسنے لگے۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو مکان کی دیوار پر شیر کی ایک تصویر نظر آئی آپ نے اس طرف اشارہ کر کے فرمایا اس دشمن اہل بیت کو پکڑ لو یہ سنتے ہیں وہ شیر اصلی شیر کی طرح اٹھا اور شعبدہ باز کا لقمہ بنا کر پھر دیوار پر شیر نقش ہو گیا۔ اور آپ غصے میں اٹھے اور چلے گئے۔ (شواہد النبوۃ ۳۶۲)

وصال شریف:

حضرت امام نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات مستنصر باللہ خلیفہ بغداد کے دورِ خلافت میں بمقام سر من دائے (جو کہ بغداد کے قریب ہے) میں ہوئی اور بمقام سر من رائے بغداد میں مدفون ہوئے۔ بروز پیر ماہ جمادی اور الاخری ۲۵۲ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کو آپ ہی کے عالیشان مقبرے میں سر من رائے میں دفن کیا گیا۔

سال تولید آن شاہ ذی جاہ
کن رقم عالم ولی اللہ ۲۵۲ھ

☆☆☆☆☆

فصل دہم

حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم گرامی حضرت سیّد علی المو ید رحمۃ اللہ علیہ ہے اور والدہ بی بی بانو ہے جو کہ سلطان محمود شاہ تو دان کی خوش نصیب و باسعادت صاحبزادی تھیں، آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سترھویں پشت میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش ذوالحجہ ۵۹۵ھ بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے اور بچپن سے ہی آپ کی بزرگی کے آثار نمایاں تھے ایک دفعہ چار سال کی عمر میں آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ بہت سے لوگ جنازہ کے لئے آپ کے قریب سے گزرے آپ نے پوچھا کسی کا جنازہ ہے بتایا گیا کہ فلاں شخص کا جنازہ ہے اور ہم اسے دفن کرنے کے لئے جارہے ہیں یہ سن کر آپ کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہوا اور نعرہ اللہ اکبر لگا کر ارشاد فرمایا: قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا) وہ مردہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور چالیس سال تک مزید زندہ رہا جب یہ خبر آپ کے والد گرامی حضرت سید علی المو ید رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ آئندہ ایسا کام نہیں کرنا اس لئے کہ شریعت محمد صلّی اللہ علیہ والہ

باز نے کہا کہ مجھے امام صاحب کے قریب بٹھا دینا میں انہیں شرمندہ کر دوں گا۔ جب مجلس لگی تو امام صاحب کو اس شعبدہ باز کے ساتھ بٹھا دیا اور کھانا کھانے کو کہا جب اہل مجلس نے کھانا کھانا شروع کیا تو امام صاحب روٹی کو ہاتھ لگاتے وہ اڑ کر دوسری طرف چلی جاتی اہل مجلس شعبدہ باز سے بڑے محظوظ ہوئے اور امام صاحب پر ہنسنے لگے۔آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو مکان کی دیوار پر شیر کی ایک تصویر نظر آئی آپ نے اس طرف اشارہ کر کے فرمایا اس دشمن اہل بیت کو پکڑ لو یہ سنتے ہیں وہ شیر اصلی شیر کی طرح اٹھا اور شعبدہ باز کا لقمہ بنا کر پھر دیوار پر شیر نقش ہو گیا۔اور آپ غصے میں اٹھے اور چلے گئے۔(شواہد النبوۃ ۳۶۲)

وصال شریف:

حضرت امام نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات مستنصر باللہ خلیفہ بغداد کے دورِ خلافت میں بمقام سر من دائے (جو کہ بغداد کے قریب ہے) میں ہوئی اور بمقام سر من رائے بغداد میں مدفون ہوئے۔ بروز پیر ماہ جمادی اور الاخری ۲۵۲ھ کو فوت ہوئے۔آپ کو آپ ہی کے عالیشان مقبرے میں سر من رائے میں دفن کیا گیا۔

سال تولید آن شاہ ذی جاہ
کن رقم عالم ولی اللہ ۲۵۲ھ

☆☆☆☆☆

فصل دہم

حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم گرامی حضرت سیّد علی المویدرحمۃ اللہ علیہ ہے اور والدہ بی بی بانو ہے جو کہ سلطان محمود شاہ تو دان کی خوش نصیب و باسعادت صاحبزادی تھیں، آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سترھویں پشت میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش ذوالحجہ ۵۹۵ھ بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے اور بچپن سے ہی آپ کی بزرگی کے آثار نمایاں تھے ایک دفعہ چار سال کی عمر میں آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ بہت سے لوگ جنازہ کے لئے آپ کے قریب سے گزرے آپ نے پوچھا کسی کا جنازہ ہے بتایا گیا کہ فلاں شخص کا جنازہ ہے اور ہم اسے دفن کرنے کے لئے جارہے ہیں یہ سن کر آپ کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہوا اور نعرہ اللہ اکبر لگا کر ارشاد فرمایا: قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا) وہ مردہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور چالیس سال تک مزید زندہ رہا جب یہ خبر آپ کے والد گرامی حضرت سید علی المویدرحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ آئندہ ایسا کام نہیں کرنا اس لئے کہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ والہ

وسلم میں رخنہ اندازی جائز نہیں۔آپ والد گرامی سے عرض کرنے لگے اگر آپ منع نہ فرماتے تو بخارا میں کوئی مرتا ہی نہ اور اگر مر جاتا تو اس طرح زندہ ہو جاتا۔ (مظہر جلالی)

شرف بیعت:

حضرت جلال الدّین سرخ پوش قدس سرہٗ العزیز نے اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر بیعت کی والدِ گرامی نے آپ کو سینے سے لگا کر سلوک کی منزلیں طے کروادیں۔اور ساتھ ہی خلافت میں دستار مبارک جبہ شریف اور اعصا کاسہ (پیالہ) تسبیح ،مصلیٰ و دیگر اشیاء عطا فرمائیں۔اور مزید اکتساب فیض کیلئے آپ کو نجف اشرف کے سفر پر روانہ کر دیا۔نجف اشرف جا کر آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر جاروب کشی (جھاڑ دینا) فرماتے رہے اور ایک عرصے تک اکتساب فیض کیا اور پھر سید الانبیاء حبیب کبریا صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر سبز گنبد کی ٹھنڈک ،سنہری جالیوں کی رحمت ریاض الجنہ کی عظمت:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے) کی رفعت وسعادت کو حاصل کیا اور درِ رسول کی حاضری کے بعد آپ نے بیت المقدس کا رخ کیا اور سفر دراز فرما کر بیت المقدس حاضر ہوئے جو قبلہ انبیاء ومرسلین ہے جہاں:

اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ

جس کے اردگرد ہم نے برکتیں دے رکھی ہیں مسجد کے اندر رحمت

، مسجد نبوی کے اندر رحمت، مسجد حرام کے اندر رحمت دنیا کی تمام مساجد کے اندر رحمت اور مسجد اقصیٰ کے اندر بھی رحمت اور باہر بھی رحمت اسکی وجہ یہ ہے کہ جہاں انبیاء و مرسلین کے مزار ہوتے ہیں وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔تو گویا حکم ہو رہا ہے ہر مسجد کے اندر رحمت ہے مگر مسجد اقصیٰ کے باہر رحمت ہے اسلئے کہ جہاں ہمارے پیاروں کا ڈیرہ ہوتا ہے وہاں ہماری رحمتوں کا نزول ہوتا ہے سید جلال الدین بخاری قدس سرہٗ العزیز مسجد اقصیٰ میں سیدنا سلیمان علیہ السّلام و دیگر انبیاء و مرسلین جن کی قبور مسجد اقصیٰ کے باہر ہیں ان کی زیارت کر کے کچھ عرصہ ٹھہرے رہے اور ان انبیاء کرام سے فیوض و برکات حاصل کر کے پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے سید النسل کا ذکر کیا۔اس پر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلمکے روضہ اطہر کے خدام نے آپ سے سیّد ہونے کی سند طلب کی آپ نے فرمایا: میرے سیّد النسب ہونے کی سند خود میرے آقا صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں ہے چنانچہ آپ نے لوگوں کے جم غفیر میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سنہری جالیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدِیْ

سلام ہو تم پر اے میرے دادا جی

روضۂ اطہر سے جواب آیا:

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ وَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ اَنْتَ مِنِّیْ وَعَنْ اَھْلَ بَیْتِ مِنِّیْ۔

(اور تم پر بھی سلام ہو اے میرے فرزند میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور

میری امت کے چراغ تو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے ہے)
یہ آواز مبارک خدام روضہ اطہر، سادات مدینہ منورہ اور تمام زائرین گنبد خضراء نے سنی تو سب نے آپ کی تعظیم و تکریم کی اور بہت سے لوگوں نے شرف بیعت حاصل کیا۔ (مظہر جلالی)
برادران طریقت! اس شخص سے خوش نصیب کون ہوسکتا ہے جس کے سلام کا جواب سیّدالانبیاء عطا فرمائیں۔ جن کے صحیح انسب ہونے کی سند حبیب کبریا صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ارشاد فرمائیں۔ اس سے اندازہ کرلیں کہ آپ کس قدر در رسول کے مقرب تھے۔ اور صحیح النسب سادات میں سے تھے۔

آپ پر آگ نے اثر نہ کیا:

جب حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری قدس سرہ العزیز مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر بخارا پہنچے تو اس وقت ہلاکو خان کی حکومت تھی جو کہ ظالم و جابر بادشاہ تھا اس کا ظلم دنیا میں مشہور تھا۔ ہلاکو خان نے آپ کو طلب کر کے کہا تم کون ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا میں ابن رسول اللہ یعنی آل نبی اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ ہلاکو خان یہ سن کر غصے میں آگیا اور بطور آزمائش آپ کو لکڑیوں کے درمیان بٹھا کر آگ جلا دی آگ چاروں طرف جل رہی تھی مگر ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اثر تک نہ پہنچتا تھا۔ متواتر سات دن رات یہ آگ جلتی رہی ہلاکو سمجھا کہ آپ جل کر راکھ ہوگئے ہوں گے مگر نبی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّمکی آل اور یقین صدق میں قدم رکھنے والے اس سید زادے کو جب قریب سے دیکھا تو ان پر آگ نے اثر تک نہ کیا تھا۔ آپ آگ کے درمیان یقین کی منزلوں کی بلندی حاصل کر رہے تھے آپ کے کپڑوں تک کو آگ نے نہ چھوا آپ انتہائی آرام و سکون سے اللہ

اللہ کر رہے تھے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر گشتہ باز گرداند ز راہ

ہلاکو خان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کو قبلۃ السّلام (سلامتی والا کعبہ) کا لقب دیا گیا۔

ہر مشکل رہے کنجی یار وہتھ ولیاں دے آئی
ولی دعا کرن جس ویلے مشکل رے نہ کائی

آپ کی شادی خانہ آبادی:

اس وقت تک آپ مجرد تھے اور ذوق عشق الٰہی میں مست تھے۔ اور آپ کے بارے میں یہ بات مشہور تھی آپ شادی قبول نہیں فرماتے۔ ایک دن پشت سے بارہ ہزار قطب پیدا ہوں گے اور تمہیں آدم ثانی کا لقب دیا جاتا ہے۔ عرض کی میں گنہگار رہوں۔ اور میری اولاد بھی گنہگار رہوگی۔ اور میں قیامت میں شرمسار ہوں گا۔ ہاتف غیبی سے ندا آئی اللہ غفور ارحیم ہے۔ اپنے فضل وکرم سے تیری اولاد کو بخش دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس حکم پر شادی کی طرف رغبت فرمائی تو آپ کی شادی حافظ، قاری، عالم نبیل، فاضل جلیل علامہ ابن علمہ الفہامہ سید قاسم شاہ بخاری کی دختر نیک اختر سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بطن سے سید علی اور سید جعفر عطا فرمائے۔ کچھ عرصہ بعد سیر وسیاحت کی غرض سے آپ اپنے دونوں بیٹوں

کے ہمراہ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے اور شہر بلوٹ میں تبلیغ دین کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اور اشاعتِ دین اسلام میں مصروف ہو گئے، آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر قوم جدوان مسلمان ہوگئی، یہاں پر شہر جلال پور کی بنیاد ڈالی گئی (جو غالباً آپ کے نام سے منسوب ہے) پھر جھنگ میں تشریف فرما ہو کر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ اور ایک قوم سیلان کو مسلمان کیا اسکے بعد آپ نے بکھر کا سفر فرمایا اور بکھر میں سید بدر دین بکھری کی مسجد میں نماز جمعہ وغیرہ ادا فرماتے رہے۔ سیّد بدر دین بکھری آپ کی ولایت نجات شرافت عبادت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی دختر کا نکاح آپ کے ساتھ کرنے کا ارادہ کرلیا اور قریبی رشتہ داروں سے صلاح مشورہ کیا تو سب نے مخالفت کی مگر رات کو حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ والہ وسلّمکی زیارت ہوئی تو سیّد بدر دین کو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّمنے اپنی صاحبزادی کا نکاح سید جلال الدین قدس سرہ سے کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اپنی دختر نیک اختر سیدہ بی بی غلام فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک دامن بی بی کے بطن سے سید محمد غوث پیدا ہوئے۔ اور سید محمد غوث کے پیدائش کے چند دن بعد اس پاک دامن کا انتقال ہو گیا مگر چونکہ سید بدر دین جو کہ بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ آپ کی سیادت سے انتہائی متاثر تھے۔ اسلئے آپ اپنی دوسری بیٹی غلام زہرا کا عقد آپ سے کر دیا ان کے بطن سے سید احمد کبیر اور سید بہاؤ الدین معصوم متولد ہوئے آپ کچھ عرصہ بھکر میں مقیم رہے اور پھر ملتان تشریف لے گئے۔

ملتان میں آمد کی وجہ:

ملتان شریف جانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ آپ والد گرامی حضرت علی

المؤید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصال اپنے فرزند ارجمند حضرت جلال الدین سرخ پوش حیدر نقوی بخاری قدس سرہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر تمہیں مزید اکتساب فیض کی ضرورت پڑے تو ملتان بہاؤ الحق زکریا کے پاس چلے جانا اور یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی نے حضرت پیر سیّد علی المؤید بخاری قدس سرہ کے پاس بچپن میں رہ کر پرورش پائی تھی۔ اور پروان چڑھے تھے۔ اور اکتساب فیض کیا تھا۔ چونکہ حضرت بہاؤ الحق بچپن میں آپ کے گھر میں پلے پوسے پروان چڑھے تھے اس تعلق کی بناء پر آپ نے فرما دیا تھا کہ میرے انتقال کے بعد اکتساب فیض کی ضرورت پڑے تو ملتان چلے جانا۔ چنانچہ والد گرامی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے پاس کئی سال ٹھہرے اور اکتساب فیض کیا آ ملتان میں جب حضرت بہاوالحق زکریا ملتانی کے حجرے میں داخل ہوئے تو اس وقت سخت گرمی تھی۔ اور حضرت بہاؤ الحق زکریا اس وقت گھر میں تھے۔ شیخ جلال الدین بخاری کے دل میں خیال آیا۔ یخ بخارا کجا و گرمی ملتان کجا۔ (بخارا کی سردی کہاں اور ملتان کی گرمی کہاں)

حضرت بہاؤ الحق زکریا قدس سرہ نے خادم سے ارشاد فرمایا فورا مسجد کی صفیں لپیٹ دو اور صحن کی صفائی کر دو۔ حسب تعمیل حکم پر ایسا ہی کیا گیا اور یہ دوپہر کا وقت تھا۔ گرمی شدید پڑ رہی تھی۔ بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔ کہ اچانک بادل چمکا، بجلی چمکی اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اور اب ژالہ باری (اولے) شروع ہو گئے۔ اور مرغ کے انڈے جتنے بڑے بڑے اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری نے اٹھا کر کھانے شروع کئے اور خوب کھائے نماز ظہر کے وقت شیخ بہاء الحق زکریا ملتانی نماز کیلئے تشریف لائے تو ملاقات کے بعد ارشاد فرمایا۔ یخ بخارا

است پایا ژالہ ملتان بخارا کی سردی اچھی ہے یا کہ ملتان کے اولے عرض کی حضور ملتان کے اولے بہتر ہیں۔ حضرت شیخ بہاؤالحق زکریا ملتانی قدس سرہ نے آپ کو کچھ عرصہ قیام کے بعد خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اور اوچ شریف میں سکونت کا حکم دیا۔

دیوگڑھ کو اوچ شریف بنادیا:

اوچ شریف کو اس وقت دیوگڑھ کہا جاتا تھا یہاں کا حاکم روجہ دیوسنگھ تھا، یہاں تبلیغ کی ضرورت تھی۔ آپ جمعہ کے دن ۶۴۱ھ میں اس جگہ جلوہ گر ہوئے۔ اور آپ نے بلند آواز سے آذان پڑھی سب لوگ جمع ہو گئے کہ سکھوں اور ہندوؤں کے گڑھ میں کس نے آذان پڑھی اتنی جرأت کس مسلمان نے کی اور جب ہندو سکھ آپ کو دیکھتے تو فورا مسلمان ہو جاتے یہاں تک کہ پانچ صد ہندو مسلمان ہو گئے تو یہ خبر حاکم دیوسنگھ کو پہنچی تو اسے سخت غصہ آیا اور پانچ ہزار سوار آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے اور آپ کے چہرے پر انوار کو دیکھتے ہی تو خود گرفتار ہو گئے اور سب کے سب مسلمان ہو گئے اب راجہ خوف زدہ ہو کر راتوں رات بھاگ گیا اور دیوگڑھ اوچ شریف بن گیا۔

پیالہ آپ کے ہمراہ ذکر کرتا تھا:

حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں میرے دادا جان حضرت پیر شیر جلال دین سرخ پوش حیدر بخاری قدس سرہٗ العزیز جن دنوں ملتان میں تھے۔ آپ حجرے میں اس قدر ذکر فرماتے تھے کہ آپ کا لکڑ والا پیالہ بھی آپ کے ہمراہ ذکر کرتا تھا حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے شیخ

صدر دین فرمانے لگے شاہ صاحب کے ساتھ دوسرا کون ذکر کرتا ہے عرض کی حضور آپ کو لکڑی کا جو پیالہ وراثت میں ملا تھا۔ جس میں آپ کھانا تناول فرماتے ہیں پانی پیتے ہیں وہ بھی آپ کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

رعب وجلال:

حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری ثم اوچوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر جلال تھا کہ اگر کسی درخت پر جلال کی نظر فرماتے تو وہ خشک ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک درویش تغلق نامی جو کہ ظاہری باطنی تصرف رکھتا تھا۔ سندھ سے روانہ ہوا۔ راستے میں درویشوں کے مدارج سلط کرتا ہوا اوچ شریف پہنچا آپ کو کامل پا کر کہنے لگا اولاد تو گنہگار ہوگئی آپ نے شادی کر کے غلطی کی ہے وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ آپ اس کے خیالات سے آگاہ ہو کر جلال میں آگئے اور حجرے کا دروازہ کھول کر اس پر نگاہ ڈالی تو اس کے بدن میں آگ لگ گئی اور جل کر خاکستر ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی خاک کو زمین میں دفن کیا مگر زمین نے باہر پھینک دیا اور پھر دریا میں ڈالی تو دریا نے بھی باہر پھینک دی ایک مرتبہ ایسا ہوا ایک درویش جمال نامی آپ کی خدمت میں تھا اس کی سفارش پر دفن کی اجازت فرمائی تو زمین نے قبول کیا۔ (ملفوظ جمال درویش)

خواجہ نظام الدین اولیاء سے ملاقات:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی چشتی حج بیت اللہ کے بعد اوچ شریف حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں نے حج بیت اللہ میں آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ کے بندوں کی باتیں نہیں کرنی چاہیں اسلیئے کہ

وہ جب چاہتے ہیں مشرق ومغرب کی سیر کر لیتے ہیں اور پھر محبوب الٰہی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا آنکھیں بند کرو جب آنکھیں بند کیں تو آپ کو کوہ کاف کی سیر کرو دی اور پھر آنکھیں کھولنے پر محبوب الٰہی نے اپنے آپ کو وہیں پایا۔

وصال شریف:

حضرت امیر سرخ مخدوم اعظم انزالبرکات ابو احمد حضرت پیر سید جالال الدین سرخ پوش نقوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قد وقامت درمیانہ۔ سر سفید رنگ سرخ اور داڑھی سفید تھی آپ کا وصال فیروز شاہ خلجی دہی کے بادشاہ کے دور میں ۱۹ جمادی الاولیٰ ۶۹۰ھ کو ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مزار اقدس:

آپ کا مزار اقدس موضع چناب رسول پور نزد سونک پیلہ میں مرجع خلائق تھا سنہ ۹۴۰ھ میں دریا کا پانی قبر مبارک کے قریب آگیا تو آپ کی قبر سے صندوق نکال کر حضرت سید صدر دین راجن قتال کے مزار شریف کے متصل دفن کیا گیا۔ مخدوم شیخ حامد محمد جب سجادہ نشین ہوئے تو نو بہار کلاں میں آپ کا صندوق مبارک دفن کیا گیا۔ یہ سن ۱۰۲۷ھ کا واقعہ ہے اس وقت جہانگیر کا دور تھا۔ آج یہ مزار مبارک اسی جگہ ہے جو مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل یازدہم:

حضرت سیّد سلطان احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ

بن سیّد جلال الدین اُچوی علیہ رحمہ

حضرت سلطان سید احمد کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی بیعت حاصل کی اور اپنے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کیا آپ کو والد گرامی جو کہ قطب الاولیاء تھے انھوں نے ظاہری و باطنی فیضان سے مالا مال فرما کر خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور والد گرامی کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے آپ کی شادی سید مرتضٰی المعروف سید دولہ بن سید بدر دین کی دختر نیک اختر بی بی مریم سے ہوئی جن کے بطن سے سید جلال الدین حسین المعروف حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت پیدا ہوئے اور بی بی مریم کے وصال کے بعد دولہ بن سید بر دین کی دوسری صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہوا ان کے بطن سے سیّد صدر لدین المعروف حضرت راجن قتال متولد ہوئے حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں میرے والد گرامی پر ہر وقت خوب خدا طاری رہتا تھا آپ سردی ہو یا گرمی موٹا لباس استعمال فرماتے ۔آپ تلاوتِ قرآن پاک فرماتے اور روزانہ دو مرتبہ ختم شریف فرمایا کرتے تھے۔

شیخ جمال الدین سے ملاقات:

حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں ایک دفعہ میرے والد گرامی ایک بزرگ شیخ جمال الدین کی خدمت میں تشریف لے گئے میں بھی اپنے والد گرامی کے ہمراہ تھا۔ حضرت شیخ جمال الدین مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

بھائی صاحب میرا یہ لڑکا مجذوب اور دیوانہ ہو جائے گا۔ آپ اس کی حفاظت فرمائیں اس دن سے سید احمد کبیر میرے پاس آنے جانے لگے۔

شب قدر کو آپ نے پالیا:

حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں رمضان المبارک میں ایک رات سویا ہوا تھا کہ مجھے والد صاحب نے جگایا اور ارشاد فرمایا۔ کہ آج شب قدر ہے میں اٹھا جلدی میں تیمم کیا اور دعا میں مشغول ہو گیا تو سب قدر نصیب ہوئی اور شب قدر کی علامت یہ ہے کہ اس وقت کتا نہیں بھونکتا۔ تمام چیزیں سجدہ کرتیں ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مجھ تک شب برات کا ملنا وراثت سے ہے اور ہر سال شب برات نصیب ہوتی ہے۔

پتھر سونا بن گئے:

حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں ایک سوداگر نے ایک صندوق بطور امانت میرے پاس رکھا تھا۔ جس میں سے تھوڑا سا سونا چوری ہو گیا تھا۔ اور چور کو فروخت کرتے ہوئے سوداگر نے دیکھ لیا تھا۔ سوداگر فوراً میرے پاس آیا صندوق کھولا تو پارتنکہ چار رتی مال کم تھا۔ تاجر نے مجھ سے تقاضا کیا میں نے تمام ماجرا والد گرامی کو سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا

چار پتھر اٹھا لاؤ میں لے گیا تو ااپنے دم فرمایا تو وہ چاروں پتھ سونا بن گئے اور تمام اٹھا کر تاجر کے حوالے کر دیئے۔ میں نے والد گرامی سے پوچھا کہ آپ نے کیا پڑھا تو فرمانے لگے یا حی یا قیوم پڑھ کر دم کیا تھا۔

وصال شریف:

حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں آدھی رات کا وقت تھا کہ والد گرامی نے فرمایا پانی لاؤ میں نے پانی حاضر کیا تو آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی اور نماز کی حالت میں آپ واصل باللہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۶۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ محرم الحرام ۵۰۷ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مقدس آج بھی مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل دوازدہم:

حضرت سیّد جلال الدین المعروف مخدوم جہانیاں

جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید جلال الدین المعروف حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شب برات ۱۵ شعبان المعظم ۷۰۷ھ میں ہوئی آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی عمر سات سال ہوئی تو اپنے والد گرامی کے ہمراہ حضرت شیخ جمال درویش کے پاس حاضر ہوئے دست بوسی کر کے بیٹھ گئے۔ اس درویش کی مجلس میں کھجورں کا ایک تھال تھا جسے تقسیم کیا گیا حضرت مخدوم نے اپنا حصہ لیا اور بمع گٹھلی کھجوریں کھا لیں۔ حضرت جمال درویش نے پوچھا آپ نے گٹھلی بمع کھجور کیوں کھائی تو فرمانے لگے بزرگوں کے تبرک سے کوئی چیز پھینکنا بے ادبی ہے اس لئے میں نے بمع گٹھلی کھجوریں کھالی ہیں۔

استاد کا احترام:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت گنج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو کہ حضرت جمال درویش کے صاحبزادے اور اپنے دور کے فاضل تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا گیا ایک دفعہ استاد صاحب شاگردوں کے بمع مکان

کی چھت پر چڑھے تو حضرت مخدوم آخر میں چڑھے اور جب اترنے کا موقعہ آیا تو سب سے پہلے اترے طلباء نے اس بات پر استاد سے شکایت کی کہ یہ آپ سے قبل اترے ہیں استاد صاحب نے طلباء کی تسلی کے لئے آپ کو بلایا اور وجہ پوچھی تو عرض کیا اوپر جاتے اور واپس آتے استاد محترم کے قدم اپنے سر پر لینے کی کوشش کی وجہ سے ایسا کیا گیا یہ آپ کا ادب تھا۔

شیخ کا ادب:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور والد گرامی سے خلافت اور جبّہ پوشی بھی تھی۔ اور آپ کو آپ کے روحانی کمالات دیکھ کر حضرت شاہ رکن عالم نے سہروردیہ سلسلے کی خلافت بھی عطا فرمائی ہوئی تھی۔ ایک دن حضرت مخدوم، حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضر ہوئے اور خیال کیا کہ آج میں شیخ کے دروازے میں لیٹ جاؤں گا۔ تاکہ شیخ میرے سینے پر قدم رکھ کر گزر جائیں آپ یہ خیال فرما کر لیٹے ہی تھے کہ حضرت شاہ رکن عالم تشریف لائے اور آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور فرمانے لگے مخدوم زاد نبوت کا دروازہ بند ہے ولایت آپ کو دے دی گئی ہے۔ اب کون سی کمی باقی ہے۔ آپ کا سینے سے لگانا تھا کہ آپ کو علم لدّنی حاصل ہو گیا۔ حضرت مخدوم ارشاد فرماتے ہیں علم لدّنی ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء اللہ کے دل پر وارد ہوتا ہے اس علم کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

اس علم کو حاصل کرنے کے لئے پرہیز اس طرح شرط ہے جس طرح نماز کیلئے وضو شرط ہے اور جب اس علم کا دروازہ کھل جاتا ہے تو وہ شخص

روئے زمین کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ پھر کل کائنات کشف، پھر جن و پری کا پھر زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور پھر بہشت، لوح و قلم کا اور پھر صحابہ کرام اور انبیاء کرام کا اور پھر دل کی بصیرت سے حق تعالیٰ کا مشاہد ہو جاتا ہے۔ حضرت مخدوم ارشاد فرماتے ہیں ایک سپاہی حضرت شیخ رکن عالم رحمۃ علیہ کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ آپ کے بھائی مولا عماد الدین نے انکار کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ یہ شخص کبیرہ گناہ کرے گا۔ اس لئے میں نے اس کی بیعت نہیں لی۔ حضرت مخدوم ارشاد فرماتے ہیں ایک بزرگ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر آ گئے تو میں نے پوچھا آپ کدھر غائب ہو گئے تھے آپ نے فرمایا کسی مصلحت کے تحت بیت المعمور گیا تھا۔ اولیاء اللہ کے لئے آسمان پر جانا اس طرح آسان ہے جیسے عام لوگوں کیلئے زمین پر چلنا۔ (جامع العلوم)

مرشد کے بارے میں آپ کا فرمان:

حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ مرشد کے بغیر زندگی میں امن وسکون حاصل نہیں ہو سکتا اور مرشد بھی ایک ہونا چاہیے البتہ اگر کسی بزرگ سے خلافت حاصل ہو تو اسکی دو قسمیں ہیں۔

ماخرقہ وخلافت محبت:

جس طرح تمام صحابہ کرام نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت حاصل کی اسے خرقۂ ارادت بھی کہتے ہیں دوسرا خرقہ تبریک یعنی اگر کسی سے آپ کی بیعت تو نہیں مگر تبرکا اس سے خلافت مل جائے تو یہ جائز ہے ۔حضرت صدر الدین راجن قتال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم

قدس سرہ العزیز نے تین سو ساٹھ باکمال اولیاء اللہ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا اور آپ کو درس وتدریس اور خانقاہی نظام سے شغف تھا۔آپ اپنے والدگرامی سے اجازت لے کر حج بیت اللہ پر روانہ ہوئے۔اور پیدل چل کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ بیت اللہ شریف کی خدمت میں لگ گئے۔اور شیخ عبداللہ یافعی مکی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کرتے رہے اور کتب احادیث دوبارہ پڑھیں اور استاد محترم نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا پھر آپ مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے اور دررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حاضری کے شرف سے مشرف ہوئے دو سال تک آپ مدینہ طیبہ میں رہے اور حضرت شیخ عبداللہ سے کتب احادیث اور تصوف وسلوک کی تعلیم حاصل کرتے رہے دوسال کے بعد آپ کو استاد محترم نے خرقہ خلافت عطا فرما دیا۔اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تبرکات عطا فرمائے جن میں نعلین مبارک، ازار مبارک اور گلیم (گدڑی) مبارک شامل تھے۔ان تبرکات کو حضرت مخدوم نے حاصل کر کے بوسہ دیا اور اپنے پاس محفوظ رکھ لئے اور استاد محترم حضرت شیخ عبداللہ یافعی مکی اور حضرت شیخ عبداللہ مدنی کے حکم پر شہر شوکارہ میں چلے گئے۔

شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری سے ملاقات:

شوکارہ! میں اس وقت عرب و عراق کے معمر بزرگ حضرت شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری موجود تھے جو کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔اس وقت آپ کی عمر ایک صد بیس سال کی تھی۔آپ صحت مند اور تندرست تھے۔ وہاں آپ نے عوارف المعارف پڑھی اور خرقہ خلافت آپ کو عطا کیا گیا۔وہاں سے رخصت ہو کر

شیخ امام الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میرے بھائی امین الدین گازرونی نے مجھے وصیت کی تھی کہ سید جلال الدین حسین اوچوی اس حلیہ میں یہاں پہنچیں گے۔ یہ میری امانت انکو دے دینا آپ لا الہ اللہ فرماتے اور بائیں طرف دم فرماتے۔ اس ذکر کی تلقین کی گئی آپ نے معمول شروع کر دیا۔ اس ذکر کا طریقہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت ہے پھر علی المرتضٰی نے ایسا ہی کیا ان کے بعد حضرت شیخ حسن بصری ان سے حبیب عجمی ان سے شیخ داؤد طائی ان سے شیخ معروف کرخی ان سے شیخ سر سقطی ان سے شیخ جنید بغدادی ان سے شیخ شمشاد دوینوری اس سے شیخ وجہ الدین ان سے ابوحفص بن محمد سہروردی اون سے شیخ ضیاء الدین کو ان سے شیخ قطب الدین نے ان سے شیخ رکن الدین ان سے شیخ اجمل الدین کو ان سے وحد الدین کو ان سے شیخ امین الدین کو ان سے شیخ امام الدین کو ان سے شیخ جلال الدین المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو اس ذکر کی اجازت حاصل ہوئی۔

(ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں)

سلسلہ چشتیہ کی خلافت:

حضرت شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم جہانیاں کو نصیر الدین چراغ دہلوی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرمایا آپ حسب الحکم دلی میں حاضر ہوئے اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے آپ کو سلسلہ چشتیہ کا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اسی لئے آپ سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرماتے تھے۔ (سید العارفین)

آپ امام ابو حنیفہ کے مقلّد تھے:

حضرت مخدوم جہانیاں حنفی مسلک پر تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ سے انتہائی محبت رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کا حکم فرماتے تھے حضرت مخدوم جہانیاں جس کسی کو شرف بیعت سے مشرف فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اور:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰه الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّاهُ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

اور پھر ہاتھ مرید کے سینے پر رکھ کر:

اَلَمْ نَشْرَحْ

سورت پڑھتے تھے۔ پھر پیشانی کے بال کاٹتے وقت ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اقْصِرْ سُوْءَ عَمَلِهٖ وَاَحْفِظْهُ عَنِ الْمَعَاصِیْ

اور بال کاٹنے کے بعد ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ثَبِّتْنَا عَلَی التَّوْبَةِ وَاحْفِظْنَا عَنِ الْمَعْصِيَّةِ وَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ بِحَقِّ شَيْخِ الْكَبِيْرِ بِهَاؤُ الْحَقِّ وَالدِّيْنَ وَ شَيْخِ الْعَارِفِ عَبْدِالْحَقِّ وَالدِّيْنِ وَ بِحَقِّ شَيْخِ قُطْبِ الْعَالِمِ رُكْنِ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ اَنْ

تَحۡفَظۡنَا عَنِ الۡمَعَاصِیۡ۔

اس دعا کے بعد آپ قرآن وحدیث وفقہ کے احکامات کی پابندی کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔

طے مکانی:

حضرت شیخ ضیاء الدین فرماتے ہیں رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ میں ایک رات آپ کے حجرہ میں گیا تو آپ کو حجرہ میں نہ پایا میں پریشان ہوا کہ اسوقت آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لے آئے تو میں نے پوچھا حضور اسوقت کہاں جانا ہوا آپ نے ارشاد فرمایا: آج لیلۃ القدر تھی اسلئے میں نے نماز بیت اللہ شریف میں ادا کی ہے۔ (جواہر جلالی)

حضرت شیخ ضیاء الدین ارشاد فرماتے ہیں ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت مخدوم نے میرے مکان پر غسل فرمایا اور کپڑے پہن کر خوشبو استعمال کر کے آپ نے دو رکعت تحیۃ الوضو شروع کی تو میرے دل میں خیال آیا کہ آپ نے دائیاں پاؤں ذرا بائیں طرف زیادہ رکھا ہے جب آپ دوگانہ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے مصلٰی پر کھڑا کیا اور فرمایا آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں تو آپ نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا۔ مجھے مکہ مکرمہ اور بیت اللہ سامنے دکھائی دیا آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے دوگانہ نماز یہیں ادا کی ہے مگر میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔

حضرت شیخ ضیاء الدین ارشاد فرماتے ہیں مجھ سے مولانا حاجی ابو السعید صاحب نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم ہر وقت لوگوں میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت کی طرف توجہ نہیں بس یہ خیال آنا تھا کہ میری آنکھیں بند ہوگئیں اور میں نے دیکھا کہ

آپ کا مصلّٰی آپ کے قریب ہے اور آپ مصلّے پر بیٹھے عبادت میں مصروف ہیں اب جو میں نے آنکھیں کھولیں تو آپ لوگوں میں مصروف تھے۔(جواہر جلالی)

آپ کے سیّد ہونے پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گواہی:

حضرت بہاؤ الدّین المعروف بہاول حلیم فرماتے ہیں جب حضرت مخدوم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گئے تو وہاں رسم تھی کہ زیارت کے بعد ہر شخص کے بال کاٹے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ کو روضہ اطہر کے خادم نے بلا کر بال کٹوانے کو کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں سیّد ہوں۔ اور میرے بال کوئی سیّد ہی کاٹے خادم نے پوچھا آپ کا وطن کون سا ہے آپ نے فرمایا ہندوستان ہے خادم نے کہا ہندوستان میں سیّد کہاں آپ سیّد کہلاتے ہیں جب اس بات پر نزاع پیدا ہوا تو طے ہوا کہ ہر شخص روضۂ اطہر پر سلام عرض کرے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے فیصلہ ہوگا۔ لوگوں نے باری باری سلام عرض کیا تو کوئی جواب نہ آیا اور جب آپ نے ان الفاظ میں سلام پیش کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا جَدِّیۡ

(اے میرے دادا جان آپ پر سلام ہو) روضہ اطہر سے جواب آیا:

وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ یَا وَلَدِیۡ

(اور تم پر بھی سلامتی اے میرے بیٹے)

قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ وَسِرَاجُ کُلِّ اُمَّتِیۡ اَنۡتَ مِنِّیۡ

(تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میری تمام امت کا چراغ ہے

اور تو میری اولاد سے ہے)

یہ آواز ہر خاص و عام نے سنی اور حضرت شیخ عبداللہ مطری جھوم اٹھے۔اور کہنے لگے:

هٰذَا صُوْرَتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهٰذَا كَلَامُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(یہ آواز اور یہ کلام نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ہے)

عیدی میں قطب عالم کا درجہ پانا:

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرۂ العزیز ارشاد فرماتے ہیں میں یکم ذوالحجہ ۷۷۸ھ کو ملتان پہنچا اور حضرت شیخ رکن العالم کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر وہیں ٹھہر گیا۔عید الضحیٰ کی رات حضرت شیخ رکن عالم نے زیارت سے مشرف فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا تو میں نے حضرت سے عیدی مانگی آپ نے فرمایا میرا رتبہ آپ کو منتقل ہو گیا ہے میں نے پوچھا آپ کا کیا مرتبہ ہے آپ نے فرمایا قطب العالم میرا درجہ تھا جو تمہیں عطا کر دیا گیا ہے۔چنانچہ کچھ عرصہ بعد مدینہ طیبہ سے ایک ابدال ترابی نامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درجہ قطب العالم کی مبارک باد دے کر کہنے لگے۔ مشائخ مکہ و مدینہ بھی آپ کو اس مرتبہ کی مبارک دینے آرہے ہیں میں اس لئے جلدی آیا کہ میری نسبت، سلسلہ ارادت میں آپ منسلک ہے۔

(جامع العلوم)

پاگل کو تندرست کر دیا:

ایک دن پاگل آپ کے پاس آیا آپ نے باآواز بلند اس کے کان

میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام لے کر دم فرمایا تو وہ ٹھیک ہو گیا اور پاگل پن جاتا رہا۔آپ نے ارشاد فرمایا کسی آسیب زدہ یا دیوانے پر شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام پڑھ کر بائیں کان میں دم کرنے سے وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔

(جامع العلوم)

غریب کی حمایت:

سلطان فیروز شاہ تغلق کے ایک وزیر خان جہاں تنگی نامی تھا۔ جو کہ حضرت مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ کو برا سمجھتا تھا ایک دفعہ ایک غریب شخص جو کہ منشی تھا اس کے لڑکے کو ناحق قید کر دیا گیا منشی نے بڑی کوشش کی مگر رہائی نہ ملی تو حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضرت مخدوم منشی کی اس جائز سفارش کے لئے منشی کے ہمراہ وزیر کے دروازے پر گئے اسکی کنیز آئی تو آپ نے سارا واقعہ کہلا بھیجا وزیر نے جواب دیا کہ میں ہرگز آپ کی سفارش قبول نہ کروں گا۔مگر حضرت بار بار منشی کے ہمراہ اس وزیر کے دروازے پر جا کر پیغام دیتے رہے اور بیسویں مرتبہ جب آپ تشریف لے گئے تو وزیر نے اندر سے کہا اے سید تو غیرت نہیں رکھتا کہ بار بار جواب سنتا ہے پھر بھی دروازے پر آتا ہے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا میں بار بار ایک مظلوم کی رہائی کیلئے آتا ہوں تاکہ مجھے ثواب ملے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ مظلوم تیرے ظلم سے اور تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل کر لے آپ کے یہ الفاظ سن کر وزیر جلدی سے باہر آیا آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ بہت سا مال اور اسباب بطور نذرانہ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے منشی کا مظلوم بیٹا رہا کروا کے سارا مال اس مظلوم کو دے دیا اور واپس اپنی اقامت گاہ پر جلوہ فرما ہوئے۔

قطب عالم کا معنی:

حضرت علاّمہ قاضی مغیث الدّین ابن قاضی بہاؤ الدین اُچوی فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم قطب العالم کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں کہ یہ شخص تمام جہاں پر تصرف رکھتا ہے اور مخلوق کے لئے جو کچھ چاہے خالق سے دلواتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ قطب الاقطاب کا تھا۔ قطب عالم پر ایک قطب الاقطاب ہوتا ہے اور قطب العالم کا مرتبہ عمر کے آخری حصے میں حاصل ہوتا ہے۔

روافض کا بطلان:

حضرت مخدوم جہانیاں ارشاد فرماتے ہیں جس نے رافضیوں کے تین شہر دیکھے ایک ہر جو کہ مکہ اور مدینہ کے قریب ہے دوسرا قطیف تیسرا بحرین روافض کے معنی آپ فرماتے ہیں ترک (چھوڑنے) کے ہیں۔ ایک گروہ نے حضرت امام زین العابدیں کو اپنا امام تسلیم کیا اور اصحاب ثلثہ (ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اور حضرت علی کو حق پر سمجھتے ہیں یہ رافضی لوگ ہیں ان لوگوں نے حضرت زید سے کہا کہ سنت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم ترک کر دیں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں آپ نے فرمایا میں سنت رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا تو ان لوگوں نے آپ کی روگردانی کی اور کہنے لگے ہم ایسا مذہب بنائیں گے جو سنت کے خلاف ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا مذہب بنالیا اور:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔

(النساء آیت ۳)

کا معنی رافضیوں نے یوں کیا پس نکاح کرو اس سے جو تمہیں اچھی لگیں اور بعض نے یوں ترجمہ کیا۔ دو، دو، تین، تین، چار، چار = ۱۸ عورتیں یعنی انہوں نے اٹھارہ عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا جب کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صرف چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کی اجازت دی۔ اس لئے یہ فرقہ باطل ہے۔

ایک دفعہ وزیر خانِ جہان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا بادشاہ نے آپ کی بارگاہ میں یہ بہت سے کپڑے بھیجے ہیں آپ خود ان کپڑوں کو استعمال فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اول تو میں خود پہنوں گا ورنہ اپنی اہلیہ کو دے دوں گا وزیر صاحب نے کہا اول اور غیر اول سے کیا مراد ہے حضرت مخدوم فرمانے لگے وزیر صاحب میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْحَرِیْرُ وَالذَّھَبُ مُحَرَّمَانِ لِذُکُوْرِ اُمَّتِیْ وَحَلَالٌ لِاُنَاثِھِمْ۔

(حریر) (ریشمی کپڑا) اور سونا میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہے۔ اور عورتوں کے لئے جائز ہے اور حضرت مخدوم نے حضرت خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کتنے جوڑے ہیں عرض کی حضور ۲۶ جوڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: حسن مٹھائی لے آؤ جب مٹھائی آگئی تو اپنے ہاتھ سے وزیر کے منہ میں مٹھائی ڈال دی اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ

(اے اللہ اسے ایمان کی مٹھاس عطا کر)

میت کو زندہ کردیا:

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ العزیز نے ۷۸۴ھ میں آخری حج کیا۔ آپ کے ہمراہ دیگر احباب کے علاوہ مولانا شمس الدین بھی تھے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ بھنی ہوئی مچھلی کھاؤں حضرت میری طرف دیکھ کر مسکرا پڑے اور فرمانے لگے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

اس وقت ایک مچھلی جس کا وزن تقریباً دو من تھا سمندر میں اچھلی اور جہاز کے اوپر آپڑی ہم نے پکڑی اور خوب سیر ہو کر کھائی۔ جدہ پہنچ کر اُمّ الخلائق حضرت حوا کی بارگاہ میں حاضری دی اور اتفاقاً ایک جنازہ آگیا۔ جب معلوم کیا کہ یہ جنازہ کس کا ہے تو بتایا کہ حضرت شیخ بدر دین یمنی جو تیں سال تک حرمین کی خدمت سرانجام دیتے رہے ان کا جنازہ ہے کل عصر کے وقت تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ یہاں کس کام کی غرض سے آئے تھے۔ آپ سن کر کچھ دیر سر جھکائے رہے اور پھر سر اٹھا کر فرمایا جنازہ دفن مت کرو مسجد میں جنازہ رکھوا دیا گیا اور لوگوں کو رخصت کر کے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور تلاوت فرما کر دوگانہ میں مشغول ہوئے تھوڑی دیر بعد شیخ بدرالدین نے حرکت کی اور اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے مغرب کی آذان کیلئے شیخ بدرالدین کو حکم دیا لوگ انکی آواز سے واقف تھے۔ شہر میں کہرام بپا ہو گیا مسجد کا دروازہ کھولا تو شیخ بدرالدین کو آپ نے امامت کا حکم دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بمع شیخ بدرالدین مکہ مکرمہ روانہ

ہو گئے۔

حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہو کر در رسول پر سلام عرض کیا تو جواب آیا وعلیکم السّلام۔

حضرت مخدوم جہانیاں علیہ الرحمۃ کو ایک سو اٹھاسی علوم پر عبور حاصل تھا جس کا تذکرہ جامع العلوم میں موجود ہے۔

یہاں تبرکا مختصر سا تذکرہ کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین

آپ کا وصال مبارک ۱۰ ذوالحجہ ۷۸۵ھ میں اٹھہتر سال تین ماہ پچیس یوم کی عمر میں ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

☆☆☆☆☆

باب چہارم:
فصل اوّل

سادات بساہاں شریف

سادات بساہاں شریف کا پس منظر

برادران اسلام! حضور سیّد العالمین رحمت العالمین جان کائنات روح الارواح صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جس چیز کی نسبت ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو عظمت عطا فرمائی۔

جب شہر مکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نعلین مبارک سے مشرف ہوا:

لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ

(قسم ہے مجھے اس شہر کی اور جب مدینہ میں آپ جلوہ فرما ہوئے تو فرمایا:

وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ

جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مکہ کی نسبت ہوئی تو مکہ کی قسم فرمائی اور مدینہ کی نسبت ہوئی تو مدینہ کی قسم کھائی۔

خوشتر آں شہرے کہ در وے دلبر است

اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کی بات آئی تو فرمایا:

وَالْعَصْرِ

تو معلوم ہوا شہر مصطفیٰ ﷺ شہروں میں بے مثل زمانہ مصطفیٰ ﷺ زمانوں میں بے مثل (یاد رہے قیامت تک حضور ﷺ کا ہی زمانہ ہے) امت مصطفیٰ ﷺ امتوں میں بے مثل اور اصحاب مصطفیٰ ﷺ سابقہ امتوں کے اصحاب سے بے مثل غرضیکہ جس چیز کو حضور ﷺ سے نسبت ہو گئی وہ بے مثل و بے مثال بن گئی یہاں تک کہ حضور ﷺ کا کرتہ مبارک بے مثل حضور ﷺ کی دستار مبارک بے مثل اور حضور ﷺ کی نعل پاک کا یہ حال ہے:

سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو کہتے پھریں ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

برادران اسلام! جس شے کی حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَالِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہو گئی اس کی عظمت کا یہ حال ہے تو پھر بتاؤ اس آل کا کیا حال ہوگا؟ جس کے بارے میں حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلْفَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّیْ

(فاطمہ مجھ سے ہے)

حُبّ نبی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حُبّ نبی
جِسْمُکَ جِسْمِیْ لَحْمُکَ لَحْمِیْ کچھ فرق نہیں مابین پیا

گویا حکم ہو رہا ہے اے فاطمہ تو مجھ سے تیری اولاد مجھ سے جس نے تیری اولاد کی عزت کی اس نے میری عزت کی جس نے تیری آل کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

جو در حسین پہ مقیم ہو تو ضرور پہنچے علی تلک
جو علی ملے تو نبی ملا جو نبی ملے تو خدا ملا
آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی
خیر پاؤ محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

اور آل نبی کی یہ عظمت کیوں نہ ہوتا نا! امام الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نانی ام المومنین دادا سید الاشجعین، دادی سیدۃ نساءِ اھل الجنۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں۔ اولاد علی کا ادب تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہو کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اور جو لوگ اہل بیت کا ادب کرنے والے ہیں ان کے بارے میں رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَرْبَعَۃَ اَنَا لَھُمْ شَفِیْعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَوْ بِذَنُوْبِ اَھْلِ الْاَرْضِ الْمُکْرِمِ لِذُرِّیَّتِیْ وَالْقَاضِیُّ حَوَائِجِھِمْ وَ السَّاعِیُّ فِیْ اَمُوْرِھِمْ وَالْمُحِبُّ لَھُمْ بِقَلْبِہٖ وَلِسَانِہٖ۔
(الصواعق المحرقہ)

میں قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا وہ روئے زمین کے گناہ لے آئیں۔ (۱) میری اہل بیت کی عزت کرنے والا۔ (۲) ان کی حاجتیں پوری کرنے والا (۳) دل اور زبان سے ان سے محبت کرنیوالا اور شفاء شریف میں ہے:

مَعْرِفَتُ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْوَلَايَةُ لِاٰلِ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ۔

(الشفاء ج ۴ ص ۳۸)

آل رسول کی پہچان کرنے والے کو دوزخ سے نجات حاصل ہے اہل بیت کی محبت پل صراط کا ٹکٹ اور آل رسول کی دوستی عذاب سے بچاؤ ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اللہ تعالیٰ نے سادات کرام کو نسبی خون کی پاکیزگی و طہارت نسبی کرامت کے ساتھ ساتھ فطری صلاحیت بھی زیادہ عطا فرمائی ہے اس لئے نسبی کرامت کے ساتھ ساتھ مجاہدہ و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے اکثر اولیاء عظام اسی خاندان سے پیدا ہوئے ہیں مثلاً بارہ امام۔ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت داتا علی ہجویری، حضرت مخدوم جہانیاں، حضرت معین الدین اجمیری، حضرت پیر سید حبیب اللہ بخاری رضی اللہ عنہم، حضرت سیدی وسندی و ملجائی حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری چمنستان زہرہ کی خوش رنگ کلی تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد مدینہ طیبہ سے بخارا تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں تشریف لائے حضرت سید شاہ محمود نقوی قدس سرہٗ العزیز خاندان سادات نقوی بخاری کے چشم و چراغ اور چمنستان زہرا کی خوش رنگ کلی تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد مدینہ طیبہ سے بخارا تشریف لائے اور اسلام کی

تبلیغ و اشاعت فرمائی اور ان کی اولاد بھی یہیں ہیں پروان چڑھی اور انھوں نے دین اسلام کی تبلیغ کی ان کے مزارات بھی بخارا میں ہیں یہ تمام حضرات انتہائی قابل عالم فاضل اور تصوف کے اپنے اپنے دور کے پیشوا تھے حضرت سید علی المؤید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندار جمند حضرت سید جلال الدین سرخ حیدر بخاری قدس سرہ العزیز کو وصیت فرمائی کہ اگر تمہیں میرے دنیا سے جانے کے بعد اکتساب فیض کی ضرورت پڑے تو ملتان حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی کے پاس چلے جانا چونکہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی نے بچپن میں سالہا سال آپ کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے آپ نے یہ وصیت فرمائی۔

چنانچہ حضرت سید علی المؤید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی حاضری سے فارغ ہو کر اپنے والد گرامی کی وصیت کے مطابق ملتان اکتساب فیض کے لئے تشریف لائے اور کئی سال کے قیام کے بعد حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی کے حکم کے مطابق اوچ شریف تشریف لائے اور وہاں تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ آپ کا وصال بھی یہاں ہی ہوا۔

حضرت سلطان احمد کبیر حضرت سید جلال الدین المعروف مخدوم جہانیاں، حضرت سید محمود نر ناصر دین سب یہاں ہی مقیم رہے اور پھر حضرت سید محمود ناصر الدین کے صاجزادے حضرت سید علی علاؤ الدین بخاری اوچ شریف سے کشمیر ضلع بارہ مولا موضع سکندر پورہ میں وارد ہوئے اور ان کی اولاد پشت در پشت اسی جگہ آباد ہے ان کے مزارات بھی یہاں ہی ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یوں ہیں۔ حضرت سید فخر الدین بخاری، حضرت سید حاجی محمد مراد بخاری موضع کریری، حضرت سید ابو سعید بخاری۔ حضرت سید

فخر الدین بخاری، حضرت سید حاجی محمد مراد بخاری موضع کریری، حضرت سید ابو سعید بخاری حضرت سید عبد العزیز بخاری، حضرت سید عبد اللہ بخاری، حضرت سید عبد الشکور بخاری، حضرت سید عبد اللہ بخاری، حضرت سید عبد الشکور بخاری حضرت سید حاجی عبد الرشید بخاری نے علاقہ اوڑی موضع بیاڈان سکونت اختیار کر لی اور یہیں ان کے ہاں اولادیں ہوئی۔ (آپ نے سات پیدل حج کیے آپ کی اولاد علاقہ اوڑی کے مختلف مقامات پر آباد ہے پلان چوہدریاں بساہاں، کہڑی کللسان، ملک سولی، ہالن وغیرہ میں اس خاندان کے سادات نقوی بخاری آباد ہیں۔

حضرت پیر سید عبد الرشید بخاری کے صاجزادے حضرت سید محمود سعید بخاری بساہاں شریف تبلیغ اسلام اور لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے تشریف لائے اور بساہاں شریف ہی قیام پذیر ہوئے۔آپ کا مزار مبارک بساہاں شریف ہے۔آپ کے صاجزادے حضرت پیر سید مقصود بخاری اپنے والد گرامی کے تربیت یافتہ تھے آپ اپنے والد گرامی کے وصال شریف کے بعد دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ اور زہد و عبادت میں مصروف رہے حضرت پیر سید مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادے حضرت الحاج پیر سید حبیب اللہ بخاری قدس سرہ العزیز ہیں ۔آپ کے بچپن سے ہی آثار ولایت آپ میں پائے جاتے تھے آپ شریعت مطہرہ کے انتہائی پابند تھے۔ دن کو آپ تبلیغ اسلام فرماتے نمازیں پڑھاتے اور رات شب بیداری فرما کر اپنے خالق حقیقی کی عبادت میں مصروف ہو جاتے آپ کی حکومت انسانوں کے دلوں کے علاوہ جنات پر بھی تھی بڑے بڑے دیو آپ کا نام نامی سن کر کانپ اٹھتے آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔

آپ نے تین حج پیدل کئے آپ کا وصال مبارک ۱۳ ذیعقد

۱۳۷۴ھ کو ہوا آپ کا مزار مبارک بساہاں شریف ہے۔آپ کا عرس مبارک بساہاں شریف ہوتا رہا مگر سیدی حضرت پیر محمد آمین شاہ بخاری مدظلہ العالی کے سید پور شریف چکوال آنے کے بعد سید پور شریف ہونے لگا اورا ب بھی ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۳ ذیعقدہ کو سید پور شریف میں ہوتا ہے۔جس میں کثیر التعداد لوگ شامل ہوکر فیضان حاصل کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

فصل دوئم

شجرہ نسب

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت مطلع انوار حقیقت پیر سید مسکین شاہ ولایت قدس سرہٗ ۔ حضرت الحاج پیر سید مسکین ولایت شاہ نقوی بخاری، نقشبندی، قادری چشتی، سہروردی، شطاری، حنفی قدس سرہ العزیز کے نسب پاک کا سلسلہ ۳۶ واسطوں سے حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے اور ۲۰ واسطوں سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

(۱) سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تاریخ پیدائش جمعۃ المبارک ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل بیت اللہ شریف تاریخ شہادت ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ ھ مدفن نجف اشرف۔

(۲) حضرت امام حسین علیہ السّلام تاریخ پیدائش ۵ شعبان المعظم بروز پیر مدینہ منورہ تاریخ شہادت ۱۰ محرم الحرام ۶۱ سنہ ھ مدفن کربلا معلیٰ۔

(۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سن ولادت ۳۱ یا

۳۸ ہجری مدینہ منورہ تاریخ وفات نصف محرم ۹۵ھ مدفن مدینہ منورہ۔

(۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام ولادت ۳ صفر بروز جمعۃ المبارک ۵۷ھ مدینہ منورہ۔ تاریخ وفات ۱۱۴ھ ۷ ذوالحجہ مدفن مدینہ منورہ۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام تاریخ پیدائش ۸۰ھ بروز پیر ۱۳ ربیع الاول مدینہ طیبہ تاریخ وفات بروز پیر نصف رجب ۱۴۹ ہجری مدفن مدینہ منورہ۔

(۶) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام تاریخ پیدائش مقام ابواہ مکہ مدینہ کے درمیان بروز اتوار ماہ ۷ صفر ۱۲۸ھ ۵ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک ۱۸۶ھ مدفن بغداد۔

(۷) حضرت امام علی رضا علیہ السّلام تاریخ پیدائش ۱۱ ربیع الاول ۱۵۳ھ تاریخ وفات ۲۰۲ھ بروز جمعہ مدف (طوس) (بغداد شریف)۔

(۸) حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام تاریخ پیدائش رجب ۱۹۵ھ مدینہ منورہ شریف تاریخ وفات ۲۶ ذوالحجہ ۲۱۰ھ بغداد مدفن بغداد۔

(۹) حضرت امام علی نقی علیہ السّلام تاریخ پیدائش ۲۱۴ھ ۱۳ رجب مدینہ طیبہ تاریخ وفات ۲۵۴ھ بغداد مدفن بغداد۔

(۱۰) حضرسید جعفر اول نقوی البخاری علیہ السّلام (آپ قطب السادات ہیں۔

تاریخ وفات ۴ ربیع الاول ۲۷۱ھ مدفن بغداد۔

(۱۱) حضرت سید عبداللہ نقوی تاریخ وفات ۶ ربیع الاول ۳۴۰ھ مدفن بغداد۔

(۱۲) حضرت سید علی عسکری نقوی علیہ السّلام تاریخ وفات ۵ صفر

۲۹۱ھ مدفن بغداد۔

(۱۳) حضرت سید احمد نقوی علیہ السّلام تاریخ وفات ۵ صفر ۳۸۰ھ مدفن بغداد۔

(۱۴) حضرت سید شاہ محمود نقوی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سب سے پہلے بخارا آئے۔ بخاری سادات آپ سے ہیں تاریخ وفات ۲۱ جمادی الاول ۴۷۰ھ مدفن بخارا۔

(۱۵) حضرت سید محمد نقوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ وفات ۱۹ شوال ۵۴۷ھ مدفن بخارا۔

(۱۶) حضرت سید جعفر نقوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ وفات ۱۹ ذیعقد ۵۹۰ھ مدفن بخارا۔

(۱۷) حضرت سید علی المؤید نقوی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ وفات ۶ ذوالحجہ ۶۰۰ھ مدفن بخارا۔

(۱۸) حضرت سید جلال الدین سرخ حیدر بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ پیدائش ۵ ذوالحجہ ۵۰۵ھ تاریخ وفات ۱۹ جمادی الاول ۶۹۸ھ ملتان آئے اور پھر وہاں سے اوچ شریف مزار مبارک اوچ شریف بہاولپور میں ہے پاک و ہند میں بخاری سادات ان ہی کی نسل ہے۔

(۱۹) حضرت سید سلطان احمد کبیر بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفن اوچ شریف۔

(۲۰) حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت تاریخ پیدائش ۱۵ شعبان ۷۰۷ھ تاریخ وفات ۱۰ ذوالحجہ ۷۸۵ھ اوچ شریف۔

(۲۱) حضرت محمود نر ناصر الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ

پیدائش ۲ ذیقعدہ ۷۴۰ھ تاریخ وفات ۲۲ رمضان ۸۰۰ھ اوچ شریف۔
(۲۲) حضرت سید علی علاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اوچ شریف سے کشمیر سکندر پورہ ضلع بارہ مولا آئے، مزار شریف سکندر پورہ آپ بڈھا شاہ کے دور میں قریباً ۸۰۰ھ کے آخر میں تشریف لائے کشمیر میں بخاری سادات آپ کی نسل سے ہیں۔
(۲۳) حضرت سید فخر الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشمیر موضع سکندر پور کشمیر۔
(۲۴) حضرت سید حاجی محمد مراد بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ وفات ۸۶۱ھ، ضلع بارہ مولا کشمیر
(۲۵) حضرت ابوسعید بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۲۶) حضرت سید عبدالعزیز بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۲۷) حضرت سید زاہد بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۲۸) حضرت سید شریف اللہ بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۲۹) حضرت سید قاسم بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۳۰) حضرت سید عبداللہ بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۳۱) حضرت پیر عبدالشکور بخاری مدفن کشمیر بارہ مولا کریری۔
(۳۲) حضرت سید حاجی عبدالرشید بخاری۔ موضع بیاڈان تحصیل حال اوڑی حال حویلی آزاد کشمیر۔
(۳۳) حضرت سید محمود سعید بخاری۔ آپ بیاڈان سے بساہاں تشریف لائے جو ریاست پونچھ میں ہے تحصیل حویلی فاروڈ کہوٹہ میں ہے آزاد کشمیر۔
(۳۴) حضرت سید پیر مقصود بخاری تحصیل حویلی بساہاں شریف آزاد کشمیر۔

(۳۵) حضرت پیر سید الحاج حبیب اللہ شاہ بخاری تحصیل حویلی کہوٹہ بساہاں شریف۔

(۳۵) حضرت الحاج پیر سید شاہ ولایت نقوی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بساہاں شریف کا شجرہ شریف ۳۶ واسطوں سے مولا علی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔آپ آل نبی اولاد علی علیہ السلام ہیں۔

☆☆☆☆☆

منقبت
الحاج پیر السیّد ولایت شاہ صاحب
بساہاں شریف

مصدر برکاتِ مرکزِ ایزد مرکزِ نورِ الٰہ
میر جی سید ولایت شاہ چہ عالی دستگاہ

محیط انوار حق نیکو گہر فرش لقا
مَأمَنِ مفقرا بلا شک در بساہاں جندا

در شریعت مخزنِ اسرار بیشک ذات اُو
ہست حاوی بر ہمہ ابدوں زہے برکات اُو

در طریقت رہنمائے سالکاں لاریب ہست
ایں مدارج حاصل او بالیقین از غیب ہست

در حقیقت طے شدہ طرقہائے معرفت
اے ضیاء الدین زحق حاصل بہ او ایں مکرمت

باب پنجم:

حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری بساھنوی ثم ملی رحمۃ اللہ علیہ

مناجات

سید السالکین، مقتدائے کاملین، جامع الحسنات، منبع کرامات زائر حرمین شریفین عاشق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیر طریقت حضرت قبلہ سید شاہ ولایت بخاری نوَّرَ اللہ مرقدہٗ یہ عرض جناب حضرت الحاج سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے دربار میں پیش کی گئی ہے۔

اوّل صفت خداوند تائیں بعد درود رسولاں
آل اماماں تے اصحاباں اللہ دیاں مقبولاں

غوث الاعظم پیر پیراں دا گھر بغدادی والا!
میں لکھ وار پڑھاں صلواتاں اجر دیوے حق تعالیٰ

میں عاجز دربار تساڈے آن سوالی ہویا
دن تے راتیں روندیاں روندیاں پاک جمال نہ ہویا

حبیب ہے نام نبی صاحب دا شاہ ہے نام اللہ دا
دو ویں نام صحیح تساڈے میں ڈٹھا نور تجلی

میں ڈردا خوف تیرے تھیں شاہا ذرا کلام نہ کردا
وس نہیں کجھ میرے شاہا حکم تیرے دا بردا

عشق تیرے نے شاہا تیریاں لیاں چک مہاراں
وچ جناب رسول اللہ دی لے چل او گنہاراں

میں بے عذر غلام تساڈا میں دعوی نہ کوئی
باجوں ذات اللہ اک مینوں ذرا آسر نہ کوئی

ربا جان میری ہن ترلے لیندی پھس گئی وچ پھائی
جو دربار تیرے دا سوالی ربا کل وی آس پنچائی

جیویں وچھوڑا رب میرے نے یعقوب نوں پایا
چالیاں برساں پچھوں ربا یوسف چا ملایا

جیویں زلیخا یوسف تائیں ربا میل کرایا
تیویں میل اک واری میرے یار خدایا

اینویں میل ربا اکواری میرے دلبر تائیں
رورونت کراں فریاداں ہر ویلے ہر جائیں

صدقے نام حبیب اپنے دے کرم کروا کواری
جیکر نظر مہر دی دیکھو فضل کرے رب باری

میں عاجز مسکین بیچارا روندا بھر بھر آہیں
فضل کرے رب باری میں پر ہاں بہت گناہیں

حبیب شاہا جی کر نظر رحمت دی ہوئے فضل الٰہی
دتا شوق خدا وند مینوں حُب تساڈی آئی

میں دربار تساڈے آکے رہاں خاموش نہ بولاں
محرم ہین دلاندا تو ہین دسدا وچ جہاناں

ایہہ وچھوڑا مینوں لگا ڈاڈاہا وچہ جگر دے
یا حضرت نام تساڈا لون لون رچیا وچ وجود میریدے

یا حضرت پیر حبیب شاہا جی عاجز کرے زاراں
وچ جناب رسول اللہ دے لے چل او گنہاراں

رب تساڈا دنیا وچ اندر کیتا شان ودیرا
توں محبوب پیارا رب دا نیویں عالم سارا

چواں کونٹا وچ شاہا تیرا وجے خوب نگارا
علی حسین جو صفت کی آکھے دکھاں درداں مارا

دِسے مینوں نور تساڈا وچہ زمین آسماناں
لعل پیارا خاص نبی دا دسیں وچہ جہاناں

جان جان نام تساڈا لیندا الوں لوں راضی تھیندا
عشق تیرے دی میں کناری دلدے اندر سیندا

لوکی حج مکہ دا کردے میں اتھے حج وہندا
بساہاں اک مکان عالی جا جتھے دلبر رہندا

کوکافاں وچہ آن وگا یارب سچیدا بھاناں
سخت پہاڑ تے جنگل ڈاڈہا رستہ مول نہ جاناں

ہر اک بندے تائیں پچھان وچ بساہاں جاناں
نہ کوئی رہبر ساتھی میرا مولا آپ پچھاناں

ایس پردیس ملک وچہ ربا کس نوں حال سناواں
تے کس نوں درددلیدادساں رورو کے مرجاواں

پھر ٹھہریا نہیں پچھداپچھد اوچ قصبے دے آیا
رب سچے نے اتھوں مینوں اک چنگا پیر ملایا

سید زادہ صابر ڈاڈھا عاجز دے سنگ آیا
پیر نیاز علی شاہ کہندے اس پر مولا نے رنگ لایا

خدمت اس نے ڈاہڈی کیتی اجر دیوے حق تعالیٰ
جو مال غنی دے ہین کنجوس سی رب کرسی منہ کالا

جو سخی بہادر رب دے پیارے سوہنے منہ اجالا
جو مسکین یتیم بیچارے ہے رب پالن والا

سختی تنگی نہ دکھلائیں ربا کسے بندے تائیں
جتھاں بزرگاں کراں تلاشاں ربا کیویں ملائیں

سنیا بزرگ عامل رہندا وچ بساہیں
پیر حبیب شاہ دا ربا جلد دیدار کرائیں

سیف ملو کے والا حالہ کجھ کجھ دسیوے
جھلی مصیبت سختی سر پر مطلب حاصل ہوئے

بناں مصیبت نہ کجھ ملدا چاہے عامل کامل ہوے
او مسکیناں توں کی کرسیں رہبر کامل ہوئے

سیف الملوک پری دل بیٹھے نال محبت دلدی
جس چیزے نوں لوڑن چڑھیے اوڑک اکدن ملدی

لوڑن والا رہیا نہ خالی لوڑ کیتی جس سچی
بے لوڑن والا راہوں پھریا لوڑ اوہدی گن کچی

میں بھی وچہ پہاڑاں روندا پھردا رو رو مارا آہیں
سخت پہاڑ تے جنگل ڈاڈھا کوکن شیر بلائیں

سنیا پیر حبیب شاہ جی رہندا وچہ بساہیں
او مسکینا نہ کر ہاڑے بن رہبر کجھ ناہیں

نیزہ ببر سیر شاہا غازی ہے حضرت بھاری
کراں زیارت اس جگہ دی حکم کیتا رب باری

سوہنی جگہ ڈٹھی اوتھے سبز پھلاں دی پھلواڑی
رنگا رنگ پرندے بولن ذکر اللہ دا جاری

سیر کرن اولیاواں تائیں شیراں دی سواری
کراں دعائیں اللہ اگے توں اللہ توں واری

اج جمال ہویا یا حضرت کیتا فضل الٰہی
سوہنی صورت نرم حلیمی منہ پر نور الٰہی

قد میانہ حضرت سندا ریش مبارک مہندی لائی
پنجے وقت نماز گزاری ہر دم ذکر الٰہی

دویں لعل تساں گھر جمڑے کیتے رب عنائت
چھوٹا شاہ محمد سوہنا وڈا شاہ ولائیت

یا رب توں کر انہاں لعلاندی عمراں زیادے
سب خلقت سب سلاماں کردی سوہنے خاص شہزادے

سید سرور دو عالم لیو عاجز دیا ساراں
توں محبوب نبی سرور دا میں پر لطف بہاراں

شفقت نالوں سوہنیا پیرا میں ولی نظر اولاویں
بیڑے ڈبے بحر غماندے جلدی پار اوتاریں

میں بھی سائل بہت مدت دا سخیاندے دربارے
کدی تے ہوسی حکم غریباں کون کھلا کس کارے

جیکر خیر حضور چاہو پیر میرے پیارے
وچہ بساہاں پونچہالوڑیں سخیاندے دربارے

سدھروں کھوٹہ اک علاقہ تحصیل اوڑی
راجیاں دی اوجاگ سعیدی عرفوں خاص راٹھوری

میں مسکین رہاں پنجابے مسکن خاص بٹالہ
امرتسر لاہور اندر بھی برسے نور اُجالا

سنہ اناٹھ اندر میں تحفہ ایہہ مضمون بنایا
میں عیبی بہت گناہیں بخشیں بار خدایا

اِبا خان میرا ایک دوست موضع وچ سلونی
دیوے رب مراد مٹھی اس تے عمر ہوئے اس دونی

عاجز طمع تے خشک حلیمی شیریں درا مخانے
دب ہمیشہ شاد رکھے اس ہر دم نال ایمانے

☆☆☆☆☆☆

فصل اوّل:

ولادت و تعلیم و تربیت

ولادت باسعادت:

ولادت باسعادت بمقام بساہاں شریف ۱۳۷۳ھ حضرت الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

زہے دولت مادر روزگار
کہ نورے چنیں پرور دورکنار

آپ کے والد گرامی کو نومولود کی اطلاع پہنچی تو آپ خوش ہوئے اور جب دیکھا تو آثار ولات پیشانی پر نظر آئے تو نام بھی سیّد ولایت شاہ رکھ دیا گیا۔

القاب:

آپ کو مسکین کے لقب سے پکارا جاتا ہے جو آپ کو سفر حج کے دوران حضرت پیر سیّد محمود حسّام الدین قدس سرہٗ العزیز سجادہ نشین دربار عالیہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے عطا فرمایا۔ ننھیال خاندان نے جب آپ کے بچپن سے ہی آثار ولایت دیکھے تو بادشاہ لقب سے پکارنے لگے اور ہمیشہ آپ کو بادشاہ کے لقب سے پکارا جاتا رہا۔

عہد طفولیّت:

اللہ تعالیٰ جن افراد کو تبلیغ دین کی اشاعت و ترویج کے عظیم مقصد کے لئے پیدا فرماتا ہے انہیں مخصوص صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور ان عظیم لوگوں کا بچپن بھی عظیم ہوتا ہے اور دیکھنے والی آنکھیں ان کے مستقبل کے روشن و درخشندہ کارناموں کا اندازہ کر لیتی ہیں، حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن میں روزہ رکھنا ان ہی صلاحیتوں میں شامل ہے۔

حضرت قبلہ و کعبہ پیر سیّد شاہ ولایت صاحب بچپن میں ہی کھیل کود سے نفرت فرماتے تھے اور گالی گلوچ سے سخت نفرت تھی۔ آپ صفائی پسند فرماتے تھے ان پسندیدہ علامات کی وجہ سے اپنوں بیگانوں میں ہر دل عزیز تھے۔ بول و براز کی ضرورت پڑتی تو آپ بے چین ہو جاتے آپ عام لڑکوں کی طرح نہ تھے۔ اور آپ نے اپنے والدین کو کبھی رنجیدہ نہ کیا آپ کی ان خصلتوں کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ سیّد شاہ ولایت بن کر فیضان رساں ہوگا۔

پرورش:

آپ ابھی چند ماہ کے تھے کہ آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے نانا صاحب چوہدری اگر خان صاحب راٹھو جو کہ اپنے علاقہ (موضع مندھار تحصیل حویلی ضلع پونچھ کشمیر) کے متمول اور انتہائی دین دار شخص تھے۔ انھوں نے اپنے گھر میں حضرت صاحب کی بھی پرورش کی۔ آپ کے ننھیال کے تمام لوگ آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ آپ کو بچپن میں داغ یتیمی دے کر سنت نبوی صلّی

اللہ علیہ والہ وسلم سے نوازے۔ جب آپ کی پرورش کا دور مکمل ہوا تو آپ کے ننھیال کی رضا مندی سے آپ کے والد گرامی تعلیم و تربیت کے لئے بساہاں شریف واپس لے آئے اس وقت تقریباً آپ کی عمر شریف ۵ برس کی تھی آپ کے والد گرامی آپ کو ننھیال سے واپس لا کر حضور ﷺ ۔

تحصیل علم:

آپ کے والد گرامی آپ کو ننھیال سے واپس لا کر حضور ﷺ کی اس حدیث پاک:

اُطلُبُو العِلمَ مِنَ المَھدِ اِلَی اللَّحدِ
(ماں کی گود سے قبر میں جانے تک علم حاصل کرو)

پر عمل پیرا ہوئے تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند کی رسم بسم اللہ کا آغاز کرتے ہوئے قرآن پاک پڑھانے کے لئے حافظ قرآن، قاری قرآن، کاتب قرآن (جن کا قلمی نسخہ سید پور شریف میں ہے) حضرت حافظ عبدالخالق قدس سرہ کی خدمت میں آپ کو بٹھا دیا۔

حضرت حافظ صاحب نے نہایت محنت، محبت و شفقت سے آپ کو چند ماہ میں قرآن پاک پڑھا دیا۔ حضرت حافظ صاحب آپ کی ذہانت سے انتہائی متاثر ہوئے اور آپ کے والد بزرگوار سے فرمانے لگے حضور قبلہ پیر صاحب جی معلوم ہوتا ہے یہ بچہ زمانے کا سب سے بڑا مفتی و عالم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا قرآن مقدس کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کے والد گرامی جو علم و عمل کا بیکراں چشمہ تھے۔ جو طریقت، شریعت معرفت میں یکتائے روزگار تھے اور بڑے بڑے معتبر علماء آپ کے علم سے مستفید

ہوئے تھے۔ آپ کے والد گرامی چونکہ بہت بڑے عالم تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے فرزندار جمند کو صرف ونحو فقہ کی خود تعلیم دینی شروع کی۔ اور تھوڑے عرصہ میں تمام علوم متداولہ کی تعلیم دیکر آپ کو بحرالعلوم بنا دیا اور تمام کتب آپ نے صرف اپنے والد صاحب سے پڑھیں آپ کو دینی کتب کے مطالعہ کا بہت ہی شوق تھا اور تمام علوم پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ کشمیر کے ذہین فصیح وبلیغ مفتی حضرات سے جو مسئلہ حل نہ ہوتا وہ مسئلہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا آپ فوراً اس مسئلے کو حل فرما دیتے آپ کا کتب خانہ جوکہ آپ کا سب سے قیمتی سرمایہ تھا اس میں نایاب کتب ہزاروں کی تعداد میں موجود تھیں۔ تفسیر حدیث اور فقہ و دیگر تمام فنون کی تمام کتب بھی اس کتب خانہ میں موجود تھیں۔ آپ کے وصال مبارک کے بعد بھی یہ کتب خانہ علماء کی نگاہوں کی زینت رہا لیکن ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اس کتب خانے کا اکثر حصہ ضائع ہوگیا اور چند کتب باقی رہ گئیں جواب بھی دربار عالیہ بساہاں شریف میں موجود ہیں۔

آپ کا علم وفضل:

سیّدی وسندی وملجائی قبلہ عالم حضرت پیر سیّد شاہ ولایت صاحب نقوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم اپنے والد محترم علیہ الرحمہ سے پڑھے اور شرعی علوم کا پڑھنا چونکہ ہر ولی کے لئے ضروری ہوتا ہے علوم شرعیہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نظامیہ بغداد شریف جا کر حاصل کیا۔ حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے محمود غزنوی کے مدرسہ میں حاصل کیا اور حضرت پیر شاہ ولایت نقوی بخاری علیہ الرحمہ نے اپنے والد محترم کی درسگاہ سے حاصل کیا اور قانون یہ ہے کہ اگر کسی استاد کی

قابلیت دیکھنی ہو تو اس کے شاگرد کی اہلیت کو دیکھا جاتا ہے اور پھر استاد مختلف فنون کے ہوتے ہیں کوئی فقہ کا استاد کوئی حدیث کا استاد وغیرہ لیکن حضرت پیر سیّد حاجی حبیب اللہ نقوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم وفنون عطا فرمائے تھے اور آپ تمام فنون کے استاد تھے۔ اس لئے حضرت سیّد شاہ ولایت کو کسی دوسرے استاد سے پڑھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اور ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ تصوّف کے ماہر، عالم ربانی صوفی باصفا تھے ظاہری اور باطنی کی کمالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہارت تامہ عطا فرمائی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنے لختِ جگر، نورِ نظر حضرت پیر سیّد شاہ ولایت نقوی البخاری قدس سرہٗ کو علوم وفنون ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی علوم سے اس قدر نوازا کہ آپ کو علوم باطنی پر کامل دسترس حاصل ہو گیا۔ ظاہری علوم کے فنون کو گنا جا سکتا ہے اور اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون کتنا بڑا عالم ہے مگر ان علوم کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو قدرتِ کامہ کی طرف سے عطا ہوئے ہوں (یعنی علوم تصوّف) حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خویش را صافی کن از صاف خود
تا ببینی ذات پاک وصاف خود
بنی اندر دل علوم انبیاء
بے کتاب و بے معین واوستا

بشریت کے اوصاف سے باہر آتا کہ اپنی پاک وصاف ذات (جو آدمی کا اصل مقام ہے) کو دیکھ سکے۔ اس طرح تو اپنے دل میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بے پایاں علوم کے بحر زخار موجزن پائے گا اور تجھے کسی کتاب کا مددگار یا استاد کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ اس کے بعد مولانا روم

رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

دل بود مرأت ذات ذوالجلال
در دل صافی نماید حق تعالیٰ

پھر دل ذات ذوالجلال کو دیکھنے کا آئینہ بن جاتا ہے اور صاف دل میں اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے اور پھر یہ اولیاءِ کاملین اپنے رب کی تجلیات کا آئینہ بن کر دنیا دمافیہا کے اسرار کا امین بن جاتے ہیں۔ ان کی نگاہوں کو بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور اب ظاہری آنکھیں جھکا کر دل کی بصیرت سے مشاہدہ فرماتے ہیں اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ علم لدّنی کی دولت عطا فرماتا ہے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہے۔

اِتَّقُوا عَنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

(مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے)

چاند کی سطح نور سے دو لاکھ پینتیس ہزار میل دور ہے اور خلائی گاڑی کے کنٹرولر کے بقول وہ آلات سے سب کچھ دیکھتا ہے اگر آلات کی عینک سے چاند پر اترنے والوں کی حرکت کو دیکھتا ہے تو جس کی آنکھ پر :

بَصَرَهُ الَّذِیْ يَبْصُرُبِهٖ

(حدیث بخاری شریف)

(ارشاد رب العالمین) میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (کی عینک لگ جاتی ہے تو وہ کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے اس لئے مولانا روم علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

شیخ کو ینظر بنو اللہ شد

از نہایت وز نخست آگاہ شد

شیخ جو اللہ کے نور سے ہی دیکھنے والا ہوا۔ تو پھر اوّل و آخر سے آگاہ ہوا۔

حال تو دانند یک یک مو بمو

زانکہ پرہستند از اسرار ہو

تیرا ایک ایک حال بال بال جانتے ہیں اس لئے کہ اللہ کے رازوں سے پُر ہیں۔

اس طرح حضرت پیر سیّد شاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والد گرامی نے علوم ظاہری سے نوازا کہ بے علم نتواں خدارا شناخت (علم کے بغیر خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔

باہجھ علم جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

سے وریاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو

علم دین کی تعلیم دینے کا مقصد یہ تھا کہ تمام عمر کتاب و سنت کی روشنی میں گزرے اور علم دین کے ساتھ راہ سلوک کی تمام منزلیں طے کروا دیں اور آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر کامل دسترس حاصل ہو گئی۔

اور تمام علوم سے فارغ کر کے آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ نے آپ کو دلیل راہ بنالیا اور:

عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّ عِلْمًا

(سورۃ کہف آیت ۶۵)

(اور اسے علم لدنی عطا کیا اب دل عشق الٰہی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ آتش شوق کی شعلہ انگیزیاں بڑھتی گئیں۔ اب باپ کا علم بیٹے کے سینے میں سما

گیا۔

قطرہ کیا جانے کہ دریا ہے کہاں سے آیا
ذرہ کیا جانے کہ اس دشت کا رستہ ہے کدھر

آگے آپ کے علوم و فیضان کا ذکر آئے گا۔ اندازہ کر لیجئے گا کہ جن کا لخت جگر نور نظر اور شاگرد کامل اتنا باکمال تھا ان کے والدی گرامی اور استاد کس قدر باکمال ہوں گے۔

ہدایات و عرفاں سے معمور سینہ
کمالات و برکات کا اک خزینہ

☆☆☆☆

فصل دوئم :
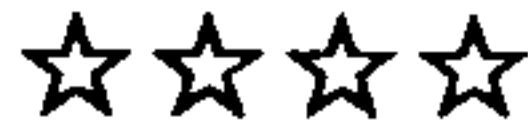
عہد شباب

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقتِ پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

جوانی کے عالم میں توبہ پر قائم رہنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے بڑھاپے میں تو ظالم بھڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے۔

برادران اسلام: جوانی کا دور زندگی کے مراحل میں ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اس دور میں بھٹکنے کا خطرہ ہوتا ہے ہر طرف شیطان کی گرفت ہوتی ہے اور شیطان بڑے بڑے سبز باغ دکھا کر جوان مسلمانوں کو پورے زور سے کفر و شرک الحاد و بے دینی کی راہوں پر گامزن کر کے جہنمی بنانا چاہتا ہے اس دور میں بہت سے لوگ بھٹک جاتے ہیں مگر وہ لوگ جن کا ہاتھ کسی مرد خدا کے ہاتھ میں ہو جن کے دل عشق الٰہی کی آگ میں جل رہے ہوں جن کی تربیت کسی مرد کامل کے گھر میں ہوئی ہو جو عشق مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلم میں بسا ہو۔ اور جو چہرہ والضحیٰ کی زیارت کا طالب ہو نہ شیطان ان لوگوں کو پھسلا بہکا سکتا ہے اور نہ ہی وہ لوگ شیطان کے مکر و فریب میں آتے ہیں بلا شبہ حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز انھیں مردان خدا میں سے تھے۔ جن کا سینہ اسرار الٰہی کا خزینہ تھا جن کی مست نگاہوں میں مدینہ تھا۔ جن کو عبادت و ریاضت میں کیف و سرور حاصل ہوتا تھا جن کی جوانی کی راتیں سجدوں مین کٹتی تھیں۔ جو جلوت و خلوت میں شریعت کے پابند تھے جو

ذکرالٰہی میں مست تھے۔

سواد شب بہ چشم عارفاں آئینہ روز است
غروب مہر در پہلوئے صبح عالم افروز است

راتیں زاری کر کر روندے نیندا کھیں تھیں دھوندے
فجری او گنہار کہاون ہر تھیں نیویں ہوندے

ایہہ دریا موہانے باجوں لنگن مول نہ ہوندا
رڑھ مردا یا ڈبدا جہڑا آپ ہکلا پوندا

شادی مبارک:

حضور سیّد العالمین رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ اَرَادَاَنْ یُلْقِیَ اللّٰہ طَاھِرًا مُطَاھِرًا فَلْیَتَزَوَّجْ

(مشکوٰۃ ص ۲۶۸)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پاک ہو کر حاضر ہونا چاہے اسے نکاح کرنا چاہیے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ الدِّیْنَ فَلْیَتَقِ اللّٰہ فِی النِّصَفِ الْبَاقِیِّ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۸)

جب آدمی نکاح کرلے تو آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے پس اللہ سے

باقی نصف کے بارے میں ڈر۔

حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رسم نکاح کو سنت قرار دے کر اسلام کے معاشرتی نظام کو بہت سی اخلاقی بیماریوں سے محفوظ کرلیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنواری شیبہ (عدم کنواری) بیوہ اور مطلقہ سے صرف اس لئے شادی فرمائی کہ اگر میرا کوئی امتی کنواری سے شادی کرے تو بھی میری سنت ادا ہو اور اگر بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرے تو بھی میری سنت ادا ہو جائے اور امت پر رحم و شفقت فرماتے ہوئے بیوہ یا مطلقہ سے اس لئے بھی شادی فرمائی تاکہ کوئی میرا امتی بیوہ یا مطلقہ سے نفرت نہ کرے جس طرح زمانہ جہالت میں نفرت کی جاتی تھی۔ مسلمانوں کی فکر و نظر کی پاکیز گی اس مقدس سنت سے وابستہ ہے اولیاء کاملین نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا سونا نکاح کرنا غرضیکہ تمام اقوال و افعال سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہوتے ہیں یہ پاکباز لوگ ہر وقت فکرمند ہوتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی سنت رہ نہ جائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت سے فیض یاب ہو کر نکاح کی سنت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں یافتن جز پڑپے مصطفیٰ

(نہ گمان کر سعدی کہ سیّدھا راستہ ہوسکتا ہے پانا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے بغیر) حضرت قبلہ عالم پیر شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کا پہلا نکاح مبارک موضع جی سیّداں میں حضرت سیّد میر جی شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوا سیّد میر جی شاہ صاحب کا شجرہ نسب چوتھی پشت میں سیّد عبدالشکور بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے اس طرح بخاری

سادات میں حضرت صاحب اور حضرت سیّد میر جی کا شجرہ نسب حضرت سیّد عبدالشکور بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ سیّد میر جی شاہ بخاری صاحب کی صاحبزادی کے بطن مبارک سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، دوسری شادی مبارک ماموں جان حاجی امیر خان کی نیک سیرت صاحبزادی موضع مندہار میں ہوئی۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں تیسری شادی حضرت پیر سیّد ستار شاہ بخاری جو رشتہ میں آپ کے چچا تھے۔ ان کی نیک و صالح صاحبزادی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ اگرچہ حضرت صاحب کی دو حرم سے چھ صاحبزادیاں تھیں اور تیسری حرم سے کوئی اولاد نہ تھی مگر آپ کو اولاد نرینہ کی طلب تھی۔ حضرت قبلہ عالم پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کو ایسے فرزند کی طلب تھی جو امانت ولایت کا بوجھ اٹھا کر جانشینی کا حق ادا کر سکے۔ اور امین ولایت بن کر نظامِ ولایت کی ذمہ داریاں نبھا سکے اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جب جوش میں آتا ہے تو ایک اسمٰعیل کے مانگنے ہر اسحٰق علیہ السلام کو بھی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اس جستجو میں حضرت قبلہ عالم کی چوتھی شادی موضع ہالن شمالی حضرت سیّد امام علی شاہ بخاری کی نیک اختر صاحبزادی سے ہوئی تھی جو شب بیدار، نیک سیرت نہایت پارسا اور معاملہ فہم مہمان نواز تھیں۔ اب سنت خلیلی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت صاحب نے بارگاہ ایزدی میں نرینہ اولاد کی دعا کی جو کی تو اللہ تعالیٰ نے ان نیک سیرت سیّدزادی کے مبارک بطن سے پانچ تن کے صدقے پانچ فرزند اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا کے صدقے میں ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ اس طرح آپ کی دعا بارآور ہوئی یاد رہے سیّد امام علی شاہ صاحب کا شجرہ نسب حضرت قبلہ عالم سے پانچویں پشت میں حاجی عبدالرشید بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت صاحب کی حرم خانہ عام سوکنوں کی طرح نہ تھیں بلکہ بیک وقت چاروں اکٹھی رہتی تھیں اور چاروں آپس میں محبت وسلوک سے رہتی تھیں بلکہ ہم نوالہ وہم پیالہ تھیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے جو صاحبزادگان عطا فرمائے ان کے اسمائے گرامی ذیل ہیں۔

حضرت پیر سیّد محمد امین بخاری مدظلہ العالی جن کو اللہ تعالیٰ نے امین ولایت بنایا آپ چکوال کے علاقہ خان پور کے ایک دیہات سَید پور شریف میں جلوہ افروز ہیں اور آپ کا فیضان جاری ساری ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلے خواہی از وے رومتاب

آپ امینِ ولایت ہیں آپ دلیل ولایت ہیں آپ مثل ولایت ہیں فیضانِ ولایت ہیں (نوٹ: یاد رہے جہاں کوئی جملہ حضرت امین ولایت کے بارے میں ہوگا یہ راقم الحروف محمد دین چشتی کی اپنی نگاہ عقیدت ہوگی۔ ورنہ حضرت اپنی تعریف میں ایک جملہ بھی پسند نہیں فرماتے میں ذوق عقیدت میں حضرت سے بھی معذرت خواہ ہوں۔

سر سینکڑوں جہاں میں سروں کی کمی نہیں
اس آستاں کی خیر ہو یہ آستاں قائم رہے
کون رہے میرے سوا صاحب تقدیر ایسا
مل گیا میرے مقدر سے مجھے پیر ایسا

حضرت سیّد غلام احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ہو گیا تھا۔ آپ کا مزار بسا ہاں شریف ہے۔

الحاج حضرت حکیم پیر سیّد محمد سعید شاہ بخاری مدظلہ العالیٰ سجادہ نشین

درگاہ عالیہ بساہاں شریف، آپ انتہائی متقی و پرہیزگار ہیں اور آپ کا فیضان جاری ہے۔

حضرت سیّد پیر عبدالرشید صاحب بخاری آپ ہالن شمالی میں رہائش پذیر ہیں اور صوفیٔ باصفا ہیں۔

حضرت سیّد عبدالشکور صاحب بخاری قادری آپ بساہاں شریف تشریف فرما ہیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کی سات صاحبزادیاں تھیں ان تمام کا وصال ہو گیا ہے۔ اور ان کی اولاد جبی سیّداں اور بساہاں شریف میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل سوئم

بیعت وخلافت

الحاج حضرت پیر سیّد حبیب اللہ بخاری قدس سرہ ایک دفعہ پونچھ شہر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری صاحب بھی تھے۔اور یہ ابھی بچے تھے۔پونچھ شہر حضرت خواجہ دین محمد صاحب چوراہی المعروف مُلّا جی تشریف لائے۔مُلّا جی اس دور کے سب سے بڑے عالم تھے اور مُلّا جی بڑے عالم کا لقب ہوا کرتا تھا۔جیسے مُلّا جیون، مُلّا جامی وغیرہ۔حضرت خواجہ صاحب کو بھی مُلّا جی اس لئے کہتے تھے کہ علم وفضل میں آپ یکتائے زمان تھے۔حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق چوراہی خاندان سے ہے اس خاندان نے پنجاب کشمیر، صوبہ سرحد کے وسیع حلقوں میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات عام کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا ہے اس خاندان کے تربیت یافتہ بزرگان دین نے برصغیر پاک و ہند کے تمام حصوں میں دینی تعلیمات کو عام کیا اور سنت مصطفوی (صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم) کی راہ پر لوگوں کو گامزن کیا اور عشق رسول (صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم) سے سرشار کیا غرضیکہ ہر جگہ فیضان چوراہی جاری و ساری ہوگیا اور آج بھی اس فیض کے چشمے جاری وساری ہیں۔

حضرت مُلّا جی !چراغ مصطفوی (صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم) کی شمع روشن کرنے وادی کشمیر کے خوبصورت شہر جسے پونچھ شہر کے نام سے پکارا جاتا ہے جلوہ فرماتے تھے۔کہ مخدوم ملت حضرت الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ بخاری کی

ملاقات حضرت مُلاّ جی سے ہوئی فیضان چوراہی کا ایک چشمہ پہلے سے
بساہاں شریف جاری و ساری تھا۔ خانوادہ سادات بساں شریف کا پہلے
سے چورا شریف سے تعلق و نسبت قائم تھا۔ جب حضرت الحاج پیر سیّد حبیب
اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رلبند پر حضرت ملا جی کی نظر پڑی تو نام
پوچھا بتایا گیا کہ ان کا نام سیّد شاہ ولایت ہے نام کے شاہ ولایت کو ولایت
کا بادشاہ بنانے کے لئے اپنی نگاہ ولایت سے نوازا اور سلسلہ نقشبندیہ چورا
ہی میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور جب آپ جوان ہوئے تو حضرت
ملا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بساں شریف الحاج حضرت پیر سیّد حبیب اللہ بخاری
قدس سرہ العزیز کو پیغام بھیجا کہ اب تو سیّد شاہ ولایت جوان ہو گیا ہو گا۔
اس کو ہمارے پاس بھیجو چونکہ حضرت پیر الحاج سیّد حبیب اللہ بخاری صاحب
حضرت خواجہ نور محمد چوراہی کے مرید صادق تھے۔ اور چورا شریف سے آپ
روحانی طور منسلک تھے اس لئے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت ملا جی
کے حکم کی تعمیل کے لئے حضرت نے اپنے نور نظر حضرت پیر سیّد شاہ ولایت
بخاری صاحب کو چند آدمیوں کے ہمراہ چورا شریف روانہ کر دیا۔ اس دور
میں بسوں، سڑکوں وغیرہ کا دور حاضر کی طرح انتظام نہ تھا پیدل سفر منزل با
منزل کرنا پڑتا تھا۔ کئی دنوں کے پیدل سفر کے بعد چورا شریف پہنچے تو
حضرت خواجہ دین محمد المعروف ملاّ جی مسجد نور میں وضو والی جگہ کھڑے تھے۔
دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آپ کسی کے انتظار میں کھڑے
ہیں۔ حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز اس حاضری کا منظر
یوں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ جوں ہی میں چورا شریف پہنچا اور آپ پر
میری نظر پڑی تو میں قدم بوسی کیلئے آگے بڑھا اور قریب پہنچ کر قدم بوسی کا
شرف حاصل کرنا چاہا تو آپ نے پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ اور ارشاد فرمانے

لگے:

سیّد شاہ ولایت میں تو کئی دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی اپنی دستار مبارک اتاری اور میرے سر پر رکھ کر خلافت سے نوازا اور سلسلہ نقشبندیہ چوراہیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس خلافت و اجازت کے بعد آپ کا فیضان اس قدر جاری ہو گیا کہ کوہساروں سے میدانوں تک لوگ آپ کے شیدائی ہونے لگے۔ سینہ و دل پر معارف الٰہی کی بارشیں ہونے لگیں۔ جوہرِ باطن کھلنے لگے روحانی قوتیں بیدار ہونے لگیں۔ اب دل ہر وقت کیف و مستی کی آماجگاہ بن گیا۔ دنیا کی رہی سہی محبت بھی ختم ہو گئی۔ اور اب یہ مرید مراد بن گئے یہ سب فیض ہے باواجی چوراہی رحمت اللہ علیہ کا۔

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھہرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں

مے کش لازم نہیں یوں بزم ساقی میں نصیر
کام جب آنکھوں سے چل جائے تو پیمانے سے کیا

مجھے معلوم یہ بھی ہے کہ صدیوں کے تفکر سے
کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا

حضرت عبید اللہ لاروی سے حصول خلافت:

جب حضرت قبلہ عالم سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کا فیضان جاری ہوا۔ تو مخلوق خدا کی بگڑی بننے لگی آپ کے پاس جو بیمار آتا تندرست ہو کے جاتا محتاجوں کی حاجتیں پوری ہونے لگیں۔ غرضیکہ ہر

فریادی کی فریاد رسی ہونے لگی۔ اور آپ کے فیضان کے جوہر کھلنے لگے ایک طرف گداگروں کا تانتا بندھا رہتا دوسری طرف بڑے بڑے اولیاء اللہ اس دھرتی پر پہنچ کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ المعروف جی صاحب لاروی جو غوث زماں اور قطب دوراں تھے۔ آپ کا فیضان مقبوضہ کشمیر کے کونے کونے میں آج بھی موجود ہے۔ آپ کی آمد کی خبر کسی مرید نے حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کو دی حضرت جی صاحب لاروی قدس سرہ العزیز جس علاقے سے گزرتے لاتعداد لوگ آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ ہر وقت ہزاروں اولیاء اللہ آپ کی زیارت اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے حاضر رہتے تھے۔ لوگوں کی منت وسماجت پر بھی آپ بڑے بڑے لوگوں کی دعوت قبول نہ فرماتے تھے مگر یہ عجیب حال تھا کہ بغیر اطلاع کے سینکڑوں آدمیوں کے ہمراہ آپ بساہاں شریف کی مقدس دھرتی کی طرف رواں دواں تھے اور جب حضرت قبلہ عالم بساہنوی کو اطلاع ملی اسوقت خواجہ لاروی قدس سرہ العزیز سرزمین بساہاں میں آپ کے گھر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ حضرت قبلہ پیر سیّد شاہ ولایت بخاری بساہنوی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی میں جلدی میں آگے بڑھا اور آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور پھر میں نے عرض کی حضور! اطلاع کے بغیر کیسے آمد ہوئی۔ حضرت خواجہ عبیداللہ لاروی قدس سرہ العزیز نے اپنی گوجری زبانی میں ارشاد فرمایا کہ ''کسے ناں اپنے گھر گھر آتاں واں دسن نی لوڑ نئیں ہوتی'' یہ الفاظ آپ کی مادری زبان گوجری سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ گوجری زبان ہی بولا کرتے تھے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے گھر آتے ہوئے اطلاع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں بھی اپنا گھر سمجھ کر بغیر اطلاع کے آ گیا ہوں

حضرت فرماتے ہیں آپ کے ان الفاظ پر میں خاموش ہو گیا۔ اور آپ رات کو میرے گھر میں جلوہ افروز ہوئے آپ کے قیام کے دوران پیر سید حسام الدین شاہ صاحب جو کہ پونچھ کے اعلیٰ جاگیر دار تھے اور گرمیوں میں بساہاں شریف تشریف لاتے تھے۔ انھوں نے حضرت خواجہ جی قدس سرہ العزیز چونکہ کامل ولی اللہ عالم ربانی تھے۔ آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''ہون کھر آلان غو مہماں ہاں جئے کھر االامیناں اجازت دیں تے ہون تھاری دعوت قبول کر لیوں غو (بزبان گوجری)''

یعنی میں گھر والوں کا مہمان ہوں گھر والے اگر اجازت دیں تو پھر میں آپ کی دعوت قبول کروں گا۔ ان دنوں حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز اور پیر حسام الدین صاحب کے درمیان کسی بات پر نارضگی بھی تھی اسلیئے لوگوں کو خیال تھا کہ حضرت صاحب ۔ حضرت جی صاحب کو اجازت نہیں دیں گے لیکن اللہ والوں کو معاملہ کچھ اور ہوتا ہے ان کی ہر بات رضائے الٰہی اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے ہوتی ہے اسلیئے حضرت صاحب نے اپنے مہمان ذی وقار سے عرض کی حضور میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں۔ آپ تشریف لیجانا چاہیں تو بیشک تشریف لے جائیں۔ اس فراخ دلی پر لوگ حیران تھے مگر بعض قریبی دوست واحباب اس بات پر خفا ہو گئے کہ حضرت جی صاحب کو وہاں جانے کی کیوں اجازدی اور پھر سید حسام الدین شاہ صاحب کے قریبی رشتہ داروں سے ایک شخص جو کہ حضرت کے عقیدت مند تھے۔ سید احمد صاحب چھانگا نامی حضرت صاحب سے کہہ رہی دیا کہ آپ نے حضرت جی صاحب کو وہاں جانے کی کیوں ا جازت دی اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اس میں میرا ہر طرح سے فائدہ ہے

چونکہ سید حسام الدین شاہ صاحب پڑوسی ہیں۔ اگر حضرت جی صاحب کے جانے سے ایک پڑوسی راضی ہو جائے گا تو اس میں میرا فائدہ ہوگا۔ اور اگر بالفرض نہ راضی ہوئے تو ان کی مرضی میرا اس میں کوئی نقصان نہیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اللہ اللہ ان لوگوں کی نظر ہر حال میں رضائے الہٰی پر ہوتی ہے اور ایسی مرضی کو رضائے مولا پر قربان کر دیتے ہیں اس لئے حضرت صاحب کو اجازت دی اور حضرت پیر سید حسام الدین شاہ صاحب کے اصرار پر حضرت جی صاحب ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ رات کو نماز عشاء کے بعد حضرت جی صاحب کے اکلوتے صاحبزادے سے قریباً ڈیڑھ سو آدمی کے ہمراہ واپسی حضرت قبلہ علا بساہنوی کے پاس آ پہنچے اور کہنے لگے۔ واپس سید حسام الدین صاحب حضرت خواجہ جی صاحب قدس سرہ العزیز کو اندر لے گئے ہیں۔ اور ہم لوگوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہمیں سخت بھوک لگی ہے جلدی سے ہمیں کھانا کھلائیں یہ سن کر حضرت صاحب نے فوراً لنگر تیار کرنے کا حکم دیا اور تمام مہمانوں کو لنگر کھلا کر سلا دیا، صبح حضرت خواجہ جی صاحب قدس سرہ العزیز جب واپس تشریف لائے اس وقت زیارت کرنے والوں کا اژدہام تھا۔ مسجد شریف مین مہمان خانہ میں زمیں میں ہر جگہ مخلوق ہی مخلوق تھی یوں محسوس ہوتا تھا ساری دنیا یہاں ہی آگئی ہے۔ اب حضرت جی صاحب مسجد شریف میں جلوہ گر ہوئے اور اپنی گوجری شبان میں یوں ارشاد فرمایا: پیر صاحب پانی چھپڑواں کٹھو ہو جائے تے پانی خراب ہو جائے جدتوڑی پانی چلتو رہے اپ وی پاک دہے تے دوجاں ناں دی پاک کریے (گوجری)

جس کا ترجمہ یوں ہے پیر صاحب پانی چھپڑ میں جمع ہو جائے تو خراب ہو جاتا ہے اور جب تک پانی چلتا رہے خود بھی پاک ہوتا ہے اور

دوسروں کو بھی پاک کرتا ہے۔ یہ آپ کا ایک لطیف اشارہ تھا اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص حضرت خواجہ جی صاحب سرہ العزیز کی خدمت میں شرف بیعت کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ تو آپ ارشاد فرماتے تھے بساہاں شریف چلے جاؤ۔ اور جب وہ شخص کئی دنوں کو سفر کر کے بساہاں شریف پہنچتا تو لنگر سے پوری طرح تواضع کی جاتی۔ ہر طرح سے اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی مگر جب وہ شخص اپنا مقصود ظاہر کرتا کہ مین مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں تو حضرت صاحب ارشاد فرماتے مین اس قابل کہاں کہ بیعت کروں اسطرح پریشان ہوکر وہ شخص واپس چلا جاتا تھا اور دل کی آرزو دل میں ہی رہ جاتی تھی۔ اس سربستہ راز کی آج حقیقت کھولنے حضرت جی صاحب قدس سرہ العزیز تشریف لائے تھے۔

آپ نے مذکورہ چند کلمات ارشاد فرما کر اپنی دستار مبارک اپنے سر مبارک سے اتار کر حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری صاحب قدس سرہٗ العزیز کے سر مبارک پر رکھ دی اور اپنی جیب سے ایک رومال نکال کر اپنے سر پر باندھ لیا وہ پانی جس کا آپ نے ذکر فرمایا کہ جاری رہے وہ چشمہ ولایت تھا۔ اور وہ چشمہ شیریں تھا۔ حضرت جی صاحب لاروی قدس سرہ العزیز نے حضرت پیر سید مسکین شاہ ولایت بخاری قدس سرہ کو قاسم فیضان ولایت بنا دیا اور ساتھ ہی حضرت جی صاحب لاروی قدس سرہ جو کہ سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ، سہروردیہ تماما سلاسل کے شیخ الکل تھے آپ نے ان تمام سلسلوں کی اجازت حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ کو عطا کر دی۔

بے خودی میں نہ ہوئی ہم کو نصیرا اپنی خبر
ہوش آیا تو ہمیں جلوہ جاناں نکلے
نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا

یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی

جب حضرت جی صاحب قدس سرہ العزیز نے تمام سلاسل کی جازت دے دی تو اب پرانے خدمت گاروں کی طبعتیں بگڑ گئیں برسوں خدمت ہم نے کی اور آج بساہاں شریف میں آکر ایک رات کے مہمان بن کر حضرت جی صاحب قدس سرہ العزیز نے صرف ایک سلسلے کی خلافت نہیں بلکہ تمام سلاسل کی اجازت دے دی اس پر چہ میگوئیاں شروع ہو گئی۔ حضرت جی صاحب لاروی سرہ العزیز نے اپنے کشف سے ان لوگوں کے حالات کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمانے لگے۔

برتن صاف وہیے تے خبر پے ہی جائے۔ اس غو برتن صاف تھوتے میں خیر چھوڑی ہے۔ (بزبان گوجری)

برتن صاف ہو تو خیر پڑ ہی جاتا ہے۔ ان کا برتن صاف تھا بس میں نے خیر ڈالی ہے۔

آمد آن یار لے کہ ماے خواستیم
جن کی ہمیں تلاش تھی وہ یار مل گیا
چاہے خنہ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آجائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

حضرت جی صاحب کے ارشاد فرمانے پر پرانے خدمت گاروں نے سرندامت سے جھکا لئے اور خاموشی کا سناٹا طاری ہو گیا۔

نظارۂ مہ وشاں سے پہلے
تطہیر نگاہ چاہتا ہوں

تمام سلاسل کی خلافت دے کر کیا دیا اور کیا لیا تو یہ دینے والا لینے ولا جانے۔

آج الحمد آیا ہے کوئی مہمان اپنا!!
خون دل لخت جگر خوب ہے سامان اپنا

جن کے آنے کی تمنا تھی وہ لے آئے ہیں
میرے زخموں پہ چھڑکنے کو نمکدان اپنا

کار معشوقاں نمک بر زخم پنہاں ریختن
کار عاشق خوں خودو پائے جانا ریختن

خوشا وقت کہ دردئے گل چینم
کہ بہار آئی گلشن زیست میں

اب یہ فیضان کا چشمہ، نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی، شہتاری مست نگاہوں سے پر ہو چکا تھا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فیضان اولیاء اللہ کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

اولیاء راچیست مے دانی فقیر
مے رساند لامکاں با یک نظر

اولیاء کے فقر کو تو کیا جانے ایک نگاہ میں لامکاں تک پہنچا دیتے ہیں
حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی قدس سرہ العزیز جس شہباز کو پکڑنے آئے اسے پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا جو کچھ میرے پاس تھا میں نے پیر شاہ

ولایت صاحب کو دے دیا۔ اب میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں جسے میرے پاس آنا ہو یہاں آجایا کرے۔

اب حضرت خواجہ لاروی قدس سرہ العزیز اپنے مقصد کی تکمیل کے بعد واپس کشمیر روانہ ہو گئے۔

لار شریف مقبوضہ کشمیر میں ہے اسوقت کے سجادہ نشین حضرت پیر میاں صادق بزیر ہیں وہ دستار مبارک جو حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف جی صاحب قدس سرہ العزیز بطور خلافت عطا فرمائی تھی حضرت صاحب نے اسے سنبھال کر رکھا۔ اور آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے صاحبزادگان کے پاس اب تک موجود ہے۔ سیدی و سندی قرۃ العینی حضرت پیر سید محمد آمین بخاری صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قلمبند کرواتے ہوئے اس دستار شریف کی کرامت یوں بیان فرمائی کہ ۱۹۶۵ء میں جب پاک و ہند کی جنگ ہوئی اور بساہاں شریف کو خالی کر کے صاحبزادگار پاکستان گئے تو وہ دستار مبارک مکان میں دیگر تبرکات کے ساتھ محفوظ تھی بساہاں شریف کا گاؤں کافروں کے قبضے میں آگیا تھا جو سات ماہ تک کفار کے قبضے میں رہا۔ جب سات ماہ کے بعد گاؤں خالی ہوا اور کافر واپس چلے گئے تو آپ فرماتے ہیں میں سب سے پہلے گاؤں میں داخل ہوا میں جب دربار شریف پہنچا تو وہ دستار مبارک مکان کے سامنے جھاڑیوں میں بکھری پڑی تھی میری نظر اس دستار شریف پر پڑی جب میں قریب گیا تو نہ اس پر کسی قسم کا داغ و دھبہ تھا۔ جب کہ بارش اور برف بھی اس اس عرصہ میں ہوئی بلکہ صاف و شفاف تھی جب کہ تمام مکان کا سامان لوٹ لیا گیا تھا اب وہ دستار مبارک بساہاں شریف تبرکات میں موجود ہے۔

سند خلافت قادریہ کا حصول:

اگرچہ سلسلہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ میں آپ کو حضرت خواجہ دین محمد چوراہی اور حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلاسل کی خلافتوں سے نواز دیا تھا مگر جس کے مقدر میں جہاں کا حصہ ہوتا ہے اسے ضرور مل جاتا ہے۔ اور بعض قلوب دلوں کے آئینے تو اس قدر شفاف ہوتے ہیں کہ ہر ایک کا جی چاہتا ہے کہ اس کو فیضان سے نوازا جائے ایسے صاف ستھرے برتن بھلا ہر ایک کہاں میسر اور جنہیں میسر ہیں بھلا انہیں کون خیر نہیں ڈالتا۔ اسی مقصد کے آپ کو فیضان ولایت سے نواز کر شہباز ولایت بنا دیا۔

دو عالم کے علاوہ کوئی عالم اور بھی ہے شاید
ان آئینوں میں وہ آئینہ گر دیکھا نہیں جاتا

سیدی حضور قبلہ عالم سید شاہ ولایت بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار عراق میں موجود زیارات مقدسہ کا ارادہ فرمایا جب آپ نجف اشرف کاظمین شریف اور کربلا معلیٰ کی زیارات کے ساتھ شہباز لامکانی محبوب سبحانی قندیل نورانی شیخ یزدانی حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ نے حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار کے سجادہ نشین کی حاضری و ملاقات کا شرف حاصل کیا تو حضرت پیر سید محمود حسام الدین گیلانی صاحب قدس سرہ نے انتہائی شفقت فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا میں اپنے جداعلیٰ سیدی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق تمہیں سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی سلسلہ قادریہ میں بیعت کی سند مع شجرہ مبارک اپنے دست مقدس سے تحریر فرما کر خلافت قادریہ سے نوازا اور

آپ کو مسکین کا لقب عطا فرمایا، اس دن سے آپ کو حضرت مسکین سید ولایت کے نام سے پکارا جانے لگا شاید لوگ یہ سمجھیں کہ مسکین اتنا بڑا لقب نہیں۔ اسلئے اس کی تشریح ضروری سمجھتا ہوں۔

برادران اسلام! القاب سے نوازنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقب ابوتراب سے نوازا اور جس کو جس لقب سے نوازا جائے وہ یقیناً ان تمام خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویری کو داتا صاحب سے نوازا تو آپ داتا ہو گئے۔ حضرت خواجہ سید معین الدین اجمیری کو غریب نواز سے نوازتو آپ غریب نواز ہو گئے۔ اور جب حضرت سید شاہ ولایت قدس بساہنوی کو دربار غوثیت سے لقب مسکین ملا تو آپ مسکین نواز ہو گئے۔ اور یاد رکھیں جس کو جو لقب ملا وہی سمجھتا ہے۔ اسکے علاوہ اگر لفظوں کے گلدستوں سے جس قدر سجایا جائے ہرگز نہیں سمجھتا۔ مسکین وہ مقدس لقب ہے جس کا حدیث میں یوں ذکر پایا گیا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَ اَحْیِنِیْ مِسْکِینًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِینًا وَحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ فَقَالَتْ عَاشَۃُ لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلِ اَغْنِیَاءِ ھِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیفًا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۷)

اے اللہ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور مسکینوں میں موت دے اور قیامت کے دن مسکینوں میں حشر فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کیوں یارسول اللہ ﷺ فرمایا اسلئے کہ مسکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ مسکین دعا مصطفیٰ ﷺ کا مجموعہ ہیں۔ اور یہ

لقب حضرت پیر مسکین سید شاہ ولایت صاحب قدس سرہ کو دربار غوثیت سے ملا ہے اور قیامت کے دن آپ کو سید المساکین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین کے ہمراہ ہوں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کی ہمراہی حضور علیہ السلام کے توسل سے ہمیں بھی نصیب فرمائے۔آمین

طریقت بجز خدمت خلق نیست
با تسبیح وسجادہ و دلق نیست

طریقت بجز خدمت خلق کے بغیر نہیں، تسبیح اور مصلیٰ اور صرف گوڈری سے نہیں ۔ غالباً شیخ کامل حضرت پیر سید محمود حسام الدین سجادہ دربار غوثیہ نے آپ میں خدمت خلق کا جذبہ ملاحظہ فرمایا تو اس لقب سے نوازا اور خدمت خلق تصوف کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔آپ نے اس لقب کو اس طرح قبول فرمایا کہ آپ مسکین نواز ہو گئے۔اس مقام پر غور فرماتے ہوئے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

نام فقیر تنہاں دا باہو
قبر جنہاں دی جیوے ہو

بس آپ مسکین نواز ہو گئے غریب، یتیم، بیواؤں کا ملجاء وماویٰ واسرا آپ کی ذات تھی اور مسکینوں کے لجپال نے ہمیشہ مسکین نوازی فرمائی تو ہر زبان سے بے ساختہ نکلا۔

الٰہی تا ابد آستان آباد رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا کہ برقرار رہے

لجپال پریتاں توڑ دے نہیں
جہدی بانہہ پھڑ دے اونہوں چھوڑ دے نہیں

دستور ایہو لجپالاں دا
ہتھ چھڈیا نہ کنگالاں دا

آپ کی خلافت تاریخ کے آئینے میں:

محمد دین فوق ایک عظیم مورخ گزار ہے اس نے تاریخ اقوام پونچھ میں اپنے تاثرات حضرت پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یوں قلمبند کیے ہیں۔ راقم الحروف (مراد محمد دین فوق) ۱۹۲۹ء میں اڑوی کشمیر میں قیام پذیر تھا کہ بازار میں ایک بہت بڑا جمگھٹا دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر حاجی سید شاہ ولایت صاحب قدس سرہ تشریف فرما ہیں۔ اوران کے اردگردان کے ارادت مندوں کا جم غفیر ہے اور اس بھیڑ بھاڑ میں حاضری کا موقع تو نہ مل سکا لیکن زیارت سے مشرف اندوز ہو گیا۔ حضرت خواجہ دین محمد صاحب چورہ شریف سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل ہے۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہے کشمیر ولاے۔ لارجی حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دستار فضیلت مرحمت فرما کر چاروں طریقوں کی اجازت فرما چکے ہیں علاوہ ازیں سنا ہے۔ پیر حسام الدین بن عبدالرحمان سجادہ نشین بغداد شریف کی طرف سے بھی آپ کو تحفۂ خلافت مل چکا ہے۔

آپ چار مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے ہیں اور کربلائے معلیٰ نجف اشرف اور بغداد وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کر چکے ہیں اور وظائف میں آپ کے شیخ الدلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکی ہیں۔ آپ کے ارادت مندوں میں عوام کے علاوہ اکثر امراء و ردسا اور جاگیردار بھی شامل ہیں۔ آپ زہد و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہونے کے

علاوہ مجسم اخلاق ہیں آپ کا لنگر جاری ہے روزانہ بیسیوں آدمی آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے ہیں۔ ہر سال ۱۴ ذی قدہ کو آپ اپنے والد ماجد سید حاجی حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایام محرم اور مولود النبی ﷺ پر خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ سید آمین سید غلام احمد سید محمد سعید اور سید عبدالرشید اور چاروں زیر تعلیم ہیں آپ کے بھائی سید سیف اللہ شاہ اور برادر زادہ سید عزیز اللہ شاہ بھی صاحب طریقت ہیں (تاریخ اقوام پوچھ ص ۷۰۰)

فوق صاحب نے حضرت قبلہ عالم بساہنوی کی خلافت کو اچھے انداز مین ذکر کیا ہے۔

علاوہ ازیں بھی آپ کا ذکر موجود ہے۔

مرید بن گیا:

جب مرید اپنے پیر کے افعال واقوال پر عمل پیرا ہو جاتا ہے مرید کی ہر حرکت پیر کے مطابق ہو جاتی ہے وہی مرید بن جاتا ہے اب پیر اپنے مرید صادق سے اس طرح شفقت فرماتے ہیں جس طرح باپ اپنے لائق اور قابل بیٹے پر شفقت کرتا ہے وہ مرید مراد بن کر پیر کی شفقت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اور یہ اپنی اپنی قسمت کی بات ہوئی ہے کہ کوئی سالوں کے مجاہدے کے بعد مراد بنتا ہے۔ اور کوئی ایک لحہ میں مرید ہے۔ تو دوسرے لحہ میں مراد بن جاتا ہے اور جب مرید مراد بن جائے تو پیر کا فیضان اب اس مرید صادق سے جاری ہو جاتا ہے مگر مراد بننے کے لئے چند باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

اس کا بیٹھنا اٹھنا، کھانا، پینا مرشد کے طریقہ پر ہو۔

دن رات محفل یا تنہائی میں مرشد آنکھوں میں سمایا ہو۔

ایہہ تن میرا لکھ چشمان ہووے
تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو

اپنی جان سے زیادہ مرشد سے محبت ہو۔

مرشد داد یدار باہو
لکھ کروڑاں حجاں ہو

مرشد کی بارگاہ میں جا کر وظائف کے بجائے خلافت کو انا افضل سمجھے۔
ذکر فکر کے ساتھ کرے۔
فنائی الشیخ ہو جائے۔

جب ان مقامات کو حاصل کر لے گا تو اب مراد بن جائے گا۔ اور مرشد کا فیضان اس سے جاری ہو جائے گا اسی مضمون کو مولانا روم علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

بر مرید صادق کو صاحب تمیز
ہست ذکر سیرت پیراں عزیز

اور پر مرید صادق کے جو کہ صاحب تمیز ہو۔ ہے ذکر پیر کی پیاری سیرت کا۔

ذکر پیراں تازہ ایمانش کند قصہ آن جلوہ بر جانش کند

پیر کا ذکر ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ پیر کا قصہ ان کی جان کا جلوہ ہوتا ہے اور ہیں۔ حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خصائل حمیدہ سیں وازا ہوا تھا، اسلئے جب آپ مرید سے مراد ہو گئے تو فیضان کا وہ چشمہ آپ سے جاری ہو گیا۔

حضرت خوانہ اجمیری ایک لمحے میں مرید اور مراد ہوئے حضرت قبلہ

عالم بسا ہنوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک لمحے میں مراد بنا کر شہباز ولایت بنادیا گیا۔اور آپ کو ولایت کی تمام منزلیں طے کروادیں۔

بردر درویش ہر صبح وشام

تا ترا حاصل شود مطلب تمام

درویش کے دروازے پر ہر صبح وشام آ تا کہ تیرا تمام مقصد پورا ہو۔

دادہ درویش یابی جاوداں

از نظر درویش شد شاہجہان

درویش کی عطا ہمیشہ پائے گا تو۔ درویش کی نظر سے تو جہاں کا بادشاہ ہو جائیگا۔

ہر مقبول است درویش از نظر

شد مراتب او ز بالا عرش تر

جو شخص درویش کی نگاہ کا مقبول ہے، اسکے مراتب عرش سے زیادہ بلند ہیں۔

آپ بحیثیت شیخ کامل:

برادران اسلام اگر چہ حضرت قبلہ عالم بسا ہنوی علیہ الرحمۃ مادرزاد ولی تھے۔مگر پھر بھی سلاسل اربعہ کے طریقہ کے مطابق خلافت سے نوازا گیا۔خلافت سے سرفراز ہوتے ہی حضرت قبلہ عالم مسکین قدس سرہ العزیز کا شہرہ دور دور تک پہنچ چکا تھا۔علم وعرفان کے پیاسے جوق در جوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔آپ سفر میں ہوں یا گھر میں زیارت کرنے والے زائرین کا جم غفیر ہر جگہ ہوتا ہے۔اتنے آنے جانے والوں کا خیال رکھنا کوئی معمولی بات نہیں انتہائی مشکل ہے اور پھر آنے جانے والوں کو

چائے کھانے وغیرہ کا انتظام تو بظاہر انتہائی مشکل کام ہے مگر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب سے نوازا ہوان کی تو کیفیت ہی کچھ اور ہوا کرتی ہے۔حضرت مولنا روم اسی حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

ظاہرش راپشہ آرد بچرخ
باطنش آمد محیط ہفت چرخ

ظاہری صورت کو مچھر بھی چکرا دیتا ہے۔مگر اس کی باطنی حقیقت ساتوں آسمانوں کے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔اور علامہ اقبال نے کہا:

کافر کہ یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں آفاق

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔بیشک جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکار کر ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر جبریل علیہ السلام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔اور زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔

(مشکوٰہ شریف ص ۴۲۵)

جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو ان کے لئے قریب و بعید کی کوی حیثیت نہیں ہوتی جسمانیت محدود ہوتی ہے مگر روحانیت کائنات کو گھیر لیتی ہے۔

پس بصورت عالم اصغر توئی
پس بمعنیٰ عالم اکبر توئی

ظاہری صورت میں انسان عالم اصغر ہے (چھوٹی چیز) اور حقیقت

میں انساں جب حقیقت تک پہنچ جائے تو عالم اکبر ہے۔(ساری کائنات)

☆☆☆☆☆

باب ششم:
فصل اول

اتباع شریعت

اتباع شریعت کا تعارف:

اللہ تعالیٰ کا ولی جب قرب حاصل کر چکا تو اب دور و نزدیک کا منزلیں ایک ہو گئیں بلکہ پیر تو ہر وقت اپنے مرید پر شفقت و نظر رحمت فرماتے ہیں اور مرید کی کوئی حرکت پیر سے پوشیدہ نہیں ہوئی ۔سیدی قبلہ عالم بساہنوی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام سے نوازا ہوا تھا۔ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم علاقہ سورن تحصیل مینڈر موضع لسانہ میں سید محرم شاہ صاحب کے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ کی محفل می ہزاروں طالب دیدار موجود تھے ۔اس مجلس میں رئیس موضع لسانہ چوہدری غلام حسین لسانہ بھی موجود تھے حضرت کی ہر حجرت سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھی اس لئے آپ کو ڈھول سے سخت نفرت تھی آپ نے تمام مجلس سے وعدہ لیا کہ شادی فصل کٹائی و دیگر مواقع پر ڈھول کا استعمال نہیں کریں گے ۔سب نے وعدہ کیا اس وعدہ میں رئیس لسانہ چوہدری غلام حسین صاحب بھی شامل تھے ۔اگلے سال جب حضرت دورہ فرماتے ہوئے لسانہ تشریف فرما ہوئے تو کسی نے شکایت کی کہ چوہدری غلام حسین لسانوی نے عہد کی خلاف ورزی کی ہے اور گھاس کٹوائی پر ڈھول استعمال کیا ہے ۔جب چوہدری صاحب حضرت قبلہ عالم کے پاس حاضر ہوئے تو محفل میں ہزاروں لوگ پروانہ وار بیٹھے ہوئے تھے ۔

ملاقات پر حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا چوہدری صاحب آپ نے عہد کی خلاف ورزی کی ہے۔ لہذا توبہ کرو اور کفارا دو، چوہدری جو کہ بہت بڑے جاگیردار تھے۔ انہوں نے حسب طبع کہا حضور گھاس کٹائی ڈھول کے بغیر نا ممکن ہے اسلیئے اس کی اجازت دے دیں باقی معاملات میں پابندی کروں گا۔ حضرت قبلہ عالم کو اس بات پر جلال آ گیا۔ اور ارشاد فرمایا توبہ کرو یا مجلس سے نکل جاؤ۔ اس پر چوہدری صاحب ناراض ہو کر چلے گئے رات کو دانتوں میں درد شروع ہو گیا۔ پونچھ شہر ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں علاج کیا۔ بالآخر سرینگر انگریزوں کے مشن ہسپتال پہنچے ڈاکٹروں نے علاج شروع کیا اور دوراں علاج تمام دانت نکال دیئے اور کہا کہ اب کچھ دن آپ آرام کریں۔ جب مسوڑھے پک جائیں گے تو دانت لگائیں گے چوہدری صاحب کو دانتوں سے نجات ہو گئی۔ مگر دانتوں والا درد مسوڑھوں میں سما گیا اور مسوڑھوں میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اب چوہدری صاحب کو ہوش آیا اور حضرت خواجہ نظام الدین لار شریف (سرینگر) والوں کی بارگاہ میں حاضر ہوئے خواجہ لاروی صاحب کے بیٹے کے گھر میں چوہدری صاحب کی بیٹی تھی۔ اس قرابت کی بنا پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت خواجہ نظال الدین لاروی قدسرہ العزیز نیا رشاد فرمایا تھا تمہارا علاج کوئی ڈاکٹر نہیں کر سکتا۔ بساہاں شریف چلے جاؤ اور حضرت پیر سید شاہ ولایت صاحب قدس سرہ العزیز سے معافی مانگو۔ خواجہ صاحؒ کے حکم کے مطابق چوہدری صاحب بساہاں شریف پہنچے حضرت قبلہ عالم سے ملاقات ہوئی تو حسب عادت ایک مہمان کی حیثیت سے عزت افزائی فرمائی اور چوہدری صاحب کو کھانا پیش کیا تو چوہدری صاحب نے عرض کی۔ حضور میرے منہ میں دانت نہیں، اور مسوڑھے درد کرتے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا میرے لنگر میں اس وقت لسی، روتی ہے اگر روٹی نہیں کھا سکتے تو لسی پی لو۔ چوہدری صاحب نے لسی پی لی بس لسی کا مسوڑھوں سے لگنا تھا کہ درد ختم ہو گیا چوہدری صاحب نے عرض کی حضور درد ختم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا چوہدری صاحب آئندہ ڈھول نہ بجانا اب چوہدری صاحب سمجھے یہ سب کچھ حضرت صاحب کی ناراضگی کی وجہ سے تھا، اس پر وہ شرمندہ ہوے اور ہمیشہ بساہاں شریف کا احترام کرتے رہے (راقم) میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری صاحب خوش نصیب تھے کہ قبلہ عالم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ورنہ نہ معلوم یہ درد کہاں تک جاتا اور کیا ہوتا۔ حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف ارشاد فرماتے ہیں:

مردے تے دردنہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

ولی کامل کا جسم اگر چہ ایک جگہ ہوتا ہے مگر روحانیت کائنات پر چھائی ہوتی ہے۔ اسلئے مرید کو چاہیے کہ ہر وقت پیر کو اپنے قریب سمجھے اگر چہ پیر سے سینکڑوں کلومیٹر دور ہو۔

گھر دل میں ہے یادوں کا تو پھر گھر ہے برابر
مشرق میں بسا ہو کہ مغرب میں بنایا

اتباع شریعت کی اہمیت:

ولی کی سب سے بڑی عظمت اتباع شریعت می ہے ولی شریعت کا جس قدر زیادہ پابند ہوگا۔ اسی قدع قرب الٰہی حاصل کرلے گا۔ اور وہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرلے گا۔ اب حال یہ ہوگا کہ ولی کا چہرا دیکھ کر خدا یاد آئے گا۔ اور یہی کامل ولی کی علامت ہے۔ حضور قبلہ سیدی حضرت

صاحب قدس سرہ العزیز سردی ہو گیا گرمی بارش ہو یا برف ہر حال میں آپ نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے ۔ مسجد سے محبت کا شغف تھا اور آپ اکثر اوقات مسجد میں جلوہ گر ہوتے تھے ۔ بعض اوقات موسم سرما مین کئی گز برف پڑ جاتی ۔ مگر حضرت صاحب باقاعدہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے آپ ہر حال میں نماز باجماعت کی پابند فرماتے تھے اسلئے کہ حضور سید العالمین رحمت کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَزِ بِسَبعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

(بخاری ج۱ص ۸۹)

جماعت کے ساتھ نماز اکیلے کی نماز سے ۲۷ درجے افضل ہے۔

اور سید نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے مجھے اس زات کی جس کے دست قدر میں میری جان ہے بیشک میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور جب لکڑیاں اکٹھی ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں پس نماز کے لئے آذان دی جائے پھر ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے تو ان کے گھروں کو جلا دوں اگر گھروں مین عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو ان کو گھروں میں جلانے کا حک دے دیتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۹۷)

سید نا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیارشاد فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے لے چالیس دن نماز باجماعت یوں ادا کی کہ تکبیر اولیٰ میں شامل ہوا۔ لکھ دی جاتی ہیں۔ اس لئے دو براتیں (خلاصی) اور دوزخ سے اور دوسرے نفاق سے۔

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۳)

معلوم ہوا کہ مسجد جنت کا باغ ہے۔ مسجد کی طرف چل کر جانا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ نماز باجماعت جہنم سے خلاصی رضا الٰہی اور خوشنودی مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہے۔ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے ۲۷ روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

فصل دوئم:

آپ کی اتباع شریعت

باجماعت نماز کی پابندی:

چونکہ ولی اللہ ہر کام سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق کرتا ہے حضرت قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ہی نماز مسجد میں ادا فرماتے تھے اور جماعت کو لازمی سمجھتے تھے۔ آپ نے سردی، گرمی برف باری میں ہمیشہ مسجد میں نماز ادا فرمائی جس طرح آپ کا معمول جماعت سے مسجد میں نماز ادا کرنے کا تھا، اسی طرح گھر کے تمام بچوں کو بھی مسجد میں نماز ادا کرنے کی پابندی عائد تھی بساہاں شریف کا محل وقوع ایسا ہے کہ بعض اوقات وہاں دو اڑھائی گز برف بھی پڑ جاتی ہے لیکن اتنی طوفانی برف میں بھی نہ خود گھر میں نماز پڑھتے تھے۔ اور نہ کوئی صاحبزادہ گھر میں نماز پڑھ سکتا تھا۔ آپ صاحبزادگان سے انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ مگر نماز کے معاملہ میں انتہائی سختی فرماتے تھے اور زرہ برابر رعایت نہ فرماتے تھے حضرت پیر سید محمد آمین بخاری صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سخت سردی تھی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور بہت زیادہ برف پڑی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب نے عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں جانے کا حکم دیا ہم سب تیار ہو گئے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے عبدالشکور صاحب کو بڑے پیار سے فرمایا بھائی دروازے کے قریب آیا تو نماز عشاء با جماعت ادا کی ۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز جماعت خود کرواتے تھے۔ اور اگر کوئی عالم دین آجائے

تو آپ ان کی عزت افزائی کیلئے امامت کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔ سفر میں آپ جہاں ٹھہرتے وہیں جماعت کرواتے آپ مریدین کو ہمیشہ جماعت کی تاکید فرماتے تھے۔ اور ہر مرید کو نماز کا حکم ارشاد فرماتے بلکہ بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ آپ کو نماز سے انتہائی محبت تھی کیوں نہ ہو جبکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز رضا الٰہی کا ذریعہ ہے اور نماز ملائکہ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ انبیاء کرام کی سنت ہے اور نور معرفت ہے اور اصل ایمان ہے۔ اور نماز قبولیت دعا کا ذریعہ ہے اور رزق میں برکت ہے اور دشمن کے لئے ہتھیار ہے اور شیطان سیدوری کا ذریعہ ہے اور ملک الموت اور ملائکہ کے پاس باعث شفاعت ہے اور قبر کی روشی ہے قیامت تک اور جب قیامت باعث شفاعت ہے اور قبر کی روشی ہے قیامت تک اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ نماز نمازی کے لئے سایہ ہوگی۔ اور سامنے کا نور ہوگی اور نمازی کے سر پر تاج ہوگی اور اس کے بعد کا لباس ہوگی اور سامنے کا نور ہوگی اور نمازی اور جہنم کے درمیان پردہ ڈالنے والی ہوگی اور مومن کے لئے دلیل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور میزان کا پلہ بھاری ہوگا اور پل صراط سے گزرنے کا ذریعہ ہوگی اور جنت کی چابی ہوگی۔ (مجالس السنیہ ص ۶۸)

غرض یہ کہ نماز میں دینی دنیاوی اخروی تمام خوبیاں موجود ہیں اسلئے حضرت قبلہ عالم نماز کی تاکید فرماتے تھے اور ولی کامل کی علامت سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ خود نماز کا پابند ہوتا ہے اور مریدوں کو سختی سے نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
صلوٰۃ وصوم کا تارک خدا سے دور رہتا ہے
نظر بے آسرا رہتی ہے دل دلجو رر ہتا ہے

پابندی شریعت میں خالہ کا احترام:

حضور قبلہ عالم مسکین رحمۃ اللہ علیہ حضور سید العالمین ﷺ کی اس حدیث پاک پر عمل فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی کی والدہ کا انتقال ہو جائے تو ماں کے بعد خالہ ماں ہے یعنی والدہ جیسا سلوک خالہ سے کیا جائے تو جس طرح والدہ کی خدمت سے ثواب ملتا ہے خالہ کی خدمت سے اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتا ہے قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ہر معاملہ میں سنت مصطفیٰ ﷺ کے پابند تھے اور حدیث شریف پر عمل آپ کی حرز جان تھا۔ اس لئے اس حدیث پاک پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ راجہ عنایت اللہ خان صاحب کے گھر اپنی خالہ صاحبہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے راجہ صاحب کے گھر آپ کی خالہ کے صاحبزادے اور راجہ ممتاز حسین راٹھو کے والد گرامی ہیں۔ اور حدیث پر پورا عمل فرماتے خالہ کی خدمت بھی فرماتے اور ساتھ ہی خالہ صاحبہ سے فرماتے خالہ جی! آپ مجھے اس گھر میں کھانے پینے کا حکم نہ دیں اسلئے کہ اس گھر والے بے نمازی ہیں اور میں نے نمازیوں کے گھر کچھ نہیں کھاتا پیتا۔ خالہ صاحبہ چونکہ آپ کی طبیعت سے شناسا ہو چکی تھیں۔ اسلئے آپ کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرتی تھی حضرت صاحب مسلسل تشریف لے جاتے اور بس اپنی خالہ سے ملاقات کر کے واپس آجاتے اللہ اللہ ایک طرف تو قرابت داری کو سنت

بنوی ﷺ کے مطابق نواز تے اور ساتھ ہی زہد و تقویٰ کا پورا پورا خیال رکھتے۔ جن کا اپنی خالہ کے ہاں تقویٰ کا یہ عالم تھا دوسری جگہ کیا عالم ہوگا، آپ نے عمر بھر کھانا تو درکنار ہے بے نمازی کے گھر سے پانی کا گلاس تک نہ پیا۔ اور حضرت صاحب نماز کیم معاملے میں اپنے بیگانوں سب سے باز پرس فرماتے مرد تو مسجد مین ہوتے اور حرم خانہ سے بھی آپ نماز کے بارے میں پوچھ لیتے تھے۔ کیا نماز پڑھی۔ حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے حرم خانہ میں پرورش پانے والی بچیوں کے بمع سب کے سب حرم خانہ نمازی ہیں۔

جنت میں مکان اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی
معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
سجدے کے لئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی
ظہر و فجر وعصر کو مغرب و عشاء ک و
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی
سجدہ کا نشاں چاند سا سورج ہے جبیں پر
حوراں بہشتی کو لبھاتے ہیں نمازی

پابندیٔ شریعت حصول ولایت کا ذریعہ:

اللہ رب العزت اور اسکے پیارے محبوب ﷺ پر ایمان لانے کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مسلمان اسوۃ حسنہ رسول اللہ ﷺ پر چلے اتباع شریعت ہی معرفت کا ذریعہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْ

(سورہ حشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اتباع شریعت سے مراد حضور ﷺ کے عطا کردہ نظام کی پیروی کی جائے اور جس چیز سے منع فرمایا گیا اسکے قریب تک نہ جائے شریعت کل کا نام ہے۔ طریقت اسکے جز کا نام ہے جس نےکل کو نہیں پایا بھلا وہ جز کو کیسے پا سکتا ہے۔ اور جو شخص شریعت کے خلاف ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا:

خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ

(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: تم میں بہترین وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

اور کشف الاسرار میں ہے اولیاء اللہ کی یہ صفت ہے کہ وہ عنوان شریعت اور برہان طریقت ہوں انکے ظاہر احکام شریعت سے آراستہ ہوں اور باطن انوار طریقت سے پیراستہ ہوں حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ علیہ فرماتے ہیں ولی اللہ وہ ہے جو نفس کا تابع نہ ہو اور صبر و تحمل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ (نفحات الانس ص ۴، کشف المحجوب فارسی ص ۳۱۰)

ولی اللہ کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ شریعت کا پابند ہو اور جو شخص جس قدر شریعت کا پابند ہے اسی قدر زیادہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت سے قرب مراد لیا جاتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کا ولی اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب میں ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر ص ۱۲۶)

اللہ تعالیٰ کا ولی اللہ تعالیٰ کا قرب اس طرح حاصل کر لیتا ہے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے اور اگر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل دیکھتا ہے اگر سنتا ہے تو آیات الٰہی کو سنتا ہے اگر وہ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے غرضیکہ ولی اللہ ہر کام رضائے الٰہی اور سنت مصطفوی ﷺ کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ولی اللہ کے لئے شریعت کی تابعدار ضروری ہے۔

ہو کسے کجھ نیکی ہوسی توشہ خرچ قبر دا
مینوں ہکو نام تساڈا گنہاں روز حشر دا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیۡتَ رَجُلًا یَّطِیۡرُ فِی الۡھَوَآءِ اَنۡ یَمۡشِیۡ عَلَی الۡمَاءِ اَنۡ یَاکُلُ النَّارِ وَ تَرَکَہٗ سُنَّۃً مِنۡ سُنَنِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فَاضۡرِبۡہٗ بِالنَّعۡلَیۡنِ فَاِنَّہٗ شَیۡطَانٌ وَمَا صُوۡرَ مِنۡہُ وَھُوَ

مَکْرُہٗ وَ اسْتَدْرَاجٌ۔

جب تو کسی شخص کو ہوا میں اڑتے پانی میں تیرتا چائے آگ کھاتا دیکھے اور وہ شخص حضور ﷺ کی سنتوں میں سے کسی سنت کا تارک ہو تو اسے جوتوں سے مارو اسلئے کہ جو کچھ اس سے صادر ہوا مکرو استدراج ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استدراج کیا ہے؟ استدراج کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کق ہر وہ چیز دنیا میں عطا فرما دے۔ جو اس کی جہالت و گراہی کا سبب بنے اب اللہ تعالیٰ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اور وہ شخص محض دنیاوی لذتوں میں کھو کر اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے دور ہو جاتا ہے اب کبھی پانی پر تیر کر کبھی ہوا میں اڑ کر دکھاتا ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی ہو گیا ہے حالانکہ وہ شخص کبھی پانی پر تیر کر بھی ہوا میں اڑ کر دیکھتا ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں یہ ولی ہو گیا ہے حالانکہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہے اور جہنم کے بہت قریب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورہ اعراف آیت نمبر ۱۸۶)

بھلا ہم انہیں عذاب کی طرف آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو گی ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس درروئے آدم ہست

پس با ہر دستے نہ شاید داد دست

بہت سے شیطان آدمیوں کی شکل میں ہیں۔ اسلئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

ولی کامل حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے شریعت مصطفٰی ﷺ کے خلاف راستہ پکڑا وہ شخص ہرگز منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔

آپ کی اتباع شریعت:

سیدی وسندی وملجائی حضرت قبلہ پیر مسکین سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز شریعت مصطفٰی ﷺ کے سخت ترین پابند تھے۔ آپ کا ہر کام شریعت کے مطابق ہوتا تھا۔ آپ کا چلنا۔ پھرنا۔ کھانا، پینا غرض یہ کہ ہر کام سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔ شریعت کے معاملے میں اپنا ہو یا غیر گھر ہو یا باہر صاحبزادہ ہو یا مرید آشنا ہو۔ یا غیر آشنا کسی سے کوئی رعائت نہ ہوتی تھی۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل ہو رہا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

(سورہ آل عمران آیت ۳۱)

۔ اے محبوب فرما دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرماں برادار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشنے والا مہربان ہے معلوم ہوا اللہ کی محبت کا دعویٰ تب سچا ہے جب آدمی حضور ﷺ کی شریعت کا تابعدار ہو اور یاد رکھیں اگر کوئی کہے کہ میں اتباع رسول اللہ ﷺ کے بغیر ولی بن جاؤں تو وہ ہرگز ولی نہیں بلکہ جوگی ہے۔ اور دنیا کے کسی قانون کے اپنانے کے لئے قانون نافذ کرنے والے کی محبت چاہیے اور پھر وہ جو قانون بنائے اس کی پابندی ہو تو دعویٰ صحیح ہوگا۔

ایک دفعہ محمود نے غلاموں کا بلایا اور یہ کہا یہ پیالہ لاکھوں روبے کا تھا۔ جواہرات اس میں چڑھے تھے اسلئے ہر شخص اس پیالے کو ہاتھ میں پکڑ کر رکھ دیتا اور یہ سمجھتا کہ اتنا قیمتی پیالہ کیوں توڑوں اور جب محب صادق ایاز کی باری آئی تو اٹھا کر پھینک دیا اور وہ پیالہ ایک لمحے میں ٹکڑے ہو گیا۔ محمود نیا ایاز سے پوچھا جس پیالے کو اتنے وزیروں سفیروں مشیروں نے نہ توڑا تو نے کیوں توڑا۔ ایاز نے نہایت سادگی سے کہا حضور والا یہ سب پیالے کی محبت میں کھو گئے اور اسے قیمتی سمجھ کر نہ توڑا اور میں چونکہ تمہاری محبت میں کھو یا ہوا ہوں۔ اس لئے قیمتی پیالے کو تمہارے حکم پر توڑ ڈالا۔ اس پر محمود نے ایاز کو بہت بڑا انعام دیا۔ حضرات محترم! بعض لوگ دنیاوی جواہرات کے حسن

میں پھنس کر پیالے کی محبت تک رہتے ہیں۔ یہ دنیا حرص کا پیالہ ہے اور اسکی لالچ میں پھنس کر اللہ اور اسکے رسول کی اتباع سے دور رہتے ہیں مگر اللہ والے اس دنیاوی لالچ کے پیالے کو توڑ کر اپنا رشتہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جوڑ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جوڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے دنیاوی پیالے کو توڑ کر حب رسول کی رشتہ سے ہمیشہ منسلک ہو جاتے ہیں تو ان کی نظروں میں دنیا کے مال و زر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اور حکم رسول ﷺ پر جان و مال قربان کر دیتے ہیں اور ان کا ہر کام خدا اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اولیاء اللہ تمام کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں اور جو شریعت کا جتنا زیادہ پابند ہو وہ اتنا ہی بڑا ولی ہوتا ہے۔

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جس زمانے میں لوگوں نے حرص و لالچ کا نام شریعت، تکبر و جاہ و دیانت کا نام حلم لڑائی جھگڑے کا نام بحث مباحثہ طبع کے ہذیان (بکواس) کا نام شریعت نفسانی خواہشات کے تحت باتوں اور دل کی حرکت کا نام محبت خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا نام فنا فی اللہ خدا تعالیٰ کے رستے سے پھرنے اور بے دین ہونے کا نام فقیر اور ترک شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۶۴)

حضرات محترم آج سے صدیوں پہلے حضرت داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ

کے زمانے میں اگر مذہبی اور اخلاقی حس یہاں تک مردہ ہو چکی تھی۔ کہ تکبر و نخوت کو عزت لڑائی و فساد کو مباحثہ۔ کینہ کو حلم، نفسی خواہشات کو محبت بکواس کو معرفت بے دینی و گمراہی کو فقر اور شریعت چھوڑنے کو طریقت سمجھا جاتا تھا۔ تو آج کل جب کہ مادیت پرستی کا دور ہے۔ علماء باعمل اور صوفیائے معرفت کا فقدان ہے فقرائے حقیقت کا قحط الرجال ہے اس دور میں بعض چور اور لٹیرے لوگ صافیاء کا لباس پہن کر شریعت اور طریقت کو الگ الگ کر رہے ہیں۔ عوام کو آزاد خیالی کا سبق دیتے ہیں نماز کی فرضیت سے ہٹا کر گمراہ کرتے ہیں شریعت کے مسائل کا مذاق اڑاتے ہیں ان لوگوں کو شعبدہ باز سمجھیں اور جو شخص شریعت کا مخالف ہو وہ ولی اللہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ہر دور میں اچھائی اور برائی نیکی و بدی کا مقابلہ رہا اور رہے گا جہاں علماء سو (باطل) ابوالفضل اور فیضی تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے عالم ربانی ولی کامل عارف باللہ کی صورت میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو بھیجا جنہوں نے حق کو باطل سے رب کو رام سے جدا کر کے دو قومی نظریہ پیش فرمایا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا۔

حضرت قبلہ عالم پیر سید شاہ ولایت شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نیا حیاء سنت کے مشن کے لئے بھیجا آپ نے شریعت مطہرہ کو حرز جان بنا لیا اور کھانا پینا۔ چلنا پھرنا معاملات و فیصلہ جات سب کچھ سنت مصطفیٰ علیہ کے مطابق ہوتا ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفی ﷺ

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

آپ شریعت کے معاملہ میں کسی کی رورعائت نہ فرماتے چاہے گھر کا کوئی فرد ہوتا یا عام آدمی شرعی مسئلہ میں سب سے پابندی کروائی جاتی تھی۔ حضرت سید محمد آمین بخاری مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ شکار کی غرض سے پتھرا ڈھوک گیا۔ یہ مقام حاجی درہ پیر سے بالائی سطح پر ہے۔ رات کو جمعہ تاس کے پاس ٹھہرا تو چوہدری جمعہ تاس نے ایک بیوہ کا نکاح پڑھنے کو کہا جس کا خاون فوت ہوگیا تھا۔ اس وقت کافی لوگ موجود تھے۔ احباب مجلس اور چوہدری جمعہ تاس سے میں نے عدت کے بارے میں پوچھا تو سب نے عدت گزر جانے کا بیان دیا اور مین نے ان کے بیان کے بعد نکاح پڑھا دیا کچھ عرصہ بعد فیق ثانی نے دعویٰ دائر کیا کہ بیوہ کا نکاح عدت میں ہوا ہے۔ حضرت پیر سید محمد آمین بکاری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں میں قریباً ۱۴ گاؤں کی پنچائت کا سرپنچ تھا۔ اور اس پنچائت کے سربراہ حضرت صاحب خود تھے۔ یاد رہے کہ اس دور میں کونسلر وغیرہ نہیں ہوت کرتے تھے۔ بلکہ پنچائت ہوتی تھی۔ جس کا ایک سرپنچ ہوتا تھا۔ ان کے فیصلے کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ قبلہ عالم حضرت صاحب چونکہ سربراہ تھے۔ اسلئے آپ تحریری فیصلے پر نظر ثانی فرماتے تھے اور کوئی بات شریعت کے خلاف ہوتی۔ اسکوکاٹ کر اس کی

جگہ شرعی فیصلہ لکھا جاتا یہ فیصلہ بھی نظر ثانی کے بعد جمعہ کے اجتماع میں سنایا جاتا
تھا۔ اتفاق کہ بیوہ کا فیصلہ پنچائت میں آیا اور دوبار میں نے تحقیق کی تو معلوم
ہوا عدت سے ۱۰ دس باقی رہتے تھے جب نکاح پڑھایا گیا تھا۔ بہر حال میں
نے فیصلہ لکھا اور نظر ثانی کے لئے جمعہ کے دن حضرت کو پیش کیا۔ تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ نکاح کس نے پڑھایا میں نے عرض کیا حضور نکاح تو میں نے
پڑھایا ہے، آپ نے مجھے ارشاد فرمایا تیرا نکاح ٹوٹ گیا ہے اسلئے تو گھر میں
نہیں جا سکتا۔ (اس وقت میرے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔) ادھر مجھ پر
پابندی عائد کی اور ادھر گھر جا کر میری دونوں بیویوں سے کہہ دیا تم فارغ ہوا
اگر مرضی ہوتو دوبارہ نکاح کرنا ورنہ تمہیں کوئی مجبوری نہیں تم آزاد ہو اور ساتھ
ہی ایک بکرا ذبح کروایا اور بطور کفارہ ساٹھ آدمیوں کے کھانے کا بندوبست
کیا۔ حضرت صاحب نے جمعے کی نماز کے ساتھ اعلان فرمایا کہ کوئی شخص نماز
کے بعد گھر نہ جائے۔

سب لوگ کھانا کھا کر جائیں اور یہ کھانا سید محمد امین کا کفارہ ہے جب
سب لوگوں نے کھانا کھالیا تو آپ مجھے اندر لے گئے اور میرے سامنے میری
ہر دو بیویوں سے کہا اگر تمہاری مرضی ہے تو نکاح کرو ورنہ تم فارغ ہو۔ والدہ
محترمہ کے ذریعے ایجاب وقبول کی اجازت ہوئی باقاعدہ نکاح ہوا تو تب جا
کر میں اس پریشانی سے فارغ ہوا، حضرات محترم آجکل لوگ اپنی اولاد کے
جرموں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر حضرت پیر سید آمین بخاری دامت برکاتہم

العالیہ سے یہ خطا جو سرزد ہوئی۔ حالانکہ اس معاملہ میں آپ نے مجلس سے عدت گزرنے کا بیان بھی لیا تھا۔

مگر اسکے باوجود نہ گھر کی پرواہ نہ گھر کی تباہی کی پرواہ اور نہ صاجزادہ صاحب کی صاجزادگی کی پرواہ اگر پرواہ ہے تو فقط شریعت مصطفوی ﷺ کی پرواہ ہے اور پھر آپ نے اس بیوہ کے نکاح میں شامل ہونے والوں کو بھی وہی حکم دیا جو گھر میں عمل پورا ہوا اب نکاح بھی دوبارہ ہوئے اور ان لوگوں نے کفارہ بھی دیا۔ لیکن سب سے پہلے حضرت صاحب نے اپنے صاجزادہ صاحب کے نکاح کی تجدید کی اور کفارہ بھی ادا فرمااى یہ اتباع شریعت کا بلند درجہ تھا اور جب کوئی شخص اتباع شریعت کا بلند درجہ حاصل کرلے تو احکام شرعی اس کی فطرت کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ اور اس سے وہی افعال صادر ہوتے ہیں جو رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوں۔ الحمد للہ حضرت قبلہ پیر سید شاہ ولایت بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس درجہ پر فائز تھے کہ آپ کا ہر کام اتباع شریعت میں ہوتا تھا۔ اور جب کسی کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ شریعت کے معاملہ میں بیٹا ہو یا بھائی اپنا ہو یا پرایا آشنا ہو یا غیر آشنا کسی کی رعایت نہ کی جائے بلکہ سب پر شرعی فیصلہ نافذ کیا جائے تو اس مقام کے حاصل کرنے والے کو صاحب استقامت کہتے ہیں اور استقامت کے بارے میں حکم ہوا:

اَلِاسْتَقَامَتُ فُوْقَ الْکَرَامَۃِ

(الحدیث)

استقامت کا درجہ کرامت سے بہت زیادہ بلند ہے۔

اور جب مردان خدا استقامت کا درجہ رکھتے ہیں تو قرب ربانی حاصل کر لیتے ہیں اور جس نے شریعت پر زیادہ عمل کیا وہ اس قدر زیادہ استقامت والا ہوا اور استوامت کو جس نے پالیا ولایت کے اعلیٰ درجے کو حاصل کر لیا۔ اسی منصب استقامت پر قائم رہے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا میں درس دیا گھر کا گھر قربان کر دیا مگر استقامت پر قائم رہے سنت شبیری پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز نے استقامت کو اپنایا۔ استقامت میں آپ کا یہ حال تھا کہ آپ کوئی کام خلاف شرع پسند نہ فرماتے تھے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد سے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا
بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ ورسم منزل ہا

آپ کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عمل:

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی سختی سے

پابندی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے۔آپ بھلائی کی طرف بلاتے اور برائی سے منع فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے۔آپ بھلائی کی طرف بلاتے اور برائی سے منع فرماتے اسلئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(آل عمران آیت ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ پر آپ کا عمل ہمیشہ جاری رہا۔ ہر جگہ آپ بھلائی کی دعوت دیتے تھے اور برائی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ یہی استقامت فی الدین ہے۔

حضور سید العالمین ﷺ نے نبی اسرائیل کی ایک بستی کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا وہاں کے باشندے تین گروہوں میں تھے۔ایک گروہ نیکی کرتا تھا اور نیکی کا حکم دیتا تھا۔ دوسرا خود تو عمل کرتا تھا مگر دوسروں کو برائی سے روکنا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ اور تیسرا گورہ سخت نافرمان تھا۔ جب اللہ کا عذاب آیا تو پہلا گروہ محفوظ رہا۔ باقی دو گروہ بناہ و برباد ہو گئے۔اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

(الحدیث)

نیکی بتانے والا (ثواب میں) نیکی کرنے والے کے برابر ہے اور حضور ﷺ نے اپنے امتیوں کو یوں ارشاد فرمایا:

فَمَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَالْیَصُدُّهٗ بِیَدِهٖ۔ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰالِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(مشکوٰۃ شریف)

تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اسے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو دل (میں اس کو برا) سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ حضرت پیر سید شاہ ولایت بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ فرماتے۔ آپ کی تبلیغ صرف بساہاں شریف کی مسجد تک محدود نہ تھی۔ بلکہ آپ کا تبلیغی دورہ دور دراز کے علاقوں تک کئی ماہ کا ہوتا تھا۔ آپ کی محافل میں ہر روز ہزاروں لوگ ہوا کرتے تھے آپ تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کی ضروریات کے پیش نظر کشمیر، اوڑھی، دھچبہ، سرگ منڈی، مینڈر، حویلی اور دیگر بے شمار علاقوں کا تبلیغی دورہ فرماتے اور محفل میں آپ اصلاح نفس فرماتے محفل کیا۔ آپ جہاں تشریف فرما ہوتے۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ ایک جسلہ بن جاتا ہے۔

ہر کجا کہ چشمہ بود شیریں
مردو مورو ملخ گردایند

جہاں میٹھا چشمہ ہوتا ہے وہاں لوگ چیونٹیاں مکوڑیاں کے وغیرہ پانی پینے جمع ہو جاتے ہیں۔

جس چمن وچ یار میرے آکے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا پھر اپنی بھر بھر جھولیاں

اور حضور سید العالمین رحمت کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ

اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا

حضرت صاحب کا تبلیغی دورہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر مبنی ہوتا۔ لوگوں کے درمیان سال ہا سال کے تنازعے ہوتے۔ اکثر لوگ حضرت صاحب کی انتظار میں مہوتے جب آپ اس علاقے میں تشریف لے جاتے تو مقدمات آپ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے۔ تو آپ شریعت محمدی ﷺ کیمطابق فیصلہ فرماتے۔ آپ ایک دفعہ تبلیغی دورہ فرماتے ہوئے ،وضع لسانہ سید محمد شاہ صاحب کے والد صاحب کی ہاں تشریف فرما تھے۔ وہاں ایک مقدمہ حضرت کی بارگاہ میں پیش ہوا اور وہ یہ تھا کہ ایک لڑکی اپنے شوہر کیگھر کسی حالمیں بسنے کو تیار نہ تھی۔ جب فریقین نے اپنے بیان دیئے اور حضرت نے پوری وضاحت پوچھ لی تو دیکھا کہ کسی حال میں شوہر کے گھر میں آباد نہیں ہو سکتی۔ تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ طلاق لے لو۔ اس پر ایک شخص ناحی نے گستاخانہ لہجہ میں کھڑے ہو کر کہا۔ پیر صاحب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کریں۔ طلاق ہمارے خاندان میں کبھی نہیں ہوئی۔ لہذا آپ طلاق کا نام نہ لیں۔ آپ یہ کہ کہتا تو ہمارے لئے ایسے ہے جیسے آپ ہمیں مجلس مین بیٹھ

کر جوتے مار رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر لڑکی نہ آباد ہو تو دوسرا راستہ شرعی طور پر طلاق کا ہے جو صحابہ سے لے کر آج تک چلا آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لہذا میں نے شریعت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کر دیا ہے رہی بات جوتے مارنے کی تو مجھے کیا ضرورت کہ میں کسی کو جوتے ماروں۔ تم اپنی جوتی خود اپنے سر پر مارو۔ اسکے بعد وہ شخص غصہ میں آ کر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے پاؤں میں وزنی جوتی پہنی ہوئی تھی۔ اور اس جوڑے کے نیچے لوہے کی میخیں لگی ہوئی تھیں۔ اب اس شخص نے وہ جوتا پہننے کے بجائے ہاتھوں میں اٹھایا اور اپنے سر پر مارتا ہوا مجلس سے نکل گیا۔ اور جب وہ گھر پہنچا تو اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی جوتیاں اپنے سر پر مار رہا تھا۔ اب بس کاس کا یہی حال رہا اور سید محمد شاہ صاحب کے والد صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جوتیاں مارتا مارتا مر گیا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے دھڑاں راجہ علاقہ صد ہرون سے حضرت پیر شمس الدین گیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مین آپ کے ہاں تبلیغی سلسلے میں ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف لائیں گے یا کہ میں حاضر ہو۔ حضرت پیر شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ آپ تشریف لائیں اور حضرت پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی آمد کی خوشی میں حضرت پیر شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دھڑاں کے روجوں کی بھی دعوت کی۔ جب وہ لوگ تیار ہو گئے تو حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا میں آپ کے ساتھ نہیں جانا چاہتا اسلئے کہ آپ دعوت کھانے جا رہے ہیں اور میں تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے ہمراہ ایک خادم لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بدھال شریف کی طرف چل پڑے۔ ادھر حضرت پیر شمس الدین گیلانی قدس سرہ العزیز تشریف

فرماتے۔ جوکہ صاحب نظر تھے آپ نے حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کی آمد کا زبردست اہتمام فرمایا۔ اور جو لوگ بدھال شریف رہتے تھے جب انہوں نے یہ اہتمام دیکھا تو پوچھا کہ یہ انتظام والفرام کس کیلئے ہے آپ نے فرمایا رسول پاک ﷺ کی شریعت کا زبردست قسم کا تھانیدار آرہا ہے۔ جو شریعت کا سخت ترین پابند ہے جب آپ بدھال شریف تشریف لائے۔ تو حضرت پیر شمس الدین بدھالوی صاحب نے آپ کو نہایت ہی ادب واحترام سے ٹھہرایا۔ ظہر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لے گئے نماز ادا فرمائی اور جب واپس تشریف لائے تو پیر شمس الدین صاحب کے بڑے بیٹے سید حسام الدین شاہ صاھب سے قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار یا معذور ہو اور بیماری کی وجہ سے وضو نہ کر سکے۔ تو تیمم کر کے نماز ادا کرے چونکہ حضرت بیمار ہیں اسلئے مٹی لا کے دو تا کہ تیمم کر کے نماز ادا کریں۔ ابھی پیر شمس الدین صاحب خاموش تھے کہ ان کا ایک چہیتا مرید کہنے لگا۔ کہ اس کا کیا یہ مطلب ہمارے پیر صاحب نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت تو مکہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا: بعض بزرگ مکہ میں نماز ادا کرتے ہیں بے شک آپ کے حضرت بھی مکہ مین نماز پڑھتے ہوں گے۔ اس میں شک نہیں مگر یہاں بھی نماز ادا کرنی ضروری ہے ابھر وہی چہیتا مرید بولا اور کہنے لگا ہمارے حضرت صاحب تو مکہ میں نماز پڑھتے ہیں اسکی اس بات پر حضرت پیر شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سخت غصہ آیا اور ارشاد فرمانے لگے جو حضرت صاحب فرماتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور اس پر عمل ضروری ہے تو انتہائی بے حیاء آدمی ہے یہاں سے دفع ہو جا اور آئندہ کبھی یہاں نہ آنا۔ حضرت پیر شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر سید شاہ ولایت صاحب قدس سرہ سے انتہائی محبت تھی۔ اور

آپ کا بہت زیادہ ادب واحترام کرتے تھے۔اسی بناء پر آپ نے اپنی اولاد کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اس دنیا میں اگر عزت حاصل کرنی ہے تو بساہاں والے حضرت صاحب صاحب کے طریقے پر چلنا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے صاحبزادگان بساہاں شریف سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔اورانہوں نے ہر دم شریعت کے مطابق زندگی گزاری۔معلوم ہوا گھر ہو یا سفر، اپنا ہو یا پرایا، پیر خانہ ہو یا مریدوں کا گھر، حضرت صاحب ہر جگہ امر بالمعروف کی تبلیغ فرماتے تھے۔اس لئے آپ سے پوچھا گیا فقیر کیا کیا تعریف ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص حضور ﷺ سے جتنا پیار کرے گا اتنا بڑا فقیر ہوگا اور جس کو حضور ﷺ سے جس قدر زیادہ پیار ہوتا ہے وہ شریعت کا اتنا ہی زیادہ پابند ہوتا ہے''

آپ کی تبلیغ کے ذریعے بے نمازی نمازی بن گئے۔شرابیوں نے شراب چھوڑ دی غرضیکہ ہر ایک کو آپ نے حب رسول ﷺ کا درس دے کر شریعت سے منسلک کر دیا یہ سب آپ کی صحبت کا فیضان تھا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر است از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی بے ریا کی عبادت سے بہتر ہے۔

دوستی مقبلاں چوں کیمیا است

چوں نظر شان کیمیا خود کجا است

مقبولوں کی دوستی کیمیا کی طرح ہے جب ان کی نظر کیمیا ہے تو اپنا مرتبہ کیا ہو گیا۔

میہو ہمت مرداں والی ایہو کم کریندی

مرداں دے در بند ہوندے ناہیں شامت تو ہے مریندی

نواب ام دو بند کے ولی عہد کا مقصد پورا ہو گیا:

نواب ام دو بند (سرحد کے آگے سٹیٹ ہے) اسکا لڑکا جو کہ ولی عہد تھا اس کو کوئی پریشانی لاحق ہو گئی اس کو ایک فقیر نے رہبری کرتے ہوئے کہا پونچھ بساہاں شریف حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کے ہاں چلا جا۔ وہ ولی عہد وہاں سے چلا اور پونچھ شہر پہنچا۔ اور پھر وہاں س پیدل (چل کر کھوٹہ کے قریب) چھانچل پہنچا (لوہے دندی پر بیٹھ گیا۔ اور بساہاں شریف اور حضرت صاحب کے نام تک کا بھول گیا پیدل چل کر اسکے پاؤں زخمی ہو چکے تھے اسلئے زار قطار رونے لگا تو وہ فقیر جس نے رہنمائی کی تھی آ پہنچا اور تسلی دیکر بتایا کہ تو قریب آ گیا ہے اور تیرا باڈی گاڈ پیچھے سے چلا آ رہا ہے ایک شخص جو باریش لمبے قد والا آ رہا ہے اس کو کہنا مجھے اپنے پیر کے پاس لے چلو یہ کہہ کر فقیر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک صاحب شہر پونچھ کی طرف سے آئے اور انھوں نے اس نوجوان کو سلام کیا اور پوچھا کہ پریشان کیوں ہو۔ اسنے کہا اپنے پیر کے پاس لے چلو جس کا نام بھول گیا ہوں یہ حضرت سید محمد شاہ صاحب بخاری حضرت صاحب کے غلام ہی سیداں والے تھے آپ اسکو ہمراہ لے کر حضرت صاحب کے پاس پہنچے تین دن وہ مہمان یہاں رہا اور مہمان خانے کے سامنے اپنی چادر بچھا کر لیٹتا تھا۔ حضرت صاحب نے اسکے لئے چارپائی اور بسر کا انتظام کیا ہوا تھا مگر وہ کہتا پلنگ اور ریشمی بستر چھوڑ کر آیا ہوں۔ میرا مقصد پورا ہو گا تب جاؤں گا۔ ورنہ اس مٹی پر لیٹا رہوں گا۔ تیسرے دن وہ صبح ناشتے کے بعد خوش وخرم روانہ ہو گیا۔ حضرت پیر سید آمین بخاری مدظلہ روایت کرتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ حضرت صاحب کی

اوپر والی چادر لی ہوئی ہے اور خوش وخرم جا رہا ہے آپ فرماتے ہیں میں اس وقت گلستان سعدی پڑھتا تھا۔ اسنے میری کتاب پر اپنا نام و پتہ درج کیا مگر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں دیگر کرب کے ساتھ یہ کتاب بھی ضائع ہوگئی۔

شرابی نے توبہ کرلی:

واقعہ سلطان بتولی خان صاحب جاگیر دار علاقہ کٹھائی متولی علاقہ دچھنا کے ساتھ ملحق ہے۔ تحصیل اوڑی ضلع بارہ مولہ آج مقبوضہ کشمیر میں ہے سلطان مذکور نے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا کبھی آئیں گے سلطان تبولی بہت برا امیر کبیر اور بہت بڑا شرابی تھا اس زمانہ میں انگلینڈ سے مہر بند شراب اس کے پاس پہنچتی تھی اور کبھی کبھی ضرورت پڑنے پر مہاراجہ کشمیر سلطان صاحب سے شراب منگاتا تھا اب سردی کے ایام تھے باہر برف قریبا ۴ فٹ سے زائد تھی سلطان اپنے محل محفل شراب خوب گرم کیے تھا۔ اور اسکے حواری اور وزراء اور امراء اسکے ساتھ تھے۔ کہ اچانک ایک فقیر جس نے صرف ایک کرتہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ سلطان کے محل کے کمرے میں آ کھڑا ہوا اللہ والونکی طاقت عجیت ہوتی ہے اور اس فرعون دماغ سلطان نے کرسی پیش کی اور کہا سائیں بیٹھ جاؤ فقیر بیٹھ گیا۔ پھر سلطان نے کہا جب آ ہی گئے ہو تو شوق فرماؤ کباب وشراب موجود ہے۔ فقیر نے ایک کباب اٹھایا اور نصف خود کھایا اور نصف اٹھا کر سلطان کی بڑھایا اور کہا (گالی نکال کر) یہ تم کھاؤ مجلس والوں نے تو یہ سمجا کہ یہ فقیر مارا جائے گا۔ اس نے سلطان صاحب کو گالی نکالی اور پھر اپنا پس خوردہ کباب اسکے منہ میں ڈالنے آگے ہوا۔ لیکن ہوا یہ کہ سلطان کھڑا ہو گیا اور وہ پس خوردہ فقیرا اپنے منہ میں فقیر کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر فقیر نے (گلی نکال کر) کہا کہ کھاؤ۔ سلطان کے حلق سے کباب کا لقمہ

اتر گیا اور فقیر دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند ساعت خاموشی رہی پھر سلطان نے حکم دیا کہ دیکھو وہ فقیر کدھر گیا باہر پہرہ داروں نے جواب دیا کہ وہ گیٹ سے باہر نکل گیا ہے باہر دیکھا تو ۴۲ قدم کے نشان برف پر لگے ہوئے تھے پس کسی کو کوئی خبر نہ تھی فقیر پا برہنہ ہوا واپسی جواب ملنے پر سلطان تھوڑی دیر خاموش اور پریشان رہا۔ پھر شراب کی طرف متوجہ ہوا تو الٹی شروع ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانہ کے حساب سے کئی ہزار روپے کا شراب باہر پھنکا گیا۔ اب سلطان صالح کی یہ حالت تھی۔ اکثر شراب کی بوتل کا ڈھکنا بھی کہیں نظر آتا تو الٹی شروع ہو جاتی وہی شرابی سلطان اب نمازی تہجد گزار اور قائم الیل اور صائم الدھر نظر آیا اسکی حویلی جو کہ میلوں ہر محیط تھی اسے اندر سگریٹ یا نسوار میں کوئی ہم رکابی نہ کرسکتا تھا (راقم الحروف محمد آمین بخاری) حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم رکابی میں وہاں گیا ہے اسکے لڑکے کا نام بھی محمد امین تھا اس کو اس وقت نماز تہجد کا پابند دیکھا جو نوعمر جوان تھا۔ (واقعہ گلستان سعدی کا طالب علم تھا) تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نواب ام دوبند کے شہزادے سے فقیر کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اسی فقیر نے سلطانی کھٹائی کا شراب چھڑایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر تجلی حق تعالیٰ کا نزول ہوا تو آپ کی نگاہ اس قدر تیز ہوگئی کہ دس کوس سے تات کی تاریکی میں کسی پہاڑ پر چلتی ہوئی کیڑی کو دیکھ لیتے تھے (تفسیر ابن کثیر) اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَكَذَالِكَ نُرِیٓ اِبْرَاهِیمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(سورہ انعام آیت ۸۵)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی زمینوں اور آسمانوں کی۔

اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا اور پردے ہٹا دیئے گئے وہیں سے تمام آسمان و زمین کیہاں تک کہ عرش بریں سے لے کر اسفل اسافلیں (نیچے سے نیچے) تک سب کچھ مشاہدہ کرا دیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے بہشت میں اپنے محل کو ملاخطہ فرمایا۔ تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۷۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرش و جنت، لوح و قلم بلکہ ہر چیز کو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھ لیا۔ اور زمینیں ان کے لئے کھل گئیں اور زمین کے اند کی چیزیں دیکھنے لگے اور حضور سید الانبیا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرِفْتُ

(مشکوٰۃ شریف ص ۷۲)

پس میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔ یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا دیکھنا تھا اور حضور ﷺ کے وارث اولیاء اللہ ہیں۔ جو کہ علماء ربانین سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی حضور ﷺ کے وسیلہ سے یہ شرف عطا فرمایا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰہ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

اَنَّ النُّفُوْسَ الزَّکِیَّۃَ الْقُدْسِیَّۃَ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ فَرَجَتْ وَالْتَّقَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقِ لَہٗ حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاھِدِ بِنَفْسِھَا اَوْ

بِاِخۡبَارِ الۡمَلِكُ لَهَا۔

(مرقاۃ ج ۲ ص ۳۴۲)

ترجمہ: پاک وصاف نفس جب کہ بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کر کر کے بزم بالا سے مل جاتے ہیں اوران پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا پس وہ تمام چیزوں کومثل محسوس وحاضر کے دیکھتے ہیں خواہ اپنے آپ یا فرشتہ کے الہام کے ذریعے۔

اور حضور ﷺ کا فیضان جب سیدی میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا تو فرمایا:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمِيْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ التِّصَالِیْ۔

(میں اللہ کے تمام شہروں کے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے رائی کے چند دانے ملے ہوئے ہوں)

اس مضمون کوحضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

سرمہ کن درچشم خاک اولیاء
تابنی ابتدا تا انتہا

اولیاءکرام کی مٹی کا سرمہ آنکھ میں ڈال۔ تا کہ تو ابتداء سے انتہا تک دیکھ سکے۔

کاملاں از دود نامت بشنوند
تابقصر نارو پودت وردوند

کامل لوگ دور سے تیرا نام سنتے ہیں۔ یہاں تک کہ آگ اورتنور کو

جانتے ہیں۔

بلکہ پیش از زادن تو سالہا
سیدہ باشندت چندیں حال ہا

بلکہ ایک تیرے پیدا ہونے سے کوئی سال پہلے۔ تیرے اس حال کو دیکھ لیتے ہیں۔

حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پیر ہستند از اسرار ہو

تیرا ایک ایک حال اور بال بال جانتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار سے پُر ہیں۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ آنے والے حالات کو جانتے ہیں اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی عالم کی محفل میں جاؤ تو زبان پر پابندی رکھو کیوں کہ عالم دین زبان کی بات پر فتویٰ دیتا ہے اور جب کسی ولی اللہ کی طرف چلو تو پہلے دل کو سنبھال لو کیونکہ اولیاء اللہ دلوں کے حالات کو جانتے ہیں۔

حضرت قبلہ بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی دلوں کا حال جانتے تھے۔ اور آنے والے وقت کو بھی جانتے تھے اسی لئے فرمایا: کہ جب تیرا گھر پاک ہوگا تو انشاء اللہ ہم آئیں گے۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ باری

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں وی آکھاں راہ دے
بن مرشد راہ نئیں لبھناں مر ویسیں وچ راہ دے

ادب واحترام:

برادران گرامی! ادب مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا قرینہ ہے اسب سے مسلمان عروج حاصل کرتا ہے ادب سے آدمی کو عظمت و وقار حاصل ہوتا ہے۔ حضور رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَ نَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا
(مشکوٰۃ شریف)

وہ شخص میری امت سے نہیں ہے جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑے کی تعظیم نہ کی۔

معلوم یہ ہوا کہ ادب و احترام ایماں کا اعلیٰ رتبہ ہے اور ادب ہی اہلسنت کا طریقہ ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اسلام میں حسن کی ساری رونقیں ادب سے قائم ہیں اور بے ادبی تباہی و بربادی کا نام ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از خدا خواہم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

میں اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق چاہتا ہوں، بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش درہم آفاق زد

بے ادب صرف اپنے آپ کو برا نہیں رکھتا۔ بلکہ آگ تمام جہان میں لگاتا ہے۔ (یعنی دوسروں کو بے ادب بناتا ہے)

از ادب پرنور گشتہ است ایں ملک
از ادب معصوم و پاک آمد ملک

ادب کی وجہ سے فرشتے نور سے بھرپور ہیں ادب کی وجہ سے ملائکہ معصوم اور پاک ہیں حضرت قبلہ سیدی پیر مسکین شاہ ولایت قدس سرہ العزیز سراپا ادب وحیاء تھے۔آپ بڑوں کا انتہائی احترام فرماتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔اور علماء کرام چونکہ علم مصطفیٰ ﷺ کے وارث ہیں اور حضور سید العالمین رحمت کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْعُلَمَاءُ مِنْ وَرَثَةِ الْاَنْبِيَاءِ

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔(مشکوٰۃ شریف)

حضرت کثیر قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس میں جامع دمشق میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ابو درداء میں مدینے سے ایک حدیث کی خاطر آپ کے پاس

علم کا فیض جاری رہتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔صدقہ جاریہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔

(مشکوٰہ شریف ص۳۲)

علم میں حسد جائز ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں ہے حسد مگر دو شخصوں پر۔ ایک تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو۔ اور وہ اسے راہ حق میں لٹا رہا ہو۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے علم دیا ہو اور وہ لوگوں کو اسکی تعلیم دیتا ہو۔ اور اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہو۔

علم وحکمت مؤمن کا گمشدہ مال ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم وحکمت کی بات حکیم یا مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں کہیں اسکو پائے۔ وہی اسکا زیادہ حقدار ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

عالم شیطان پر بھاری ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہہ شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

علم کا حصول فرض ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل لوگوں کو علم سیکھانا ایسا ہے جیسے سوروں کو زیورات پہنا دیئے جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے لے لئے نکلے وہ جب تک گھر نہ لوٹے اللہ کے راستے میں ہے۔

علم سے مؤمن سیر نہیں ہوتا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بھلائی کے سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہاں تک ہ اسکا انجام عبث ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

عالم کیلئے سرکار دو عالم ﷺ کی دعا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا پھر جیسا سنا تھا۔ ویسے ہی دوسروں تک پہنچا دیا۔ کیوں کہ جس تک پہنچایا گیا ہے وہ بسا اوقات سننے والے سے زیادہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

علم دوسروں تک پہنچاؤ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری بات دوسروں تک پہنچاؤ۔ اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل سے بھی روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۶)

علم کا اٹھ جانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا۔ کہ اپنے بندوں سے علم سلب کر لے لیکن علم علماء کے ختم ہونے سے جاتا رہے گا۔ تو لوگ

جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے ان سے پوچھا جائے گا۔ تو وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

علم چھپانے کا انجام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے کسی بات کا پوچھا گیا۔ جسکو وہ جانتا ہے پھر اس نے چھپا لیا۔ قیامت کے روز ایسے شخص کو آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

فرائض کی تعلیم حاصل کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن فرائض کی تعلیم حاصل کرو اور لوگوں کو تعلیم دو۔ کیوں کہ میں رخصت ہونے والا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

ان احادیث پاک پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت مسکین بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ علماء کرام کا احترام فرماتے تھے۔

سادات کا احترام:

یاران طریقت کی عظمت اہل بیت اور حب اہل بیک کا ذکر تفصیلاً گزر چکا ہے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

خیلے جاہل باشد کہ اہل سنت و جماعت را از محبان حضرت امیر نداند و محبت امیر را مخصوص با رافضہ دارد محبت امیر رفض نیست تبریٰ خلفائے ثلاثہ رفض است و بیزاری از اصحاب کر ماند موم و ملال امام شافعی فرماید:

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّی رَافِضٌ

ترجمہ: وہ شخص جاہل ہے کہ اہل سنت و جماعت کو (امیر) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبّ نہین سمجھتا اور محبت امیر کا شعیوں سے سمجھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر (حضرت علی) کی محبت سے رافضی نہیں ہوتا۔ بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا بازی کرنا (گالیاں دینا) شعیت ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری ہی قابل مذمت و ملامت ہے۔

حضرت امام شافع فرماتے ہیں اگر آل رسول کی محبت کا نام شعیت ہے تو جن و انس گواہ رہیں میں رافضی ہوں۔

اور اپنے مکتوب میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ودقبول
من ودست ودامان آل رسول

(مکتوب نمبر۳۶)

اور یقیناً اہل بیت کا ایسا ہی ہونا چاہیے اور ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

پس محبت حضرت امیر شرف تسنن آمد وآنکہ این شرط ندارار از اہل سنت و جماعت خارج گشت و خارجی نام یافت (دفتر سوئم مکتوب ۱۲۳)

ترجمہ: اہلسنت و جماعت ہونے کہ شرطی ہے کہ انسان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے۔ جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے۔ وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔ حب اہل بیت اہل سنت کی علامت ہے۔

جو حب اہل بیت سے خالی ہو وہ خارجی ہے اور ساتھ ہی مجدد صاحب نے ارشاد فرمایا:

اصحابہ ثلاثہ یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو برا بھلا کہے وہ شیعہ ہے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تو اہل بیت کے ادب کی ترغیب فرمائی اور ساتھ ہی اصحاب ثلاثہ کے منکر کو آپ نے خارجی فرمایا۔ حضور سیدی حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کا فیضان چونکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی ہے۔ اس لئے آپ اہل بیت سے ہمیشہ محبت فرماتے تھے۔ اور سادات کرام کا انتہائی ادب فرماتے اور سادات کرام کو اپنے ساتھ بٹھاتے اور اگر کوئی سید غریب ہوتا تو آپ اسکا بہت زیادہ خیال فرماتے۔ اور اس کو ساتھ بیٹھا کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر ارشاد فرماتے غریب سادات کا زیادہ احترام کرو کہ امیر سید کا احترام تو تم لوگ اس کی امارت کی وجہ سے کروگے مگر غریب سید کا احترام صرف اسکے نسب کی وجہ سے کروگے۔ حضرت قبلہ عالم بساہنوی چونکہ خود آل نبی اولاد علی ہیں مگر اس کے باوجود سادات کا ادب فرماتے تھے۔ تو ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جو سید نہیں اسکو کسی قدر سادات کا ادب کرنا چاہیے کیونکہ جہاں امام شافعی جیسے لوگ ارشاد فرمائیں۔ کہ اہل بیت کی محبت بمطابق قرآن حکیم فرض ہے تو عام لوگوں پر ادب اہل بیت انتہائی ضروری ہے۔ ادب اہل بیت، رضائے مصطفیٰ

ﷺ کا ذریعہ ہے، ادب اہل بیت ایمان کی نشانی ہے۔

سادات کی پرورش:

حضرت قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ سادات کرام کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے اور سادات کے غریب خاندانوں کی پرورش بھی فرماتے تھے۔ اور پلنے کے بعد جب جوان ہو جاتے تو حضرت صاحب ان کی شادی کا بندوبست بھی فرماتے تھے۔ اس قسم کے خاندان تو بہت ہیں مگر چند ایک خاندانوں کے نام گنوا دیتا ہوں:

سید عزیز اللہ شاہ صاحب، سید شریف اللہ شاہ صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب، سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب، سید بزرگ شاہ صاحب وغیرہ ان کے علاوہ بیوہ یتیم سادات کی بہت سی مستورات کی پرورش بھی حضر صاحب نے فرمائی پھر ان کی شادیاں بھی آپ نے کروائیں۔ جب حضرت صاحب سید ہو کر سادات کا ادب یوں فرماتے تھے تو دوسرے لوگوں کو سادات کا احترام کس قدر کرنا چاہیے خود اندازہ لگالیں۔

☆☆☆☆☆

باب ہفتم:

عادات مبارکہ

فصل اول:

اخلاق رسول صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم

برادران اسلام! اسلام کامل دین ہے اور اسلام میں شائستگی اخلاق کو بڑی اہمیت ہے اور اسلام کے پھیلنے کے دو سبب ہیں ایک اسلام کی حقانیت اور دوسرا اخلاق۔

حضور سیّد العالمیں رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے سراپا اخلاق بنا کر ارشاد فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

بیشک تمہاری خو بڑی شان دار ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْكُنْتَ فَظًّا

غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

(آل عمران آیت ۱۵۹)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے۔ کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے۔ تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ انکی شفاعت کرو، اور حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔

بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

(مشکوٰۃ ۴۳۲)

مجھے بھیجا گیا تا کہ میں اخلاق کی تکمیل کروں اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم بطور دعا فرماتے ہیں اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھے خوبصورت پیدا فرمایا تو میرے اخلاق کو بہتر بنا۔

حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔ علم عفو، رحم و کرم عدل و انصاف، جود و سخا ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفائے عہد، حسن معاملہ۔ صبر و قناعت، نرم گفتگو، خوش رو، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی، تواضع و انکساری حیاء داری کی بلند منزلوں پر آپ فائز تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ

حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کا اخلاق قرآن ہے یعنی تعلیمات قرآن پر پورا عمل یہی آپ کے اخلاق تھے۔ اور اگر حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کے اخلاق کے تمام پہلوؤں کا ذکر کیا جائے تو پوری کتاب بن جائے مگر اختصاراً چند مثالیں پیش کر دیتا ہوں۔ کیونکہ علمی، عملی، اخلاق و کمالات کا دارومدار عقل پر ہی ہے۔ اس لئے حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کی کے عقل مبارک کے بارے میں اولاً عرض کرتا ہوں۔

عقل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم :

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ہے اسوقت سے قیامت تک کے تمام انسانوں کی عقلوں کا اگر حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کی عقل مبارک سے موازنہ کیا جائے۔ تو تمام انسانوں کی عقلوں کو حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کی عقل شریف سے وہی نسبت ہوگی جو ایک ذرہ ریت کو تمام دنیا کے ریگستانوں سے نسبت ہوتی ہے۔ یعنی تمام انسانوں کی عقلیں ریت کے ایک ذرے کے برابر ہیں اور حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کی عقل مبارک تمام دنیا کے عقلوں سے وراء الوراء ہے۔

(زرقانی ج ۴ ص ۲۵۰، شفا شریف ج ۱ ص ۴۲)

یہ تو بطور مثال سمجھایا گیا معنی یہ ہے کہ جس طرح تم ریت کے ذروں کو شمار میں نہیں لا سکتے۔ حضور صلّی اللہ علیہ و الہ وسلّم کی عقل مبارک کو شمار میں نہیں لا سکتے موجودہ غیر مسلم سائنس دان دانشوروں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے امریکہ کی یونیورسٹی میں دنیا کے دانشوروں کے نام لکھے ہیں اسمیں سب

سے پہلے انہوں نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اسم مبارک لکھ کر ثابت کیا ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوئے تب سے اب تک حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے بڑا دانشور، عقلمند کوئی پیدا نہیں ہوا اور ہمارا عقید یہ ہے کہ نہ پیدا ہوا نہ ہوگا۔ مالک کل نے آپ کو عقل کل عطا کر دی۔ اب میں اخلاق رسول اللہ پر چند مختصر سی مثالیں پیش کرتا ہوں۔

عفوودرگزر:

حضرت زید بن سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے یہودی عالم تھے۔ ان سے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے کھجورین خریدی تھیں، اور ادائیگی کی مدت طے کر لی تھی۔ اب اس مدت میں دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے انتہائی تلخ و تیز لہجے میں سختی کے ساتھ کھجوروں کا تقاضا کیا اور آپ کا کرتہ و چادر مبارک پکڑ کر نہایت تند و تیز نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور چلا چلا کر کہا اے محمد صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم تم عبدالمطلب کی اولاد کا طریقہ یہی ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو۔ اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ آپے سے باہر ہو گئے اور نہایت غضب ناک نظروں سے گھور گھور کر کہا اے خدا کے دشمن تو خدا کے رسول سے ایسی گستاخی کر رہا ہے؟ خدا کی قسم میں ابھی تیرا سر تلوار سے قلم کر دیتا مگر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا ادب پیش نظر ہے یہ سن کر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا عمر یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کو تو چاہیے تھا کہ مجھ کو حق ادا کرنے کی ترغیب دیتے اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضا کرنے کی ہدایت دے کر ہم دونوں کی مدد کرتے۔ اور

پھر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اے عمر اس کو اسکے حق کے برابر کھجوریں دے دو! اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حسب حکم حق سے زیادہ کھجوریں دے دیں۔ تو زید بن صفینہ نے کہا مجھے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چونکہ میں نے تمھیں غصے کی ترچھی نظروں سے دیکھا کہ تم کو خوف زدہ کر دیا تھا۔ اس لئے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے تمہاری دلجوئی کے لئے تمہارے حق سے زیادہ دینے کا حکم دیا ہے یہ سن کر زید بن صفینہ نے کہا! اے عمر تم جانتے ہو کہ میں زید بن صفینہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم وہی زید بن صفینہ ہو جو یہودیوں کا بڑا عالم ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تم نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے ایسی گستاخی کیوں کی؟ زید بن صفینہ نے جواب دیا اے عمر! دراصل بات یہ ہے کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں، ان سب کو میں نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے میں مجھے ان کا امتحان کرنا باقی رہ گیا تھا۔ ایک یہ کہ نبی آخر الزمان کا حلم جہل پر غالب رہے گا۔ اور دوسرے ان کے ساتھ جس قدر جہالت کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اسی قدر ان کا حلم بڑھتا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دو نشانیوں کو دیکھ لیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ نبی برحق ہیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت ہی مالدار آدمی ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے آدھا مال حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی امت کے لئے دیا پھر یہ بارگاہ رسالت صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دامن اسلام میں داخل ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۴، زرقانی ج ۴ ص ۲۵۳)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی تواضع:

حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی تواضع بھی ساری دنیا سے نرالی تھی۔ اگر کوئی شخص احتراماً کھڑا ہوتا تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ارشاد فرماتے بیٹھ جاؤ۔ کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ سواری فرماتے تو اپنے پیچھے کسی خادم کو بٹھا لیتے۔ بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے فقراء کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ گھری کوئی کام اپنے دست مبارک سے کرتے صحابہ کرام میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ خادموں کی مدد فرماتے وغیرہ۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو عطا فرمائی ہوئی تھیں۔ (زرقانی ج ۴ ص۲۶۲ تا۲۷۶، شفاء ج ۱ ص۸۶)

ایفائے عہد:

ایفائے عہد (وعدہ پورا کرنا) اخلاق کے درخت کی اہم اور ہری بھری شاخ ہے۔ اور وعدہ کی پابندی میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اخلاق بے مثال ہے حضرت ابو الحمسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے کچھ سامان میں نے خریدا تھا اس سلسلے میں آپ کی کچھ رقم میرے ذمہ رہ گئی تھی۔ میں نے آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے کہا آپ یہیں ٹھہریں میں ابھی ابھی گھر سے رقم لاکر اس جگہ آپ کو دیتا ہوں۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے وہاں ٹھہرنے کا وعدہ فرمالیا مگر یہ گھر آکر اپنا وعدہ بھول گیا پھر تین دن کے بعد جب مجھے یاد آیا تو میں رقم لے کر اس جگہ پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اسی

جگہ بیٹھے میرا انتظار کر رہے ہیں مجھے دیکھ کر ذرا بھی بل پیشانی پر نہ آیا اور اس کے سوا کچھ نہ فرمایا کہ اے جوان تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا میں وعدے کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔
(شفا شریف ص ۴۷)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شجاعت:

حضور سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بہت بڑے بہادر تھے۔ آپ نے مسلسل تیرہ سال کفار کے مقابلے کیے اور آپ ہر میدان میں لڑے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر طاقت عطا فرمائی ہوئی تھی کہ آپ سے زیادہ طاقت والا کوئی نہ تھا۔ خندق کے موقع پر وہ چٹان جو کسی سے نہ ٹوٹی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک ہی ضرب میں توڑ دی۔ عرب میں ایک پہلوان رکانہ نامی تھا۔ اسے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگا۔ اے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر آپ مجھ سے کشتی لڑ کر مجھے گرا دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تیار ہو گئے اور اس سے کشتی لڑ کر اسے پچھاڑ دیا۔ پھر اسنے دوبارہ کشتی لڑنے کی دعوت دی تو آپ نے زور نبوت کی طاقت سے اسے گرا دیا اور کافی دیر تک اٹھ نہ سکا وہ حیران ہو کر کہنے لگا اے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ کی عجیب شان ہے آج تک عرب کا کوئی پہلوان مجھے پچھاڑ نہ سکا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس طاقت کو دیکھ کر وہ ایمان لے آیا۔ (زرقانی ج ۴ ص ۲۹۱)

پھر رکانہ کا بیٹا یزید بن رکانہ سو بکریوں کا انعام آپ کے لئے مقرر کر

کے مقابلے کے لئے آیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے تین مرتبہ گرادیا۔ تو وہ کہنے لگا اے محمد صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اگر سارا جہان بھی میرے مقابلے میں آجاتا تو میں نہ گرتا معلوم ہوتا ہے آپ اللہ کے آخری نبی ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں گویا حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم خلق عظیم کے مالک تھے۔

☆☆☆☆☆

فصل دوئم

حضور قبلہ عالم کے اخلاق

برادران اسلام! ولی کامل کی علامت یہ ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی ہر ہر سنت کا پابند ہو۔ حضرت قبلہ عالم پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز چونکہ آل نبی ہیں اور اولاد علی ہیں ولی کامل ہیں اسلئے آپ کی ہر ہر ادا سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے مطابق تھی اور آپ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔

جودوسخا:

اخلاق کا ایک حصہ جود وسخا ہے حضور سیّد العالمیں صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

اَلسَخِیُّ قَرِیبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِیبٌ مِنَ الْجَنَّۃَ قَرِیبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِیدٌ مِنَ النَّارِ اَلْبَخِیْلُ بَعِیدٌ مِنَ اللّٰهِ بَعِیدٌ مِنَ الْجَنَّۃَ بَعِیدُ مِنَ النَّاسِ قَرِیبٌ مِنَ النَّارِ وَ الحَاصِلُ اَلسَخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنُ عَابِدِ بَخِیلٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۴)

ترجمہ: سخی اللہ کے قریب ہے۔ جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے اور لوگوں سے دور ہے جہنم کے قریب ہے اور وہ شخص کہ جاہل ہو اور سخاوت کرے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اس شخص سے عابد ہو اور سخی نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر احد پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے سوائے اس دینار کے جو میں ادائے قرض کے لئے چھوڑوں (بخاری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین کریمیں خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، سب سخی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو اپنائے ہوئے تھے۔

حضور قبلہ عالم کی سخاوت:

حضرت قبلہ عالم بساہنوی قدس سرہ العزیز سخاوت کا دریا تھا جس سے اپنے غیر سب سیراب ہو رہے تھے۔ آپ کا جود وسخا عام تھا۔ جس نے جو مانگا آپ نے عطا کر دیا آپ نے کسی سائل کو کبھی خالی نہ لوٹایا اور نہ ہی چند ٹکے دے کر کسی سائل کو لوٹایا بلکہ آپ کے ہاں گائے، بھینس، بکریاں، گھوڑے وغیرہ سینکڑوں کی تعداد میں ہوتے تھے جو شخص ان سے بھینس مانگتا، بھینس دے دیتے جو گھوڑا مانگتا آپ اسے گھوڑا دے دیتے غرضیکہ آپ سوالی کے خواہش کے مطابق ہر سائل کی آرزو پوری فرماتے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ ساری دولت آپ نے سائلین کی جھولیاں بھرنے کے لئے رکھی

ہوئی ہے۔آپ اکثر ارشاد فرماتے بتاؤ مال میں تمہیں کیا پسند ہے اگر کسی نے آپ کی سواری والی گھوڑی پر بھی ہاتھ عکھ دیا تو آپ نے فورا وہ اسکے حوالے کردی۔ٹکٹوں کی سخاوت تو ہر آدمی کرتا ہے مگر مال مویشی کی اتنی بے مثال سخاوت اگر نظر آتی ہے تو بساہاں والے پیر صاحب کے ہاں نظر آتی ہے لوگ تو پیروں کو نذرانے پیش کرتے ہیں۔مگر حضرت قبلہ عالم (قدس سرہ العزیز) سائیلوں کی جھولیاں بھرتے تھے اور مانگنے والے تو تھک جاتے مگر اس داتا کی عطا میں کمی نہ آتی۔اور کمال تو یہ ہے آپ جس کو دیتے اسے ارشاد فرماتے لے کر چلے جاؤ اور پھر کبھی بھی کسی سائل کو احسان تک نہ جتاتے اسلئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۶۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا۔اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

۱: وہ شخص جو دے کر احسان جتلائے

۲: ازار بند لٹکانے والا (تہبند ٹخنے سے نیچے)

۳: جھوٹی قسم کھانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر سامان فروخت کرنے والا۔

ان آیات و احادیث پر عمل کرتے ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز نے نہ تو کوئی سائل خالی لوٹایا اور نہ کسی سائل کو احسان جتلایا اور نہ کسی سے ذاتی مفاد حاصل کیا بلکہ آپ یہ سب کچھ رضائے الٰہی اور سنت نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے لئے کرتے تھے۔

آپ کا انفاق فی سبیل اللہ:

انفاق فی سبیل اللہ کا معنیٰ ہے خدا کے دیئے ہوئے سے خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ۔

(توبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اور اس کے بدلے پر ان کے لئے جنت ہے۔

اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مومن جان و مال کا مالک نہیں اور جان و مال سے دست بردار ہونا اسلئے ضروری ہے کہ ان چیزوں کی محبت راہ

حق میں اکثر رکاوٹ بن جاتی ہے جان آرام چاہتی ہے اور مال خرچ سے روکتا ہے بندہ مومن جب ضرورت پڑے تو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے اور جان کی ضرورت پڑے تو جان کی بازی لگا دیتا ہے اور جان و مال جان آفریں کے سپرد کر کے خالق حقیقی کو راضی کر لیتا ہے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

جان وہی ردراہ حق جانہاد ہند
نادہی درراہ حق نا نہاد ہند

جب تو اللہ کی راہ میں جان دے تو اللہ تعالیٰ کئی جانیں تجھے عطا فرماتا ہے اور ایک روٹی دے تو اللہ تعالیٰ کئی روٹیاں عطا کرتا ہے۔ حضرت پیر مسکین شاہ سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہر کام اس کی رضا کے مطابق کرتے تھے۔ اور مجاہدہ ریاضت میں اپنی جان کو ڈال کر خوشنودی الٰہ العٰلمیں کو حاصل کر لیا رہ گئی بات مال کی قربانی کی تو حضرت صاحب نے مال صرف اللہ کی رضا کے لئے رکھا ہوا تھا۔ تا کہ جود وسخا کر کے خالق حقیقی کو راضی کیا جائے اور مال میں سے سائل کی چاہت کے مطابق دیکر اس فرمانِ الٰہی پر عمل فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے):

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

حضور قبلہ عالم کا لنگر شریف:

حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کا جود و سخا بے حد تھا جس کا ایک حصہ لنگر تھا آپ کا لنگر ہمیشہ تیار رہتا تھا اور لنگر صرف ایک قسم کا ہوتا تھا۔آپ کے دستر خوان پر کبھی دو قسم کا کھانا نہیں آیا۔آپ کے ہاں جو لنگر ہوتا انتہائی پر وقار سادہ اور سنت نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے مطابق ہوتا اور امیر غریب رئیس وفقیر بلکہ خود حضرت صاحب اور آپ کے اہل حرم سب وہی کھانا تناول فرماتے تھے۔

آپ کھانا عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے اور اس میں کسی قسم کا تکلف نہ ہوتا۔اگر لسی روٹی ہے تو سب کے لئے ہے اور اگر گوشت روٹی ہے تو سب اس کو کھاتے تھے۔آپ نے لذیذ اور مرغوب کھانے کی کبھی خواہش نہ فرمائی۔اور آپ کدو شہد وغیرہ سے پیار فرماتے تھے۔آپ کی یہ تمام ادائیں سنت نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر مبنی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس سادہ و پر وقار لنگر میں یہ تاثیر رکھی تھی کہ اگر کوئی بیمار کھاتا تو صحت یاب ہو جاتا آپ کے اس لنگر میں ایک وقت میں اڑھائی من تک کھانا پک جاتا تھا۔لیکن اس کا پکانے والا کوئی باورچی یا خدام نہ ہوتے۔بلکہ یہ سب کچھ اہل حرم (گھر کی عورتیں) پکاتیں حضرت پیر سیّد امین شاہ صاحب مدظلہ عالی ارشاد فرماتے ہیں میری والدہ محترمہ تہجد کی نماز کے لئے اٹھتیں اور اسی مصلے پر فجر کی نماز ادا کرتیں اور پھر ناشتہ تیار فرماتیں اور اسی مصلے پر چاشت اشراق وغیرہ ادا فرماتیں۔پھر دوپہر کا کھانا تیار ہونا شروع ہو جاتا اور پھر باورچی خانہ میں اسی مصلے پر آپ ظہر عصر ادا فرمائیں اور شام کا

کھانا تیار کیا جاتا تھا پھر سب سے آخر میں خود تناول فرماتی تھیں۔ یہ تمام کام سرانجام دینے کے بعد چند لمحات کے لئے آرام فرماتیں پھر تہجد کی نماز کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی تھیں۔ برادران گرامی! کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اتنی پاکیزہ ماں کے پکے ہوئے لنگر کو کھایا ہوگا۔ حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز کے لنگر کو تناول کرنے والوں میں بہت سے بیمار ہوا کرتے تھے۔ جو لنگر کھا کر شفایاب ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حسب معمول صبح کے ناشتہ میں چائے تقسیم کی جا رہی تھی۔ اور یہ چائے مسلون جسے حکماء انجبار کہتے ہیں اس کی تھی۔ اس محفل میں ایک حکیم صاحب بھی تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ سرخ چائے کس چیز کی ہے بتایا گیا انجبار کی ہے حکیم صاحب نے کہا جو شخص انجبار کی چائے ۴۱ یوم پیئے گا۔ جذامی (کوھڑا) ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی حکیم صاحب کہنے لگے میں تو ہرگز یہ چائے نہیں پیوں گا۔ حکیم صاحب کی باتیں حضرت صاحب نے سن لیں اور ارشاد فرمایا: لوگو یہ حکیم صاحب جو کہتے ہیں وہ آپ نے سنا اب میری سنو جو شخص انجبار کی یہ چائے اکتالیس یوم پیئے گا اگر وہ جذامی ہو تو اسکا کوھڑا پن ختم ہو جائے گا۔ حضرت صاحب کی یہ گفتگو سن کر حاضرین محفل خاموش ہو گئے۔ اس محفل میں ایک جذامی بھی تھا۔ چائے پی کر وہ اٹھ کر چل دیا لوگوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا حضرت صاحب نے ابھی میری بیماری کا نسخہ بتا دیا ہے اور انجبار میری زمین میں بے شمار ہے میں گھر جا کر ۴۱ یوم انجبار کی چائے پیوں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ جذامی حضرت صاحب کو سلام پیش کر کے روانہ ہو گیا۔ اور اکتالیس یوم متواتر انجبار کی چائے پی تو بالکل تندرست ہو گیا۔ اور اسکی

بیماری رفع ہو گئی۔

ایک دفعہ ایک بیمار شخص کو موضع کاٹیاں تحصیل اوڈی سے لوگ چارپائی پر اٹھا کر شام کے وقت دربار عالیہ بساہاں شریف لے کر پہنچے اس بیمار کے منہ کے تالو میں سوراخ تھے۔ اور حضرت صاحب کے شام کے لنگر میں روٹی اور لسی مرچ تھی۔ چنانچہ جب لنگر تقسیم ہوا تو اس بیمار کو بھی وہی لنگر دیا گیا کیونکہ دربار شریف کا معمول صرف ایک قسم کے لنگر کا تھا۔ اس بیمار کے ہمراہ اس علاقہ کا ایک شخص چوہدری مقدم ناظر بھی تھا۔ جب اس نے لنگر دیکھا تو کہنے لگا روٹی تو یہ بیمار کھا نہیں سکتا کیونکہ تالو میں سوراخ ہیں اور مرچ تو بالکل نہیں کھا سکتا البتہ لسی پی لے گا اس وقت حضرت صاحب ایک کونے میں جلوہ فرما تھے۔ اور آپ نے سب کچھ سن کر ارشاد فرمایا اس مریض کو مرچ دو اور اس مریض سے فرمایا اسے خوب کھاؤ اور تالو کے زخموں پر ملو۔ اس نے مرچ کھائی اور زخموں پر ملی اور روٹی بھی کھائی تو چوہدری مقدم ناظر کہنے لگا اب تو یقیناً یہ مر جائے گا۔ اور میت اٹھانی پڑے گی خیر رات گزر گئی اور فجر کی نماز ہو گئی۔ تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا سب لوگ بیلے میں جائیں وہاں مسجد کے لئے پتھر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک ایک پتھر اٹھا کر لاؤ۔ جب لوگ بیلے میں پہنچے تو چوہدری مقدم ناظر نے دیکھا کہ رات والا مریض ان سے پہلے پہنچا ہوا ہے۔ تو مقدم ناظر حیران رہ گیا۔ چوہدری صاحب نے پوچھا بتا تیری طبیعت کیسی ہے کہنے لگا رات والی مرچوں نے میری بیماری کو ختم کر دیا ہے میں تندرست ہو گیا ہوں۔ چنانچہ وہ پتھر اٹھا کر لایا اور چارپائی پر آنے والا مریض اپنی چارپائی خود اٹھا کر گھر پہنچا۔

توکل علی اللہ:

توکل کا معنی ہر کام میں موثر حقیقی اللہ کو جاننا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنۡ یَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ

جو اللہ پر بھروسہ کرے تو ع پھر وہی اس کے لیے کافی ہے۔

ہر کام میں کوشش کرنا مسلمان کا فرض ہے اس کام کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ حضور سیّد العالمین رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

السَّعۡیُ مِنِّیۡ وَلِاتۡمَامِ مِنَ اللّٰہِ

(کنز العمال)

ترجمہ: کوش مجھ سے ہے اور پورا کرنا اس کا کام ہے۔ توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھا اپنا پھر اس تیزی کو مقدر کے حوالے کر۔

ہل جوتنے والا زمیں کو نہیں خدا کو موثر حقیقی اور خالق و رازق سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا کسی طاقت سے ہراساں نہیں ہوتا اس لئے کہ اسکا بھروسہ طاقت کے پیدا کرنے والے پر ہوتا ہے اور حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا فرمان ہے کہ اگر تم خدا پر توکل کرو جیسا کہ تمہیں توکل کرنا چاہیے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے جس طرح

پرندوں کو رزق دیتا کہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ مردان خدا کے تمام محاسن اخلاق کی بنیاد توکل پر ہے ان کی سخاوت و استقامت و صداقت اسی کے مرہون منت ہے۔ اللہ والے دنیا کے نفع و نقصان سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ سے دوستی لگاتے ہیں اور اسے ہر حال میں نبھاتے ہیں۔

اللہ والے ہر حال میں اس پر بھروسہ کرتے ہیں حضرت قبلہ پیر سیّد شاہ ولایت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے توکل کا یہ حال تھا کہ سخت سے سخت بھوک میں آپ نانِ جویں کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے تھے ایک دفعہ آپ سفر فرما رہے تھے کہ اثنائے سفر میں موضع جبلہ پر رات ہو گئی۔ موضع جبلہ ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس گاؤں کے تمام لوگ موسم گرما میں مال مویشی ہمراہ لے کر پہاڑ کی بلند چوٹیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ جسے کشمیر کی زبان میں ڈھوک کہا جاتا ہے۔ اس گاؤں میں ایک آدمی بھی نہ تھا۔ حضرت صاحب گاؤں کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ جو خدام تھے۔ انہوں نے مسجد کی صفائی کی حضرت پیر سیّد محمد امین شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں میں اس سفر میں حضرت صاحب کے ہمراہ تھا۔

ہم لوگوں نے دن بھر کا سفر کیا ہوا تھا۔ اسلئے بھوک شدت سے چمک رہی تھی۔ پھر رات کا اندھیرا اور ہو کا عالم تھا۔ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا: آج ہم اللہ کے مہمان ہیں یعنی ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے پھر حضرت صاحب نے عشاء کی نماز کیلئے خود اذان دی ہم لوگ عشاء پڑھ کر بھوکے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھے جگایا کیا دیکھتا ہوں مشعلیں اور مسجد کے اند

باہر بے شمار لوگ موجود ہیں۔ حضرت صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کھانا کھاؤ اب جب میں اور میرے ہم سفر کھانا کھانے لگے تو دیکھا کہ ہر رنگ کے کھانے موجود ہیں اس منظر کو دیکھ کر ہم حیران ہوئے اور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا دیکھا اللہ کے مہمان کیسے اچھے ہوتے ہیں کھانا کھانے کے بعد میں نے ان لوگوں میں سے کچھ آدمیوں سے پوچھا کہ آپ لوگ کیسے یہاں آئے کس نے تمہیں بلایا تو کہنے گے۔

جب حضرت صاحب نے عشاء کی آذان دی تو آپ کی آواز ہم میں سے ہر گھر میں پہنچی اور ہم نے آپ کی آواز کو پہچان لیا۔ اور سمجھا کہ نا معلوم حضرت صاحب کے ہمراہ کتنے لوگ ہوں گے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک نے کھانا پکوایا اور ہمراہ لے کر مشعلیں جلا کر حاضر ہو گئے ہیں۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے متوکل تھے:

یہ قول کسی بزرگ کا سچا ہے
ڈالی سے جدا نہ ہو تو پھل کچا ہے

چھوڑی نہیں جس نے حب دنیا دل سے
گو سفید ریش ہو مگر بچہ ہے

فقر و استغناء:

برادران طریقت اسلام میں فقر بے نیازی کا نام ہے اس کو استغنا بھی کہتے ہیں۔ مرد فقیر خدا اور رسول کے علاوہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا مال و

دولت جاہ و منصب اسکی نظر میں ہیچ ہیں:

فقر کے ہیں معجزات ،تاج وسریر و پاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی اہل بیت نے مسلسل دو روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا وصال ہوا۔

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ ابن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں آپ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا سمجھے کیا کہتے ہو اس نے عرض کیا خدا کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں تین بار اس طرح کہا آپ نے فرمایا:
اگر تم سچے ہو تو فقر کے لئے پاکھر (جھول) تیار کر لو۔ اس لئے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر و اخلاص بہت جلد پہنچتا ہے اس پانی سے بھی جلد جو اپنے منتہا کی طرف جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ جو قیامت کا آدھا دن ہوگا۔ (بخاری)

حضور سیّد العالمین رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے وہ صحابہ کرام جو مسجد نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میں تعلیم حاصل کرتے تھے

انہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں کئی کئی دن بھوکے پیاسے رہتے تھے۔

ایک شخص نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک پیالہ دودھ کا پیش کیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے کئی دن کی بھوک تھی۔ دل چاہتا تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پیالہ مجھے عطا فرما دیں تاکہ میں پی لوں مگر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میں سب کو بلا لایا تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا دائیں طرف سے باری باری پینا شروع کردو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا مجھے کیا ملے گا۔ اس لئے میں صف کے آخر میں تھا۔ باری باری سب نے دودھ پی لیا اور جب میری باری آئی تو میں نے بھی پیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا پھر پیو میں نے دوبارہ پیا تو فرمایا پھر پیو۔ اب میں نیا تنا پیا کہ لبوں تک پر ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ ستر صحابہ نے دودھ پی لیا۔ مگر دودھ کم نہ ہوا اور آخر میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے دودھ نوش فرمایا تو دودھ ختم ہو گیا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے اپنا پیٹ کھول کر دیکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

برادران اسلام صوفی وہ ہے جس کا دل ہر چیز سے مستغنی ہو کر اللہ کی جستجو رہے اور اگر خدا اسے کچھ دے تو اس کا شکریہ ادا کرے۔ اور اگر نہ

ملے تو اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے شاکر رہے اور فقیر کے لئے اخلاص سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں حرص اور لالچ فقیر کو برباد کر دیتی ہے حضرت قبلہ و کعبہ سیدی حضرت پیر سیّد شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سنت کے مطابق فقر وغنا کا پیکر جمیل تھے۔ چنانچہ آپ کی مجلس میں بڑے بڑے جاہ وجلال والے نواب حاضر ہوتے لیکن فقیر کی ہیبت سے لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی اس لئے کہ آپ حد درجہ کے مستغنی تھے اور کچھ مل جائے تو تناول فرما کر شکر باری تعالیٰ بجالاتے تھے۔ اور اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو آپ صبر وشکر و استغنا کا پیکر نظر آتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب سفر فرمارہے تھے کہ راستے میں ایک گاؤں بجیرہ کے قریب آ گیا وہاں کے امراء نے حضرت صاحب سے عرض کی آپ ہمارے ہاں ٹھہریں مگر آپ نے فرمایا آگے جانا ہے چلتے چلتے ایک شخص شیخ مبارک نامی کا مکان آ گیا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا مکان ہے تو عرض کی حضور یہ گاؤں کے ایک غریب شخص کا مکان ہے اور اس وقت اس شخص کا حال یہ تھا کہ پورے گاؤں کے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ بلکہ اپنے چشموں سے پانی تک نہیں بھرنے دیتے تھے۔ آپ اس وقت خچر پر سوار تھے۔ سواری سے نیچے اترے اتنے میں صاحب خانہ ایک نوجوان شخص بھی گھر سے نکل آیا۔ جب اس کی نظر حضرت صاحب پر پڑی تو حیران ہو گیا۔ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا بھائی ہم مسافر ہیں ہمیں رات ٹھہرنے کے لئے جگہ مل جائے گی۔ وہ کہنے لگا حضور تشریف لائیں اور ساتھ ہی پریشان ہو گیا اس لئے کہ اس کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ اور یہ شخص حضرت صاحب کو جانتا تک نہ تھا۔ اس نے حضرت صاحب کے خدام سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ بساہاں شریف والے حضرت صاحب ہیں یہ سن کر

وہ حیرت زدہ ہو گیا۔ حضرت صاحب نے اپنے خدام سے ارشاد فرمایا کہ مکان کی صفائی کرو اور گھاس بچھا دو چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق صفائی کر دی گئی اور گھاس بچھا دی گئی اس وقت گاؤں کے تمام لوگ حضرت صاحب کے ہمراہ تھے۔ اور حیران تھے کہ حضرت صاحب نے اس شخص کے ہاں ڈیرا لگایا ہے۔ جسکو نان جوین (جو کی روٹی میسر نہیں۔ حضرت صاحب نے صاحب خانہ سے ارشاد فرمایا کہ کسی سے کوئی چیز مانگ کر ہرگز نہ لانا اور فرمایا کہ آٹا گھر میں موجود ہے عرض کی حضور آٹا موجود ہے آپ نے خدام سے ارشاد فرمایا: جاؤ زمیں سے سبزی چن کر لے آؤ اور آٹا گوندلو۔ آپ کے ہمراہ سیّد محمد حسین شاہ صاحب (جو کہ آپ کے نواسے ہیں) سے ارشاد فرمایا سبزی اور روٹیاں پکاؤ حسب حکم کھانا پکایا گیا جو بظاہر تھوڑا تھا مگر سب نے سیر ہو کر کھایا اور سب لوگ سو گئے۔ اور حضرت صاحب حسب معمول اپنے وظائف و نوافل میں مشغول ہو گئے۔ صبح وظائف کی فراغت کے بعد صاحب خانہ سے حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا چائے کی پتی موجود ہے۔

اس نے کہا جی ہاں اور تھوڑی سی چائے کی پتی نکال کر لے آیا اور ساتھ ہی کہنے لگا۔ حضور چینی میرے پاس نہیں ہے آپ نے فرمایا چینی کی ضرورت نہیں نمکین چائے تیار ہونے پر آپ نے چائے پی اور روانہ ہونے لگے۔ تو روانگی کے وقت صاحب خانہ زار وقطار رو رہا تھا حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا تم فکر نہ کرو۔ تمہاری شادی سدھن برادری کے بہت بڑے خاندان میں ہوگی۔ یہ ارشاد فرما کر آپ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے چنانچہ اس کی شادی سدھن قبیلے کے بڑے خاندان میں ہوئی اور اس شخص کے بچے بڑے ہو کر گاؤں کے امیر لوگوں میں شمار ہوئے۔ اللہ اللہ آپ نے کسی امیر

کی دعوت کو قبول نہ فرمایا اور استغناءِ طبع کے تحت ایک غریب کے ہاں ڈیرا لگا کر اسے مالا مال کر دیا۔ حضرت پیر سیّد محمد امین شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ دراصل بات یہ تھی کہ یہ شخص نومسلم تھا اور لوگ اس کی غربت کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اسے نواز کر دین اور دنیا کی بھلائی سے مالا مال کر دیا۔

شفقت ورحمت:

حضور سیّد العالمین رحمت کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(سورہ انبیاء ع ۷)

اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی امت پر رحمت و شفقت کو یوں ذکر فرمایا:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ۔

(سورہ توبہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا دشوار ہے اس کو تمہاری ہدایت و اصلاح کی حرص ہے وہ

ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں ارشاد فرمایا: کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے۔ ان کو شب و روز یہی خواہش دامن گیر ہے کہ امت راہ راست پر آجائے آپ نے امت کی ہدایت و بہبود کے لئے مصیبتیں جھیلیں سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپ نے بد دعا نہ فرمائی۔ بلکہ ہدایت کی دعا کی ایمان والوں پر آپ کی شفقت و رحمت بدرجہ اولیٰ ہے آپ نے ہر مقام پر امت کے لئے دعا فرمائی۔ اور کبھی بھی فراموش نہ کیا۔ جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے جب بارش ہو جاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب میری امت پر مسلط نہ کیا جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ مَنْ وُلِیَ عَنْ اَمْرِ اُمَّتِی شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاُشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وُلِیَّ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِی شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم۔ کتاب الامارۃ والقضاءَ)

ترجمہ: خدایا جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی و متصرف بنایا جائے پس وہ انکو مشقت میں ڈالے تو اس والی کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے۔ پس وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو اس والی کے ساتھ نرمی کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جہاد کا اس قدر شوق تھا کہ آپ جانتے تھے کہ میں بار بار شہید ہو کر زندہ ہوتا رہوں۔ مگر چونکہ امت میں سے ہر ایک پر واجب تھا کہ جہاد میں آپ کے ساتھ نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهٖ۔

(سورہ توبہ ع ۱۵)

ترجمہ: نہ چاہیے مدینہ کے رہنے والوں کو اور ان اعراب کو جو ان کے گرد ہیں کہ پیچھے رہ جائیں رسول خدا سے اور نہ یہ کہ رسول کی جان سے اپنی جان کو زیادہ چاہیں۔

کافروں پر رحمت:

پہلی امتوں میں نافرمانی پر عذاب الٰہی ہوتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود مسعود کی برکت سے کفار عذاب دنیوی سے محفوظ رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

(انفال ع ۴)

ترجمہ: اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا، جب تک تم ان میں ہوئے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مشرکین پر بددعا کریں آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم)

عورتوں پر رحم:

اسلام سے پہلے یہ صنف نازک قصرِ مذلت میں گری ہوئی تھی۔ اور مردوں کے استبداد کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی اور عرب میں ازواج کی کوئی حد نہ تھی۔ چنانچہ حضرت غیلان ثقفی ایمان لائے۔ تو ان کے ماتحت دس عورتیں تھیں۔ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو وراثت میں پاتا تو وہ خود اس سے شادی کر لیتا۔ یا اپنے بھائی قریبی کو شادی کے لئے دے دیتا ورنہ نکاح ثانی سے منع کرتا۔ اس طرح اور خرابیاں بھی تھیں ان تمام خرابیوں کو رحمت عالمیان صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ختم کر دیا۔

یتیموں اور مسکینوں پر شفقت:

حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم یتیموں، مسکینوں اور بیوہ عورتوں پر

رحمت و شفقت فرماتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت جعفر طیار) رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ جس دن حضرت جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا جعفر کے بچے کہاں ہیں۔ میں نے بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان بچوں کو سینے سے لگایا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شاید آپ کو جعفر کی طرف سے کوئی خبر ہو۔ آپ نے فرمایا جعفر شہید ہو چکے ہیں۔ اور اب حال یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو سینے سے لگائے آنسو بہا رہے تھے۔ اللہ اللہ عرش کے تاج والے الم نشرح کے سینے والے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یتیموں کو اپنے سینے سے لگایا اور مساکین اور بیوگان کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ بیوگان اور مساکین پر خرچ کرنے والا حج و جہاد میں خرچ کرنے والے کی مانند ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں دعا فرمائی۔

ترجمہ: خدایا مجھے مسکین رکھ اور مجھے مسکین (کی سی) موت دے اور قیامت کے دن مسکینوں کے گروہ میرا حشر کر۔

بچوں پر رحمت وشفقت:

حضور رحمت للعالمیں صلی اللہ علیہ والہ وسلم بچوں پر شفقت فرماتے اور بچوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

ایک دن حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم حضرت حسن بن علی کو چوم رہے تھے کہ اقرع بن حابس تمیمی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ دیکھ کر کہنے لگے میرے دس بچے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ آپ راستے سے گزرتے بچوں سے پیار فرماتے اور انہیں سلام کرتے تھے۔ آپ کی رحمت اور شفقت حاصل کرنے والے بچے راستے میں آپ کا انتظار کرتے تھے۔

برادران اسلام! چونکہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم رحمت عالم و عالمیان صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سراپا رحمت تھے۔ آپ (علیہ السّلام) کی اتباع کرتے ہوئے حضور قبلہ سیدی ملجائی پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز غریبوں یتیموں سے شفقت فرماتے تھے اور بے سہاروں کا سہارا بن جاتے تھے۔

حضور قبلہ کی غریب پروری:

ایک دفعہ حضرت صاحب سفر فرما رہے تھے کہ علاقے کا ایک گاؤں ہے جسے (کلائی) کہتے ہیں اس میں پہنچے تو دیکھا راستے کے کنارے ایک بچی بیٹھی رو رہی تھی۔ جس نے صرف پرانی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت صاحب سواری سے نیچے اتر آئے اور فرمایا اس بچی سے پوچھو کیوں رو رہی ہے۔ جب آپ کے خادم نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے ماں باپ بہن بھائی کوئی بھی نہیں اور بے سہارا ہوں اب حضرت صاحب نے گاؤں والوں سے پوچھا یہ بچی کون ہے اور کیوں اس طرح پڑی ہے حضرت صاحب نے گاؤں کے سرکردہ لوگوں سے ارشاد فرمایا: اگر آپ اجازت

دیں تو میں اس کو لے جاؤں ان لوگوں نے کہا آپ لے جائیں تا کہ گاؤں کی عزت بچ جائے۔

جب حضرت صاحب نے اس بچی کو ایک چادر اوڑھائی اور ایک خادم کے ہمراہ بساہاں شریف روانہ کردی۔ وہ بچی بساہاں شریف ہی پلی جوان ہوئی تو اسکی شادی کا بندوبست حضرت صاحب نے کیا تمام اخراجات بمع دولہا کے کپڑے حضرت صاحب نے تیار کروائے اور اسکا نکاح مقدم (منگا) کے لڑکے سے ہوا، نکاح کے وقت نکاح خواں نے پوچھا کہ اس بچی کے والد کا کیا نام ہے۔ چونکہ والد کے نام کا کسی کو پتہ نہیں تھا اس لئے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا میرا ہی نام ولدیت میں لکھ دو۔ اس طرح حضرت صاحب غریبوں پر رحمت وشفقت فرماتے تھے۔

یتیم پروری:

حکم خداوندی اور سنت نبوی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے مطابق حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز یتیموں کی پرورش فرماتے تھے اور یتیموں کو پانا آپ کی حمیت میں شامل تھا۔ بیش پچیش یتیم ہر وقت آپ کے زیر سایا پرورش پاتے تھے آپ ان کے کھانے پینے کا بہترین بندوبست فرماتے تھے۔ ایک شخص سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب جنہوں نے حضرت صاحب کے ہاں پرورش پائی اور عمر بھر یہ شخص حضرت صاحب کے ساتھ رہے اور ان کا انتقال بھی حضرت کے آستانہ عالیہ پر ہوا ان کا بیٹا سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے بھی یہیں پرورش پائی۔

ایک دفعہ حضرت کے قریب بیٹھ گیا اس وقت حضرت صاحب

وظائف میں مشغول تھے۔ اور کشمیر سے آنے والی پشمینہ کی ایک پٹی جسے دھسہ یا لوئی کہتے ہیں حضرت صاحب کے پاس پڑی تھی۔ وہ اسے ٹٹو لنے لگا حضرت صاحب جب وظائف سے فارغ ہوئے تو اس سے پوچھا کیا تمہیں یہ اچھی لگتی ہے کہنے لگا اچھی لگتی ہے۔ حضرت صاحب نے پشمینہ کی اوڑھنے والی وہ لوئی کاٹ کر اسکے سرے سلوا کر محمد حسین شاہ کے حوالے کر دی۔ اور جو کپڑا باقی بچا وہ حصہ سلائی کروا کے اپنے لئے رکھ لیا۔ یہ پشمینہ کی پٹی اس دور میں بہت زیادہ قیمتی تھی۔ سینکڑوں روپے کی ملتی تھی۔ اسلئے جب حضرت صاحب گھر تشریف لے گئے تو حرم خانہ نے عرض کی حضور کوئی اور لوئی آپ اس کو دے دیتے اتنی قیمتی پٹی کیوں کاٹ دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا چونکہ اس کی یہی پسند تھی۔ اس لئے یہی ضروری تھی۔ اس طرح آپ یتیموں پر شفقت فرماتے تھے۔ بعض دفعہ دودھ دینے والی بھینس کا کوئی یتیم سوال کرتا یا گائے یا گھوڑا مانگتا تو آپ فوراً اس کے حوالے کر دیتے۔ آپ کے پاس سینکڑوں بھینسیں گائیں گھوڑے مال مویشی دنیاوی زینت کے لئے نہ تھا بلکہ یتیموں، غریبوں، سائلوں کی حاجت روائی کے لئے تھا۔ اور آپ سائل کو اس کی خواہش کے مطابق عطا فرماتے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِه۔

تمام مخلوق (گویا) خدا کا کنبہ ہے پس اللہ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو اسکی مخلوق سے اچھا سلوک کرے۔

بہت سی ایسی احادیث ہیں جن میں اللہ کی مخلوق پر نرمی کی تلقین کی گئی ہے۔اس سنت پر عمل پیرا ہو کر اولیاء کرام خدا کے مقرب ہوئے۔حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری قدس سرہ العزیز نے اپنا مال و دولت خرچ کرنا باعث فخر سمجھتے تھے اور آپ شفقت و رحمت میں اپنے دور میں بے مثال مرد سخی کہلاتے تھے۔اور آپ کی سخاوت شہرۂ آفاق تھی۔ایک طرف تو آپ خالی دامن آنے والوں کی جھولیاں بھرتے تھے اور ساتھ ہی دنیاوی مال سے مالامال فرماتے تھے۔

احترام آدمیت:

آدمیت از احترام آدمیت
باخبر شو از مقام آدمیت

حضور سیّد العالمیں رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان ،مسلمان کا بھائی ہے،نماز ،روزہ ،حج ،زکوٰۃ اور دیگر عبادات اخوت و مساوات سکھاتی ہیں۔انسانی مساوات کا نعرہ لگانے والے تو بہت لوگ ہیں مگر اس کی عملی تفسیر دیکھنا ہو تو آج بھی حضور رحمت العلمین کے سچے غلاموں کی زندگی کا نقشہ دیکھئے۔حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز مسلمانوں کا انتہائی احترام فرماتے تھے۔اور کسی مسلمان سے بیماری کی وجہ سے نفرت نہیں فرماتے تھے۔صحت مند ہو یا بیمار سب کو ایک ہی دستر خوان پر کھانا پیش کیا جاتا ہے۔آپ مہمانوں کا اس قدر احترام

فرماتے کہ ہاتھ خود دھلاتے دسترخوان بچھاتے اور تمام خدمات خود سرانجام دیتے تھے۔ عرب سے آنے والے مہمانوں کا آپ انتہائی احترام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ عربی مہمان تشریف لائے تو آپ نے ان کے لئے ان کی ضرورت کے تمام انتظامات فرمادیئے حضرت صاحب پانی تک ان کے لئے خود گرم فرماتے۔ اور انہیں پیش فرماتے کسی نے اعتراض کیا کہ یہ لوگ حضرت صاحب کے سامنے داڑھی مونڈتے ہیں اور حضرت صاحب انہیں کچھ نہیں کہتے۔ یہ بات حضرت صاحب تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے مگر یارو دیکھو تو سہی ان لوگوں کی نسبت کس دیس سے ہے ان کی خدمت مجھ پر فرض ہے۔ داڑھی مونڈھنا ان کا عمل ہے اور خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ میں تو اپنا فرض بجالا رہا ہوں اور ان مکی مدنی مہمانوں کی خدمت حسب توفیق کر رہا ہوں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ حضرت صاحب عرب مہمانوں کو خود چائے کھانا کھلاتے۔ اور جب وہ لوگ فارغ ہو جاتے تو ان کے ہاتھ خود دھلاتے تھے اور تولیہ خود پکڑ کر پیش کرتے آپ ہر مسلمان کا انتہائی ادب و احترام فرماتے تھے۔ حضرت صاحب کے ہاں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی کثرت سے حاضر ہوتے تھے اور آپ نے لنگر کا انتظام غیر مسلموں کے لئے الگ کر رکھا تھا۔ ان لوگوں کو راشن مہیا کر دیا جاتا۔ اور حضرت صاحب ارشاد فرماتے آپ اپنا لنگر خود اپنے ہاتھ سے پکاؤ۔ ان لوگوں نے کئی بار اصرار کیا کہ حضور ہمیں مسلمانوں کے لنگر سے ہی کھانا کھانے کی اجازت فرمایئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا جب آپ لوگوں کے لئے الگ انتظام موجود ہے تو پھر اصرار کیوں کرتے ہو۔ (حرمی ڈھکی) کا ایک کھتری جس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت صاحب کے پاس بطور عقیدت پیش ہوتا اور دعا کے لئے گزارش

پیش کرتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جھٹکا (غیر مسلموں کا ذبیحہ) کھانا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد عطا فرمائے گا۔ حضرت صاحب کے ایک خادم پیر غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان میں دو ہندو آفیسر کے ہاں شادی کا اہتمام تھا ان لوگوں نے مسلمانوں کو بھی دعوت دی ہوئی تھی۔ اور یہ دونوں آفیسر آپس میں سگے بھائی تھے۔ انہوں نے ہندوؤں کے علاوہ مسلماون کو بھی شادی میں شرکت کی دعوت دے رکھی تھی۔ شادی کے دن ان بھائیوں نے پوچھا کہ مسلمانوں کا لنگر کون پکائے گا۔ بتایا گیا کہ ایک مسلمان لانگری حاضر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مسلمانون لانگری کو ہمارے پاس بلاؤ۔ جب لانگر حاضر ہوا تو اس سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو۔ لانگری نے کہا جی ہاں پھر پوچھا کہ نماز بھی پڑھتے ہو تو اس نے کہا جی ہاں مسلمان ہوں۔ انہوں نے کہا مسلمان کی بات نہیں میں نماز کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے اپنے نمازی ہونے کی یقین دہانی کرائی۔ تو وہ کہنے لگے۔ کہ جھٹکا کا گوشت ہرگز نہ پکانا اور مسلمانوں سے ذبح کروا کے گوشت پکانا اور سن لو ہم دونوں بھی مسلمانوں کے لنگر سے کھانا کھائیں گے۔ یہ بات سن کر کسی نے پوچھا کیا تم ہندو نہیں ہو کہنے لگے ہم ہندو ہیں مگر ہمارے والدین کو ہمارے پیر صاحب نے جھٹکے کے گوشت سے منع فرمایا ہوا ہے۔

زہد و اتقاء:

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

(سورہ الحجرات)

بیشک تم سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

زہد وتقویٰ، شریعت مطہرہ کی پابندی کا نام ہے جو شخص جس قدر شریعت کا پابند ہوگا اسی قدر متقی و پرہیزگار ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے جو رسول صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم دے لے لو اور جس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم منع کریں اسکے قریب نہ جاؤ۔ حضرت سیدی قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متقی و پرہیزگار تھے اور آپ دوسروں کو تزکیہ نفس کی تعلیم دیتے تھے۔ اور آپ کی تعلیم کا فیضان آج بھی جاری ہے۔ تزکیہ نفس ہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، تزکیہ نفس جب حاصل ہو تو تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔

پیر صاحب کون ہیں؟

بندۂ مومن کے سامنے سرورکون ومکان باعث چنیں و چناں مالک این وآں خوانہ گیہاں سلطان کائنات مختار شنجہات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اسوہ حسنہ رہتا ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے جسم مبارک پر سادہ سا لباس ہے ایک چارپائی ایک سرہانہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی غذا انتہائی سادہ ہے اسی سنت کو ادا فرماتے ہوئے حضرت پیر سیّد مسکین ولایت شاہ صاحب کی نشت و برخاست کا تعلق زہد وتقویٰ سے تھا۔ آپ نے ساری عمر کسی بے نماز کے ہاتھ کا پانی بھی نہ پیا۔ بساہاں شریف سے حالن شمالی کی طرف سے جاتے ہوئے کچھ لوگوں کے مکانات کے قریب سے گزر ہوتا اور آپ کو شدید

پیاس لگی ہوتی ۔آپ ان لوگوں کے گھر سے پانی کا گلاس تک نہ پیتے تھے۔
اس لئے کہ یہ لوگ سود کا کاروبار کرتے تھے۔حضرت صاحب ارشاد فرماتے
تھے کہ ان کے گھر سے پانی پینا جائز نہیں ہے۔آپ کے قریبی رشتہ داروں
میں اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھتا تو آپ اس کے گھر سے کھانا تو درکنار پانی
تک نہ پیتے تھے اور نہ ہی حضرت صاحب کسی آدمی سے کوئی چیز طلب فرماتے
تھے۔آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق انتہائی سادہ سفید
لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور آپ کے پاس اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو زہد و
تقویٰ کو ہاتھ سے نہیں دیتے تھے۔تو کہنے لگا بساہاں شریف والے پیر
صاحب پھر انہوں نے سارا واقعہ بتایا کہ ہمارے والدین کی اولاد نہیں تھی۔
جب ہمارے والد صاحب دعا کرانے کے لئے بساہاں شریف گئے تو حضرت
صاحب نے فرمایا کہ جھٹکے کا گوشت مت کھاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ اولاد دے گا۔
چنانچہ ہمارے والدین نے جھٹکے کا گوشت چھوڑ دیا اور والدین بتایا کرتے
تھے کہ تم پیر صاحب کی دعا سے پیدا ہوئے ہو۔اس لئے ان کے حکم کی خلاف
ورزی نہ کرنا اور جھٹکے کا گوشت کبھی نہ کھانا ہم نے والدین کی حکم کے مطابق
جھٹکے کا گوشت نہیں کھایا پھر وہ پوچھنے لگے کیا ان پیر صاحب کی کوئی اولاد
وغیرہ ہے تو بتایا گیا۔کہ ان کی اولاد موجود ہے الغرض ہندو جب دعا کرانے
کے لئے حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوتے تھے تو آپ ان کو بھوکا نہ
جانے دیتے تھے اور وہ لوگ اپنا لنگر خود پکا کر کھاتے تھے اس لنگر کا انتظام
کچھ فاصلے پر کیا گیا تھا۔تاکہ ان کا لنگر مسلمانوں سے الگ تھلگ رہے آپ
کی بارگاہ سے مسلمان تو درکنار کوئی غیر مسلم بھی بھوکا نہیں لوٹا۔

برادران اسلام اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بیشک تم سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم سے زیادہ متقی ہے۔ زہد وتقوی شریعت مطہرہ کی پابندی کا نام ہے جو شخص جس قدر شریعت کا پابند ہوگا اسی قدر متقی و پرہیز گار ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے جو رسول ﷺ دے لے اور جس سے رسول ﷺ منع کرے اس کے قریب نہ جاؤ، حضرت سیدی قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متقی و پرہیز گار اور آپ دوسروں کو تزکیہ نفس کی تعلیم دیتے تھے۔ اور آپ اکی تعلیم کا فیضان آج بھی جاری ہے۔ تزکہ نفس ہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ تزکیہ نفس جب حاصل ہو تو تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب ہشتم:

فصل اول

تعامل

اہل سنت وجماعت:

حضرات محترم! اسلام کے نام سے فرقے معرض وجود میں رہے۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں۔ اسلئے کہ حضور سیّد العالمین رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

وَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ وَ مِلَّۃٍ وَ سَبْعِیْنَ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ایک کے سوا سب ناری ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم (وہ نجات پانے والا گروہ) کون سا ہے؟ فرمایا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے فرمان کے مطابق امت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم تہتر گروہوں میں بٹ

جائے گی اور وہ تمام فرقے جہنمی ہوں گے سوائے اس ایک فرقے کے جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر ہوگا اور پھر اس بڑے گروہ کی علامت یوں بیان فرمائی۔

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ

بڑے گروہ کی پیروی کرو کیوں کہ جو (اس سے) الگ ہوا وہ الگ کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور اس بڑے گروہ کی علامت یہ ہے وہ سواد اعظم ہے اور سواد اعظم ہر دور میں الحمد للہ اہل سنت و جماعت ہے جو فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا ہے) اور اہل سنت و جماعت حق پر ہے اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ سچا ہے۔ اور تمام اکابر اسلام اہل سنت و جماعت کی تاکید کرتے رہے اور تمام تابعین تبع تابعین آئمہ اربعہ اور اولیاء اللہ سلاسل اربعہ کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کی تائید پر تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احراء کا حوالہ یوں نقل فرماتے ہیں:

اگر تمام احوال و مواجید وا یماد ہند وحقیقت مارا بعقائد اہلسنت و جماعت متحلی نہ سازند جز خرابی ہیچ نمدانم و اگر تمام خرابیہا را بر ما جمع کند و حقیقت ما رابعقائد را ہلسنت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔

(مکتوب ج ا ص ۱۹۳)

اگر تمام احوال اور اچھائیوں کو میری طرف منسوب کریں اور میری حقیقت کو عقائد اہل سنت و جماعت کے ساتھ شمار نہ کریں۔ تو میں خرابی کے سوا کوئی خوبی نہیں دیکھتا اور اگر تمام خرابیوں کو میری طرف منسوب کریں اور میری

حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے ساتھ نوازیں تو کوئی خوف نہیں رکھتا میں
یعنی عقیدہ اہل سنت و جماعت بنیاد ہے اگر عقیدہ صحیح ہے تو تمام اعمال
درست ورنہ کوئی عمل کارآمد نہیں ہے۔ اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ وہی علوم صحیح ہیں جو کتاب وسنت سے
اہل سنت و جماعت نے اخذ کیے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں از علم میکہ از کتاب وسنت مستفادا اند ہما معتبر
اند کہ ایں بزگواران از کتاب ونست اخذ کردہ اند وفہمیدہ علوم سے وہی علوم
معتبر ہیں جو کتاب وسنت سے اہل سنت و جماعت نے اخذ کئے ہیں۔ اور
انہیں سمجھا ہے دوسرے لوگوں کی فہم وفراست کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حضور
قبلہ عالم بساہنوی حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز حضرت مجدد الف
ثانی و دیگر بزرگان دین کے طریقہ کے مطابق کتاب وسنت کے مطابق
مسلک حق اہل سنت و جماعت پر تھے اور دوسروں کو بھی اسی مسلک کی ترغیب
دیتے تھے، اور اسی مسلک حق پر قائم رہنے کی تاکید اپنے ارادتمندوں کو
فرماتے تھے۔

ایمان:

ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی سچے دل سے مان لینا اور
حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ایمان کے بارے
پوچھا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلّم
اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

مجھے ایمان کے بارے میں خبر دیں تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرشتوں آسمانی کتب اور انبیاء اور قیامت اور اچھی اور بری تقدیر کی خبر کی تصدیق و یقین کا نام ایمان ہے جبریل امیں نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ چھ چیزوں پر ایمان کا ذکر ہے (۱) اللہ پر (۲) فرشتوں پر (۳) کتابوں پر (۴) رسولوں پر اور (۵) قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر کی تصدیق پر اب ان میں ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اللہ پر ایمان:

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اسکا وجود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی عبادت و پرستش کے لائق ہے۔ اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے۔ وہ خالق کائنات ہے وہ وحدہ لاشریک ہے نہ اسکا باپ ہے نہ بیٹا چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(سورت اخلاص)

اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت، کلام، سمع و بصر پر صدق دل سے یقین رکھا جائے وہ اللہ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

اللہ تعالیٰ رزاق ہے جسے چاہتا ہے جس قدر چاہتا ہے رزق دیتا ہے اسکے بغیر کوئی سجدے کے لائق نہیں۔ سجدہ فقط اسی وحدہٗ لاشریک کو ہے اور اس کی تمام صفات کو کمال کے ساتھ مانا جائے یہ ایمان ہے۔

فرشتوں پر ایمان:

فرشتوں پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ صدق دل سے یہ مان لیا جائے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہے اور وہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے پاک ہوتے ہیں نہ وہ عورت ہیں نہ مرد نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ بس خدا کی بندگی ان کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی تعریف میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

(سورہ تحریم آیت ۶)

وہ کسی حال میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو اللہ حکم دیتا ہے وہی

کرتے ہیں۔کوئی پانی برساتا ہے کوئی وحی لاتا ہے کوئی انسانوں کے اعمال کی نگہبانی اوران کی حفاظت کرتا ہے۔کوئی مومنین کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے غرضیکہ خدا نے جس کام میں لگا دیا وہی کرتے ہیں فرشتوں کے ہونے کا انکار کرنا کفر ہے۔

کتابوں پر ایمان:

اور کتابوں پر ایمان رکھنے سے مراد صدق دل سے ان تمام کتابوں پر ایمان رکھنا اور توریت ، زبور اور انجیل کو اللہ تعالیٰ کی سچی کتابیں سمجھنا اور قرآن پاک پر مکمل ایمان رکھنا اور صدق دل سے یقین کرنا ضروری ہے اور ان چار کتابوں کے علاوہ ۳۱۴ صحیفوں پر ان کے ہونے کا یقین رکھنا اسے ایمان باالکتب کہا جاتا ہے۔

اور یہ بات یاد رکھیں کہ توریت ، انجیل اور زبور کے ماننے والے کو اہل کتاب کہا جاتا ہے مگر اب چونکہ ان کتابوں سے کوئی حصہ نہیں پایا جاتا لہذا اس دور کا یہودی یا عیسائی اہل کتاب نہیں اب تو چند آدمی ملکر من گھڑت تورات انجیل وغیرہ بناتے ہیں اور عیسائیوں کی انجیل بھی کئی قسم کی ہے۔ برناس یوحنا۔وغیر لہذا موجودہ عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں (واللہ اعلم)

رسولوں پر ایمان:

رسولوں پر ایمان اس طرح لانا ضروری ہے کہ جتنے انبیاء مرسلین دنیا میں تشریف لائے۔ وہ سب اللہ کے مقدس بندے اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں۔وہ سب سچے ہیں۔اور جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے وہ حق ہے

اور تمام انبیاء ومرسلین نے اپنے فرائض نبوت کو کما حقہ ادا فرمایا۔ نبیوں کی تعداد معنی نہیں ہے۔ انبیاء میں سے بعض پر فضیلت ہے اور ہمارے آقا مولیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سب میں افضل ترین ہیں۔ انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم یا ملک کی طرف ہوئی اور ہمارے آقا و مولیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم تمام عالم کیلئے نبی و رسول بن کر آئے۔ واضح رہے کہ انبیاء کرام علیہم اسلام میں سے کسی نبی یا رسول کا انکار کرنا کسی نبی یا رسول کی ادنیٰ سی توہین و تنقیص کرنا۔ ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا کسی نبی کی سنت کو حقیر جاننا۔ سابقہ شریعتوں میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا کسی غیر نبی کو نبی ماننا کفر ہے اور آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم تک ہر نبی کی تعظیم و تکریم فرض عین ہے اور واجب الایمان ہے۔ بلکہ تمام فرائض کی اصل و جان ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے لئے پر خاتم النبیین کا عقیدہ رکھنا ضروریات ایمان سے ہے جو آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے بعد کسی نبی کا وجود ماننے یا کسی نئے نبی کا پیدا ہونا جائز وممکن ٹھہرائے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت محمد صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر ایمان:

حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر یقین رکھنا ایمان ہے:

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ (رَضی اللّٰه تعالیٰ عنه) قَالَ جَاءَ عُمَرُ اِلَى النَّبِيِّ صلّی الله علیه واٰله وسلّم فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّی لَاُحِبُّكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلّی الله علیه

واٰلہ وسلّم لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰہِ لَاَانْتَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ۔

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی اللہ کی قسم (اے رسول پاک صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم) میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی ایمان دار ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کے نزدیک اس کی جان اور اولاد سے زیادہ میں محبوب نہ ہوں جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ:

وَوَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

جب تک اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام بنی نوع انساں سے زیادہ محبت مجھ سے نہ ہو کوئی شخص ایماندار نہیں ہوسکتا۔ اور امام نسفی شرح عقائد میں نقل فرماتے ہیں:

لَیْسَتْ حَقِیْقَۃُ الْاِیْمَانِ مُجَرَّدُ کَلِمَۃِ الشَّھَادَۃِ عَلٰی مَا زَعَمَتْ۔

نہیں حقیقت ایمان کی صرف کلمہ شہادت جس طرح خیال کیا امیہ نے

تو معلوم ہوا صرف نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا، حج کرنا بلکہ کلمہ شہادت پڑھنا ایمان نہیں جب تک روح کائنات، جان کائنات اصل کائنات، جان جہاں، جان رحمت صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے محبت، اپنی جان اپنے مال اور تمام کائنات سے زیادہ محبت نہ رکھے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا

نور مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم :

حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور سیّد العالمیں رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے فرمایا اور ساری کائنات کو مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے صدقے پیدا کیا اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی حقیقت نور ہے۔ جس پر قرآن و حدیث سے دلائل موجود ہیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور ایک روشن کتاب۔ اس آیت کی تفسیر یوں ہے:

اَیْ یُسَمّٰی نُوْرَ الِاَ نَّـهٗ یُـنَـوِّرُ الْبَصَائِرَ وَ یَھْدِ یُھَا لِلرِّشَادِ وَالِاَنَّهٗ اَصْلُ کُلِّ نُوْرٍ حِسِّیْنِیٌّ وَمَعْنَوِیٍّ۔

(تفسیر صادی ج ا ص ۲۳۹)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا نام نور اسلیئے رکھا گیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم بصائر کو روشن کرتے ہیں اور ان کو صحیح راہ دکھلاتے ہیں اس لئے کہ آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہر حسی و معنوی نور کی اصل ہیں۔

علاوہ ازیں دیگر تفاسیر میں بھی نور سے مراد سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہیں اور حضور سیّد العالمین کا ارشاد گرامی ہے:

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ

(زرقانی شریف ج ا ص ۷، شرح شفاء ج ا ص ۵۰۵)

اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا اور دوسری جگہ حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیه واٰله وسلّم اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ نُوْرِیْ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَةِ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۳۵۷)

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرا نور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے نور پاک کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا اور یہ حقیقت محمد یہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا نام محمد صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اوّل الخلق ہونا۔ بلاواسطہ رب سے فیض یاب ہونا۔

نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ

ہونا یہ سب حقیقت محمدی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہے اور جب شخصیت محمدی صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا ذکر آیا تو فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

(سورہ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بشریت کا ذکر فرمایا لیکن عام بشریت اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بشریت میں ۲۷ درجوں کا فرق ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بشریت بھی بے مثل ہے اور نورانیت بھی بے مثل ہے۔

عارف رومی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کافروں کو قریب کرنا چاہا تو فرمایا:

بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

فرمایا اور جب حقیقت کو ظاہر کرنا چاہا تو فرمایا:

اَيُّكُمْ مِثْلِىْ

تم میں سے میری مثل کون ہے اور فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ لَا يَعْلَمُنِىْ حَقِيْقَتِىْ غَيْرُ رَبِّىْ۔

(مطالع المسرات ص ۱۲۹، اجواہر البحار ج ۳ ص ۳۳)

ترجمہ: اے ابو بکر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میری حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے پہلے اپنے محبوب مکرم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے کائنات کو بنایا اور آپ کی نورانیت و بشریت بے مثل و بے مثال ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا موئے مبارک (بال شریف) بے مثل ہے آپ کا لباس بے مثل آپ جس شہر میں جلوہ فرما ہیں وہ شہر بے مثل ہے یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور قبلہ عالم حضرت پیر مسکین سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نورانیت اور بے مثل بشریت پر وعظ بلیغ

فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر عیب سے پاک بنایا اور بے مثل بنا کر مبعوث فرمایا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خُلِقتَ مُبرَّءً مِنْ کُلِ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا۔ گویا کہ یوں پیدا فرمایا جس طرح آپ نے چاہا۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم :

حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ (غیب) چیزوں کا علم عطا فرمایا لہذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم عطائی ہے یعنی اللہ کا دیا ہوا ہے ذاتی علم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے نبی یا ولی کا جو بھی علم ہے وہ علم عطائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے بغیر ایک حرف بھی کوئی جان نہیں سکتا اور اولیاء کرام کا علم بواسطہ انبیاء کرام ہے اللہ تعالیٰ کے علم کو قرآن پاک میں یوں ذکر کیا گیا ہے:

لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلاَّ اللّٰہُ

نہیں جانتا غیب کا علم مگر اللہ

اور اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان

فرمایا:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ عام لوگوں کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:

لٰكِنَّ اللّٰهَ يَصْطَفِىْ وَيَخْتَارُ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلٰى بَعْضِ عِلْمِ الْغَيْبِ۔

لیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس ان کو خبردار کرتا ہے بعض علم غیب پر۔

كَمَا اِطَّلَعَ النَّبِىَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ

(جلالین)

جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے حال پر مطلع کر دیا اور تفسیر روح البیان میں ہے:

فَاِنَّ غَيْبَ الْحَقَائِقِ وَالْاَحْوَالِ لَا يَنْكَشِفُ بِلَا وَاسِطَةِ الرَّسُوْلِ۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک کو

یوں بیان فرماتے ہیں:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

اورتم کو (اے محبوب صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم) سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

وَقِيْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ قِيْلَ مَعْنَاهُ عَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَتُ عَلٰى ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ عَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنِ وَكَيْدِهِمْ۔

(مدارک)

یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھلائیں اور دلوں کے رازوں پر مطلع کیا اور منافقین کے مکروفریب آپ کو بتادیئے۔

اور سورہ رحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ

(معالم التنزیل حسینی)

مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِىْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ۔

اللہ نے انسان یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان

یعنی اگلی پچھلی ساری باتوں کا بیان سکھا دیا۔

عبدالرحمٰن ابن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

رَاَیۡتُ رَبِّیۡ (عَزَّوَجَلَّ) فِیۡ اَحۡسَنِ صُوۡرَۃٍ قَالَ فِیۡمَا یَخۡتَصِمُ الۡمَلَاءَ الۡاَعۡلٰی قُلۡتُ اَنۡتَ اَعۡلَمُ فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیۡنَ کَتَفَیَّ فَوَجَدۡتُ بَرۡدَھَا بَیۡنَ ثُدَیَّ فَعَلِمۡتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔

(مشکوٰۃ ص ۷۰)

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتے آپس میں کس معاملے میں جھگڑ رہے ہیں میں نے کہا اے اللہ تو بہتر جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ پر رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی پس تمام زمین وآسمان کی چیزوں کو میں نے جان لیا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُ اَسۡمَائُھُمۡ وَاَسۡمَاءَ آبَاؤُھُمۡ وَاَلۡوَانَ خُیُوۡلِھِمۡ خَیۡرَ الۡفَوَارِسِ اَوۡمِنۡ خَیۡرَ الۡفَوَارِسِ عَلٰی ظَھۡرِ الۡاَرۡضِ۔

بے شک میں ان کے نام انکے باپ دادوں کے نام سے جانتا

ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ وہ روئے زمیں پر بہترین ہیں اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بہت سی احادیث مبارکہ آپ کے علم غیب پر ہیں۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں از زمان آدم تا نفحہ اولی بروے علیہ السلام منکشف ساختند ہمہ احوال اورا از اول و آخر معلوم گرد دیاران خودرا۔ از بعضے احوال خبردار (مدارج النبوہ ج ا باب ۵ ص ۱۴۴)

حضرت آدم علیہ السلام سے صور پھونکنے تک تمام حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر ظاہر فرما دیا۔ تاکہ اول سے آخر تک کے سارے احوال آپ کو معلوم ہو جائیں۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے بعض احوال کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ دَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔

(قصیدہ بردہ شریف)

دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اور لوح قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر علم کہ مخصوص براد ست سبحانہ خاص رسل واطلاع مے بخشد۔

(مکتوب شریف ج ا ص ۳۱۰)

علم اللہ رب تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا علم عطائی (خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے علم کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا فرمایا اور پھر اولیاء کرم کو جس طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اطلاع برلوح محفوظ و دیدن نقوش نیز از بعض ء اولیاء بتواتر منقول است۔ (تفسیر عزیزی)

لوح محفوظ کی خبر رکھنا اور اس کی تحریر دیکھنا بعض اولیاء اللہ کے بطریق متواتر منقول ہے۔

حضرت پیر سیّد شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے صدقے علم غیب عطا فرمایا ہوا تھا۔ اگرچہ آپ اظہار بہت ہی کم فرماتے تھے۔

۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت محمد سعید شاہ صاحب بخاری کی والدہ حضرت قبلہ عالم بساہنوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضور قبلہ عالم محمد سعید شاہ کو پونچھ کے محاذ سے گرفتار کرلیا گیا ہے اور ان کے زندہ یا مردہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا ہے۔ مائی صاحبہ بہت رو رہی تھی تو حضرت صاحب بس یہی ارشاد فرماتے کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ خیریت سے لائے اسکے علاوہ آپ کچھ نہ فرماتے تھے اور جب وہ مائی صاحبہ اجازت لے کر رخصت ہونے لگیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا جب سعید آیا تو اس کو کہنا بساہاں شریف بھی آئے آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مائی صاحبہ خوش ہوگئی رونا بند ہو گیا ہشاش بشاش نظر آئیں تو پوچھا کہ تم بہت خوش لگتی ہو اسکی وجہ کیا ہے تو وہ

کہنے لگیں مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا بیٹا زندہ ہے تب ہی تو حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا ہے جب سعید آ جائے تو بساہاں شریف آئے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ سعید زندہ ہے چنانچہ حضرت قبلہ عالم کے اس ارشاد کے چھ ماہ کم وبیش چھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد سعید شاہ صاحب کا خط ریڈ کراس کے ذریعہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ زندہ ہیں لعل قلعہ دہلی میں سعید شاہ صاحب قید و بند میں رہے۔اور پھر قیدیوں کے تبادلے کے سلسلہ میں آزاد ہو کر براستہ واہگہ واپس آئے محمد سعید شاہ صاحب بخاری اب بھی زندہ ہیں جو اس وقت مظفر آباد میں مقیم ہیں۔

برادران اسلام! حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ظاہری اور باطنی علوم کے سمندر تھے اس لئے کسی بات کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے البتہ کبھی کبھار اشارتاً کوئی بات ظاہر ہو جاتی تھی۔ ورنہ آپ ہر بات پر پردہ رکھتے تھے اور یہی ایک کامل ولی اللہ کی پہچان ہے اس کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اصطلاحات ہست مرابدال را
کہ بناشد زان خبر مقال را

اولیاء اللہ کی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں۔جن کی اہل عقل کو خبر نہیں ہوتی۔

او مگر ینظر بنور اللہ بود
کاندروں پیوست اورا رہ بود

ہاں وہ شخص اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو، تاکہ اس کو پوست کے

اندر تحقیقات کا راستہ ملا ہوا ہو۔

تیز گوشاں راز ایشان بشوند
غافلاں آواز ہار انشوند

جو لوگ تیز شنوائی رکھتے ہیں (یعنی اہل کشف ہیں) وہ ان کی آواز سنتے ہیں (مگر) غافل ان کی آواز کو نہیں سنتے۔

تو اللہ والوں کو تمام رازوں کا علم ہوتا ہے۔مگر وہ ظاہر نہیں فرماتے ہاں کبھی اشارہ فرما دیتے ہیں۔اور کبھی جوش میں آکر ظاہر کر دیں تو وہ کرامت ہو جاتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا فرمایا اور اپنے محبوب مکرم شفیع معظم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو تمام انبیاء کرام سے زیادہ علم غیب عطا فرمایا۔اور پھر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے توسل سے اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے اولیاء کرام کو عطا فرمایا جسے کشف اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔حضرت قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عقیدہ تھا۔

حاضر و ناظر:

حضور سیّد العلمیں رحمت کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے شاہد کی صفت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

(سورہ احزاب آیت ۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بیشک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ شاہد کے معنی گواہ کے بھی ہیں اور حاضر و ناظر کے بھی اور گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انبیاء کے دور میں موجود تھے اور ان کی تبلیغ کو ملاحظہ فرماتے رہے اس لئے آپ قیامت میں تمام انبیاء کرام کے عینی گواہ ہونگے اور سب کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا۔

(سورہ النساء آیت ۴۱)

ترجمہ: (تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تم کو ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں) اس آیت کریمہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے قیامت میں تمام انبیاء کرام کی امتیں عرض کریں گی ہم تک تیرے پیغمبروں نے احکام نہ پہنچائے تھے۔ انبیاء کرام اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ ہم نے احکام پہنچا دیئے تھے۔ اور اپنی گواہی کے لئے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیش کریں گے۔ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اعتراض ہوگا کہ تم نے تو ان انبیاء کرام کا زمانہ تک نہیں پایا پھر تم گواہی کیسے دیتے ہو۔ تو عرض کریں گے ہمیں حضور صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان پر سنی ہوئی گواہی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے گروہ انبیاء کرام کوئی عینی (موقع کا) گواہ پیش کرو تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیش کیا جائے گا آپ گواہی دیں گے کہ انبیاء کرام نے تبلیغ فرمائی ہے تمام انبیاء کرام سچے ہیں ان کے حق میں گواہی دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ آپ کی گواہی کو قبول فرما کر انبیاء کرام کے حق میں ڈگری عطا فرمائے گا۔ اور کافروں کو جہنم میں رسید کرے گا۔ اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حاضر ہونا ثابت ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اس آیت سے معولم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء و جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ

(سورہ احزاب آیت ۶)

نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں یعنی نبی اکرم

صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو تم اتنی ملکیت ہے کہ تمہاری جان کو بھی نہیں۔ جس طرح تمہارے جسم کے ہر عضو میں جان ہوتی ہے اور اگر جان نہ ہو تو ان اعضاء کی حرکت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور حدیث میں ہے:

فَیَقُوْلَانِ مَاکُنتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلَ مُحَمَّدٍ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم

نکیرین میت سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے بارے میں کیا کہتے ہو۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھٰذا رجل کہ می گویند آنحضرت رامے خواند، ھٰذا رجل سے مراد حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی ذات ہے پھر فرمایا یا اخفا ذات شریف وے دراعیانے بہ ایں طریق کہ در قبر مثالی وے علیہ السلام حاضر ساختہ مے باشد و دریں جا بشارت است عظیم مر مشتاقان غمزدہ راہ کہ اگر امید ایں شادی جان دہند زندہ در گور روند جانے دادہ۔ (اشعۃ اللمعات)

قبر میں ظاہراً آپ کی ذات کو حاضر کرتے ہیں اس طرح کہ قبر میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے وجود مثالی کو موجود کر دیتے ہیں اور اس جگہ مشتاقان غمزدہ کو بڑی خوشخبری ہے کہ اگر اس خوشی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو موقعہ ہے۔

اور بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حاضر و ناظر کا معنی ہے حضور صلّی اللہ علیہ

والہ وسلم کا تشریف لانا حالانکہ یہ مفہوم حاضر و ناظر نہیں بلکہ یہ ہے کہ اگر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کرم فرمائیں تو خود جلوہ آرا ہوتے ہیں۔ اور اگر نہ آئیں تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کائنات کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اور کائنات کا کوئی ذرہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ علامہ قسطلانی ارشاد فرماتے ہیں:

فَقِیْلَ یُکْشَفُ لِلْمَیِّتِ حَتّٰی یَرَی النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم وَھِیَ بُشْریٰ عَظِیْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ۔

(قسطلانی شرح بخاری ج ۳ ص ۳۹۰)

اور کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو دیکھتا ہے اور یہ مسلمان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رات

حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان سے روایت ہے کہ ایک بار میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے سوال فرمایا: جس کا جواب حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے یوں نقل فرمایا ہے۔

ہفت جنت ہفت دوزخ پیش من است ہمچوں بت پیش برہمن
یک بیک را مے شناسم خلق را ہمچوں گندم جو در آسیا
کہ بہشتی کہ بیگانہ کے است، پیش من پیدا چوں مور و ماہی است

من بگویم با فرد بندم نفس لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

میرے سامنے آٹھ بہشت اور دوزخ ایسے ظاہر ہیں جیسے ہندو کے سامنے بت میں مخلوق سے ایک ایک کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے چکی میں جو اور گندم۔جنتی کون ہے؟ اور دوزخی کون؟ میرے سامنے مچھلی اور چیونٹی کی طرح ہیں میں چپ رہوں یا کچھ اور کہوں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ان کا منہ بند کر دیا۔

برادران اسلام! جب حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے غلام ہر چیز کو دیکھتے ہیں تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے دیکھنے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔کائنات کی کوئی چیز حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر مخفی نہیں ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔

اور تفسیر روح البیان میں سورہ فتح زیر آیت:

اِنَّا اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا

نقل ہے کہ:

فَاِنَّهٗ لَمَّا كَانَ اَوَّلُ مَخْلُوْقٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ كَانَ شَاهِدًا بِوَحْدَانِيَّةِ الْحَقِّ وَ شَاهِدٌ بِمَا اُخْرِجَ مِنَ الْعَدَمِ اِلَى الْوُجُوْدِ مِنَ الْاَرْوَاحِ وَالنُّفُوْسِ وَالْاَجْرَامِ وَالْاَرْكَانِ وَالْاَجْسَادِ وَالْمَعَادِنِ وَالنَّبَاتِ وَالْحَيَوٰنِ وَالْمَلَكِ

وَالْجِنِّ وَالشَّیْطٰنِ وَالْاِنْسَانِ وَغَیْرِہٖ ذَالِکَ لِئَلَّا یَشُذَّ عَنْہُ مَایُمْکِنُ لِلْمَخْلُوْقِ مِنْ اَسْرَارِ اَفْعَالِہٖ وَ عَجَائِبِہٖ۔

چونکہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی واحدانیت کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کا مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں ہیں ارواح، نفوس، اجسام، معدنیات، نباتات، حیوانات، فرشتے، جن، شیطان اور انسان وغیرہ تاکہ آپ پر رب کے وہ اسرار و عجائب مخفی نہ رہیں۔ جو کسی مخلوق کے لئے ممکن ہیں۔

آگے چل کر علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا ان کی تعظیم کا ہونا اور جنت سے علیحدہ ہونا، توبہ قبول کرنا، آخرت تک سارے معاملات جو اُن پر گزرے سب کو ملاحظہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مشاہدہ کروادیا۔ اور اب بھی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اپنی قبر اطہر میں جلوہ فرماتے ہوئے کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اور قبلہ عالم بساہنوی علیہ الرحمہ کا یہی عقیدہ تھا۔

ندائے یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم:

حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو ندا کرنا قرآن کریم صحابہ کرام علیہم الرضوان اور امت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے عمل سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو ندا فرمائی ہے:

یَآاَیُّھَا النَّبِی ،یَآاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ،یَآاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ

وغیرہ ان آیات میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو پکارا گیا ہے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو یا موسیٰ، یا ابراہیم، یا آدم ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے پکارا گیا اور اپنے محبوب مکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو القاب سے پکارا گیا، یا آدم است باپدر انبیاء خطاب یَاَ اَیُّھَا النَّبِی خطاب محمد است مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث میں ہے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا:

یَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ

اے محمد صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم مجھے اسلام کی خبر دیں

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میری بینائی ضائع ہو گئی ہے۔ میرے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جا کر وضو کر دو رکعت نفل پڑھ پھر یوں دعا مانگ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَسْتَشْفَعُ بِکَ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ رَدِّ بَصَرِیْ۔

(المستدرک ج ا ص ۵۱۹)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی اکرم، نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں ۔ اے اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری بینائی کی واپسی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں ۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے ندا کرنا آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور یہ آپ کی تعلیم کے مطابق ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے وصال مبارک کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور رو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن نازل کیا اس میں یہ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنِ
مَحْبُوْسُ اَيْدِى الظَّالِمِيْنَ فِىْ مَرَاكِبِ وَالْمُزْدَهِمْ

اے رحمۃ للعالمیں زین العابدین کی مدد کو پہنچو
وہ اس اژدہام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں:

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَا يَتِكَ

اے پیشواؤں کے پیشوا میں دل کے ارادے سے آپ کے پاس آیا ہوں
آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے آپ کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں

امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

اے مخلوق میں سے بہترین آپ کے سوا میرا کوئی نہیں
کہ مصیبتوں کے وقت جس کی پناہ لوں

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

زمہجوری برآمد جان عالم۔ ترحّم یا نبی اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ عالمینیز محرماں چرا غافل نشینی

تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تمام قدرت اور تصرف اسی وحدہٗ لاشریک کا ہے اور انبیاء کرام نبی اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اور اولیاء اللہ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے اور دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہر حال میں وسیلہ ہیں۔ دیتا اللہ تعالیٰ ہے مگر دیتا ان کے وسیلے سے ہے۔ حضرت پیر شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ ختم خواجگان باقائدگی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ جس میں کثیر التعداد لوگ شامل ہوتے تھے چند اشعار بھی بغرض توسل پڑھے جاتے تھے:

اے شاہِ نقشبند نقش مرا بہ بند
نقشے چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

شیاء للہ خواجۂ مشکل کشا
ماہمہ محتاج تو حاجت روا

اور دعا میں ان الفاظ کے ساتھ توسل کیا جاتا
شیاء للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم زشاہ نقشبند

خالصتاللہ تو حاجاتم برآر
یا ۔ ؤ الدین شاہ نامدار

مفلسانم آمدہ در کوئے تو
شیاء للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں برہمت بازوئے تو

حضور قبلہ عالم سیدی وملجائی وماوائی الحاج پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات:

بعد از نماز فجر بآواز بلند نمازیوں کے ہمراہ ہفت ہیکل شریف ساتھ تسبیح فاطمی وکلمہ توحید اور درود شریف حضور پر دعا اکثر حسب ذیل دعا آپکے اوراد میں شامل تھی۔

دعا

الٰہی قادرا پروردگارا فضل خویش امرزید زید مارا
گنہگارم بدرگاہ تو بے حد امید عفودارم کردگارا
کہ چوں روز قیامت سخت دشوار دراں دشواری بگذار مارا
کہ باشد برسر دوزخ صراطم ازاں بگذراں چوں برق مارا
رساں در جنت پر نعمت خویش بر حرمت احمد مختار مارا
شنو ایں عرض یا اللہ ز مسکین رساں در جنت الفردوس مارا

اس کے بعد بلند آواز سے اوراد فتحیہ و دعا رقاب اور درود شریف یک صد بار درود پاک ذیل ہے۔

صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه
صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

پھر دعا و نفل اشراق اس کے بعد تلاوت قرآن پاک دلائل الخیرات شریف اور دیگر وظائف شریف تقریبا دو تین گھنٹے پڑھنے کے بعد شجرہ طریقت کے ساتھ دعا فرماتے۔ پھر مسجد شریف سے گھر جاتے۔

حضرت قبلہ ختم غوثیہ قادریہ میں بطور توسل یوں پڑھا کرتے تھے:

خُذْ بِیَدِیْ شَیْـاءً لِلّٰهِ یَـا حَضْرَتْ سُلْطَانُ شَیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ اَلْمَدَدْ ،یَاحَضْرَتْ غَوْثْ اَغِثْنَا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

تو معلوم ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے صحابہ کرام تابعین اولیاء اللہ کے طریقے کے مطابق حضرت پیر قبلہ عالم سیّد شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے ندا فرماتے تھے۔اور پھر شجرہ نقشبندیہ تو پورے کا پورا توسل سے منسلک ہے اور آپ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ العالمین صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اور آپ کے خلفاء راشدین صحابہ اکرم اور اولیاء اللہ کو بطور وسیلہ ندا کرنا جائز ہے ان کی حیات میں بھی اور وصال شریف کے بعد بھی اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔حضرت قبلہ عالم اسی عقیدے پر تھے۔اور اسی مسلک حقہ کی آپ نے عمر بھر تبلیغ فرمائی۔

اولیاءاللہ اور انبیاء علیہم السلام سے مدد مانگنا:

برادران اسلام! اولیاء اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد مانگنا جائز ہے۔حقیقی مدد تو اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر خود بخود کوئی مددگار حاجت روا نہیں مگر چونکہ اولیاء کرام اور انبیاء کرام اس کی قدرت کا مظہر ہیں اور یہ جو مدد کرتے ہیں وہ اللہ کی عطا ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کبھی انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن گیا۔اسی عصا کے پتھر پر مارنے سے بارہ چشمے جاری

ہو گئے غرضیکہ قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے اور جب اس قدرت کا مظہر نبی ہوں تو معجزہ کہلاتا ہے۔ اور اگر اس کا مظہر ولی اللہ ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ قادر اللہ تعالیٰ ہے مگر اپنی قدرتوں کو کبھی نبیوں کے ذریعے اور کبھی ولیوں کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے۔ مدد حقیقی تو اللہ تعالیٰ سے ہے مگر کبھی ولیوں کے ذریعے مدد کرواتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی مدد خدا کی دی ہوئی طاقت سے ہے تو غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ

(سورہ بقرہ آیت ۴۵)

مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز اور صبر سے دعا مانگو نماز بھی غیر خدا ہے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِيۡرٌ۔

(سورہ تحریم آیت ۴)

اس آیت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مددگار اللہ جبریل متقی مسلمان اور فرشتے ہیں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ رَاكِعُوۡنَ۔

(سورہ مائدہ آیت ۵۵)

اس آیت کریمہ میں ہے کہ اے مسلمانوں تمہارا مددگار اللہ، اللہ کے رسول اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے والے مسلمان ہیں۔اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

محفل میلاد کا انعقاد:

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقت اور پھر اس کا حکم ملاحظہ فرمائیں۔میلاد شریف کی حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا آپ کا نسب نامہ حمل شریف کے واقعات نور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کرامات،شیر خوارگی، پرورش کے واقعات کو بیان کرنا، محفل میلاد کا منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا، شرینی تقسیم کرنا جائز اور مستحب ہے جوکہ رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

(سورہ یونس آیت ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ انکے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور رحمت کے ملنے پر

خوشی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ فضلِ الٰہی پر خوشی منانا حکم الٰہی ہے چونکہ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی تو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا اسی آیت پر عمل ہے۔ حضور سیّد العالمین رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی خدمت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے۔ حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم صحابہ کرام کے مجمع میں منبر پر جلوہ گر ہوئے اور ارشاد فرمایا مَنْ اَنَا میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو ہم کو بہترین مخلوق سے پیدا فرمایا پھر ان کے دو حصے کیے عرب و عجم ہم کو ان میں بہتر عرب میں پیدا کیا۔ پھر عرب کے چند قبائل کئے ہم کو ان میں سے بہتر قریش میں پیدا کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے اس میں ہم کو بہتر یعنی بنو ہاشم سے پیدا کیا پھر فرمایا میں خاتم النبیین ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب جو انہوں نے ولادت کے وقت دیکھا۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین)

اس میں حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے اپنا نسب نامہ اور ولادت کا واقعہ بیان فرمایا ہے اور یہی میلاد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک دوسرے سے فرمائش کرتے تھے کہ نعت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سناؤ۔ چنانچہ حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمر ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی کہ مجھے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی وہ نعت سناؤ جو تورات میں ہے۔ انہوں نے پڑھ کر سنائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

امام غزالی گفتہ ہر کہ امداد کردہ شود بوئے درحیات استمداد کردہ شود بوے بعد از ممات یکے از مشائخ گفتہ و پدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف مے کنند در قبور خود مانند نقر فہا ایشاں در حیات خود یا بیشتر قومے گویند کہ آمداد حی قوی تراست ومن مے گویم کہ امداد میت قوی ترد اولیاء را تصرف دراکوان حاصل است وآن نیست مگر اراح ایشاں راوارواح باقی است

ترجمہ: امام غزلی نے فرمایا کہ جس سے مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد ناگی جاوے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں مگر ان کی روحوں کو کہ ارواح باقی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر ان چار بزرگوں کا ذکر موجود ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب مدد حاصل کرنا چاہو تو یوں پکارو۔

یَا عِبَادَاللّٰهِ اَعِیۡنُوۡنِیۡ یَا عِبَادَاللّٰهِ اَعِیۡنُوۡنِیۡ یَا عِبَادَاللّٰهِ اَعِیۡنُوۡنِیۡ ۔

(حصن حصین ص ۲۰۲)

ترجمہ: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو،

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو' اس کے علاوہ بہت سی روایات سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔ اور امت مسلمہ کا معمول ہے حضرت قبلہ شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا اور آپ بطور استغاثہ یہ پڑھا کرتے تھے۔

شیاء اللہ چوں گدائے مستمد
المدد خواہم زشاہ نقشبند

اور دیگر اشعار اس طرح صحابہ کرام پہلی کتابوں سے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی نعت سنایا کرتے تھے۔

قَالَ عُرْوَةُ وَ ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ كَانَ اَبُولَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حَيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقِ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّیْ سُقِيْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَيْبَةَ۔

حضرت عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ثوبیہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کردیا تھا۔ اس نے حضور علیہ السلام کو بھی دودھ پلایا تھا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اسے بہت بری حالت میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی۔ سوائے

اس کے کہ میں اس کے ذریعے سے سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے ثوبیہ کو حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔ اس کی شرح (فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۴، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۹۵) میں ہے ثوبیہ نے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی پیدائش کی صبح ابولہب کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بھائی عبداللہ کے گھر میں فرزند (محمد رسول اللہ علیہ السلام) پیدا کیے ہیں۔ ابولہب نے یہ خوشخبری سنتے ہی اس خوشی میں ثوبیہ سے کہا جا تو آزاد ہے پھر جب حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے اعلان نبوت فرمایا تو اس نے انکار کیا اور سخت کافر ہو کر کفر میں مر گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اے منکر رسول یہ بتا اب تیرا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگا سخت عذاب میں مبتلا ہوں مگر جس انگلی سے حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی ولادت کی خوشی میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا اس سے پیاس کے وقت پانی ملتا ہے اور پیر کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے میرے پاؤں کے ٹخنے تک عذاب چلا جاتا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ کافر تھا ہم مسلمان وہ منکر تھا ہم غلام اگر اس کافر کو بھی حضور صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی خوشی پر فائدہ حاصل ہوا تو یقیناً ہم مسلمانوں کو بھی میلاد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم منانے کا فائدہ ہوگا۔ تو معلوم ہوا میلاد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے شکر کے اظہار کا طریقہ بھی ہے۔ اور حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی تعریف بھی ہے جو مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ ہر سال میلاد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ سب سے پہلے اس علاقے میں محفل میلاد شریف کا اہتمام آپ نے فرمایا۔ ۱۱ ربیع الاول شریف کو دور دراز سے لوگ بساہاں شریف کی طرف چل پڑتے اور

سفر کے بعد بساہاں شریف پہنچ کر ۱۲ ربیع الاول شریف کی رات کی شب بیداری سے لطف اندوز ہوتے ہیں شام کا کھانا تمام لوگوں کو لنگر سے دیا جاتا اور نماز عشاء کے بعد محفل میلاد شریف شروع ہو جاتی ۔ جس میں تلاوت ونعت شریف ۔ تقاریر، ذکر واذکار کا سلسلہ سحری تک جاری رہتا ۔ سحری کا کھانا تمام لوگوں کو لنگر سے دیا جاتا جس میں حلوے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور سب لوگوں کو روزہ رکھوایا جاتا اور نماز فجر کے ادا کرنے پر صلوٰۃ و سلام اور دعا پر محفل پاک اختتام پذیر ہوتی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیضان اب بھی جاری ہے ۔ جبی سیداں محفل میں یکم ربیع الاول شریف سے اس ماہ کے آخری دن تک روازانہ محفل میلاد پاک ہوتی ہے اور آزاد کشمیر کے دیگر مقامات پر بھی محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے مگر اس علاقے میں ابتداء حضرت قبلہ عالم بساہنوی علیہ الرحمہ نے فرمائی ۔ جس کی سعادتوں سے آج بھی لوگ بہرہ مند ہو رہے ہیں ۔

☆☆☆☆☆

فصل دوئم:

عرس مبارک

برادران اسلام! بزرگان دین کے یوم وصال پر ہر سال عرس شریف منایا جاتا ہے عرس کے لغوی معنی ہیں شادی۔ اس لئے دولہا اور دلہن کو عروس کہتے ہیں۔ عرس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ منکر ونکیر کے امتحان میں جب مسلمان کامیاب ہوتا ہے تو حدیث پاک میں ہے منکر ونکیر کہتے ہیں:

نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِىْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ۔

تو اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اسکے اپنے پیارے کے کوئی نہیں اٹھاتا۔ کیونکہ اس دن کو نکیرین نے عروس کہا اس لئے وہ دن عرس کہلاتا ہے۔ یا اس لئے کہ قبر میں حضور سید العالمین رحمت کائنات ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ اور محبوب مکرم ﷺ کی تشریف آوری کا دن عرس کا دن کہلاتا ہے۔

روح نہ ہو کیوں مضطرب موت کے انتظار میں
سنتے ہیں دیکھنے آئیں گے مجھ کو وہ مزار میں

اورعرس کا معمول یہ ہے کہ سال کے بعد لوگ جمع ہو کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور صدقہ وغیرہ کرتے ہیں۔ اور سال بعد قبور پر جا کر ایصال ثواب کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ شَیْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ بِاُحُدٍ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ۔

(فتاویٰ شامی باب زیادۃ القبور)

حضرت ابوشیبہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہر سال شہداء بدر کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَآءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ هٰکَذَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔

(تفسیر کبیر، درمنثور)

حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور ان کو سلام فرماتے جو کہ احادیث سے ثابت ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا:

اَلا فَزُوْرُوْهَا

اب تم ضرور زیارت کیا کرو۔ اس سے زیارت القبور کے لئے جواز کا

ثبوت ہے چاہے روزانہ ہو یا سال بعد تنہا زیارت کی جاوے یا کہ مجمع کے ساتھ اور عرس کے لئے تاریخ کا مقرر کرنا بھی جائز ہے فتاویٰ شامی کے مقدمہ میں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنِّی لَا تَبَرَّکُ بَابِیْ حَنِیْفَةَ وَ اَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا اَعْرَضَتْ لِیْ حَاجَةٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَأَلْتُ اللّٰہَ عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُسْقٰی سَرِیْعًا۔

ترجمہ: ''امام ابی حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جاکر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے'' اور اجتماعی طور پر دعا اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا ذریعہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز اپنے والد گرامی پیر طریقت الحاج حضرت پیر سید حبیب اللہ بخاری رحمت اللہ علیہ کا عرس پاک ہر سال ۱۳ ذیعقدہ کو کرتے تھے۔ کہ آپ کی تاریخ وصال شریف ہے اس عرس پاک میں دور ونزدیک سے ہزاروں افراد جمع ہوتے اور تلاوت نعت شریف تقاریر ذکر واذکار کی محفل سے اپنے دلوں کی کھیتی کو سیراب کرتے اور تبرک تقسیم ہوتا اور دعا کے بعد لوگ گھروں کو لوٹ جاتے اس عرس مبارک کا اہتمام انتہائی شان وشوکت سے کیا جاتا تھا۔ حضرت قبلہ عالم الحاج پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد یہ عرس مبارک ہوتا رہا اور اب ۱۹۶۵ء سے یہ عرس مبارک اسی تاریخ کو آستانہ عالیہ شاہ ولایت

بمقام سید پور شریف چکوال میں نہایت ہی تزک و احتشام سے منعقد ہوتا رہا جواب آستانہ عالیہ شاہ ولایت خان پور میں ہوتا ہے جس کا اہتمام و انصرام حضرت پیر سید محمد امین شاہ بخاری مدظلہ العالی کرتے ہیں جہاں تشنگان شمولیت کر کے اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں اور حضرت الحاج پیر سید حبیب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

برادران اسلام! نذر و نیاز کا حکم قرآن پاک میں پایا جاتا ہے:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ

(سورہ حشر آیت ۷)

اپنی منتیں (مرادیں) پوری کرتے ہیں یعنی اہل ایمان نذر مان لیں تو اس کو پورا بھی کرتے ہیں۔ نذر و نیاز کا رواج چونکہ عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس لئے سوال و جواب کے ساتھ یہ مسئلہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حق لکھنے، حق پڑھنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سوال نمبر۱: کیا نذر ماننے کا قرآن وحدیث میں ثبوت پایا جاتا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا۔

(پارہ نمبر۲۹ رکوع ۱۹ سورالدّھر)

ترجمہ: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

دوسری جگہ حکم ہوتا ہے:

اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِنۡ نَذۡرٍ

اور اپنی منتیں پوری کریں۔

اللہ جل شانہٗ مسلمانوں کو نذر پوری کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اور اس میں مطلق نذر ماننے کا حکم ہے اور اگر کوئی آدمی نذ مانے اور ادا کرنے سے قبل فوت ہو جائے تو ورثاء اس کی نذر پوری کری دیں۔

حدیث: اَنَّ سَعۡدَ بۡنُ عُبَادَۃَ اِسۡتَفۡتٰی رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ فِیۡ نَذۡرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتۡ قَبۡلَ اَنۡ تَقۡضِیَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَقۡضِہٖ عَنۡھَا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۱ص ۴۴، ترمذی شریف ص ۱۸۶، ابوداؤد شریف ج ۲ص ۱۱۳)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے نذر کے متعلق فتویٰ پوچھا۔ جو ان کی ماں پر لازم تھی اور وہ نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم ماں کی طرف سے نذر پورا کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نذر پوری نہ کر سکے اور مر جائے تو ورثاء اس کی نذر پوری کریں:

سوال نمبر۲: اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نذر تو پوری کی جائے مگر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جا کر دیگیں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جہاں کوئی رہتا ہے وہیں نذر ادا کی جائے تو عرض یہ ہے کہ نذر کی دو قسمیں غیر معین اور معین غیر معین تو جہاں چاہے دے مگر جب نذر مانی اور معین کر لیا اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کر دے تو اتنی دیگیں فلاں بزرگ کے مزار پر دوں گا۔ تو اس صورت میں وہیں ادا کرنا ضروری ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ:

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَّانَةَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ كَانَ وَثَنٌ مِنَ الْاَوْثَانِ الْجَاهِلِیَّةِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِیْهَا عِیْدٌ مِنْ اَعْیَادِهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

(ابوداؤد شریف ص ۱۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸)

ترجمہ: ایک صحابی نے مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی تو اس نے رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہاں مشرکوں کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پوجا کی

جاتی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا کافروں کا وہاں میلہ لگتا ہے؟ تو عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی خانقاہ یا آستانہ یا کسی مخصوص مکان پر جہاں کی نیت ہو وہیں نذر پوری کرنا ضروری ہے اس لئے حدیث میں لفظ اَوْفِ امر کیلئے آتا ہے اور امر کبھی وجوب اور کبھی استحباب کے لئے آتا ہے تو یہاں وجوب کے لئے ہے اور حضور ﷺ نے اس جگہ نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے بشرطیکہ وہ جگہ بتوں کی پوجا اور کافروں کے میلے سے خالی ہو۔ جب تمام خانقاہیں پاکیزہ میں تو وہاں نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

اسماعیل دہلوی کا اعتراف:

پس ہر عبادت کہ از مسلمان ادا شورد ثواب آں بروح کے از گزشتگان برسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی ایست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحن است و در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحا و عرائس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست (صراط مستقیم فارسی ص ۵۵)

ترجمہ: پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے روح کو پہنچائے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ... ہے۔ تو یہ بہت بہتر اور اچھا ہے اور رسول میں فاتحہ پر عرس کرنے مردوں کو نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳: گیارہویں شریف کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہیں نہیں

لہذا کیا گیارہویں شریف کرنی جائز نہیں؟

جواب: تو عرض یہ ہے کہ گیارہویں شریف محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ثواب پہنچانے کا نام ہے جسے ہم ایصال ثواب کہتے ہیں۔ اور یہ ثواب اکثر چاند کی گیارہ تاریخ کو پہنچایا جاتا ہے اس لئے گیارہویں شریف کا نام مشہور ہو گیا تو گیارہویں کا مقصد ایصال ثواب کرنا ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔

(پارہ ۲۸ رکوع ۴)

ترجمہ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

حکم الٰہی سے معلوم ہوا ایمان والے ایمان والوں کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں اور دعا کرنا ایمان والوں کا شیوہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:
یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں:

اَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مُنْحَرِفًا فَاُشْهِدُكَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا۔

(جامع ترمذی کتاب الزکوٰۃ ج ا ص ۸۵)

ترجمہ: اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہنچے گا۔ اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ وَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ شریف ۱۶۹)

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ بے شک ام سعد (یعنی میری ماں) وفات پا گئی ہیں تو ان کے لئے کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

قارئین گرامی! ان دو حدیثوں میں ایک ماں کی طرف کنوئیں اور باغ کی نسبت پائی جاتی ہے اور ایصال ثواب بھی ثابت ہے ہم چونکہ باغ صدقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو باغ کا پھل ختم شریف میں شامل کرتے ہیں۔ کنواں نہ سہی مگر پانی تو ضرور رکھتے ہیں تاکہ صحابہ کی سنت پوری ہو جائے۔

اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلَی الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ اَنَّ ھٰدِیَۃَ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالٰی قبر والوں کو دنیا والوں کی دعا کا اتنا بڑا ثواب پہنچاتا ہے جیسے پہاڑ اور زندوں کی طرف سے مُردوں کے لئے بہترین ہدیہ دعا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ عاص بن دائل جو کہ ایک کافر تھا مرتے وقت وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کیئے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسکے مرنے کے بعد پچاس غلام آزاد کئے اور اس کے دوسرے بیٹے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے باقی پچاس غلام کے آزاد کرنے کا ارادا فرمایا تو خیال آیا کہ پہلے میں حضور اکرم ﷺ سے دریافت کرلوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بے شک میرے والد نے وصیت کی ہے کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیئے جائیں تو ہشام (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اسکی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور پچاس باقی رہ گئے ہیں کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر سکتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذَالِکَ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۶۶)

ترجمہ؛ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اس کو پہنچتا (چونکہ وہ کافر ہے اس لئے اس کو ثواب نہیں ملے گا)۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان میت کو ہر قسم کا ثواب ملتا ہے مگر کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ لہٰذا مسلمان والدین و اقرباء کو ایصال ثواب کیا جائے تو گیارہویں شریف کا مقصد فقط سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثواب پہنچانا ہے۔

سوال: کیا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں کبھی گیارہویں شریف دی؟

جواب: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاند کی گیارہ تاریخ کو سید الانبیاء محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایصال ثواب کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ایصال ثواب کی تلقین کیا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں:

یَقْرَءُ اِحْدٰی عَشَرَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَغَیْرَهَا مِنَ الْقُرْآنِ وَ اَهْدٰی ثَوَابَ ذٰالِكَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۰۵)

ترجمہ: گیارہ بار قل ھو اللہ احد قرآن مجید میں سے پڑھ کر اس کے ثواب کا

ہدیہ صاحب قبر کو بھیجے۔

سوال نمبر ۵: ایصال ثواب سے گنہ گاروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہد عابد اور ولی تھے ان کو ایصال ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: آپ بڑے آدمی کا نماز جنازہ اس لئے پڑھتے ہیں تا کہ اس کی مغفرت ہو اور بچے کا اس لئے کہ اس کے درجات بلند ہوں۔ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کے توسل سے گنہ گاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مسلم شریف ص ۱۵۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۲)

اس حدیث پاک میں جانور کی نسبت اپنی طرف اپنی اولاد اور اپنی امت کی طرف فرمائی اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت میں آپ نے پڑھا۔ ھذا لام سعد کنویں کی نسبت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فرمائی۔ معلوم ہوا زندوں اور مردوں کی طرف نسبت جائز ہے۔

ایک مثال شرعی سنیئے۔ لڑکا کسی کا لڑکی کسی کی، ان کو ایک دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا منع تھا مگر جب نسبت ظاہر ہے مثلاً کسی سے پوچھو یہ بچہ کس کا ہے؟ یہ گھڑی کسی کی؟ یہ مدرسہ کس کا؟ یہ دوکان کس کی؟ یہ بیوی کس کی؟ گویا کہ دنیا کی ہر چیز میں نسبت نظر آئے گی۔ رسول ﷺ کا امتی مکے کا حاجی جنگ کا غازی، مسجد نبوی۔ صحابی رسول۔ اصحاب بدر وغیرہ اب وہ چیز بتائیں جس میں نسبت غیر اللہ کی طرف نہ ہو۔

سوال: ختم شریف تو دلایا جائے مگر مقرر کرنا منع ہے اس لئے دن نہ مقرر کیا جائے۔

جواب: عرض یہ ہے کہ دن تو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اور دن مقرر کرنے کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے۔ (ابوداؤد ص ۲۰۵)

سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ (نسائی ص ۳۲۸)

اور فرمایا پیر اور جمعہ کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

اور غزوہ تبوک کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے جمعرات کا سفر پسند فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۸)

حضور نبی اکرم ﷺ ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا

جائز ہے اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو پوچھ لینا کیا آپ کی شادی کے دن مقرر ہوئے تھے یا کہ نہیں۔ دنیا کی وہ کون سی تقریب ہے جس میں دن معین نہ ہو۔ شادی دن معین۔ عید کا دن معین، غرضیکہ ہر چیز کے لئے دن معین ہے تو گیارہویں شریف کے دن معین کرنے میں کیا حرج ہے؟

سوال نمبر ۸: ایصال ثواب کریں مگر کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا اور پھر کھانے پر دعا مانگنا جائز نہیں؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

كُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۔

(پارہ ۸ رکوع ۱)

ترجمہ: تو کھاؤ اس میں سے تم جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لیا جائے اسے کھانا چاہیے تو قرآن کریم پڑھ کر کھنا باعث رحمت وشفا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں سے ان کا بچا ہوا کھانا منگوایئے اور اس پر دعائے برکت فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ نے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ بچا ہو لے آئے۔ تو کوئی ایک مٹھی جو اور کوئی مٹھی بھر

چھوہارے اور کوئی روٹی ایک ٹکڑا لایا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑی سے چیزیں جمع ہو گئیں۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَ فَضَلَتْ فَضْلَةٌ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۸، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳)

ترجمہ: اور حضور ﷺ نے برکت کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے برتنوں میں لے لو شکر کا کوئی برتن پر کرنے سے باقی نہ رہا۔ پھر فرمایا کھاؤ یہاں تک کہ (سب) پر ہو گئے اور کھانا بچ گیا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سرکار دو عالم ﷺ کے تشریف لا کر دعا فرماتے کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِالْبَرَكَةِ۔

(مشکوٰۃ شریف ۱۳۷)

ترجمہ: پھر بچے ہوئے طعام کو جمع کیا اور اس پر برکت کی دعا فرمائی۔

ان احادیث مقدسہ سے ثابت ہوا کہ دستر خوان بچھانا کھانا سامنے رکھنا اور اس پر دعا مانگنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے حلوہ پکا کر مجھے دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور میں لیکر حاضر ہوا۔

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَلْوَةِ وَ تَكَلَّمَ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ۔

ترجمہ: پس میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ پڑھا۔ (مسلم شریف)

برادرانِ اسلام! اس احادیث سے ثابت ہوا کہ دسترخوان پر کھانا لگا کر کچھ پڑھنا اور دعا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض فقراء کھانے کے وقت قرآن مجید میں سے کسی سورت کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں جو ان کو اس وقت یاد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے اجزا ذکر سے نور سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ (عوارف المعارف)

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَهٗ ثُمَّ دَعَا اٰمَّنَ عَلٰى دُعَائِهٖ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَزَالُوْنَ يَدْعُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ اِلَى الْمَسَاءِ اَوْ اِلَى الصَّبَاحِ۔

(دارمی ج ۲ ص ۳۳۷، روح البیان ج ۷ ص ۶۶)

ترجمہ: جو قرآن پاک ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اسکے لئے دعا کرتے رہتے ہیں شام سے صبح

تک۔

حضرت قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ کا نذ و نیاز پر یہی عقیدہ تھا۔ اور آپ کو سرکار بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی محبت تھی۔

آپ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف دیا کرتے تھے اور ختم شریف کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے ہماری مشکلیں آسان فرمائے۔

آمین

☆☆☆☆☆

باب نہم:
(فصل اوّل)

معمولات

حضور قبلہ عالم سیدی وملجائی پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔آپ جو بھی عمل فرماتے اس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا اس کو استقامت کہتے ہیں۔

اَلِا سْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ

(استقامت کا درجہ کرامت سے زیادہ ہے)

نماز باجماعت:

حضرت قبلہ عالم کا معمول تھا کہ گھر ہوں یا سفر میں آپ پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔مسجد میں پنجگانہ نماز ہوتی تھی سردی ہو یا گرمی ہر حال میں آپ مسجد میں نماز باجماعت ادا فرماتے اور اکثر جماعت خود کرواتے تھے کوئی عالم دین مہمان آئے تو حوصلہ افزائی کے لئے ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل تھا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

(سورہ بقرہ آیت ۴۳)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازِ با جماعت ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ عام حالت تو درکنار میدان جنگ جہاں دشمن کے حملے کا خطرہ ہو۔ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورہ النساء آیت ۱۰۲) میں ہے کہ اے محبوب ﷺ جب تم ان کے ساتھ ہو اور نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو پیچھے ہو جائیں اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہے کہ اپنی پناہ اور ہتھیار لئے رہیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت میدان جنگ میں بھی معاف نہیں اور جان کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَلْيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰى رِجَالٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ۔

(مشکوٰۃ شریف ۹۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بیشک میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکریاں جمع کرنے کا حکم دوں جب وہ اکٹھی ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں پس اس کیلئے اذان دی جائے پھر لوگوں میں سے اک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امات کرے پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے تو ان کو گھروں میں جلا دوں۔

ایک روایت میں ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو ان کو گھروں میں جلانے کا حکم دیتا۔ (مشکوٰۃ شریف ۹۷)

اور جماعت کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ نے ارشاد فرمایا آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں یا بازار میں پڑھی گئی ہو ۲۵ گنا دوگی ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف نماز کے ارادے سے چلتا ہے کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ جو قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے۔ اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر جماعت پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو رہے گا فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

(بخاری شریف ج ا ص ۹۰)

بعض احادیث میں ۲۷ درجے ثواب کا ذکر ہے۔

اور حضور علیہ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِىْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَ تَانِ بَرَاءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

(ترمذی شریف ج اص ۳۳)

جس نے چالیس دن اللہ کے لئے نماز باجماعت یوں ادا کی کہ تکبیر اولیٰ میں شامل ہوا ہو لکھ دی اس کیلئے دو (برائیتں) ایک دوزخ سے دوسری نفاق سے (خلاصی)۔

تو معلوم ہوا مسجد کا آباد کرنے والا ایماندار ہے۔ مسجد کی طرف چل کر جانا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ نماز باجماعت سے جہنم سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ نماز باجماعت رضائے الٰہی اور خوشنودی مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہے۔ نماز باجماعت پڑھنے سے قیامت کے دن نورانی تاج سے نوازا جائے گا۔

حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ حکم الٰہی اور فرمان نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گھر ہو یا سفر ہر حال میں نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ اور جب آپ گھر ہوتے تو اپنے گھر میں آپ کبھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ بارش ہو یا برف شدید سردی ہو یا باران چاہے ۵ فٹ برف ہی کیوں نہ پڑی ہو آپ سنت نبوی ﷺ کیمطابق مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور حالت سفر میں بھی آپ ہمیشہ اور ہر حال میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے آپ کے عقیدت مندوں کو بھی نماز باجماعت ادا کرنی

چاہیے اس لئے کہ:

☆ نماز باجماعت ادا کرنے سے اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ نماز باجماعت ادا کرنے سے آپس میں ہمدردی بڑھتی ہے۔

☆ نماز باجماعت ادا کرنے سے عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

☆ نماز باجماعت مساوات و ہمدردی اور حصول رحمت کا ذریعہ ہے۔

☆ نماز باجماعت انسانی جذبے کو بیدار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نماز تہجد:

حضور سید العالمین رحمت کائنات ﷺ نماز تہجد ہمیشہ ادا فرماتے تھے۔ احادیث کی جملہ کتب میں باب قیام اللیل موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ اَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَابُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَ مُكَفِّرَاتُ السَّيِّاٰتِ وَ مُنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔

(ترمذی)

حضرت ابو امہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رات کو نماز پڑھا کرو کیوں کہ یہ تم سے پہلے نیک بندوں کا طریقہ ہے اور تمہارے لئے تمہارے رب سے زیادہ نزدیکی کا سبب ہے اور گناہوں کے لئے کفارہ اور گناہوں سے باز رکھنے والی ہے۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیئے جائیں گے۔ اس وقت منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی

تھیں۔ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے اور یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لئے حساب کا حکم ہوگا۔ (بیہقی)

تہجد کی نماز میں ۴۔۸ اور ۱۲ رکعتیں ہیں۔ اس کے پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضور ﷺ کی ہر ایک سنت کو ادا فرماتے تھے۔ اس لئے نماز تہجد ادا کرنا حضرت کا معمول تھا۔ آپ نے کبھی نماز تہجد نہ چھوڑی۔ ہر حال میں آپ تہجد ادا فرماتے تھے۔

مراقبہ:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا۔ حضور مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا میں نے ایک دفعہ بلی کو شکار کرتے ہوئے دیکھا تھا کہ بلی جب شکار کے لئے تیار ہو جائے تو پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ سانس روک لیتی ہے وزن برابر کر لیتی ہے۔ نگاہ ایک مرکز پر رہتی ہے۔ جونہی شکار اس کی نظر میں برابر آئے۔ جھپٹ کر اسے پکڑ لیتی ہے تو میں نے اپنے آپ کو کہا یہ بلی دو عالم سے بیگانہ ہو کر شکار کے لئے اتنی منہمک ہو جاتی ہے کہ دو عالم کی پرواہ نہیں ہوتی۔ لہذا مجھے معلوم ہوا کہ دو عالم سے بیگانہ ہو کر رہنے کا نام انتظار ہے تو میں نے مراقبہ سیکھ لیا۔ مراقبہ کیلئے آنکھ کو بند کر لو کیوں کہ یہ ایک ایسا دروازہ ہے جس سے ہر چیز اندر داخل ہو جاتی ہے اور جو چیز اند جائے گی۔ مزاج بدلے گی اور ویسا ہی خیال پیدا ہوگا۔ لہذا اس دروازے کو اسلئے بند کرو کہ کوئی باہر کی چیز اندر نہ جائے اب سانس روک لو اور دل کی نگاہ کو در محبوب پہ لگا لو۔ سانس روک کر پوری توجہ رکھو کہ دروازہ کب کھلتا ہے تا کہ محبوب آجائے کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے

غافل پا کر واپس چلا جائے۔ تا کہ ایک دم بھی غیر کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔ اور مراقبہ کے راستے سے باطن کا راستہ کھلے تا کہ مراقبہ میں حسوں کا تعطل (بیکار کرنا) اور دل کی تسلی بہت سی حاصل ہو۔ اور باطل قسم کے خیالات سے پراگندہ نہ ہو۔

چشم بند، ولب بہ بند و گوش بند
گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

آنکھ، لب اور کان اور آنکھ ایک قسم کی کھڑکیاں ہیں لاکھوں خیالات والی صورتیں ان راستوں سے دل میں آتی ہیں اگر کھڑکی بند ہو تو دل کا شیشہ خطروں کے غبار سے کالا نہیں ہوتا (مقاصد السالکین ص ۱۹۹)

آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں۔ مراقبہ یہ ہے کہ ہوش و توجہ سب کی سب خدا تعالیٰ کی طرف ہو جائے اور یہ دیکھے کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور ہر گھڑی دل کی آنکھ سے حق تعالیٰ کی طرف دیکھے۔ اور ہر گھڑی فیض الٰہی کا منتظر رہے۔ (مقاصد السالکین ص ۱۹۹)

قبلہ و کعبہ سیدی حضرت پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کے پیش نظر سحری کے وقت خصوصی مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ مراقبہ میں مستغرق رہتے تھے۔

درود شریف:

اور پھر آپ درود پاک صاحب لولاک حبیب کبریا ﷺ پر بھیجا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود سلام دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں

کو ذریعہ ہے۔ سیدی احمد ساوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جو شخص درود صلوٰۃ الانعام پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور کر دیتا ہے وہ درود پاک یہ ہے۔ (افضل الصلوٰۃ ص ۱۵۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ عَدَدَ اِنْعَامِ اللّٰهِ وَ اَفْعَالِهٖ۔

اور اگر کوئی شخص کسی غم میں مبتلا ہو تو یہ درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ غم سے نجات عطا کرے گا۔ درود پاک یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِيْلَتِىْ اَدْرِكْنِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(افضل الاصلوٰۃ ص ۱۵۴)

چنانچہ صوفیاء مراقبہ سحری کے وقت اسلئے کرتے ہیں کہ نہ کوئی آواز دے۔ نہ کسی کی طرف توجہ بٹے نہ کسی اور کی طرف نگاہ اٹھے سر جھکا کر یون مراقبہ کرتے ہیں کہ:

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگی

بس سیدھی سی بات ہے۔ جب محبوب کی آمد کا وقت ہو تو لوگ گلیاں صاف کرتے ہیں۔ جھنڈیاں لگاتے ہیں چھڑکاؤ کرتے ہیں۔ سجاوٹ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ محبوب کی آمد کا وقت ہے ہمیں چاہیے کہ محبوب کی آمد کے وقت نگاہیں جھکا کر آنسو کا چھڑکاؤ کر کے، دل کا دروازہ کھول کر محبوب کی

آمد کا انتظار کریں۔ انشاء اللہ ملاقات ہو ہی جائے گی۔ آپ روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ رات کو پھول کی کلی ہوتی ہے اور صبح پھول کھلا ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ کلی کو پھول بنانے والی ایک ایسی ہوا ہے جو خاص وقت میں چلتی ہے اور پھول بن جاتا ہے، یوں ہی سحری کے وقت گنبد خضراء سے کرم کی ہوا چلتی ہے اور پھول بنجاتا ہے۔ یوں ہی سحری کے وقت گنبد خضراء سے کرم کی ہوا چلتی ہے اور جب دل کی کلی کو سج کر اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ کب اور کدھر سے وہ ہوا آتی ہے اور یاد رکھو جب تک بچہ نہ روئے ماں سینے سے نہیں لگاتی اے ہجر کے بچھڑے لوگو سحری کو رونا شروع کرو کہ رحمت حق سینے سے لگائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرتا ہوں۔

تصوف کی مشہور کتاب مقاصد السالکین مصنفہ خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ علیہ (اس کتاب کو خواجہ محمد چوراہی ہر وقت اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے) میں ہے آپ فرماتے ہیں مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ اہل باطن (اولیاء اللہ) کی توجہ کی برکت سے صحیح معنوں میں یہ مضمون (حقیقت) کا نور طالبوں کے دلوں میں روشن ہو اور ان کے پاک انفاس کی بدولت دائمی حضور واستغراق ظاہر ہو۔ پس ہر ایک نیک بخت جو اس دولت کے شرف سے مشرف ہو۔ اس کو لازم ہے کہ ہر گھڑی آنکھ بند کر کے اور سر کو عجز کے گریبان میں جھکا کر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں متوجہ ہو اور دم بدم ہوشیار رہے اور اپنے دل کے حجرے پر نگہبانی کرے۔ درود پاک کے پڑھنے کی کئی قسمیں ہیں جن کے کرنے کی

یہاں گنجائش نہیں ہے اس کے لئے ہماری کتاب کنز الصلوٰۃ ملاحظہ فرمائیں۔البتہ درود شریف کے چند فوائد ملاحظہ فرمائیں:

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

☆ حضور ﷺ درود پاک پڑھنے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت لکھ دی جاتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے کے نیچے جگہ دی جائیگی۔

☆ درود پاپڑھنے والا موت سے پہلے اپنا مکان جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والا پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائیگا۔

☆ درود پاک پڑھنے والا حوض کوثر سے پانی پیئے گا۔

☆ درود پاک پڑھنے والا حضور ﷺ کی زیادہ قریب ہوگا۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ اِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِیْ کُلَّھَا عَلَیْكَ قَالَ اِذْ یَکْفِیْكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مَا اَھَمَّكَ مِنْ اَمْرِ دُنْیَاكَ وَاٰخِرَتِكَ۔

(القول البدیع ص ۱۱۹)

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ فرمائیں اگر آپ کی ذات بابرکات پر درود پاک ہی وظیفہ بنالوں تو کیسا رہے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اگر تو ایسا کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے تیرے سارے معاملات کیلئے کافی ہے۔ تو درود پاک بہترین وظیفہ ہے۔ جسے حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ نسیم سحر کے اوقات میں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرتے تھے۔ اور آپ کا یہ ہمیشہ کا معمول تھا۔ پھر نماز فجر حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ با جماعت ادا فرماتے۔ نماز فجر کے بعد ہفت ہیکل شریف جو کہ تمام نمازی ہمراہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد اوراد فتحیہ اور ایک تسبیح درود حضور با آواز بلند:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

پڑھتے تھے۔ پھر نماز اشراق کے بعد قرآن پاک دلائل الخیرات درود مستغاث وغیرہ پڑھتے تھے۔

ہفت روزہ درود شریف:

پھر آپ اپنے سلاسل کا شجرہ شریف پڑھتے اور دعا فرماتے تھے۔ ہن نماز کے بعد آپ تسبیح فاطمی پڑھا کرتے تھے۔ جو کہ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار۔

نماز عصر کے بعد آپ ختم خواجگان شریف بمع مجلس پڑھا کرتے تھے جس کی ترتیب انشاء اللہ شیوخ کے سلاسل کے باب میں آئے گی۔ نماز مغرب کے بعد آپ تسبیح فاطمی ہفت ہیکل شریف بلند آواز سے اور کثرت سے نوافل ادا فرماتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد تسبیح فاطمی بلند آواز سے اور دعا

فرماتے پھر آپ علیحدہ جا کر مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور رات کا بیشتر حصہ شب بیداری میں گزرتا۔

اس کی خودی ہے ابھی شام وسحر میں اسیر
گردش دوران کا ہے جس کی زبان پر گلہ

الغرض حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ دن رات عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اور بندہ جب ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف ہوتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰه تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتَهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتَ سَمْعُهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرُهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدُهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلُهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنْ اِسْتَعَاذَ نِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ اَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّلَهٗ مِنْهُ۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۹۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بیشک جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا میرا بندہ کسی چیز کے ساتھ جو مجھے زیادہ محبوب ہو، اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی نوافل سے حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور کا ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں پناہ دیتا ہوں۔ اور میں اس چیز سے تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں۔ مثل تردد کرنے میرے مومن کی جان قبض کرنے سے جو موت کو مکروہ سمجھتا ہے۔ اور مین اسکی ناخوشی کو مکروہ سمجھتا ہوں حالانکہ اس کو موت سے چارہ نہیں۔

برادران گرامی! اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں وغیرہ سے پاک ہے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔ معنیٰ یہ ہے ولی اللہ کے اعضاء صفات الٰہی کا مظہر بن جاتے ہیں ان سے جو کام صادر ہو وہ طاقت وقدرت اللہ کی ہوتی ہے اور ظاہر ولی اللہ کے اعضاء سے ہوتی دیکھئے جب موسیٰ علیہ السلام وادی ایمن میں تشریف لائے تو ایک درخت سے برکت والی جگہ میں میدان کے داہنے کنارے سے آواز دی گئی:

اَنْ یّٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

(سورہ قصص آیت ۳۰)

اے موسیٰ بیشک میں اللہ رب العالمین ہوں۔ اس جگہ نہ درخت خدا نہ آگ خدا یہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں مگر قدرت درخت سے ظاہر ہوئی۔ اسی طرح اولیاء اللہ اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں سے پاک ہے مگر اس کی قدرت اولیاء اللہ کے ہاتھوں پاؤں سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر فرمایا میرا بندہ نوافل پڑھنے کی وجہ سے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو جو شخص جس قدر زیادہ نوافل پڑھتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ اس لئے کثرت سے نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ امین ولایت حضرت پیر سید محمد امین شاہ بخاری مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں پھر ہم سو جاتے تھے۔ اور حضرت اپنے مصلیٰ پر جلوہ گر ہوتے تھے۔ جب آنکھ کھلتی تو پھر بھی آپ مصلیٰ پر بیٹھے ہوتے نہ معلوم آپ سوتے بھی تھے یا نہیں اسکا ہمیں کوئی علم نہیں۔

برادران طریقت! عبادت نوافل و ذکر الٰہی روح کی غذا ہیں۔ جس سے روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان اولیاء اللہ کے روح اس قدر لطیف ہوتے ہیں کہ انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اور پھر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز کے معمولات آپ نے ملاحظہ کیئے۔ آپ خود اندازہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر آپ کو روحانی قوت عطا فرمائی ہوئی تھی۔ عاشق رسول حضرت مولانا عبدالرحمٰن

جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہی غواصان طریقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند راہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ حجاز نہ صحبت شان
ای بر ووسوسہ خلوت وفکر جملہ را

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر

ذکرالٰہی:

حضور قبلہ عالم حضرت قبلہ عالم بساہنوی قدس سرہ العزیز رات کو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ذکر الٰہی قلب کی صفائی کا ذریعہ ہے اور قلب کی صفائی ہی ترقی درجات کا ذریعہ ہے۔ انسانی جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جسے قلب (دل) کہتے ہیں جس طرح جسمانی صحت کے لئے قلب کی ضرورت ہے۔ قلب بیمار تو سارا جسم بیمار و بے حس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب کو روحانی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور سید العالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا ھِیَ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَاوَھِیَ الْقَلْبُ۔

(مشکوٰۃ شریف)

بیشک جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور وہ جب بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ جزدار وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دل گوشت کے ٹکڑے کو اگر بیماری لگ جائے تو طرح طرح کی ادویات سے علاج کیا جاتا ہے۔ اور مختلف مشینوں پر چیک اپ کرایا جاتا ہے۔ مگر دل جب گناہ کی آلودگی سے ملوث ہوتو پھر ان روحانی بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ حضور علیہ نے ارشاد فرمایا ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَ صَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ

ہر چیز کو صاف کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دل کو پاک کرنے والی شے اللہ کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ يَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلب اپنی ذات میں پاکیزہ ونورانی ہے۔ اسکے چہرے پر زنگ اور میل کچیل نفس کی ہمسائیگی کی وجہ سے بیٹھ گیا ہے لیکن تھوڑی سی صفائی کے بعد اپنی

اصل صورت و حالت کی طرف لوٹ کر آ سکتا ہے۔اور دوبارہ نورانی ہو جاتا ہے اور جب تک دل نفس کی حکمرانی سے چھٹکارا حاصل نہ کرے اور اتباع رسول ﷺ اور فضل خداوندی سے پاک نہ ہو جائے اس وقت تک نفس کی حکومت سے آزاد نہیں ہو سکتا اور جب تک دل نفس کی غلامی میں ہو۔ اصلاح کا تصور نہیں ہو سکتا چنانچہ اتباع شریعت کے ساتھ بار بار ذکر الٰہی کرنے اور ذکر کی حرارت پیدا ہو جانے سے دل کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور دل دوبارہ نورانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ (مکتوب شریف)

اور جب دل سے ذکر الٰہی کے ذریعے میل کچیل دور ہو جاتا ہے تو وہ دل اسرار حق کا منبع بن جاتا ہے۔

دل چہ باشد منبع انوار حق
دل چہ باشد منبع اسرار حق

دل کیا ہے انوار حق کا منبع۔ دل کیا ہے اسرار حق کا منبع

دل بود مرأت ذات ذوالجلال
در دل صافی نماید حق تعال

دل ذات ذوالجلال کا آئینہ ہے۔ پاک و صاف دل میں اللہ تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں۔

تو گناہ گار ذکر الٰہی کے ذریعہ دل کو میل سے پاک کرتے ہیں اور ولی اللہ ذکر الٰہی سے دل کو بیدار رکھتے ہیں۔ اب دل انوار حق کا مطلع اور اسرار حق کا منبع ہو جاتا ہے۔

نور حق ظاہر بود اندر ولی

نیک بین باش اگر اہل ولی

پھر ولی اللہ میں نور حق ظاہر ہوتا ہے اور اسی نور حق کے ذریعہ اسکی بصیرت اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ کائنات کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہیکاری نہ میری ضرب ہے کاری

برادران طریقت! ذکر مقصود تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ جب راستہ مل گیا تو گھر یقیناً مل ہی جائے گا۔ ارشاد گرامی ہے:

فَاذْكُرُوْنِیٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(سورہ جمعہ)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّلَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرً عَظِيْمًا۔

(احزاب آیت ۲۲)

عن ابی هريرة وابی سعيد قالا قال رسول الله ﷺ لا يقصد قوم يذكرون الله الا اخفتهم الملئكة و

غشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله بمن عنده۔

(مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ ؓ اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں کوئی قوم ذکر الٰہی ک مگر قصد کرے مگر یہ کہ گھر لیتے ہیں چھا جاتی ہے اس پر رحمت اور نازل ہوتا ہے اس پر سکون اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے مقرب فرشتوں میں اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمام اعمال سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پسند ہو۔ اور تمہارے تمام درجات میں بلند ترین ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے زیادہ اچھا ہو اور اس حال سے بھی افضل ہو کہ تم اپنے دشمنوں کا سامنا کرتے ہوئے ان کو قتل کرو۔ (یعنی جہاد) اور وہ تمہیں شہید کر دیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بتایئے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی شریف)

اور حدیث قدسی ہے کہ:

اَنَا مَعَ عَبْدِىْ اِذَا ذَكَرَنِىْ وَتَحَرَّكَتْ بِىْ شَفَتَاهُ

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔

(بخاری شریف)

اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی:

☆ ذکر الٰہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔
☆ ذکر الٰہی مغفرت کا ذریعہ ہے۔
☆ ذکر الٰہی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے۔
☆ ذکر الٰہی حصول رحمت کا ذریعہ ہے۔
☆ ذکر الٰہی تمام اعمال سے بہتر ہے۔
☆ ذکر الٰہی جہاد سے بہتر ہے۔
☆ ذکر الٰہی بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔
☆ ذکر سے شکر الٰہی ہوتا ہے۔

دل میں ذہن میں تو ذکر میں تو فکر میں تو
بجز تیرے اور خیالات میں آتا ہے کون

صد ہزاراں قطرہ خون از دل چکید
تا نشان قطرہ از آن یافتم

(فریدالدین عطار)

دل سے لاکھوں خون کے قطرے نکلنے کے بعد۔ ایک قطرہ بھر آگاہی کا نشان معلوم ہوتا ہے۔

ذکر کی تین قسمیں ہیں:

لسانی۔ تسبیح و تقدیس

۲: ذکر قلبی

اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا، اس کی بڑائی کبرائی اور قدرت کے دلائل پر غور کرنا علماء کرام کا مسائل نکالنا بھی اسی میں داخل ہے۔

۳: ذکر بالجوارح:

یہ ہے کہ جسم کے اعضاء اطاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج، نماز وغیرہ۔

جو لوگ حریم بارگاہ میں باریاب ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے ہر شب شب وصل ہے ہر رات ان کے راز و نیاز کا وقت ہے۔ دنیا سو رہی ہے اور وہ لوگ دیدار کے مزے لوٹ رہے ہیں سارا عالم غفلت کا سناٹا ہے۔ اور ادھر رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کے پیمان ہو رہے ہیں۔ ادھر فرش پر بندہ خدا کا ذکر کرتا ہے ادھر عرش پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا ذکر فرما رہا ہے۔ اس پردۂ سب میں حضور قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ ذکر الٰہی میں محو رہتے اور رات کا بیشتر حصہ اسی کیفیت میں گزر جاتا:

راتیں زاری کر کر روندے نینداں اکھیں دی دھوندے
فجریں اوگنہار کہاون ہر تھیں نیویں ہوندے

اس طرح حضرت قبلہ عالم بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز الٰہی میں گزرتے تھے۔ اور اگر کوئی مہمان آتا تو دورانِ وظائف بھی اس کی

مہمان نوازی کا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

☆☆☆☆☆

باب دہم:

(فصل اول)

شیوخ وسلاسل

اس سے قبل یہ بیان گزر چکا ہے کہ حضور قبلہ عالم حضرت پیر مسکین سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کو چاروں سلاسل چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ سے اجازت تھی۔ اگر چہ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کو زیادہ رواج دیا۔ ان سلاسل کے شجرے اور اسناد وغیرہ درج کیئے جاتے ہیں۔ شجرہ شریف پڑھنے اور ایصال ثواب کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی نسبت قائم رہتی ہے۔ اور نسبت کی وجہ سے روحانی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بزرگان دین کا شجرہ نسب قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور نسبت سے ہی تمام برکات ہیں:

گرچہ من ناپاک ہستم دل باپاکان بستہ ام

اور نسبت کو قائم کرنے کیلئے بیعت کی جاتی ہے جو دنیا و آخرت کی سرخ روئی کا ذریعہ ہے۔

نسبت کسے کہتے ہیں؟

اب یہ بات جاننا ضروری ہے کہ نسبت کسے کہتے ہیں۔ جیسے لاہوری

کشمیری، مکی اور مدنی وغیرہ۔

جس چیز کی نسبت دوسرے کی طرف کریں۔ اسے منسوب کہتے ہیں۔
اور کسی چیز کی نسبت جس چیز کی طرف ہو اسے منسوب اِلیہ کہتے ہیں۔

مثلاً لاہوری، لاہور کا باشندہ، لاہور منسوب الیہ ہے اور لاہور کا باشندہ (رہنے والا) منسوب ہے۔ اور منسوب کی قدر منسوب علیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جتنا منسوب الیہ اعلیٰ مرتبے والا ہوگا۔ منسوب اتنے ہی اعلیٰ مرتبے کو حاصل کرے گا۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں کسی بکری کا چمڑا اتارا اور اسے رنگنے کے بعد دو حصے کیے۔ ایک حصہ قرآن پاک کی جلد سے لگ گیا۔ تو اب اس چمڑے کو بھی بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں اور وہ دوسرا حصہ جو جوتے کو لگ گیا۔ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ معلوم ہوا کسی اعلیٰ منسوب الیہ سے نسبت قائم کرنی چاہیے۔ تاکہ دنیا و آخرت میں یہ نسبت کام آئے تفسیر روح المعانی میں زیر آیت:

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا

(سورہ کہف)

عَنِ حَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ بَعْضَ الْخَوَارِجِ فِيْ كَلَامٍ جَرٰى بَيْنَهُمَا بِمَا حَفَظَ اللّٰهُ مَالَ الْغُلَامَيْنِ قَالَ بِصَلَاحِ اَبِيْهِمَا قَالَ فَاَبِيْ وَجَدِّيْ خَيْرٌ مِنْهُ فَقَالَ الْخَارِجِيُّ اَنْبَاءَ نَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّكُمْ قَوْمٌ

خَصِمُوْنَ۔

(تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۱۳)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خارجی سے گفتگو ہوگئی۔ تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان دو بچوں کے خزانے کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کیوں فرمائی۔ تو خارجی نے کہا انکے باپ کی نیکی کی وجہ ہے۔ حضرت امام حسن نے فرمایا تو پھر میرے ابا جان اور نانا جان اس کے باپ سے بہتر ہیں۔ خارجی نے کہا ہمیں معلوم ہے۔ (معاذ اللہ) تم جھگڑالو قوم ہو۔ خارجی نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کا انکار کردیا۔ جب کہ اہل سنت و جماعت نسبت کو مانتے بھی ہیں اور فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔

فَفِیْ الْاٰیَةِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ صَلَاحَ الْاٰبَآءِ یُفِیْدُ الْحَسَنَاةُ بِالْاَبْنَآءِ۔

(روح المعانی ج ۹ ص ۱۳)

آیت میں دلیل اس بات پر ہے کہ باپ کی نیکی اس کی اولاد کو فائدہ دیتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے اس مرد صالح کی اولاد کے ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے ان کی اولاد کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (ابن کثیر زیر آیت) اور صاحب روح المعانی میں ہے:

کَلْبُهُمْ اَنَّهٗ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یَومَ الْقِیَامَةِ

اور اصحاب کہف کا کتا قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا۔ اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اسمٰعیل علیہ السلام کے مینڈھے کی سینگ بھی

جنت میں داخل ہوں گے۔اور تفسیر ابن کثیر میں زیر آیت ہے۔

وشملت کلبهم فاصابه ما اصابهم من النوم علی تلك الحال وهذه فائدة صحبة الاخبار الاخیار فانه صار لهذا الکلب ذکر خیر و شان۔

اصحاب کہف کے کتے کو بھی ان کی برکت حاصل ہوئی جو ان اصحاب کہف کو نیند والا انعام ملا ان کے کتے کو بھی عطا ہوا اور یہ نیک لوگوں کی صحبت کا فائدہ ہے کہ اس کتے کا بھی قرآن میں ذکر خیر اور شان بیان ہوئی ہے۔

سگ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

روح المعانی کہ اگر کسی مجرم و گناہ گار کی قبر پر حضور ﷺ کا بال مبارک ،چھڑی مبارک کو رکھ دیا جائے تو وہ گنہ گاران تبرکات کی برکات سے عذاب سے نجات حاصل کرے گا۔حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ قحط سالی ہوگئی لوگ نہایت پریشان ہوئے۔دعائیں کرتے مگر بارش نہ ہوتی حضرت بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہا کے صاحبزادے شیخ نظام الدین ابولمؤید نے اپنی والدہ ماجدہ کے کرتے کا ایک تار (دھاگہ) لیا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی یہ اس خاتون کے کرتے کا تارہ ہے جس پر کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی۔اس دھاگے کے طفیل بارش عطا کر ابھی شیخ ابولموید نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔(اخبار الاخیار شریف ص ۵۸۲)

برادران اسلام نسبت بڑی چیز ہے۔اور جس قدر بڑے سے نسبت

ہو گئی اسی قدر عظمت پاؤ گے ۔جیسے بجلی کا کرنٹ تاروں اور کھمبوں کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے یوں ہی ولیوں ،غوثوں ،قطبوں کے ذریعے حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے نسبت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ہم سلاسل کے شیوخ کا شجرہ مبارک پڑھتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے ہماری نسبت قائم رہے۔

نصیر ایمان ہے اپنا کہ محشر میں دم پرسش
ہمارے کام آئے گا حوالہ غوث اعظم کا

میں ان کا ہوں نصیر تا حشر ان کا رہوں گا
صد شکر کہ ان سے مری نسبت ازلی ہے

اَحِبُّ الصَالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَ اللّٰہ یَرْزُقْنِیْ صَلَاحًا

(امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: میں صالح تو نہیں مگر صالحین سے محبت ضرور ہے۔شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی صالح بنا دے۔

☆☆☆☆☆

اصل الشجرہ

برادران طریقت! شجرہ شریف پڑھ کر نسبت قائم ہوتی ہے۔ روح مسرت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ شجرہ اس نورانی زنجیر (بحبل اللہ) کا نام ہے جس کا ایک سرا مرید کے ہاتھوں میں اور دوسرا سرا سیدنا ابوبکر و سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دست مبارک میں ہے۔ اور جب مرید اپنے شیخ سے کامل رابطہ رکھتا ہے تو اس زنجیر کے ذریعے بارگاہ صدیقی و مرتضوی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر ان کو وسیلہ بنا کر در رسول پر حاضر ہو کر کیف و سرور حاصل کرتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے جو اسماء گرامی شجرہ مبارک میں آئے ہیں۔ مختصر ان کے حالات درج کیئے جا رہے ہیں۔ تا کہ کچھ تعارف ہو سکے جو ارادتمندوں کے ذریعے سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ سعادت دارین نصیب فرمائے آمین!

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اصل کائنات ہیں۔ اول الخلق ہیں جب آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں تو عرش پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا۔ اساسِ کائنات ہیں۔ مقصود کائنات ہیں۔

آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ یا اللہ یہ کس کا نام ہے؟ فرمایا:

وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ ذُرِیَّتِكَ لَوْلَاهُ مَاخَلَقْتُكَ

وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہوں گے ان کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تجھے پیدا نہ کرتا۔ (الخصائص ج ۱ص ۸،۴ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۰، الوفا ج اص ۳۳، نسیم الریاض، ج ۲ص ۲۲۴، المستدرک ج ۲ص ۶۱۵، القرطبی ج اص ۳۲۴)

اسم محمد ﷺ کی برکت سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

نَعَمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ

(مطالع المنیرات ص ۱۰۱ جواہر البحار ص ۳۷۰)

اسم محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے سفینہ نوح طوفان سے کنارے لگی۔

مَنْ هٰذَا مِنْ اِسْمُ مُحَمَّدٌ ﷺ سَفِیْنَةَ نُوحٌ قَدْ جَرَتْ بِهٖ۔

(زرقانی علی المواہب ج ۳ص ۱۵۶)

اگر نام محمد رانیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نوح ازغرق نجینا

یہ اسم گرامی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ۔آسمان عرش پر شمس و قمر کی تخلیق سے لاکھوں برس پہلے عرش اعلیٰ کی رفعتوں پر لکھا۔
(زرقانی علی المواہب ج ۳ص ۱۵۶)

تکبیر میں کلموں میں نمازوں میں آذانوں میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد ﷺ

غرضیکہ! عرش پر حوروں کی آنکھوں پر، جنت کے درختوں کے پتے پتے پر۔ ملائکہ کی آنکھوں کی تپلی پر، بہشت بریں کے محل پر، لوح محفوظ کے سینے پر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر، تورات کے صفات پر، انجیل کے اوراق پر، زبور کے قراطیس پر یہی نام مقدس منقوش ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۰، خصائص الکبریٰ ص ۴، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۱)

وہ آقا ﷺ جن کا چہرہ والضحیٰ، گیسو وَالیل جن کے دندان یٰسن، جن کی جبین طٰـحٰـہ، جن کے دست وَلٰـکـنِ اللّٰہَ رَمٰی، جن کی زبان وحی یوحیٰ، جن کا سینہ اَلَمْ نَشْرَحْ، جو بولے تو کلام الٰہی، جن کا خلق اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ، جن کی سیر سُبْحَانَ الَّذِی اَسْریٰ جن کا قرب وَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ جن کی اطاعت فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جن کا علم عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ جن کی حکومت اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرْ جن کا ذکر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ جن کا نام وجہ تسکین، وہ محسن اعظم، نبی مکرم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک کیا،

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

اس خواجہ کائنات اور ان کی آل پر درود وسلام بھیجو تاکہ شفاعت مصطفیٰ ﷺ حاصل ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ان کی تعریف میں یوں گویا ہیں:

باید دانست کہ خلق محمد دررنگ شائر خلق افراد انسانی نیست بلکہ بخلق فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او ﷺ باوجود عنصری از نور حق جلا وعلا مخلوق گشتہ کما قال علیک الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ و دیگراں را ایں دولت نشدہ است۔ (مکتوب دفتر سوئم مکتوب ص ۱۰۰)

جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ کی پیدائش دوسرے انسانوں کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور وجود انوار مناسبت نہیں رکھتا اس لئے کہ حضور ﷺ جسم عنصری کے باوجود حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ وہ آقا ﷺ :

هُوَ مَحْمُوْدٌ عِنْدَاللّٰهِ

(جلاء الافہام ص ۹۴)

وَمَحْمُوْدٌ عِنْدَالْمَلَائِكَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ كُلِّهِمْ۔ فَهُوَ الَّذِیْ یَحْمِدَهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاَهْلُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(السیرت الحلبیہ ج ا ص ۲۳۵)

وہ نبی علیہ السلام جن کی تعریف آسمان وزمین دنیا وآخرت میں ہے وہ نبی جو جان کائنات ہیں۔ ان پر درود وسلام پیش کرو۔ ان کی آل پر بھی درود وسلام پیش کریں۔

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

اس پیارے آقا علیہ السلام کا نام مبارک آتے ہی طبیعت پر کیفیت طاری ہوئی۔ اور چند جملے برکات حاصل کرنے لئے لکھ دیئے۔ تو وہ پیارے نبی اکرم ﷺ جو اصل کائنات، حاصل کائنات ہیں، شجر کائنات انہیں کے صدقے ہے، سلاسل اربعہ کا فیضان آپ کی ہی ذات بابرکات ہے۔ اور ان ہی کو حضور ﷺ نے اپنا وارث بنا کر اپنا فیضان عطا فرمایا۔ ولی اللہ کی کرامت دراصل فیضان مصطفیٰ ﷺ ہی ہے اس لئے سلاسل اربعہ کا شجرہ نام مصطفیٰ ﷺ سے شروع ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی سوانح حیات شریف کا مختصر سا نقشہ تبرکاً پیش نظر ہے۔

ولادت باسعادت یا وصال شریف:

ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل) ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت ام القریٰ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضور ﷺ بطن مادر میں تھے۔ کہ والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

اور جب آپ کی عمر ۶ سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا، حضور ﷺ نے اپنی والدہ اور ثوبیہ پھر حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا۔ اب آپ ﷺ کی کفالت حضرت عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لی۔ آپ کی عمر ۸ سال کی تھی کہ عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ پھر آپ کو چچا ابو طالب نے آغوش تربیت میں لیا اور جب آپ کی عمر شریف ۱۲ برس ہوئی تو پہلا سفر شام اپنے چچا ابو طالب کے ہمرہ کیا اور بحیرہ راہب نے آپ کا چہرہ

مقدس دیکھ کر بحیرہ نے آپ کے نبی ہونے کی بشارت دی ۔ ۲۵ سال کی عمر میں دوسرا سفر شام اور نسطورراہب کی ختم نبوت پر شہادت اور آپ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا۔ (مدارج النبوۃ ص ۷)

اور جب آپ کی عمر ۳۵ سال ہوئی اور کعبہ کی تعمیر ہوئی حجرا سود کا فیصلہ آپ ﷺ کے ذمے آیا آپ ﷺ نے چادر بچھا کر حجرا سود اس پر رکھا سرداروں نے چادر کو تھاما آپ ﷺ نے اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھا دیا۔

(سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۹۶)

جب ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی ، بمطابق ۱۷ رمضان ۴۱ میلادیہ ۱۶ اگست ۶۱۰ء بروز پیر:

اِقْرَاء بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

اولین مومنین مردوں میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں مین سے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ، بچوں میں سے حضرت علی علیہ السلام آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۴ھ نبوی میں اعلانیہ تبلیغ قریش کی ایذارسانی سخت ترین ۔ (بخاری شریف ج ا ص ۵۴۴)

۵ھ نبوی میں ہجرت اول ہجرت حبشہ ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، رقیہ بنت رسول کے ہمراہ ، ہجرت فرمائی ، کل مہاجرین کی تعداد ۱۱ مرد ۴ عورتیں ۔ (زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۷۰)

سنہ ٦ نبوی ! میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳ دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اور کعبہ میں نماز پڑھی گئی۔ دوسری ہجرت حبشہ ۸۳ مرد ۱۸ عورتوں کے ساتھ ہوئی۔

(زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۷۲)

سنہ ۷ نبوی میں ! شعب ابی طالب میں حضور ﷺ اور آپ کے خاندان کو کفار نے محصور کر دیا جب کہ آپ کی عمر ٦ سال ۹ ماہ ۳۰ دن کی تھی۔ غلہ اور دوسری اشیاء کو بنی ہاشم سے روک دیا کہ جب تک بنی ہاشم حضور ﷺ کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ بنو ہاشم کے خاندان سے کوئی شخص شادی نہ کرے۔ سامان خرید و فروخت نہ کرے کوئی شخص ان سے میل جو ملاقات نہ کرے۔ کوئی شخص ان کے کھانے پینے کا سامان نہ جانے دے۔ اس وقت مجبوراً ابو طالب حضور ﷺ اور خاندان کو لے کر پہاڑ کی اس گھاٹی جس کا نام شعب ابی طالب ہے۔ پناہ گزین ہوئے۔ اس جگہ حضور ﷺ تین سال تک بند رہے۔

(زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۷۸، مداج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲)

سنہ ۱۰ نبوی میں شعب ابی طالب سے باہر آنے پر ابو طالب بیمار ہو گئے اور ۸ مہینے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور ﷺ کے قلب مبارک پر ابھی حضرت ابو طالب کا زخم تازہ تھا کہ حضرت ابو طالب کے وصال کے ۳ یا ۵ دن بعد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

(زرقانی ج ا ص ۲۹٦)

اور حضور ﷺ تبلیغ اسلام کے لئے طائف میں جلوہ گر ہوئے ان ظالموں نے آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ لہولہان ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ واپسی پر مقام نخلہ میں جنات آپ پر ایمان لائے۔ مقام حرا پر معظم ابن عدی نے آپ کو پناہ دی اور اپنے بیٹوں کے ہمراہ حضور ﷺ کو طواف کعبہ کروایا۔ اور معظم ابن عدی کے بیٹوں نے تلواروں کے سائے میں آپ کو دولت خانہ تک پہنچا دیا۔

(زرقانی ج ۱ ص ۳۰۲)

۱۱ھ نبوی میں قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کا قافلہ منیٰ میں عقبہ کے قریب بیعت ہوا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۵)

۱۲ھ عقبہ اولیٰ حج کے موقعہ پر مدینہ طیبہ کے ۱۲ اشخاص منیٰ کی اس گھاٹی میں چھپ کر مشرف با اسلام ہوئے۔ اور قبیلہ اوس بھی دامن اسلام میں آ گیا۔ اور حضور ﷺ کی اس سال (مشہور قول پر) جسمانی معراج ۲۷ رجب کو ہوئی اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ (زرقانی ج ۱ ص ۳۱۰)

۱۳ھ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ حج کے موقعہ پر ایک سال بعد ۱۳ھ نبوی کو اس گھائی میں حج کے موقع پر مدینہ کے ۲۷ اشخاص نے منیٰ کی اس گھاٹی می حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی اور حضور ﷺ سے عہد و پیمان کیا اور اسی سال ۲۷ سفر کو جب کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۲ سال ۱۱ ماہ ۱۹ دن کی تھی۔ جمعرات کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غارہ ثور میں اور پھر وہاں س ے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

(نوٹ: اس سے قبل سن نبوی تھا یعنی نبوت کے ۱۳ سال تک ہجرت مدینہ سن ھجری کا آغاز ہوا۔

۱ھ یکم ربیع الاول کو غار ثور سے باہر تشریف لائے ۱۲ ربیع الاول کو قبا مین ورود مسعود ہوا۔ اور یثرب اب مدینہ طیبہ ہوگیا۔ اور مسجد قبا کی تعمیر ہوئی پھر مسجد جمعہ میں نماز جمعہ ادا کی۔ اور پھر مدینہ طیبہ میں خوش قسمت حضرت ایوب انصاری کے گھر میں قیام فرمایا اور اسی سال حجرات، امہات المؤمنین مکانات مہاجرین اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہوئی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا ان کی رخصتی ہوئی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۰)

اذان کی ابتداء انصار و مہاجرین بھائی بھائی، مدینہ کیلئے دعا، سلمان فارسی کا مسلمان ہونا۔ نماز کی رکعتوں میں اضافہ جیسے واقعات ہونا۔

(مدارج ج ۲ ص ۷۱، زرقانی ج ۱ ص ۳۶۰)

۲ھ میں قبلہ کی تبدیلی غزوات و جہاد، حمزہ، سریہ، عبیدیہ الحارث، سریہ سعد ابن وقاص، غزوہ ابوا، غزوہ بواط، غزوہ سفوان، غزوہ ذوالعشیرہ، سیریہ عبداللہ بن جحش جنگ بدر، گزوہ قنیقاع، غزوہ سویق وغیرہ جن جنگوں میں حضور ﷺ شامل ہوئے۔ اسے غزوہ اور جنگی قافلے جن میں حضور ﷺ شامل نہیں ہوئے انہیں سریہ کہتے ہیں۔ ۲ھ کو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی۔ نماز عید الفطر اسی سال جماعت سے ادا کی۔ صدہ فطر کا حکم نازل ہوا۔ اور اسی سال ذوالحجہ کی عید بقر کی اور قربانی

دی۔ اور اس سال غزوہ قرقر، غزوہ نجران ہوئے۔

۳ھ ! غزوہ احد، ۱۵ رمضان ۳ھ کو امام حسن کی ولادت ہوئی۔ حضور ﷺ کا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا۔ احکام و قوانین میراث اسی سال میں نازل ہوئے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۴)

۴ھ یکم محرم کو سریہ ابو سلمہ۔ ۴ محرم کو سرہ عبداللہ بن انیس، سریہ فجیع۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۹)

ماہ صفر میں واقعہ ، غزوہ بنی نضیر بدر صغریٰ اس سال میں حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح فرمایا۔ فاطمہ بنت عبداللہ حضور ﷺ کی چچی جان کا نتقال، ۴ شعبان کو حضرت امام حسین کی پیدائش۔

(زرقانی، مدارج ج ۲ ص)

۵ھ غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول، غزوہ مریسیع ۲ شعبان، جنگ خندق غزوہ بنی قریظیہ، اس سال حضور ﷺ کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا۔ مسلمان عورتوں پر پردہ فرض۔ ایت تیمم کا نزول، نماز خوف کا حکم بھی اسی سال ہوا، (زرقانی ج ۲ ص ۱۲۸)

۶ھ میں بیعت الرضوان و صلح حدیبیہ ذی قعدہ میں ہوا۔ ۲۲ بادشاہوں کو حضور ﷺ نے خط مبارک روانہ فرمائے۔ سریہ قرطاء، غزوہ بنی لحیان، سیریہ الغمر سریہ علی بجانب جموم، سریہ زید بجانت عیص، سریہ زید

بجانب وادی القریٰ، سریہ علی بجانب بنی سعد سریہ زید بجانب ام قمری، سریہ ابن روحہ، سریہ ابنِ مسلم، سریہ زید سریہ عکل و ہنہ سریہ عرنیہ، یہ سب لڑائیاں ۶ ھ میں رونماز ہوئیں۔ (زرقانی علی المواہب ج ۲ ص ۳۵۰)

۷ ھ کو غزوہ ذات القرو، جنگ خیبر، وادی القریٰ کی جنگ، فدک کی صلح عمرہ قضا کیا گیا، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح رسول اللہ۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۱۰)

۸ ھ میں جنگ موتہ، سریہ الخبط، فتح مکۃ المکرمہ، جنگ حنین، جنگ اوطاس عمرہ جعرانہ (یہ جعرانہ پر موجود جہاں حضور ﷺ کے لعاب دہن سے کھاری کنواں آج بھی جاری میٹھا ہے) فرزند رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ڈیڑھ سال کی عمر میں ہوا۔ (بخاری ج ص ۱۴۲) مسجد نبوی ﷺ میں منبر شریف رکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۳ ص ۳۳۰)

۹ ھ میں وفد بنی تمیم محرم میں، غزوہ تبوک، وفود العرب، مسجد ضرار کا انہدام۔ (مدارج النبوۃ)

۱۰ ھ میں حجۃ الوداع، ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ (زرقانی ج ۳ ص ۱۰۶)۔

۱۱ ھ کو جیش اسامہ وصال رسول اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف میں ہوا۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں قبر مبارک ومطہر پر رسول اللہ ﷺ ہے جہاں جلوہ گر ہو کر پوری کائنات پر

حکومت فرما رہے ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ بالخصوص حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ حیات حقیقی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں۔ اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں سنتے دیکھتے جانتے ہیں۔ کلام فرماتے ہیں سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ اور چلتے پھرتے آتے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اپنی امتیوں کے اعمال مشاہدہ فرماتے ہیں اور فیض و برکات عطا فرماتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

وَكُونُهٗ ﷺ وَاسِطَة سُكلة فَيۡضَ الۡاِلٰهِیَ عَلٰی الۡمُمۡكَنَاتِ عَلٰی حَسۡبِ الۡقَابِلِ وَ لِهٰذَا كَانَ نُوۡرُهٗ ﷺ اَوَّلُ الۡمَخۡلُوۡقَاتِ فَفِیۡ الۡخَبۡرِ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوۡرَ نَبِيۡكَ يَا جَابِرُ وَجَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی مُعۡطِیۡ وَاَنَا الۡقَاسِمُ ٥۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا تمام جہانوں کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور ﷺ تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کی موافق فیض الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے کیونکہ حدیث میں ہے اے

جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا (اور دوسری حدیث میں ہے) اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ پھر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ اَخْتَارَهٗ اِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا بُعِثَ رَحْمَةً لِکُلِ فَرْدٍ مِنَ الْعَالَمِیْنَ مَلٰئِکَتِهِمْ وَاِنْسِیْهِمْ وجِنِّیْهِمْ وَلَا فَرْقَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِ فِیْ ذَالِكَ وَالرَّحْمَةُ مُتَضَاوِتَةٌ۔

(روح المعانی ج ا ص ۱۰۲)

اور میرے نزدیک مسلک مختار یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے ہر فرد کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ فرشتوں انسانوں جنات کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ اور اس امر میں جن وانس مومن کافر ہر اک کے لئے الگ الگ رحمت ہیں۔ پھر فرمایا اس آیت کے بارے میں صوفیاء کا مسلک یہ ہے کہ عالمین سے تمام مخلوق مراد ہے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اصل ہیں اور تمام کائنات کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ جس طرح درخت کی تمام شاخیں جڑ سے حیات پکڑتی ہیں۔ اسی طرح عالم امکان کا ہر فرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے فیوض و برکات اور حیات کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اور جہان کے ہر ذرہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اس کے حسب حال فیض عطا فرماتے ہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کے چند الفاظ یوں ہیں:

اَنْفِهِمِ ریان اللّٰہ سُبْحَانَهٗ اَخْبَرَ نَا اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدَ

صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلَ مَا خَلَقَہٗ فِی الْاَوَّلُ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ وَاِلٰی اِفْتَرٰی مِنْ بَعْضِ نُوْرِہٖ۔

(تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن ج ۲ ص ۵۳)

ترجمہ: اے سمجھنے والے! اللہ سبحانہ نے ہمیں خبر دی کہ نور محمد ﷺ وہ نور ہے جس کو تمام مخلوق کو حضور ﷺ کے نور سے پیدا کیا۔ عرش سے تحت الثری تک مخلوق کو حضور ﷺ کے نور سے پیدا کیا۔ پھر آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں:

اِذَا الْجَمِیْعَ مَدَدَ مِنْہٗ فَکَرْنُہٗ کَوْنَ الْخَلْقِ وَکَوْنُہٗ سَبَبُ وَجُوْدَ الْخَلْقِ اِنْ وَسَبَبُ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ اِذْھُوَ سَبَبُ وَجُوْدَ الْجَمِیْعَ فَھُوَ رَحْمَۃَ کَانَۃً۔

(عرائس البیان ج ۲ ص ۵۳)

اس لئے کہ تمام مخلوق حضور ﷺ سے ہے پس حضور ﷺ کا وجود ہونا مخلوق کا وجود ہونا ہے اور حضور ﷺ تمام مخلوق کے وجود کا سبب ہیں اور حضور ﷺ کی رحمت عام ہے ان کے علاوہ بہت سی تفاسیر میں یوں ہی پایا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں اور آپ کا فیض جاری ہے اور حضور ﷺ زندہ ہیں۔ جن کی رحمت کائنات کو گھیرے ہوئے ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اب چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثِرُ والصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہٗ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدٌ لَمْ یُصَلِیْ عَلَیَ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یُفْرُغِ مِنْھَا قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔

(ابن ماجہ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز کثرت سے درود پاک بھیجو اس لئے کہ بیشک جمعہ کا دن حاضر کیا ہے۔ اس میں فرشتے ہوتے ہیں۔ بیشک کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتا ہے۔ ابوداؤد نے عرض کیا بعد موت کے بھی پیش ہوگا۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام کردیا ہے۔ پس اللہ ہی کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیھم السلام زندہ ہیں اور رزق بھی کھاتے ہیں۔

ہمارے آقا ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے شہادت کی موت نصیب فرمائی اور شہداء کرام زندہ ہیں قرآن پاک میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَحۡسَبَنَ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَاءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ۔

جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا۔ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کا شان نزول حدیث شریف میں ہے:

عَنۡ اِبۡنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا اُصِیۡبَ اِخۡوَانُکُمۡ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرۡوَاحَهُمۡ فِیۡ جَوۡفِ طَیۡرٍ خُضۡرٍ تَرِدُ اَنۡهَارَا الۡجَنَّةِ تَاۡکُل مِنۡ ثِمَارِ هَا وَتَاوِیۡ اِلٰی قَنَادِیۡلَ مِنۡ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِیۡ ظِلِّ الۡعَرۡشِ فَلَمَّا وَجَدُوۡا طَیِّبَ مَاۡ کِلِهِمۡ وَمَشۡرَبِهِمۡ وَمَقِیۡلِهِمۡ قَالُوۡا مَنۡ یُبۡلِغۡ اِخۡوَانِنَا عَنَّا اَنَّا اَحۡیَاءٌ فِی الۡجَنَّةِ تَرۡزُقُ لِئَلَّا لَیۡزُ هدُوۡا فِی الۡجِهَادِ وَلَا یَنۡکِلُوۡ عِنۡدَ الۡحَرۡبِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُهُمۡ عَنۡکُمۡ قَالَ وَاَنۡزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ۔

الخ الآیہ (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب شہید ہوئے تمہارے بھائی احد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو رکھا سبز پرندوں کے پیٹ میں جو کہ جنت کی نہروں پر اڑ رہے ہیں۔ جنت کا پھل کھاتے ہیں اور لوٹ آتے ہیں۔ اپنی قندیلوں کی طرف جو کہ سونے کی بنی ہوئی ہیں اور عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی ہیں۔ بس جب کہ انہوں نے پایا اپنے لئے اچھا کھانا اچھا پینا اور اچھا رہنا تو کہا کون ہے؟ جو پہنچادے ہمارے بھائیوں کو (جو دنیا میں رہتے ہیں) ہماری طرف سے کہ ہم زندہ ہیں جنت میں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ لوگ زیادہ کوشش کریں جہاد میں اور نہ بچیں لڑنے سے پس اللہ تعالیٰ نے (نزول فرمایا) ولا تحسبن الذین کی آیات کا:

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں تیرے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا شہید زندہ ہیں۔ جنت میں ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور ہمارے آقا و مولیٰ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات انعام و اکرام کے ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی عطا فرمایا ہے:

قَالَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ اَجِدُ اَلَمُ الطَّعَامَ الَّذِيْ

اَكَلْتُهٗ بِخَبَرٍ فَهٰذَا اَوَنُ اَنْقِطَاعِ اَبْهَرِیْ مِنْ ذٰالِكَ السَّمِ۔

(المستدرک ج ۳ ص ۵۷)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفاۃ (کے دنوں) میں فرمایا اے عائشہ میں اس کھانے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں جو خیبر میں (یہودیہ) نے کھلایا تھا پس یہ وقت ہے میری شاہ رگ کٹنے کا اس زہر کی وجہ سے۔ نقل فرماتے ہیں وہی زہر مرض میں حضور ﷺ کے جسم اطہر میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت کی موت عطا فرمائی۔ علاوہ ازین بہت سی کتب میں حضور ﷺ کا حیات النبی ﷺ ہونا ثابت ہے:

(فیوض الحرمین ص ۲۰، مفردات امام راغب، ابناہ ازکیا ص ۱۴۹، زرقانی ج ۱ ص ۱۶۰، فتاویٰ شافعی ج ۳ ص ۲۵۹، مبسوط امام سرخی ج ۲ ص ۵۰) وغیرہ میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پایا جاتا ہے۔

☆ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ زندہ ہیں۔

☆ اپنے غلاموں کا درود وسلام سنتے ہیں۔

☆ غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔

☆ حضور ﷺ کا وصال شریف کے بعد زندہ ہونا ایسا ہی ہے جیسا حیات دینوی میں تھا۔

☆ حضور ﷺ نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔

☆ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کی مسجد اقصیٰ میں امامت کروائی۔

ثابت ہوا کہ سب نبی زندہ ہیں۔ اور ہمارے آقا ﷺ حیات النبی ہیں اور آپ کی رحمت کا فیضان کائنات میں جاری وساری ہے۔ بلکہ ساری بہاریں آپ کے فیضانِ رحمت سے ہیں۔

ازواج مطہرات:

حضور ﷺ کی نسبت کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بہت بڑا مرتبہ ہے:

وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

سورہ احزاب میں ہے کہ حضور ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ حضور ﷺ کی بیویاں عام عورتوں کی طرح نہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو کسی سے نکاح کی اجازت نہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا اپنی ماؤں سے زیادہ احترام ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

والد کا نام خویلد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ خاندان سے تھیں۔ پچیس سال تک حضور ﷺ کا خدمت کی۔ ہجرت سے ۳ برس قبل ۶۵ برس کی عمر میں رمضان میں مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا مزار جنت المعلیٰ میں ہے۔ (بخاری شریف باب تزویج النبی ﷺ)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

والد کا نام شموس بن عمرو والدہ کا نام زمعہ ہے یہ قریش سے تھیں وصال مدینہ منورہ میں ۲۲ھ یا ۵۵ھ کو ہوا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۲۹)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابو بکر صدیق ماں کا نام ام رمان بارگاہ نبوت کی محبوب تر بیوی ہیں۔ وفات مدینہ طیبہ ۱۷ رمضان ۵۷ھ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ قبر انوار جنت البقیع میں ہے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۲۳)

ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والد کا نام امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والدہ حضرت زینب بن مظعون عمر ۶۳ سال قبر مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۳۶)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا نام ھندہ ہے۔ کنیت ام سلمہ باپ حذیفہ والدہ عاتکہ بنت عامر، جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا وصال ۶۳ھ قبر انور ازواج مطہرات کے ہمراہ جنت البقیع میں ہے۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۳۹)

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا اصل نام رملی ہے کہ سردار مکہ ابوسفیان کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کا نام فصیہ بنت عاص ہے۔(زرقانی ج ۳ ص ۲۴۲) ۴۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ازواج مطہرات کے ہمراہ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کی والدہ کا نام امیمہ ہے۔ یہ حضور ﷺ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں۔ان کا پہلے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا تھا۔طلاق کے بعدان کا نکاح حضور ﷺ سے ہوا۔تقریباً چھ سال حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں۔ ۲۰ ہجری کو ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔(مدارج النبوۃ ص ۴۷۶)

ام المومنین حضرت زینب خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا لقب ام المساکین ہے۔ان کا عقد طفیل بن حارث سے ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد عبدالرحمٰن بن جحش سے ان کے غزوہ احد میں شہید ہونے کے بعد حضور ﷺ سے نکاح ہوا۔ ۳ ماہ حضور ﷺ کے پاس رہیں۔ ۳ھ وفات مدفون جنت البقیع مدینہ شریف۔(زرقانی ج ۳ ص ۲۵۹)

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ قبیلہ بنی مصطلق سے تھیں پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے تھا۔ ان کا وصال ۵۰ھ میں ہوا مدفون جنت البقیع مدینہ طیبہ۔

(زرقانی ج ۲ ص ۲۵۲)

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حضور ﷺ کی خدمت میں تقریباً ۳ سال ۳ ماہ رہیں۔ انھوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔

حضور ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ازواج مطہرات کے علاوہ حضور ﷺ کی چار باندھیاں تھیں۔ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان معرور سکندریہ کے بادشاہ مقوقس قبطی نے بطور تحفہ حضور ﷺ کو نذر کی تھیں، ان کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اس لئے یہ ام والدہ تھیں۔ ۵ھ میں وفات پائی۔ مدفون جنت البقیع میں ہوئیں۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ریحانہ بنو قریظہ سے گرفتار ہو کر حضور ﷺ کے پاس آئی تھیں۔ مدفون جنت البقیع میں مدینہ منورہ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی تھیں۔ پھر حضور ﷺ کے کاشانہ نبوت میں رہنے لگیں۔
(زرقانی ج ۳ ۲۷۴)

صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضور ﷺ کی چوتھی باندی تھیں جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں۔ حضور ﷺ کی اولاد مقدس کی تعداد سات ہے۔ ۳ صاحبزادے چار صاحبزادیاں ان میں سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ کے شکم سے تولد ہوئے۔ باقی تمام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضور ﷺ کے پہلے فرزند ہیں۔ جو اعلان نبوت سے قبل پیدا ہوئے۔ ۷ دن زندہ رہے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۴)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب طیب و طاہر ہے۔ اعلان نبوت سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور بچپن میں وفات پائی۔

(زرقانی ج ۳ ص ۱۹۴)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ ذوالحجہ مقام عالیہ میں ماریہ قبطیہ کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔ ۱۷ یا ۱۸ ماہ کے بعد وفات ہوگئی۔ سورج کو گرہن لگ گیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۵۳)

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی ہیں۔ اعلان نبوت سے دس سال قبل حضور علیہ السلام کی تیس سال کی عمر شریف میں ان کی ولادت ہوئی ان کا نکاح خالہ زاد بھائی ابو العاص سے ہوا (ابو العاص ۷ ھ میں مسلمان ہوا حضرت زینب کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک صاحبزادہ علی اور ایک لڑکی حضرت امامہ تھیں۔ حضرت علی بلوغت کے قریب فوت ہوگئے۔ اور صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے دوش مبارک پر پلیں۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۷)

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اعلان نبوت سے ۷ برس پہلے جب حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے ۳۳ سال تھی پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ سورۃ تبت یدا نازل ہوگئی۔ ابولہب نے عتبہ کو مجبور کیا اور اس نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ جب حضرت زید بن حارثہ جنگ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینے پہنچے اس دن حضرت رقیہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے ۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوئے۔ جن کا نام عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ یہ اپنی والدہ کے بعد ۴ھ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۹)

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابولہب کے بیٹے عتیبہ نے رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی۔ اور حضور ﷺ کی سخت گستاخی کی ابولہب اور عتیبہ تجارت کیلئے گئے۔ مقام زرقا میں رات ٹھہرے اور عتبہ کو ابولہب نے قافلے کے درمیان سلا دیا۔ اور حفاظت کا پورا بندوبست کیا۔ مگر نہ جانے کہاں سے شیر آیا۔ سب کو سونگھتے ہوئے عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اسکے سر کو چبا ڈالا۔ لوگوں نے شیر کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ کہ شیر کہاں سے آیا کہاں گیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۷)

اور عتیبہ ہلاک ہو گیا اس لئے کہ اس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی تھی۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ لقب زہرا اور بتول ہے ۲ھ میں ان کا نکاح شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادے حسن حسین۔ محسن پیدا ہوئے۔ حضرت محسن کے ہاں تین صاحبزادیوں کی ولادت ہوئی۔ زینب، ام کلثوم، رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محسن اور رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پچپن سال

میں وصال فرما گئے۔ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور سیدہ زینب کا عقد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔
(مدارج النبوۃ ج ۲ ۷۸۸، مدارج النبوۃ فارسی ج ۲ ص ۴۶۰)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳ رمضان بروز منگل کی رات ۱۱ھ کو ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

ایک اہم مسئلہ

حضرات محترم! ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیاں کتنی تھیں؟ تو عرض یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں تھیں اور چاروں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں۔ اس پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔ تفسیر روح البیان، طبقات ابن سعد سیرت ابن ہشام، زرقانی شریف اور مدارج النبوہ وغیرہ جملہ کتب سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں اور اہل سنت و جماعت کے کسی عالم کو اس کا انکار نہیں اب شعیہ حضرات کی مستند و معتبر کتب سے حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت اصل عبارت بمع حاضر ہے ملاحظہ فرمائیں:

پہلا ثبوت:

شعیہ کی مستند کتاب حیات القلوب مصنفہ ملا باقر مجلسی جلد دوم ص ۴۴۶ میں ہے:

''درقرب لا سناد بسند معتبر از حضرت صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد طاہر و قاسم و فاطمہ

وام کلثوم ورقیہ وزینت وفاطمہ رابحضرت امیر المومنین تزویج نمود و تزویج کرد با بوالعاص بن ربیعہ کہ بنی امیہ بود زینب را۔ و بہ عثمان بن عفان ام کلثوم را و پیش از انکہ بخانہ آں بُرد و برحمت الٰہی واصل شد بعد از ورقیہ را با وتزویج نمود"۔

ترجمہ:

"قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ رسول خدا کی اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے ہوئی۔ طاہر ابو القاسم اور فاطمہ۔ام کلثوم۔رقیہ۔زینب تھیں۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کردیا۔اور زینب ابو العاص کو نکاح کردی۔اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کلثوم کا نکاح ہوا۔ ابھی وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر نہ گئی تھیں کہ فوت ہوگئیں۔ پھر حضور نے حضرت رقیہ کا حضرت عثمان سے نکاح کردیا"۔

دوسرا ثبوت:

شیعہ کی مستند کتاب حدیث مصدقہ امام مہدی علیہ السلام اصول کافی ص ۲۷۸ میں ہے:

"وتزوّج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل المبعث القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر والفاطمة عليه السلام"

ترجمہ: ''آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا۔ جبکہ بیس اور چند سال کے تھے پس مبعوث ہونے سے پہلے ان کے بطن سے قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رقیہ اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ اور مبعوث ہونے کے بعد طیب، طاہر، فاطمہ کا تولد ہوا''۔

تیسرا ثبوت:

شیعہ کی مشہور و متداول کتاب تحفہ العوام جو ہر ایک خاص و عام شیعہ کے گھر میں بالعموم موجود رہتی ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۱۰۵ جلد اول میں صاف لکھا ہوا ہے۔

''اللھم صل علی رقیة بنت نبیك اللھم صل علی ام کلثوم بنت نبیك''

اے خدا رحمت بھیجو رقیہ دختر رسول پر۔ اے خدا رحمت بھیجو ام کلثوم بنت رسول پر''۔ شیعہ کی مستند کتاب حدیث تہذیب الاحکام مطبوعہ ایران جلد اول کتاب الصلوۃ صفحہ نمبر ۱۵۴ میں بھی حضرت فاطمہ کے علاوہ رقیہ اور ام کلثوم دختران نبی علیہ السلام کے (روح) پر درود و صلوۃ درج ہے۔

چوتھا ثبوت:

اب شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب ص ۵۵۹ کا ایک اور حوالہ ملاحظہ کریں:

'' وابن بابویہ بسند معتبر از اں حضرت روایت کردہ است کہ از برائے رسول متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبداللہ بود و ام کلثوم رقیہ و زینب و فاطمہ و حضرت امیر المومنین فاطمہ را تزویج نمود و تزویج نمود

زینب را ابوالعاص ابن ربیعہ وا و مردے بود از بنی امیہ و عثمان بن عفان ام کلثوم را تزویج نمود و پیش از انکہ نجانہ آورو برحمت الٰہی واصل شد پس چوں بجنگ بدر رفتند حضرت رسول رقیہ را باو تزویج نمود''

ترجمہ: ابن بابویہ نے معتبر سند سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ خدا کی اولاد خدیجہ کے شکم سے قاسم و طاہر پیدا ہوئے طاہر کا نام عبداللہ رکھا تھا اور بیٹیاں ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ فاطمہ کا نکاح ہوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور زینب کا ابوالعاص بن ربیعہ سے نکاح ہوا جو بنی امیہ سے تھا۔ اور ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ آپ ان کے گھر جانے سے پہلے واصل باللہ ہوگئیں۔ پس جب جنگ بدر کو گئے رسول پاک ﷺ نے رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کردیا۔

اہل سنت و جماعت کے علاوہ شیعہ کی کتب معتبر سے اصل عبارت کے ساتھ حوالہ دے دیا کہ حضور علیہ السلام کی چار صاجزادیاں تھیں۔ قیامت کے دن اگر حضور علیہ السلام نے پوچھ لیا کہ تو نے میری صاجزادیوں کو میری اولاد سے کیوں نکالا تو کیا جواب دو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کامل کی توفیق عطا فرمائے اور آل رسول ﷺ کے صدقے ہماری بخشش فرمائے آمین۔

برادران اسلام بات یہ ہو رہی تھی کہ حضور ﷺ شجر کائنات کی اصل ہیں اور سب کچھ حضور ﷺ کے لئے ہے۔ اور حضور ﷺ کا فیضان جاری ہے۔ جس کا مرکز ذات مصطفیٰ ﷺ ہے آسمان کا قیام چاند تاروں سے ہے۔ زمین کا بقاء اولیاء اللہ سے ہے۔ ظاہری نور چاند سورج سے ہے۔ اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ہے۔ بجلی پاور ہاؤس میں بنتی ہے۔ پھر تار، اور کھمبوں کے ذریعے شہروں۔ دیہاتوں تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر مختلف قمقموں

سے مختلف روشنیاں حاصل ہوتی ہیں۔ایسے ہی ایمانی پاور ہاؤس مدینہ منورہ ہے۔ جہاں ایمانی بجلی تیار ہوتی ہے۔اور چاروں سلسلے قادری ،چشتی ، نقشبندی، اور سہروردی اس ایمانی بجلی کے تار اور سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ،سہروردیہ اس بجلی کے کھمبے ہیں اور اولیاء اللہ رنگ برنگے قمقمے ہیں ،چشتیوں،قادریوں ،نقشبندیوں،سہروردیوں میں ایک ہی پاؤہاؤس کی بجلی ہے۔ایک ہی در کا فیضان ہے۔اوراس فیضان کا مظہر اولیاء اللہ ہیں۔اس لئے سلاسل اربعہ کے شجرہ میں پہلا اسم گرامی جان کائنات روح الارواح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔اور آل رسول ﷺ کا بھی ذکر کیا۔اس لئے کہ درود وسلام میں جہاں حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجا جاتا ہے۔ان کی آل پر بھیجنا ضروری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجمَعِینَ

اور حضور ﷺ کے بعد شجرہ نقشبندیہ کے باقی بزرگوں کا مختصر سا تذکرہ تبرکاً کیا جاتا ہے۔

فصل سوئم:

سلسلۂ طریقت

امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نائب مصطفیٰ ﷺ اصدق الاصدقاء خلیفہ اولیٰ سیدنا مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے لقب صدیق وعتیق، کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کا شجرہ نسب چھٹی پشت میں حضور ﷺ کے پاکیزہ شجرہ نسبت سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور والدہ کا نام حضرت سلمیٰ اور کنیت ام الخیر ہے۔ آپ مَردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ غار ثور میں آپ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

(سورہ توبہ آیت نمبر ۴۰)

دو میں دوسرا۔ ب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے صحابی سے کہتے تھے۔ غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ابوبکر! ابتداء سے اچھی عادت والے بتوں سے نفرت کرنے والے۔ اول وقت میں نماز پڑھنے والے۔ ایک دفعہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں

کی گنتی کے برابر ہیں؟ فرمایا ہاں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا ابو بکر کی نیکیوں کا کیا حال ہوگا،

قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرُ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِىْ بَكْرٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰)

فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیاں ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اس ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنْتَ صَاحِبِىْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِىْ فِى الْغَارِ۔

(ترمذی شریف)

تم میرے غار اور حوض کوثر کے ساتھی ہو۔ ابو بکر حضور ﷺ کے ساتھ قبر مطہر میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے ہر سفر کے ساتھی ہیں۔

مَاصَبَتَ اللّٰهُ فِىْ صَدْرِىْ صَبَّبْتُهٗ فِىْ صَدْرِ اَبِىْ بَكْرٍ۔

(اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۶۳۲)

اللہ تعالیٰ نے حقائق و معارف سے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا۔ میں نے وہ تمام ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینے مین ڈال دیا:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارث علم خیر الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقف اسرار خیر الوریٰ ہیں۔
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ومساز خیر الوریٰ ہیں۔
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ مشیر رسول اللہ ﷺ ہیں۔
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ وزیر رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حضور ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم دیا اور اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلّٰی رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھائی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳، طبقات الکبریٰ ج ۳۲ ص ۱۷۸)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے دور خلافت میں فتنوں کی سر کوبی فرمائی۔ آپ کے دور خلافت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے قرآن مقدس کو یکجا کیا گیا۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دو دیں امت بعد از نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب ایں دولت عظمیٰ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ است کہ اسبق السابقان است در انفاق اموال کثیر دو دمجاولہ ومقابلہ شدید ودر بذل عرض و جاہ ودر دفع فساد وتباہ از جہت تائید دین ونصرت سید المرسلین علیہ وعلیھم الصلوٰت والتسلیمات پس افضل از و دیگران اور اسلم باشند۔ (مکتوب نمبر ۶۷ دفتر نمبر ۲)

اور تائید دین متیں میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد

صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حاصل ہے۔ کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ ہیں اموال خرچ کرنے کفار سے جدال وقتال کرنے میں اور تائید دین میں اور حضور ﷺ کی مدد ونصرت میں سب سے سابق اور پہلے ہیں لہٰذا تمام صحابہ کرام سے افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہے۔ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں وصال شریف فرمایا۔ حسب وصیت جنازہ پڑھ کر حضور ﷺ کے روضۂ انور کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کے غلام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ تالا کھل کے گر گیا۔ دروازہ مبارک کھل گیا۔ اور آواز آئی:

اُدْخُلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ مُشْتَاقٌ۔

(سیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۲۸)

حبیب کو حبیب کے پاس داخل کرو اس لئے کہ جب (محمد رسول اللہ ﷺ) اپنے حبیب (ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مشتاق ہے۔

آن امن الناس بر مولائے
آن کلیم اول سینئے ما

ہمت او کشت ملت را چون ابر
ثانی در غار و بدر و قبر

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا والد آتش پرست تھا۔ پہلے آپ دین مجوس میں داخل ہوئے پھر اس سے بیزار ہو کر دین موسوی میں داخل ہوئے۔ پھر نصرانیت اختیار کی راہب نے مرتے وقت بشارت دی کہ مدینے میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے حسب وصیت مدینے کی راہ لی۔ ایک شخص نے غلامی کی تہمت لگا کر گرفتار کر لیا۔ اور بنو قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں آئے تو ہجرت کے پہلے سال ہی دین اسلام قبول کر لیا۔ اور حضور ﷺ کی امداد سے ۵ھ میں یہودی کی غلامی سے آزادی مل گئی۔

فضائل ومناقب:

آپ اصحاب صفہ سے ہیں جن کا بہشت مشتاق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا سابقین چار ہیں میں سابق عرب ہوں، صہیب سابق روم، سلیمان فرسی اور بلال سابق حبشہ ہیں۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوات میں شامل ہوئے غزوہ احزاب میں جب خندق کھودنے لگے اور خندق صحابہ میں تقسیم کر دی تو انصار ومہاجرین میں سے ہر ایک سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ٹولے میں شمار کرنے لگا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا:

سُلِیمَانُ مِنَّا اَھلَ البَیتِ

زہد و معشیت:

حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کا گورنر بنایا۔ اور پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ باندھا۔ جب وظیفہ ملتا تو راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ اور بوریا بانی سے گزارہ کرتے آپ درختوں کے نیچے گزر اوقات فرماتے ایک شخص کے اصرار پر گھر تو بنایا مگر ایسا کھڑے ہوں تو سر چھت سے لگے۔ اور تو پاؤں دیوار سے کملی کا کچھ حصہ اوڑھ لیتے کچھ بچھا لیتے اور بعض لوگ مزدور سمجھ کر سامان اٹھوا لیتے معلوم ہونے پر معذرت کرتے مگر آپ معذرت کے باوجود سامان حسب وعدہ منزل تک پہنچا دیتے۔

وصال شریف:

آپ کا وصال ۱۰ رجب ۳۳ھ کو اڑھائی صد یا ساڑھے تین سو سال کی عمر میں ہوا۔ ۳ کپڑوں میں کفن دیا گیا، اور مدائن میں دفن کیے گئے۔
(طبقارت ابن سعد)

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

نام قاسم ہے والد کا نام محمد ہے۔ جو محمد بن ابو بکر کہلائے یعنی صدیق اکبر آپ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سالم بن عبداللہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ والد کے قتل ہونے پر آپ یتیم ہو گئے۔ توام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس یتیم بھتیجے کی باطنی تربیت

فرمائی۔ آپ کبار تابعین اور فقہا میں سے ہیں۔ آپ سے زیادہ احادیث کا علم رکھنے والا کوئی نہ تھا۔ اس لئے امام بخاری نے آپ کو اہل زمانہ کا افضل قرار دیا ہے۔ تمام محدثین آپ کے علم کا ذکر کرتے ہیں۔ ۷۰ یا ۷۲ سال کی عمر میں ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید میں آپ کا وصال ہوا اور مُشلَّل میں دفن ہوئے۔ جو قدید سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

(طبقات ابن سعد)

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قبلہ عالم حضرت پیر سید شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کے آباؤ اجداد کے شجرہ نسب سے ہیں اور وہاں تفصیل سے ذکر گزر چکا ہے۔ اس لئے یہاں صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ آپ کے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ ہیں اور اور والدہ ام فروہ ہیں۔ جو کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ تو آپ شجرہ نسب میں اور شجرہ نسبت میں یعنی نسب میں اور علم باطن تصوف میں آپ کی نسبت میں اپنے نانا جان حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ کا وصال شریف مدینہ منورہ میں ۱۵ رجب المرجب ۱۴۰ھ ۶۸ سال کی عمر میں ہوا۔ اور جنت البقیع کے اہل بیت میں دفن ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی، طبقات کبریٰ امام شعرانی)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

اسم گرامی طیفور بن عیسیٰ بن آدم آپ کا لقب سلطان العارفین

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باطنی فیض حاصل کیا۔ کیوں کہ ان کا وصال آپ (بایزید) کی پیدائش کے زمانے سے پہلے ہو چکا تھا۔ اپنی والدہ کی بہت خدمت کی۔ ایک دفعہ آپ فرماتے ہیں۔ والدہ نے پانی مانگا۔ میں لینے گیا تو گھڑے میں پانی نہ تھا۔ میں ندی پر گیا۔ پانی لایا اتنے میں والدہ سو گئی تھیں۔ اور رات سردی تھی۔ میں نے پیالہ اٹھائے رکھا اور پانی کے قطرے گر کر میرے ہاتھ پر جم گئے تھے۔ جب بیدار ہوئیں تو پانی پیا اور دعا دی اور پوچھا کہ پیالہ نیچے کیوں نہ رکھا، عرض کی اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جاگ اٹھیں اور میں حاضر نہ ہوں۔ اور آپ فرماتے ہیں ایک موقع پر والدہ نے فرمایا آدھا دروازہ بند کرو۔ میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا بند کروں دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا تا کہ والدہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے۔ صبح والدہ نے دعا دی اور مجھے مل گیا جو میں ڈھونڈتا تھا۔ (یعنی والدہ کی دعا سے سلطان العارفین ہو گئے) آپ پورے تیس سال تک مجاہدے میں رہے حج کو گئے تو حج کر کے واپس آ گئے اور اگلے سال مدینہ طیبہ کی نسبت سے نکلے اور در رسول اللہ ﷺ پر حاضری دی یعنی اپنے کمال ادب کی وجہ سے یہ گوارہ نہ کیا کہ زیارت مدینہ کو حج کے تابع رکھا جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبریل فرشتوں میں اور یہ مرتبہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی توجہ اور والدہ کی دعا سے حاصل ہوا، آپ سنت رسول ﷺ پر سخت عمل پیرا تھے۔ آپ نے ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو بسطام میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (طبقات کبریٰ، رسالہ قشیریہ، تذکرۃ الاولیاء)

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ کا نام علی بن جعفر تھا۔ کنیت ابوالحسن آپ نماز عشاء خرقان میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے پھر حضرت بایزید کے مزار کی زیارت کے لئے بسطام روانہ ہو جائے صبح کی نماز خرقان میں واپس آ کر عشاء کے وضو سے ہی ادا فرماتے۔ بارہ سال کی حاضری کے بعد حضرت بایزید نے کامیابی کی خوشخبری دی اور ظاہری و باطنی علوم آپ پر منکشف ہو گئے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی نے بہت پہلے ابوالحسن کا نام تاریخ پیدائش، حلیہ اور بلند مقام کی پشین گوئی دی تھی آپ کا وصال شریف ۱۰ محرم ۴۲۵ھ کو خرقان میں ہوا تیس گز گہری قبر کھودی گئی یہ آپ کی وصیت تھی، آپ کا ارشاد تھا میری قبر کے پتھر پر جو ہاتھ رکھ کر دعا کرے گا۔ اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ (نفحات الانس)

حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اسم مبارک فضل بن محمد بن علی ہے کنیت ابوعلی اور فارمدی طوس کے گردونواح میں ہے۔ آپ ۴۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے فقہ وحدیث کا علم حاصل کیا اور امام ابوالقاسم قشیری سے وعظ وتذکرہ حاصل کیا۔ علم باطن آپ نے ابوالقاسم گرگانی اور حضرت ابوالحسن خرقانی سے حاصل کیا۔

آپ فرماتے ہیں جسے میں نے سب سے آخر سمجھا تھا۔ وہ سب سے اول نکلا اور وہ والدہ کی خدمت ہے۔ آپ کی وفات ۴۷۷ھ ربیع الثانی میں طوس میں ہوئی۔ (نفحات الانس)

حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اسم مبارک یوسف بن ایوب کنیت ابوایوب ہمدان کے قریب موضع خوذنحر میں ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد آ کر ابواسحٰق شیرازی سے فقہ پڑھی پھر محدثین سے حدیث پڑھی، حضرت شیخ بوعلی فارمدی علیہ الرحمۃ سے انتساب فیض کیا ان کے علاوہ شیخ عبداللہ اور شیخ حسن سمنانی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ ۲۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں انتقال ہوا۔ اور وہیں دفن کیا گیا۔ بعد میں مریدین آپ کو مرو میں لے گئے۔

(انیس الطالبین ص ۹۷، تاریخ ابن حلکان)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ کا مولد و مسکن غجدوان ہے جو بخارا سے چھ فرسنگ پر ہے۔ آپ کے والد مولانا عبدالجلیل بہت بڑے عالم دین تھے۔ انہیں حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی۔ اور عبدالخالق نام رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ آپ حضرت یوسف بن ایوب کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو وفات ہوئی۔ مزار شریف غجدوان میں ہے۔

(انیس الطالبین)

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری:

آپ حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ باطنی کمالات حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے۔ اور وصال کے بعد ان کی سجادگی پر بیٹھے۔ حضرت خواجہ عارف علیہ الرحمہ کا وصال شریف ۶۱۶ھ میں ہوا۔ ریوگر جو بخارا سے چھ فرسنگ اور غجدوان سے ایک فرسنگ ہے وہاں مزار شریف ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خواجہ محمد عارف کے خلیفہ تھے۔ موضع انجیر قصنہ میں پیدا ہوئے۔ جو علاقہ بخارا واہکنہ کا ایک گاؤں ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ عارف علیہ الرحمہ کے اشارے پر ذکر جہر شروع کیا۔ مولانا حافظ دین نے وجہ پوچھی تو فرمایا سوتوں کا جگانے۔ غافلوں کو ہوشیار کر کے راہ راست پر لانے اور توبہ و استقامت کی طرف رغبت دلانے کے لئے۔ آپ کی وفات ۱۷ ربیع الاول ۶۱۷ھ ہے۔ مزار اکنی میں ہے۔

حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ سلسلہ خواجگان میں آپ کا لقب حضرت عزیزاں ہے، صنعت بافندگی کا کام کرتے تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

اگر نہ علم حال فوق قال بودے کے نقدے

بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

علم حال علم قال سے بہتر ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ منساج (بافندہ) کے کب غلام ہوتے آپ کی ولادت موضع بخارا رامتیں میں ہوئی۔ جو بخارا سے دو فرسنگ ہے۔ پھر آپ بادرد میں اور پھر خوارزم میں عوام وخواص کو خلق خدا کو فیضیاب کرتے رہے۔ وصال شریف ۲۸ ذیعقد ۷۱۸ھ کو ہوا مزار مبارک خوارزم میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ موضع سماسی جوار متین سے ایک فرسنگ ہے یا بقول شاہ ولی اللہ مشہدی میں ہے۔

حضرت عزیزاں نے وصال سے قبل تمام لوگوں کو آپ کی متابعت کا حکم دیا تھا۔ آپ پر استغراق کا غلبہ رہتا تھا۔ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار موضع سماسی میں ہے۔

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اسم گرامی شمس الدین ہے۔ آپ صحیح النسب سید ہیں۔ آپ سوخار گاؤں جو کہ سماس سے پانچ فرسنگ ہے فارسی میں کلال کو زرہ بنانے والے کو کہتے ہیں آپ پہلے پہلوان تھے مگر خواجہ سماس کی نظر کیمیا نے شہسوار طریقت بنا دیا۔ تاریخ وصال ۷۷۲ھ ۱۵ جمادی الاولیٰ ہے۔ مزار شریف سوخار میں ہے۔ آپ کے ایک

سو چودہ خلیفے تھے۔(مقالات امیر کلال)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔طریقہ نقشبندیہ آپ سے منسوب ہے۔ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے صدیقیہ پھر بایزیدیہ پھر خواجہ عبدالخالق عبدالرحیم کی نسبت سے خواجگانیہ کہتے تھے۔خواجہ نقشبند کی ولادت ۱۸ محرم الحرام ۷۲۸ھ میں قصر عارفاں میں ہوئی جو بخارا سے ایک فرسنگ ہے۔حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے گزرتے تو فرماتے ازیں خاک بوئے مردے مے آید زود باشد کہ کوشک لے وان قصر شود۔اس مٹی سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے عنقریب کوشک پندواں قصر عافان بن جائے گا۔پیدائش کے بعد تیسرے دن حصول برکت کے لئے آپ کے جدامجد آپ بابا سماسی قدس سرہ کے پاس لے کر گئے تو بابا جی فرمانے لگے یہ وہی مرد ہے جس سے ہم خوشبو سونگتے تھے۔اور اپنی فرزندی میں قبول فرما کر سید شمس الدین کلال قدس سرہ سے فرمایا تم میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔اس سلسلے میں تمہاری کوتاہی معاف نہیں کروں گا۔حضرت امیر کلال نے کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر کوتاہی کروں تو مرد ہی نہیں۔جب تربیت کا وقت آیا تو حضرت سید کلال قدس سرہ نے آپ کی تربیت میں پوری ہمت صرف کر دی۔اور روحانی فیض سے سرفراز فرمایا اور آپ نے مولانا عارف دیک کرانی اور حضرت قثم شیخ اور خلیل اتا سے بہت کچھ حاصل کیا اور آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے۔۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی مزار اقدس قصر عارفان میں ہے۔

حضرت خواجہ مولنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی سکونت موضع چرخ (علاقہ غزنی) میں تھی۔ ابتدائے احوال میں ہرات اور دیار عصر میں تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ اور سلوک کا خیال آیا تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کے دامن سے منسلک ہو گئے اور ان کے وصال پر حضرت عطار سے تکمیل کی۔ اور ان ہی کے خلفاء میں محبوب ہوئے آپ نے قرآن پاک کے آخری دو پاروں کی تفسیر بھی لکھی۔ رسالہ السعیہ آپ کی تصنیف ہے۔ وفات ۵ صفر ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار پاک قریہ ہلفتو میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز:

اسم گرامی عبداللہ لقب ناصر الدین خواجہ احرار ہے۔ یاغستان جو تاشقند (واقع توران) کے قریب ہے۔ رمضان المبارک ۸۰۶ھ میں پیدا ہوئے آپ مادرزاد ولی تھے۔ علم دین حاصل کرنے لئے کئی سفر کیئے اور علم باطن حاصل کرنے حضرت مولنا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی بیعت حاصل کی۔ خواجہ چرخی فرمانے لگے طالب کو کامل کی بارگاہ میں خواجہ عبید اللہ کی طرح آنا چاہیے۔ کہ چراغ تیل، بتی سب کچھ تیار ہے۔ اجازت خلافت لے کر ۱۹ سال کی عمر میں گھر واپس آگئے اور زراعت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال و منال میں بے حد برکت عطا فرمائی۔ مگر آپ یہ سب درویشوں پر خرچ کر دیتے۔

تاریخ وصال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہے۔ مزار مبارک محوطہ ملایان

محلہ خواجہ کفشیر میں ہے۔(رشحات)۔

حضرت خواجہ مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ کے نواسہ ہیں۔ حضرت خواجہ احرار کی شہرت سنی تو دھارے سے سمرقند روانہ ہوئے۔ یہاں آ کر محلہ وانسرا میں ٹھہرے۔ حضرت خواجہ احرار جو یہاں سے تیں کوس دور تھے۔ بذریعہ کشف معلوم کر کے خود استقبال کو آئے۔ اور ملاقات کے بعد بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ خواجہ احرار نے بیعت کر کے اس مجلس میں درجہ تکمیل تک پہنچا دیا اور خلافت سے نوازا۔ آپ نے ربیع الاول ۹۳۶ھ میں وفات پائی۔ موضع وحش نز حصار دفن ہوئے۔(خزینۃ الاصفیاء)

حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ ۱۵ سال تک بیابانوں میں رہے۔ اور خضر علیہ السلام کی ہدایت پر اپنے ماموں سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ماموں کے وصال کے بعد یہیں مستقل نائب رہے۔ اور بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے رہے۔ شیخ نور الدین خواضی نے لوگوں کو آپ کے بلند مقام سے آگاہ کیا۔ تاریخ وصال ۱۹ محرم ۹۷۰ھ مزار مبارک موضع استقرار (ماوراء النہر) میں ہے۔(خزینۃ الاصفیاء)

حضرت مولانا خواجہ املنگی رحمۃ اللہ علیہ:

نام مبارک خواجگی (منسوب با خواجہ) موضع امکنہ واقع بخارا کی وجہ

سے املنکی کہلائے۔آپ اپنے والد حضرت مولانا درویش محمد کے خلیفہ تھے۔
۳۰ سال تک مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے بڑھاپے کے باوجود مہمانوں کی خدمت خود کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی سواریوں کی بھی نگہداشت فرماتے۔آپ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کے پابند تھے۔آپ نے وفات سے چند روز قبل خواجہ باقی باللہ کو خط میں یہ دو شعر لکھ بھیجے:

زمان تا زمان مرگ یاد آیدم
ندام کنوں تاچہ پیش آیدم

جدائی مبادا مرا از خدا
دیگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

خط پہنچتے ہی وفات کی خبر مل گئی۔نوے سال کی عمر میں ۲۲ شعبان ۱۰۰۹ھ میں وصال فرمایا۔مزار شریف موضع امکنہ میں ہے۔
(خزینۃ الاصفیاء)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد باقی المعروف خواجہ باقی باللہ آپ کے والد ماجد حضرت قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے وہ ایک مدت سے کابل میں مقیم تھے۔حضرت خواجہ یہیں ۹۶۱ھ یا ۹۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔بچپن سے ہی سعادت کے آثار نمایاں تھے۔علوم دینیہ کا اکتساب حضرت مولانا محمد صادق حلوائی سے کیا مردان خدا کی تلاش میں ماوراء النہر انہر کو چھان مارا۔پھر دہلی لاہور کے سالکوں۔ مجذوبوں سے ملاقات کی فیض پایا اس تلاش میں آپ سفر میں تھے۔کہ

حضرت خواجگی نمودار ہوئے اور فرمایا اے فرزند چشم ما برائے شما است (یعنی میری آنکھیں تمہاری رہ دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے کیف و سرور کے عالم میں جواب دیا۔

مے گذشتم زعم آسودہ کہ ناگہ زکمین
عالم آشوب نگاہے سر راہم گرفت

میں غم سے آزاد پھر رہا تھا کہ اچانک ایک عالم آشوب (جہان کو گھیرنے والی) نظر نے گھات سے نکل کر سر راہ ہی مجھے گھیر لیا۔ تیس دن رات حضرت خواجہ خواجگی نے اپنے پاس رکھا اور فرمایا تمہارا کام بفضل الٰہی اور سلسلہ کے اکابر کی روحانیت سے انجام کو پہنچا۔ اب تم پھر ہندوستان جاؤ تاکہ تمہارے ذریعے یہ سلسلہ فروغ پائے آپ ہندوستان آ گئے ایک سال لاہور رہے پھر دہلی کا رخ کیا۔ چار سال میں یہاں کی کایا پلٹ دی۔ اور فیضان سے سیراب کر کے جمادی الاخریٰ کے آخری عشرے میں ۱۰۱۲ھ میں قریباً چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا اسم گرامی شیخ احمد ہے۔ آپ کے چھٹے دادا شیخ رفیع الدین تھے۔ جو بہت بڑے بزرگ تھے۔ سرہند کا شہر انھوں نے بنایا تھا۔ حضرت شیخ احمد کا ۲۸ واسطوں سے شجرہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ والد گرامی حضرت شیخ عبدالاحد چشتی کے مرید ہوئے آپ کی پیدائش ۹۷۱ھ ۱۴ شوال شب جمعہ کو ہوئی۔ آپ نے بچپن میں قرآن پاک

حفظ کر لیا۔ پھر سیالکوٹ پہنچ کر مولانا کمال کشمیری مولانا شیخ یعقوب کشمیری وغیرہ سے علم دین حاصل کیا۔ اور ۲۱ برس کی عمر میں تمام علوم سے فراغت پا کر تدریس میں مشغول ہو گئے۔

آپ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کتھیلی کے خلیفہ ہیں اور سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ حضرت باقی باللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہوئے اور سلسلہ سہروردیہ میں آپ حضرت مخدوم عبداللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے آپ نے دوقومی نظریہ پیش فرمایا اور جہانگیر کو غلط عقیدہ سے توبہ کروائی، ترکستان، قنچاق، شام دوم، کاشعر، توران، بدخشان، خراستان تک اپنے خلفاء کو بھیج کر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرمائی، اور بہت سے وزراء اور بادشاہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آج بھی مجدد صاحب کا فیضان جاری ہے اور جاری رہے گا، تریسٹھ سال کی عمر میں تریسٹھ دن بیمار رہ کر ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو واصل حق ہوئے۔

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند تھے آپ سولہ سال کی عمر میں ظاہری و باطنی علوم سے فارغ ہو گئے شاہ اورنگ زیب عالمگیر آپ کا مرید تھا۔ ماہ ربیع الاول ۱۰۷۹ میں رحلت فرمائی مزار سرہند شریف ہے۔

حضرت خواجہ حجت اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے آپ

انتہائی متقی تھے ۱۱۴۰ھ میں انتقال ہوا مزار شریف سرہند شریف ہے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خواجہ حجت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ انتہائی شب بیدار و عبادت گذار تھے آپ کا وصال ۱۱۵۲ھ میں ہوا مزار دہلی میں ہے۔

خواجہ محمد اشرف مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام قطب الدین بخاری ہے لقب سید حسین آپ نے علوم ظاہری و باطنی خواجہ محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے۔

حضرت خواجہ معصوم عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت حجۃ اللہ کے پوتے اور حضرت ابوالعلی کے بیٹے ہیں۔ آپ ۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ حلقہ ذکر کثرت سے فرماتے شاہاں وقت آپ کے خدام تھے ۱۱۵۲ھ کو وفات پائی۔ آپ اس وقت دہلی میں تھے۔ وہاں سے خدام سرہند لے گئے اور وہاں دفنا دیا۔

(تذکرہ نقشبند)

خواجہ سید جمال اللہ:

آپ حافظ قرآن اور بہت بڑے عالم دین تھے۔ اور آپ صحیح سید

انسب تھے۔ بخارا سے بحالت مجذوبی سرہند شریف آئے۔ اور حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر کے فیوض و برکات حاصل کیں اور شریعت اور اخلاقی قدروں کے سخت پابند تھے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ کا شجرہ نسب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم میں یکتائے زمان تھے۔ خواجہ سید جمال اللہ علیہ الرحمہ سے فیض باطنی پا کر گونڈا پور ضلع بنوں میں قیام پذیر ہوئے۔ اور ۷ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ کو وصال شریف ہوا، مزار شریف گونڈا پور بنوں میں ہے۔

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فاروقی النسل ہیں۔ مولد و مسکن تیراہ (کابل) میں ہے۔ چند واسطوں سے آپ کا شجرہ نسب حضرت امام رفیع الدین فاروقی علیہ الرحمہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رامپور میں قلعہ کی دیوار پر کھڑے سپہ سالاری پر تھے۔ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ سیر کے لئے ادھر سے گزرے۔ خواجہ صاحب سید صاحب کو دیکھتے ہی دیوار سے اتر پڑے اور سیدھے آپ کے قدموں میں گر گئے۔ اور کیفیت اضطراری ہوگئی۔ جب گھنٹوں کے گزرنے کے بعد ہوش آیا۔ سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہونے کی گزارش پیش کی۔ سید صاحب نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خلیفہ حضرت سید محمد عیسیٰ علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور فرمایا ان کی بیعت اگرچہ مجھ سے ہے مگر تکمیل آپ کے ذمے ہے۔

چنانچہ خواجہ فیض اللہ علیہ الرحمہ ملازمت اسی وقت چھوڑ کر حضرت شاہ صاحب کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد گھر واپس آئے۔ اور آپ کا فیضان تیرہ میں جاری ہوا۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ کو آپ کا وصال شریف ہوا۔ مزار شریف تیرہ میں ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ۱۱۷۰ھ میں بمقام تیرہ پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ مجاز تھے۔ والد گرامی کے وصال پر آپ کو سجادہ نشین کا شرف حاصل ہوا تو سب سے پہلے آپ کے بھائی فقیر اللہ نور اور عجب نور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ چند دنوں میں افغانستان کے طول و عرض میں آپ کے ذریعے عرفان کا نور پھیل گیا۔ آپ ۸۰ سال تک تیرہ شریف میں رہے۔ پھر پنجاب کے لوگوں کی تکلیف دیکھ کر جو انہیں پہاڑی راستوں میں پٹھانوں سے پہنچی تھی۔ تیرہ سے ہجرت فرما کر موضع چورہ شریف ضلع کیمل پور شریف لے آئے۔ آپ کے یہاں ڈیڑھ سال قیام فرمانے کے بعد رمضان شریف ۱۲۸۶ھ کو ۱۰۶ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔

(۱) خواجہ احمد گل صاحب جو تیرہ میں ہی رہے۔ (۲) حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت خواجہ شاہ محمد علیہ الرحمہ آپ کے بعد خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمہ اور خواجہ دین محمد علیہ الرحمہ مسند خلافت پر بیٹھے۔

☆☆☆☆☆

فصل چہارم:

حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ علیہ

حضرت خواجہ دین محمد المعروف ملاں صاحب۔ یا ملاں جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ دین محمد قدس سرہ العزیز کی پیدائش کی خبر حضرت خواجہ گل محمد صاحب نے جب حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہ کو دی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس لڑکے کی پیدائش کی خبر آج سے تین دن پہلے مل چکی ہے۔ حضرت خواجہ دین محمد قدس سرہ العزیز کو اوائل عمر میں قرآن پاک پڑھنے خواجہ محمد امین کے پاس بٹھایا گیا۔ آپ نے قرآن پاک پڑھ لیا اور جب درس نظامی میں داخلہ لے لیا اور ۲۲ سال کی عمر میں آپ تمام کتب پڑھ کر فارغ التحصیل ہو گئے۔ آپ کو کتب کا متن تک یاد تھا۔ آپ حافظ قرآن اور عالم دین تھے۔ آپ کو تفسیر یا فقہ کی کتب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلکہ زبانی عبارت تک پڑھ دیتے تھے۔ استاد خواجہ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد گرامی حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ان سے ایک سبق بھی پڑھ لے گا وہ علم سے بے بہرہ نہیں رہے گا۔

حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم تصوف پر عبور حاصل تھا۔ یہ علم آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ

گل محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ پھر سفر وحضر میں آپ حضرت (بابا جیو) حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے۔ اور ۱۳۸۴ھ میں آپ اپنے والد گرامی کے ہمراہ چورا شریف تشریف لائے اور ڈیڑھ سال کے بعد ۱۳۸۶ھ میں حضرت خواجہ نور محمد صاحب کا انتقال ہوا۔ تو اپنے والد گرامی کی نشست پر آپ والد گرامی کی وصیت کے مطابق جلوہ آور ہوئے۔ حضرت خواجہ دین محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۸۴ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت کے گھر سے طلائی زیور چوری ہونے کی خبر حضرت تک پہنچی تو آپ نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ يَا هَادِیَ الضَّالِ وَالضَّلَالَةِ اَرْدُوْهُ ضَالَّةً بِعِزَّتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ فَضْلِكَ وَاِحْسَانِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

تو چوری کرنے والی گھر کی خادمہ نے زیور لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (انوار تیراہیں معروف بہ گلزار نوری ص ۱۹۱۰، مصنفہ خواجہ محمد عادل شاہ حلف خواجہ دین محمد صاحب)

مقدمہ ختم ہو گیا:

ایک دفعہ خواجہ صاحب موضع پنڈ تو شیری خان ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے۔ سردار عباس خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ ایک ہندو نے میرے خلاف عدالت میں جھوٹا مقدمہ کر دیا ہے۔ کہ تین ہزار

روپے مع سود میں نے لیا ہے۔ اور اس ہندو کے رجسٹر پر میرے دستخط اور مہر بھی ہیں۔ حالانکہ میں نے نہیں لیا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس مصیبت سے چھوڑ ڈالے تو میں ۱۰۰ روپے نذرانہ پیش کروں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہر روز عشاء کے بعد اس دعا کو پڑھیں اور اکتالیس روز تک ناغہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ سُبْحَانَ الْقَدِيْمُ الَّذِىْ لَمْ يَزَلْ سُبْحَانَ الْعَظِيْمُ الَّذِىْ لَا يَحَلُ سُبْحَانَ الْحَلِيْمُ الَّذِىْ لَا يَعْجَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادِ الَّذِىْ لَا يَبْخَلُ۔

عباس خاں کے اس دعا کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دعویٰ بھی خارج ہو گیا۔ اور مدعی ہندو کو تین صد روپے ہرجانہ عدالت میں ادا کرنا پڑا۔ جو عباس خان کو جج نے دے دیئے۔

مسجد کی لپائی پر بارش:

۱۳۲۲ھ کا واقعہ ہے کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سخت پریشان تھے۔ اور اکثر لوگ مال مویشی پانی نہ ملنے کی وجہ سے موضع چورا شریف سے نکالنے لگے۔ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے لئے دعا کی درخواست پیش کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم لوگ ہماری مسجد کی لپائی کر دو تو اللہ تعالیٰ بارش دے گا۔ ان لوگوں نے مل کر مسجد شریف کی لپائی کر دی۔ اور جب یہ لوگ لپائی سے فارغ ہوئے تو ظہر کے وقت ایسی بارش

ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔

وصال شریف:

حضرت خواجہ دین محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت الٰہی اور ذوق ذکر و فکر اور تبلیغ دین میں زندگی گزاری اور عمر کے آخری حصے میں آپ کو سانس رکنے کی بیماری لاحق ہوگئی۔

اور مورخہ ۱۷ رجب ۱۳۲۵ھ آپ کا وصال شریف ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا مزار مبارک چوراشریف میں مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆
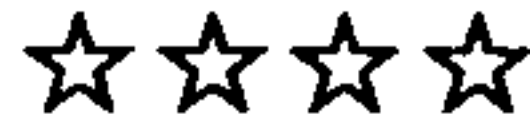
شجرہ شریف قادریہ طیّبہ

شجرہ شریف قادریہ طیبہ، راحت قلبی و وحی ملجاء الفقراء والمساکین عالیجناب قطب الاقطاب حامی شریعت، قاطع بدعت، بحر طریقت، رہبر حقیقت، مخزن اسرار رحمانی واقف رازِ حقانی، سید الاولیاء، شہنشاہ اتقیاء، حاجی الحرمین الشریفین مولانا و مرشدنا ملجانا و ماوانا، زائر کربلاء معلیٰ ونجفِ اشرف، وخلیفہ دربار شہنشاہ بغداد الحاج پیر سید **ولایت شاہ** صاحب نقوی البخاری، نقشبندی، مجددی، قادری، سہروردی، چشتی، بساہنوی، پونچھوی ثم مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

فضل کر یارب محمد مصطفیٰ کے واسطے
اور اخی مصطفیٰ شاہ مرتضیٰ کیواسطے

سید الشباب جنت کے تصدق رحم کر
قافلہ سالار شاہِ کربلا کے واسطے

شاہ مظلوماں جناب شاہ زین العابدین
باقر جعفر کاظم موسیٰ رضا کیواسطے

دے اماں قرض مرض سے صدقہ حضرت جنید
حضرت شبلی تمیمی اولیاء کیواسطے

صدقہ طرطوسی وہنکاری کا عزت کر عطا
شاہ مخرومی مبارک اولیاء کیواسطے

دیکھ لوں بغداد وطیب اوز بطحا یا اللہ
غوث الاعظم دستگیر اولیاء کیواسطے

دشمنوں کو زیر کر دے صدقہٗ واشِ فانؒ
مشکلیں آسان ہوں فرمان شاہ کیواسطے

ہیں پریشان ظلم اعدأ سے مسلمان یااللہ
دے امان عبدالعزیز اولیاء کیواسطے

رحم کے قابل نہیں ہم ہیں خطا کارو مکیں
رحم کر ہتان شمس اتقیاء کیواسطے

صدقہ شرف الدین زین الدین ولی الدین کا
شیخ نورالدین و یحیٰ اولیاء کیواسطے

ظلم کی چکی میں مسلم پس رہے ہیں یا خدا
دے امان صدقہ ابی بکر پیشوا کیواسطے

اور حسام الدین درویش محمد کے لئے
اور نورالدین شاہ اصفیاء کیواسطے

دور غم ہائے کلی صدقہٗ عبدالوہاب
شیخ اسماعیل سید راہنما کیواسطے

واسطے بی بکر کے غم دور کر میرے سبھی
سید عبدالقادر شاہِ اتقیاء کیواسطے

دین و دنیا کی سعادت ہو ہمیں حاصل خدا
قلب روشن ہوں علی شاہ اولیاء کیواسطے

عبدالرحمٰن کے تصدق خوش رہوں صابر رہوں
راحت قلبی عطا ہو اولیاء کیواسطے

سید محمود حسام الدین وسیلہ ہوں میرا
نائب بغداد شاہِ اولیاء کیواسطے

ہر طرف سے غم ہی غم کرتے پریشان ہیں ہمیں
دے اماں سید ولایت پیر ما کیواسطے

پنچھی وملی بساہنوی سید والا نسب
دور غم ہائے کلی پیر ما کے واسطے

بیس پانچ آخر ربیع کو حاضر بغداد شد
شد مقرر خدمت خلق خدا کیواسطے

یک ہزار تین سو تیس سن ہجری تھا ضرور
قادری خلعت عطا شد پیر ما کیواسطے

قادری دربار میں منگتے ہیں حاضر یا خدا
بھر دے جھولی فیض سے ان اولیأ کیواسطے

ہے بخاری کی عرض کر رحم یا مولا میرے
استجب ہذا دعائی پیر ما کے واسطے

شجرہ نقشبندیہ مجددیہ

بساہاں شریف

سراج السالکین شمس العارفین سراج الاصفیاء بدر شریعت، بدر الدجیٰ، منبع جود و کرم سید السادات، مکارم اخلاق حسنہ، قطب عالم آباءی و مولائی و ملجائی و ماوائی سیدی و سندی و مرشدی و قبلۂ ی و کعبۂ ای الحاج پیر سید شاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدی البخاری نقشبندی قادری سہروردی چشتی کبروی، سجادہ نشین بساہاں شریف:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یا الٰہ العالمین بے ابتدا و انتہا
ہاتھ باندھے آ کھڑا در پر تیرے بندہ تیرا

فضل سے سن لے دعا اور کر میری حاجت روا
روا یا الٰہ العالمین بے ابتدا و انتہا

مشکلیں آسان کر فضل و عطا کے واسطے
نام کافی ہے تیرا ہر مدعا کے واسطے ﷺ

از طفیل مصطفیٰ آں سرور دنیا و دیں
باعث تکوین و فخر اولین و آخریں

کھولدے سینہ میرا نور الہدای کے واسطے
دل میرے کو دے ضیاء صل علی کے واسطے

از طفیل حضرت صدیق اکبر با صفا
بخش دے صدق و صفا اور قرب کر اپنا عطا

ظاہر و باطن میرا ہو وقف دین مصطفیٰ
ہو وہی میری رضا ہو جس طرح تیری رضا

دے مجھے توفیق تسلیم و رضا کے واسطے
حضرت سلمان فارسی پارسا کے واسطے

دین و دنیا کی سعادت اور عبادت بے قصور
کر عطا از بہر قاسم بن محمد ذی شعور

نام ہو میرا جیبوں میں تیرے رب غفور
از برائے جعفر صادق امام با حضور

بہر حضرت با یزید با وفا کے واسطے
بو الحسن خرقانی و نجم الھدٰی کے واسطے

بو علی شاہ فارمد کے واسطے رب العلیٰ
ذوق شوق اپنا عطا کر غیر خود کلی مٹا

رزق طیب با فراغت بے مشقت با غنا
از طفیل یوسف ہمدانی ہر حاجت روا

مرد میداں پیر کامل باخدا کے واسطے
عبد خالق غجدوانی مقتدا کے واسطے

معرفت اپنی عطا کر دور کر کلی حجاب
از برائے خواجہ عارف محمد مستطاب

عاقبت محمود ہو انجام کارم باصواب
از طفیل حضرت محمود صاحب اجتناب

مست ذکروفکرخود کر اتقیا کے واسطے
ہادیان و خواجگان خوش ادا کے واسطے

سوز وعشق ودرد دل حاصل رہے تیرا مدام
از برائے خواجہ شاہ علی ذی الاحترام

خواجہ بابا سماسی کے لئے رب الانام
قلب کو کر دے منور دور کر ظلمت تمام

سید میر کلالی پیشوا کے واسطے
صبرو استقلال دے اپنی رضا کے واسطے

نقش تیرے نام کا ہو خاتم دل کا نگیں
از طفیل نقشبند شاہ بہاؤ الدین امین

کھولدے سینہ میرا اور کر عطا حق الیقین
از برائے خواجۂ یعقوب چرخی با الیقین

دل رہے زندہ سدا یاد خدا کیواسطے
ما سوا مٹ جائے بس اک مدعا کے واسطے

غیر کی پروہ نہ ہو اور دل رہے تابع تیرا
واسطہ ہے خواجہ شاہ عبید احرار کا

زہد و تقویٰ اور ریاضت ہو مجھے یارب عطا
از برائے حضرت زاہد شہہ اہل سخا

خواجہ درویش محمد مقتدا کے واسطے
دل کو میرے دے ضیا ان اصفیا کے واسطے

زنگ دل دور کر کے اسکو آئینہ بنا
صدقۂ امکنگ صاحب متقی و پارسا

منکشف ہوں دل پر میرے راز عرفاں بر ملا
کچھ رہے مخفی نہ باقی ہو ضیا ایسی عطا

ہو بقا بعد از فنا اہل بقا کیواسطے
فانی فی اللہ باقی بااللہ با خدا کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی کے لئے
آرزو دل میں نہ کچھ ہو دار فانی کے لئے

سینہ ہو میرا خزینہ راز دانی کے لئے
یا خدا سن لے دعا پیر حقانی کے لئے

میل عصیاں سے بچا فضل و عطا کے واسطے
خواجہ معصوم پیرو پیشوا کے واسطے

از طفیل حجۃ اللہ پیشوا کر یاوری
وقت رحلت اس جہاں سے ہو زباں گویا میری

ذکر ہو تیرا زباں پر اور صلوات النبی.
صورت خیر البشر دیکھوں بوقت جاں کنی

سامنے جنت نظر آوے لقا کے واسطے
خواجہ شاہ زبیر و راہنما کے واسطے

دیکھ لو دنیا میں صورت سرور کونین کی
برکت شاہ قطب دے برکتیں دارین کی

حشر میں بخشو شفاعت سید الثقلین کی
جنت الفردوس ہے نگاہ کرم حسنین کی

دم بدم ہو ساتھ تیرا بے نوا کے واسطے
شاہ جمال اللہ پیر بے ریا کے واسطے

دل میرے پژ مردہ کو بخشو زندگی
از طفیل پیر عیسٰے ہو عطا تابندگی

فیض عرفانی سے حاصل ہو مجھے رخشندگی
از برائے پیر فیض اللہ ملے فرخندگی

دل میرا کر دے منور رزاکیا کیواسطے
خواجہ نور محمد با صفا کے واسطے

قبر میں جس دم فرشتے آکریں مجھ سے سوال
از برائے دیں محمد خوش رکھ میرے احوال

دوں جواب ان کو مناسب فضل ہو ایسا کمال
ہو مسرت اور فرحت جاودانی بے مثال

قبر ہو روشن میری بدر الدجیٰ کے واسطے
شاہ ولایت پیر کامل بے ریا کے واسطے

چشمہ فیض رسالت سے مجھے کر فیضیاب
حرمت شاہ ولایت رہبر ہر شیخ و شباب

قبلہ عالم حبیب اللہ کر دے فیضیاب
آبرو دے اس جہاں میں مغفرت روز حساب

ہو ہوس باقی نہ دل میں پر خطا کے واسطے
زندگی میری ہو بس تیری رضا کے واسطے

از طفیل شاہ ولایت قبلہ دنیا و دیں
واقف سر حقیقت رہبر دنیا و دیں

یا الٰہی قلب مضطر کی شگفتہ ہو کلی
دل پہ ظاہر ہو خدا علم خفی علم جلی

وقف کر دل کو میرے اپنی رضا کے واسطے
نقشبندی سلسلے کے اولیاء کے واسطے

خاتمہ بالخیر ہو آخر یہ ہے میری دعا
حضرت شاہ ولایت بساہنوی کلی پار سا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں راہ راہنما
دو جہاں میں ہیں وسیلہ جو بخاری امین کا

لاج رکھ لیجو میری کرم وسخا کے واسطے
باب رحمت ہے کھلا شاہ وگدا کے واسطے

۱۲اپریل ۱۹۹۶ء

☆☆☆☆☆

شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ بساہاں شریف

(از قلم مسکین بخاری)

یا ربا توں رحم کنندہ فضل کرمدا سائیں
بخش طفیل رسول اللہ دے عاجز دے تائیں

بہت گناہ اساڈے مولا وڈا رحیم تعالیٰ
بخش طفیل کریم نبی دے عیباں تھیں منہ کالا

واہ کریم امت دا اقا نبی محمد نانواں
صدقہ نام نبی دا مولا مین بھی بخشیا جاواں

صدقہ نبی محمد سرور جو امام رسولاں
دین دنی وچہ ظاہر باطن کرداخل مقبولاں

صدقہ شاہ صدیق اکبر دا ہور سلیمان پیارا
صدقہ قاسم ابن محمد ﷺ دور کریں غم سارا

صدقہ حضرت جعفر صادق سید کل اماماں
بیت اللہ نوں دس خدایا شہر مدینے جانواں

صدقہ بایزید پیارا تے ابو الحسن خرقانی
صدقہ ابو علی دا مولا دور ہووے حیرانی

صدقہ شاہ یوسف ہمدانی تے عبدالخالق پاروں
صدقہ خواجہ عارف باللہ تے محمود پیاروں

صدقہ خواجہ رام تنی دا تے بابا شاہ سماسی
صدقہ میر کلال سید داغم میرا بھی جاسی

صدقہ شاہ یعقوب چرخدا تے عبید اللہ احراری
صدقہ شیخ محمد زاہد قلب میرا کر جاری

صدقہ شاہ درویش محمد سدا سکھالاں تھیواں
شاہ امکنگی تے باقی باللہ مرد حضوری تھیواں

صدقہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
صدقہ شاہ معصوم محمد دور ہووے حیرانی

صدقہ خواجہ شاہ محمد شاہ نقشبند ثانی
قبر حشر وچہ پردہ رکھیں دور ہووے حیرانی

صدقہ شاہ زبیر ولیدا تے شاہ اشرف دا صدقہ
صدقہ شاہ جمال اللہ دا شیخ عیسیٰ دا صدقہ

یارب صدقہ شاہ فیض اللہ جو آقا تیرا ہی
صدقہ خواجہ نور محمد نور البحر چورا ہی

صدقہ سید شاہ ولایت پونچھی مکی ماہی
صدقہ سید شاہ ولایت پونچھی مکی ماہی

دین دنی وچہ باطن کامل کر دے سایاں
صدقہ انہاں بزرگاں پاکاں ہوون معاف خطایاں

صدقہ پیر حبیب اللہ دا عالی شان گرامی
قرض مرض تھیں دے نجا تاں دور ہووے حیرانی

صدقہ میرے آقا مولا شاہ ولایت عالی
زین دنی وچہ رکھ سلامت نت رہے خوشحالی

دنیا وچ محتاج نہ ہوانواں نیک حیاتی پانواں
محشر وچہ بھی پردہ رکھیں بے پردہ نہ ہونواں

نیک کریں اولاد میری نوں سنے ساریاں بھایاں
دین دنی وچہ عزتاں پانون شرماں رکھیں سایاں

کل برادر یار آشنا نواں نیک کریں رب سائیں
کردا عرض بخاری عاجز ہوون معاف خطائیں

☆☆☆☆☆

شجرہ نقشبندیہ وسادات بساہاں شریف
(بشکل گلدستہ)
(ازقلم حضرت پیر سید محمد آمین بخاری مدظلہ العالی)

از گلستان محمد گل شگفتہ بو بکر
گل ازاں سلیمان قاسم و جعفر و گلدستہ قہر

گل گلستان با یزید و بو الحسن احمدی
گل ازاں شاہ فارمیدی بوعلی نیکو سیہ

یوسف گل خالق و گل عارف و محمود گل
گل علی زاں گل ساسی میر گل صاحب نظر

بودہ بہاؤ الدین شاہ گل چرخی اصرار ازاں
گل محمد زاہد و درویش مازاغ البصر

گل ازاں امکنگی و گل محمد باقی است
گل مجدد گل ازاں معصوم چوں شمس و قمر

حجۃ اللہ ہم رہبر و گل گلستان مصطفیٰ
گل ازاں قطب الدین سید گل جمال اللہ ثمر

گل محمد عیسی صاحب گل ازاں فیض اللہ ہم
گل ازاں قطب نور محمد ﷺ دین محمد گل نگر

چوں حبیب شگفتہ گل ازیں گلزار رہا
ہادی راہ حقیقت یاد حق شام و سحر

گل ازیں گلزار ہا یعنی گلستان علی
شاہ ولایت گل شگفتہ ہمچوں شبیر و شبر

شاہ ولایت پیر ماء پیشوائے اہل حق
ہست ازاں دامن گرفتہ عاصیم پر چشم تر

باغبان لم یزل خواہد چوں بلبل غنچہ گل
ایں خار زاں گلزار مسکیں عاصی مختصر

ایں خواجگاں پیر طریقت واقف اسرار ہا
مسکین ازاں گلزار ہا خواہد شام و سحر

☆☆☆☆

ضمیمہ کتاب

ملفوظات ومقالات

اور

منظوم نذرانہ عقیدت

مفلوظات

امین ولایت حضرت پیر سید

محمد امین شاہ صاحب بخاری

دامت برکاتہم العالیہ

حج مبارک و
متفرق واقعات

(از مسکین بخاری)

عالیجناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین، پیکر حلم و حیاء، پاسبان شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قاطع بدعت رہبر شریعت قبلہ و کعبہ حضرت السیّد شاہ ولایت بخاری نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی بساہنوی ثم مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترکوں کے زمانہ میں دو دفعہ حج مبارک فرمایا۔ پہلا حج اپنے ماموں جان جناب حاجی امیر خان صاحب راٹھور سکنہ مندھار کے ہمراہ ۱۳۸۴ھ اور دوسری دفعہ از خود قافلہ تیار کر کے تشریف لے گئے اوڑی ہے وہاں سے رتھوں کا قافلہ چلتا تھا۔ جن کو دو بیل کھینچتے تھے۔ بمبئی تک سفر اسی طرح ہوتا تھا۔ کوئی بس وغیرہ یا مشینری ٹرانسپورٹ نہ تھی۔ بمبئی سے بحری جہاز دو ہفتہ کی مدت کے بعد جدہ شریف پہنچتا تھا۔ جدہ شریف کے معلّم و معلّمین کے ملازمین جدہ شریف بندرگاہ ہی سے حجاج کو وصول کرتے تھے۔ اور زمزم شریف جدہ شریف میں حجاج کو معلمین نہایت شوق اور پیار سے پلایا کرتے تھے پھر جدہ شریف سے حرمین شریفین منیٰ شریف مزدلفہ شریف عرفات شریف کا پورا سفر اونٹوں کے ذریعہ ہوتا تھا۔

زیارات کے لئے بھی اونٹ یا دراز گوش کی سواری میسر تھی۔ ایک سفریعنی تیسرا سفر حج مبارک شریف مکہ کے دور میں فرمایا۔ حضور فرماتے تھے۔ شریف مکہ کا انوکھا دور حکومت تھا۔ اس کے دور میں سرکاری اونٹوں کے ذریعہ مدینۃ المنورہ کا سفر ہوتا تھا۔ اور مدینہ پاک کے سفر کا کرایہ بہت زیادہ ہوتا جو ہر حاجی کے بس کا روگ نہ تھا۔ اسکا حکم تھا حج تو فرض ہے۔ کرلیا اب مدینۃ المنورہ کیا کرنا ہے۔ اور اگر پیسے نہیں تو پھر آگے کیوں جاتے ہو۔ غیر سرکاری عربی لوگ سستے داموں حجاج کو غیر قانونی راستہ سے لے جاتے تھے۔ لیکن سرکاری ملازمین جوگشت پر رہتے تھے۔ پکڑلیں تو پیسے لے لیتے تھے اور حجاج کو پھر واپس مکہ شریف پہنچا دیتے۔ اسی سفر کا ایک واقعہ مجھے مدینۃ المنورہ میں ایک حاجی صاحب نے جو وہاں ہی عرصہ سے ساکن ہیں بیان فرمایا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ شریف مکہ کے دور حکومت میں ایک قافلہ کے ہمراہ مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوئے پہاڑی اور صحرائی راستہ تھا۔ مغرب کے قریب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں تکلیف ہوئی اور آپ اپنے اونٹ سے اتر گئے۔ کہ بعد قضاء حاجت پھر قافلہ سے مل جائینگے۔ لیکن حضور کو تکلیف زیادہ ہوگئی فراغت کے بعد قافلہ دور نکل گیا۔ آپ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے لیکن قافلہ نہ رکا اور حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے نہ مل سکے رات کی تاریکی نے طراف کو گھیر لیا۔ حتیٰ کہ آوازِ قافلہ بھی ختم ہوگئی۔ حضور کی زبانی راوی صاحب کہتے تھے کہ پہاڑ اور صحرا کا سفر رات کی تاریکی قافلہ کی جدائی صحت کی خرابی پھر صحرا کی سردی موسم بھی سردی کا تھا۔ یہ سب حالات پیش تھے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم نے یہ فیصلہ کرلیا کہ مدینہ پاک کی طرف منہ کرلیا ہے۔ ادھر چلتے چلتے موت آجائے تو بہتر ہے رکنا نہیں۔ افتاں وخیزاں چل رہے تھے سحری کے قریب

کہیں دور روشنی نظر آئی۔ تو دل کو تسلی ہوئی کہ یہ کوئی بستی ہے۔ اس طرف رخ کر لیا۔ بالآخر کچھ مکان نظر آئے۔ جس مکان کے دروازہ سے روشنی کی کرن نظر آرہی تھی۔ وہ بستی کا پہلا ہی مکان تھا۔ دستک دی تو ایک بزرگ پوستین پوش باہر آئے۔ وار ارشاد فرمایا من انت تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مسافر ہوں جو قافلہ سے جدا ہو گیا ہوں اور میں بھول گیا ہوں۔ ان بزرگوں نے اندر بٹھایا اور اپنے لڑکے کو آواز دی اور فرمایا کہ یہ تمہارا چاچا ہے اس پر پوستین ڈالو قہوہ پلاؤ اور گرم کرو۔ مجھے پوستین میں لپیٹ دیا پھر قہوہ کا بھی شوق فرمایا اور انگارے جلتے ہوئے صاحبزادہ اپنے دامن میں لایا اور کہا کہ دامن پھیلاؤ تا کہ گرمی کے لے انگارے دوں۔ ہم نے کہا کہ کسی برتن میں لاؤ وہ پریشان تو بڑا ہوا لیکن انگارے فوراً کسی برتن میں رکھ کر لایا اور ہمارے سامنے رکھ کر تھوڑ دیر کے بعد جب سردی سے راحت ملی۔ تو آپ نے پھر گرم پانی سے وضو فرمایا۔ پھر نماز ادا فرمائی پھر فجر ہوئی نماز فجر با جماعت ادا ہوئی پھر ناشتہ وغیرہ آیا تو صاحبزادے نے اپنے والد سے سوال کیا کہ تم نے رات ارشاد فرمایا تھا۔ کہ تمہارا چچا سید صاحب ہیں لیکن انہون نے انگارے تو برتن میں لئے نہ ہاتھ لگایا اور نہ اپنے دامن میں لیے۔ ان صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا یہ تم انسے پوچھو نسب کے لحاظ پر بھائی ہیں۔ فاطمی اور حسنی سیّد ہیں۔ اب لڑکے نے حضور سے سوال کیا کہ آگ سیّد کو جلا نہیں سکتی اور تم نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کی کیا وجہ ہے اس پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ نسب کی تصدیق تو آپ کے والد صاحب نے کر دی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم مدینہ پاک سے نکلے ہو اور حجاز مقدس یا عرب شریف کے پہاڑوں صحراؤں میں رہ رہے ہو، اور ہم جو ہندوستان کے سیّد ہیں ہمارے رشتے غیر سادات میں ہوئے اور نشست و برخاست

کفار سے ہم جلیں رہے ہمارا کمال ہے کہ ہم اب بھی سیّد کہلاتے ہیں۔اس پر بزرگوں نے تصدیق فرمائی ناشتہ کے بعد صاحب خانہ بزرگ نے فرمایا کہ آؤ تمہیں پہاڑی پر سیر کرائیں۔ پہاڑی کی چوٹی پر جاکر بیٹھ گئے۔اور اس صاحب کا تعارف کروایا۔ دور دور سے کچھ نشانات اور کچھ گرد بھی نظر آئی۔ تو ان صاحب نے فرمایا کہ اے بھائی یہ اپنا ہی قافلہ ہوگا، تھوڑی دیر بعد قافلہ اسی بستی میں داخل ہوا قریب جاکر دیکھا تو وہی قافلہ تھا۔ ساتھی ملے تو ان بزرگوں نے صاحبزادے کو حکم دیا گاؤں کے لوگ بھی آگئے کہ یہ ہمارے بھائی کا قافلہ ہے۔تین شب و روز ان کی مہمان نوازی کرو پورے قافلہ کو معہ اونٹوں کے نہایت پرتکلف اعزاز سے رکھا اور تیسرے دن اجازت دی اور ہم مدینۃ المنورہ پہنچے۔

چوتھی مرتبہ حضور والا شاہ سعود کے دور حکومت میں تشریف لے گئے۔ اور حج مبارک فرمایا۔ پانچویں مرتبہ ابن سعود کے دور حکومت میں تشریف لے گئے ان حکمرانوں کے دور حکومت میں ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ المکرمہ تشریف فرما تھے۔اور جناب الحاج پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی معہ اپنے قافلہ کے تشریف فرما تھے۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ جب ملتے تو پہلا ارشاد فرماتے کہ نماز کہاں پڑھتے ہو۔تو آپ فرماتے کہ حرم کے امام کے پیچھے محدث علی پوری اس بات کو پسند نہ فرماتے۔حضرت قبلہ عالم اور محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ پیر بھائی تھے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے آپ کے پاس جانا چھوڑ دیا اس طرح کوئی ہفتہ گزرا ہوگا کہ اچانک حرم شریف کے باہر آمنا سامنا ہوگیا اور

حضرت نے دونوں بازو پھیلا کر معانقہ کیا اور فرمایا کہ بھیا تم کہاں گم ہو گئے اور میرا بازو تھام لیا اور فرمایا کہ ایک عربی کے ہاں دعوت ہے۔ پس جب دعوت والے گھر جا کر بیٹھے تو ایک سرکاری ملازم آ گیا اور اس نے کہا کہ شہنشاہ بلا رہا ہے۔تم میں سیّد جماعت علی کون ہے۔ حضرت نے اثبات میں جواب دیا۔ سرکاری ملازم نے کہا کہ میرے ہمراہ چلو۔ شہنشاہ نے بلایا ہے پس حضرت کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ بھیا اکھٹے چلتے ہیں آگے کارندہ اور پیچھے یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے راستہ میں ایک عربی درمیان میں چل پڑا اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اسنے کہا میں ترجمان ہوں۔ آگے شاہی ملازم درمیان میں ترجمان اور پیچھے حضرت محدث علی پوری اور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ شاہی محل کے باہر ہم کو رکنے کا اسی شاہی ملازم نے حکم دیا اور خود اندر چلا گیا۔ واپس آیا اور ہم کو اندر جانے کا اس نے کہا اور خود دروازے کے باہر رک گیا۔ترجمان آگے تھا وہ پہلے داخل ہوا دروازے کے اندا ایک بڑا اور لمبا کمرہ تھا۔ قالین بچھا تھا۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا میز تھا۔ اور اس پر ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا ڈنڈا تھا۔شہنشاہ کھڑا تھا۔اس نے ترجمان جو قریب پہنچ گیا تھا اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں ترجمان ہوں۔ بس شہنشاہ نے اس کو گریبان سے پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ وہ زمین پر گر گیا پھر شہنشاہ نے وہ وہ ڈنڈا میز سے اٹھایا اور اس کو اتنا مارا کہ وہ نیم مردہ ہو گیا۔ بادشاہ کا جب سانس تیز ہو جاتا۔ پھر اس کو چھوڑ کر چہل قدمی کرنے لگتا اور پھر مارنا شروع کر دیتا، آخر آواز دی دو ملازم اندر آئے ان کو حکم دیا کہ اس کو گھسیٹ کر لے جاؤ۔ انہوں نے ٹانگوں سے پکڑا اور باہر گھسیٹ کر لے گئے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے خیال کیا کہ اب ہماری باری ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ شہنشاہ کچھ دیر کمرے

مین ٹہلتا رہا جب سانس وغیرہ بحال ہوا۔ تو متوجہ ہوا کہ جماعت علی تم میں کون ہے حضرت نے عربی میں جواب دیا کہ میں ہوں۔ شہنشاہ نے کہا کہ کیا میں نماز نہیں پڑھتا۔ محدث صاحب نے فرمایا میں نے کب کہا کہ تم نماز نہیں پڑھتے۔ شہنشاہ: میں حج نہیں کرتا محدث صاحب: میں نے کب کہا کہ تم حج نہیں کرتے شہنشاہ: میں زکوٰۃ نہیں دیتا۔ محدث صاحب: میں نے کب کہا کہ تم زکوٰۃ نہیں دیتے۔ شہنشاہ نے کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر جزیرہ عرب سے باہر نکل جاؤ۔ دونوں واپس اس عربی کے گھر پہنچے جہاں دعوت تھی سب ساتھی اور ملاقاتی منتظر تھے اور حضور نے معلم کو فورا طلب فرما کر بادشاہ کا حکم سنایا اور معلم کو فرمایا کہ تم ہماری واپسی کا ۱۲ گھنٹے کے اندر اندر انتظام کرو ورنہ نتائج کے تم ذمہ دار ہو۔ اس پر ایک ہنگامہ بن گیا حضرت نے تمام رقوم جو آپ فیس کے علاوہ دیئے تھے اس کی واپسی کا بھی مطالبہ فرمایا۔ اب شیوخ مکہ المکرمہ اور معلمین شہنشاہ کے پاس پہنچے اور گذارشات کیں کہ اگر یہ شخص حج کے بغیر واپس چلا گیا تو بین الاقوامی پریس آپ کے خلاف زہر اگلے گا اور شہنشاہ کو بتایا کہ اس کی وجہ سے سالانہ خزانہ کو اتنا فائدہ ہے اور ملک کو اتنا فائدہ ہے یہ صاحب زرِ کثیر حرمین الشریفین کے غرباء اور مساکین میں سالانہ تقسیم کرتا ہے بہرحال بادشاہ نے حکم واپس لے لیا۔ وہ سب لوگ حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ بادشاہ نے حکم واپس لے لیا۔ آپ نے فرمایا کہ شہنشاہ نے چونکہ آمنے سامنے حکم دیا ہے اس لئے جب تک شہنشاہ تحریری طور حکم نہ دے میں نہیں رک سکتا وہ وفد پھر بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ بعد گذارشات شاہی حکم نامہ قلمی لاکر حضرت کو دیا جس میں حضرت کے نام تھا کہ آپ حسب سابق اس دفعہ اور آئیندہ بھی سعودیہ العربیہ میں آجا سکتے ہیں۔

حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حج مبارک ۱۳۲۲ھ میں فرمایا جس میں مکۃ المکرمہ میں حضرت شیخ عبدالحق مہاجر مکی و شیخ دلائل الخیرات سے دلائل الخیرات کی سند و اجازت حاصل کی۔

حضور قبلہ عالم نے ۱۳۳۰ھ کو سفر عراق شریف فرمایا جس میں آپ نے نجف اشرف کربلائے معلی کاظمین شریفین اور جملہ امامین علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی اور جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو اس وقت کے سجادہ نشین حضرت سیّد محمود حسام الدین گیلانی قادری نقیب الاشراف بغداد شریف نے قادری طریقہ کی خلافت سے تحریراً اور سنداً سرفراز فرمایا ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ کو یہ خلافت ملی۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ سفر عراق میں جو ساتھی ہمراہ تھے وہ بغداد شریف پہنچ کر رہ گئے اور کچھ کربلائے معلیٰ شریف پہنچ کر علیحدہ ہو گئے گو ہمارے پاس بھی خرچہ کم رہا گیا۔ لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری صبح کا وقت تھا ہم وظائف پڑھ رہے تھے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ ناتے (عنی جسمیں کستوری ہوتی ہے) اور کچھ مرغ زریں کے تاج تھے۔ وہ ہم نے نکال کر سامنے رکھ دیئے۔ اور وظائف میں مصروف ہو گئے۔ ایک ہندوستان کا سیٹھ اُدھر سے گذرا تو قریب آیا اور مرغ زریں کے تاج اٹھا کر دیکھنے لگا اور پوچھا ہم نے بتایا۔ بتایا بس اس نے ہمیں ساتھ لے لیا اسکے ساتھ اس کی بیوی اور بچے بھی تھے۔ فرماتے تھے اس نے اپنا امام بنا لیا۔ وہ پان بہت کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں بھی کوئی جانور ہوں سو پتہ روز کھا جاتا ہوں۔

حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلا حج مبارک ۱۲۸۴ھ میں فرمایا دوسرا حج مبارک ۱۳۲۶ ہجری میں اور تیسرا حج شریف ۱۳۳۰ ہجری

میں مکہ شریف کے دورحکومت میں بھی حج شریف فرمایا۔

شاہ سعود کے دوحکوت میں بھی حضور نے حج فرمایا اور ابن سعود کے زمانہ میں بھی آپ نے حج فرمایا اور آخری سفرحج مبارک شہنشاہ فیصل مرحوم کے زمانہ میں فرمایا۔ اور بعد فراغت حج مبارک ۲۹ ذوالحجہ بروز جمعۃ المبارک ۱۳۷۷ھ ہجری وصال مبارک ہوا۔ اور جنت المعلیٰ میں استراحت ابدی فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۹۶۷ء یا ۱۹۶۸ء میں کسی ایک شب کا واقعہ ہے کہ راقم سیّد پور سویا ہوا تھا کہ بخت بیدار ہوگیا۔ اور حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ میاں ہماری رہائش یا مکان فرمایا اس جگہ ہے۔ حضور نے ایک نہ دیکھی ہوئی جگہ دیکھائی۔ اور کچھ راستہ بتا گئے۔ بیدار ہوا سردیوں کی شب کے ۱:۳۰ بجے کا ٹائم تھا میں نے فوراً اٹھ کر کاغذ لے کر جو کچھ نقشہ یاد تھا نوٹ کرلیا۔ کچھ ذہن سے اتر گیا پھر لیٹ گیا۔ پھر حضور کا شرف ملاقات حاصل ہوا اور فرمایا نقشہ غلط لکھا ہے۔ اب اس طرح لکھو باب جنت المعلیٰ سے داخل ہوکر اس راستے چلو آگے ایک زمین دوز راستہ آئے گا۔ اس کے اوپر بہت بلندی پر سڑک ہے جہاں بہت ٹریفک چلتی ہے اس راستہ کے منہ پر کھڑے ہوکر بائیں طرف تھوڑے فاصلہ پر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کا احاطہ ہے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف کا احاطہ ہے یہ سب پرانے طرز تعمیر کا نشان ہے۔ اور دائیں طرف اس بڑی دیوار کے ساتھ ایک جگہ تکونی دکھا کر فرمایا ہم یہاں رہتے ہیں اب نوٹ کرلو، میں نے عرض کی کہ حضور وہاں کون جائیگا کہ نوٹ کروں فرمایا تم وہاں آؤ گے اس لئے ہم نے

تمہاری اصلاح کر دی تا کہ تم وہاں پہنچ کر پریشان نہ ہو۔ بیدار ہو کر فوراً وہ سارا نقشہ محفوظ کر کے اپنے وظائف کے کور میں رکھ لیا۔ لیکن ہر وقت یہی خیال تھا کہ وہاں کون جائیگا۔ کوئی اسباب نہیں لیکن حضور کا ارشاد مبارک کہ تم یہاں آؤ گے اسلئے راہبری کر رہا ہوں یاد رہتا تھا۔

صدر ایوب خان صاحب کے دور حکومت میں حج کا کل خرچہ مبلغ ۱۷۰۰ روپیہ تھا۔ پلے باندھ کر کراچی تک گیا کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن جب سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے کرم فرمایا کر بلاوا فرمایا تو حج آفس کراچی نے بذریعہ تار دو یوم کے نوٹس پر بلایا۔ کہ تم کو حجاج کا امیر بنا کر بھیجا جا رہا ہے۔ حاضر ہو کر ٹریننگ حاصل کرو۔ بہر حال حاضر ہوا۔ مکہ شریف پہنچ کر ایک صاحب چکوال کے ملے تو انہوں نے مجھے ہمراہ لیا۔ کہ تم کو سیر کروائیں۔ میں نے کہا کہ مجھے جنت المعلیٰ لے چلو وہ مجھے ہمراہ لے کر اس سڑک پر آ کھڑے ہوئے جو جنت المعلی کے قریباً وسط میں بہت بلند ہے اور جنت معلیٰ کا قبرستان دو طرف نظر آتا ہے وہاں سے مجھے اصلی گوہر مقصود کا پتہ نہ چل سکا۔ تو میں نے اس ساتھی سے گذارش کی کہ مجھے جنت معلیٰ کے اس دروازے سے اندر لے چلو جس پر باب جنت المعلی لکھا ہوا ہے پہلے تو اس نے کہا دور ہے اور گرمی ہے۔ لیکن میرے اصرار پر وہ چل پڑا۔ اور جب وہ باب جنت معلیٰ پر پہنچا تو مجھے وہ نقشہ یاد آ گیا۔ ویسے وہ کاغذ بھی میرے ہاتھ میں تھا۔ جس پر نقشہ کئی سال قبل بنایا تھا۔ اب ہم اس نشان شدہ راستہ پر چل رہے تھے۔ کہ وہ سڑک کے نیچے والا راستہ آ گیا۔ میں نے اس کو کہا کہ یہاں کہیں بائیں طرف حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبور ہیں۔ جب ان

مزارات کی زیارت کی تو اب دائیں طرف یعنی اس راستہ کے دائیں طرف گوہر مقصود تھا وہاں پہنچتے ہی میری حالت غیر ہوگئی۔ ساتھی بہت حیران تھا۔ اس نے وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لے لیا اور مجھے سنبھال رہا تھا۔ بڑی مشکل سے کافی دیر بعد اس نے مجھے وہاں سے اٹھایا اور جنت معلیٰ شریف سے باہر لاکر ایک دوکان میں جہاں ائیر کنڈیشن کی خوب ہوا و سردی تھی کچھ دیر بعد طبیعت سنبھلی اور ڈیرے لایا اس کی والدہ بھی ہمارے ساتھ گئی۔ ڈیرہ پر آکر میں لیٹ گیا لیکن آنسو جاری تھے۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ پہلے کبھی یہاں آئے ہیں نہیں کا جواب سن کر اس نے جب اصرار کیا تو میں نے کہا کہ میں آیا تو پہلے نہیں لیکن میرا قبلہ و کعبہ اور گوہر مقصود جان و ایمان پہلے آچکا ہے اور وہی کشاں کشاں یہاں لایا ہے۔ میرا سفر چونکہ بحری جہاز سے تھا۔ اس وقت نوے دن ملتے تھے۔ بہت وقت تھا۔ حج سے پہلے اور حج کے بعد جنت معلیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا رہا۔ بلکہ بعد نماز عصر مغرب تک وہاں ہی وقت گزارتا تھا۔ آنسو بند نہ ہوتے تھے۔ ایک دن پھر کرم فرمایا تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا فرمایا قریب آؤ قریب گیا تو اپنی زبان مبارک میرے منہ میں ڈال دی میں نے خوب چوسا فرمایا کہ حج کی ہماری طرف سے مبارک ہے۔ لیکن آئندہ رونا نہیں ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ بس رونا بند ہوگیا لیکن جب بھی وہ وقت یاد آتا ہے یقین کرلو وہ زبان مبارک کی لذت اب بھی اس گنہگار روسیاہ کار کو حاصل ہوتی ہے۔ بس یہ ان کا ہی کرم ہے:

ان کے کرم بے نیاز سے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی اپنی تنگ ہے اسکے وہاں کمی نہیں

حضور کے اکرام اور احسانات کیا کیا لکھوں۔ مفتی صاحب کا اصرار اور حکم مجبور کر رہا ہے ورنہ یہ احسان لکھنے کے میں قابل نہیں، دوسرے سال پھر حرمین الشریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ تو بحری سفر تھا۔ حضرت جناب الحاج حکیم سیّد محمد سعید شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ بساہاں شریف نے عزم حج فرمایا۔ اس مسکین کے ہمراہ اڑھائی صد افراد چکوال وکھوڑا کے اور سیّد پور کا نمبردار محبوب خان بھی تھا۔ مکہ شریف ہم پہنچے تو میری آنکھیں خراب ہو گئیں مغرب کی نماز مکہ شریف ادا کی اور رات کو عمرہ کر کے فارغ ہو گئے آنکھوں کے درد کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ کچھ قافلہ کے افراد نے ہمارے ساتھ عمرہ کیا اور کچھ نے نہ کیا۔ صبح ہم معلم کے دفتر گئے حجاج کا سامان گلی میں پڑا تھا۔ دفتر والوں نے کہا کہ معلم صاحب آنے والے ہیں پھر آپ سے رہائش وغیرہ کی بات ہو گی۔ دفتر کے دروازے کے سامنے معلم صاحب کا مند اونچی سی چارپائی پر لگا ہوا تھا۔ مجھے تکلیف تھی اس مند سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا، اور اسی میں نیند آ گئی، جب بیدار ہوا تو معلم صاحب میرے سامنے کھڑے تھے مجھے نمبردار محبوب صاحب نے بیدار کیا اور نمبردار صاحب سخت پریشان ہوئے کہ شاید یہ معلم صاحب کچھ کہیں گے۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو معلم صاحب جو مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے سلام کیا۔ تو معلم صاحب نے فرمایا انت ولدہ۔ میں حیران ہو گیا اور بے ساختہ میں نے نعم کہا۔ تو انھوں نے مجھے سینے سے لگایا اور اپنی مسند پر اپنی جگہ مجھے بٹھا کر فرمایا:

اَلولد سِرٌّ لِاَبِیْہِ

تمہارے والد میرے دلی دوست اور بھائی تھے۔ اپنے

صاحبزادے کو بلایا اور فرمایا کہ یہ تیرا چچا ہے رات ہو جائے تو اس کا خیال کرنا ہے۔ اور اس کے ہر حکم کو میرے بغیر پورا کرنا ہے اس کی کوئی شکایت نہ آئے۔ یہ حضور کا کرم اور احسان تھا۔ میرے قافلہ میں ایک قاضی صاحب المسمی قاضی مظہر حسین صاحب سکنہ چکوال بھی تھے۔ ان کے لڑکے جدہ شریف ملازم تھے اور وہ کئی سال سعودیہ رہ کر آئے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بابا تھا۔ جسکا پاسپورٹ معلم صاحب کے دفتر جمع ہو گیا۔ قاضی صاحب بابے کو ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن دفتر والے بابے کا پاسپورٹ نہیں دیتے تھے۔ میں چند یوم مکہ شریف رہ کر مدینۃ المنورہ چلا گیا۔ میرے بعد حضرت سعید صاحب پہنچے تو انھوں نے جب میرا دریافت کیا تو معلم صاحب نے فرمایا وہ تو مدینہ پاک چلا گیا ہے۔ ان کو اس نے اپنا آدمی ہمراہ دے کر عمرہ کروایا۔ اور ساتھ بھیج کر سامان دفتر میں رکھوایا اور قاضی صاحب کو معلم نے فرمایا کہ اگر جناب سعید صاحب کو اس کے پاس پہنچا دو۔ تب بابے کا پاسپورٹ دینگے قاضی صاحب نے یہ حکم تسلیم کیا پاسپورٹ بابے کا ان کو دیا اور حضرت سعید صاحب کو قاضی صاحب کے ہمراہ کر دیا۔ قاضی صاحب نے اپنے صاحبزادے کی کار میں حضرت سعید صاحب کو بٹھایا اور رات سفر کیا۔ صبح ناشتہ کرنے کے لئے راقم حرم شریف سے فندق شاہین آکر بیٹھا تھا کہ قاضی صاحب اور حضرت سعید صاحب پہنچے اور قاضی صاحب نے فرمایا یہ امانت سنبھال لو یہ سب کرم اور احسان حضور قبلہ عالم کا تھا ورنہ میرے جیسے سیاہ کار کو کون پوچھتا ہے۔ یہ اس سال کا واقعہ ہے جس سال خانہ کعبہ شریف پر حملہ ہوا تھا۔

معلم صاحب کا اسم گرامی یاد نہیں نام کے ساتھ مکی مرزوقی کا لفظ آتا

ہے ایک دفعہ سالانہ عرس مبارک ۱۲۔۱۳۔۱۴ ذیعقدہ شریف قریب آ گیا تو
اس حقیر پرتقصیر کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ایک ہفتہ عرس مبارک کو رہ گیا تو
ایک دن گھر والوں نے سختی سے کہا کہ عرس مبارک کی دعوت تم نے اپنی
طرف دے دی اور خود آرام سے بیٹھا ہے۔سامان وغیرہ کا بندوبست کرو۔
تو میں نے کہا کہ اس ملک میں کوئی اتنا تعارف نہیں کہ کسی سے قرض لوں۔
اب صاحب عرس ہی توجہ فرمائیں۔ایک بھینس موجود تھی۔تو میں نے ایک
صاحب کو کہا کہ یہ فروخت کردو، لیکن وہ بھی نہ فروخت ہوئی حالانکہ بھینس
بہت زیادہ شیر والی تھی۔اور خوبصورت بھی تھی۔خیال تھا کہ اگر فروخت ہو
جائے تو کچھ رقم ہاتھ آئے گی تو سودا سلف خرید لوں گا لیکن اب اسی ذہنی
کوفت کو دل و دماغ پر لے کر بیٹھا تھا جب تین یوم عرس مبارک کو رہ گئے تو
گھر والوں نے خوب تنگ کیا کہ اگر تم انتظام نہیں کر سکتے تھے تو پھر دعوت
کیوں دی۔خوب گھر والوں نے تنگ کیا۔آخر سو گیا۔قریباً ایک بجے رات
حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا قدم بوس ہوا۔آنسو جاری ہیں۔
حضور ایک بہت قیمتی مرصع مسند پر جلوہ افروز ہیں، میری پشت پر دست
مبارک پھیر کر فرماتے ہیں۔میاں کیوں گھبرا گئے۔آج کے بعد عرس مبارک
کا سب انتظام ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔تم صرف مہمانوں کی
جوتیاں سنبھالا کرو۔یہ سیّد پور آنے کا قریباً تیسرا سال تھا۔اس وقت سے
آج تک عرس مبارک کا جو انتظام سالانہ ہوتا ہے وہ سب انتظام حضور خود
فرماتے ہیں۔کبھی کوئی پریشانی یا فکر نہ ہوئی یہ ان کا کرم و احسان عظیم ہے۔
یہ الفاظ حضرت علامہ محمد دین چشتی صاحب کے اصرار پر ضبط تحریر میں لا رہا
ہوں۔ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میری زندگی کی سب شب و روز قبلہ عالم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر و کرم اور توجہ سے گذر رہے ہیں۔ورنہ میرے جیسے سیاہ

کار اور بیکار کس طرح دنیا میں گزر کر سکتا۔ صبح شام کا کھانا بھی حضرت کے صدقے مل رہا ہے۔

خس خس جتنا قدر نہ میرا میرے صاحب نوں وڈیایاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سایاں

حضرت عارف کھڑی شریف)

☆☆☆☆☆

جنت معلیٰ

جنت المعلی کے دو حصے گذر کر آگے زمین دوز راستہ آتا ہے جو نہایت ہی صاف اور شفاف ہے روشنی کا انتظام ہے ہر طرف سفید ٹائل بہترین لگی ہوئی ہے اس راستہ کے داخلے کے دائیں طرف حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن مبارک تھوڑے فاصلے پر تکونی جگہ پر ہے یہ راستہ سے گزر کر جنت المعلی کا وہ حصہ شروع ہوتا ہے جو قدیم ہے اور پرانا ہے یعنی پہلی دفعہ اس حقیر کو حاضری کا شرف ملا تو وہاں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبور کے بہت بڑے بڑے نصف قد آدم پتھر کے کتبے دیکھے قبور کے نشانات نہ تھے۔ تقریباً اس راستے سے نکل کر دو جریب پر پہلے ایک چار دیواری اور آہنی گیٹ تھا اب بھی چار دیواری ہے لیکن اس میں آہنی جالیاں موٹے سریے کی لگی ہوئی ہیں جس سے اندر کی قبور نظر آتی ہیں۔ وہاں حضرت سیّدہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی قبر شریف ہے اور قبور بھی ہیں یعنی صحیح پختہ قبور ہیں۔ وہ بھی ایک بہت بڑا احاطہ ہے حج کے دوران جب ایرانی حجاج وہاں پہنچتے ہیں تو پھر مذکورہ راستے کے سامنے بیریل پختہ لگ جاتا ہے۔ آگے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور پھر متوعہ یعنی مولوی پولیس وہاں تعینات ہوتی ہے۔ اس چار دیواری کے اندر ہی کافی جگہ ہے اور قبور سامنے نظر آتی ہیں باہر بھی

قبرستان کی کافی توسیع کی گئی ہے۔ اور پختہ قبریں تیار کی گئی ہیں جن میں کئی جنازے بیک وقت سما جاتے ہیں جنازے وہاں قطار در قطار رکھتے ہیں عورتوں کے جنازے علیحدہ ہوتے ہیں۔ مستورات کو مستورات کے ساتھ دفن کرتے ہیں بابِ معلیٰ کے اندر جاتے ہوئے داہنی طرف اور جنت معلیٰ سے واپسی پر بائیں ہاتھ مسجد جن ہے جو نماز کے وقت کھلتی ہے باقی بند رہتی ہے باب معلیٰ کے ساتھ ہی وسیع و عریض عمارت ہے جہاں غسل دینے کی جگہ نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ بھی شامل ہے اور بیک وقت کئی افراد کو غسل دیا جاتا ہے۔

حرمین شریفین:

حرمین شریفین میں ایک مرتبہ قحط سالی ہوئی اور اہلیان حرمین الشریفین کافی پریشان ہوئے حضور پر نور قبلہ عالم منبع جود و سخا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جونہی خبر ہوئی تو بس تڑپ گئے اور سخت بے چین ہو گئے جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ سب رقم حضرت الحاج پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت اور کچھ اپنے ذریعے روانہ فرمائی۔ اور حرمین الشریفین میں تقسیم ہو کر ان رقوم کی رسیّدات بامہر اور بادستخط وصول کنندہ گان کی حضور کے پاس پہنچتی رہیں۔ تا وقتیکہ قحط کا خاتمہ ہوا۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ عطا کیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ مویشی ڈھوک سے گاؤں آرہے تھے تو برادرم سیّد غلام محمد شاہ صاحب آف ملک سولی کی ہمراہی میں۔ راقم نے مویشیوں کی گنتی کی صرف بھینس بڑی چھوٹی یک صد پانچ تھیں۔ بیل چار عدد اور ۳ یا ۴ گائیں۔ گھوڑے سات عدد اسکے علاوہ بھیڑ بکریوں کا برائے لنگر ایک مستقل ریوڑ تھا۔ جس کی چرائی اور

سنبھالنے کا مکمل انتظام تھا۔ فرماتے تھے۔ کہ سب کچھ حریمین الشریفین کے باسیوں کے کام آجائے تب سکون ملے گا۔ بہر حال کثیر رقم بھیجتے رہے یہاں تک کہ یہ تسلی ہوگئی کہ اب قحط کے آثار ختم ہو گئے۔ حضور قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علم دین اور علم فقر اور دولت دنیا سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ اسی لئے حضور نے اپنی گرہ سے حرمین شریفین کے رہنے والون کی خدمت کی۔

یادیں جو ہیں ان کی تڑپاتی ہیں دل کو
اے کاش کوئی اور سخی میرے آقا جیسا ہوتا

پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی قادری چشتی کبروی علیہ الرحمۃ ملک سولی میں تشریف فرما رہے ہیں۔ اور بعد وفات شریف آپ کا جسد مبارک بساہاں شریف لے جایا گیا۔ اور ہر دو عمویم صاحبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات ملک سولی میں ہیں۔ اور ان کی اولاد بھی ملک سولی میں ہی ہے۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا یعنی اپنی خالہ صاحبہ کے حکم کو آخری سمجھتے تھے۔ خالہ صاحبہ محترمہ ومکرمہ کے لئے جمعہ کو اشیائے خوردنی روانہ کرتے وقت اپنی اوپر والی چادر میں باندھ کر روانہ کرتے۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سفید چادر استعمال فرماتے تھے۔ اور جب وہ گٹھڑی خالہ محترم ومکرم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتی تو وہ بھی اس گٹھڑی کو کسی پاک وصاف کپڑے پر رکھ کر اشیاء وصول فرماتے۔ اور فرماتے یہ شاہِ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر ہے اس کی بے ادبی نہ ہو۔ حالانکہ حضور قبلہ جناب عمویم سیّد سیف اللہ شاہ صاحب بخاری اپنے وقت کے ایک امیر ترین شخصیت تھے۔ اور ان کا روزانہ دسترخوان عام تھا لیکن حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت

تک چین نہ آتا تھا۔ جب تک وہ حضرت خالہ محترمہ کی بارگاہ میں ہدیہ نہ بھیج دیں۔ ایک بات لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضور جدامجد الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری نقشبندی قادری چشتی کبروی کی دوسری شادی حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی خالہ صاحبہ سے مندھار ہوئی۔ اور حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھال والوں نے حضور قبلہ جدامجد علیہ الرحمۃ کی سکونت ملک سولی مقرر کی اور مکان تیار کر کے دیا حضور کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) جناب سیّد شاہ محمد صاحب (۲) جناب سیّد سیف اللہ شاہ صاحب (۳) جناب سیّد جلال شاہ صاحب اور دو صاحبزادیاں جن کی اولاد جی سیّداں میں ہے۔ اور سیّد جلال شاہ صاحب لاولد تھے اور قبر شریف بساہاں شریف ہے۔ اور اول الذکر صاحبان کی اولاد اور مزارات ملک سولی ہی ہیں۔

(۱) جناب پیر سیّد شاہ محمد صاحب بخاری کے صاحبزادے پانچ ہوئے: (۱) حاجی پیر سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب بخاری۔ سیّد حسام الدین شاہ صاحب بخاری۔ ہر دونوں کے مزارات ملک سولی۔ سیّد عدل دین شاہ صاحب مزار شریف لاہور، سیّد شریف اللہ شاہ صاحب بخاری مزار ملک سولی۔ حاجی سیّد عبدالحفیظ شاہ صاحب بخاری مزار مظفرآباد۔

(۲) جناب پیر سیّد سیف اللہ شاہ صاحب بخاری آپ کے تین صاحبزادے سیّد غلام محمد شاہ صاحب بخاری۔ سیّد غلام حیدر شاہ صاحب بخاری سیّد غلام حسین شاہ صاحب بخاری۔ سیّد غلام حیدر شاہ صاحب کا وصال ہوگیا ہے قبر شریف ملک سولی میں ہے۔ باقی ہر دو بفضل تعالیٰ حیات ہیں اور سولی میں آباد ہیں۔

کرامت غوث زماں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماہ بھادوں تھا۔ راقم الحروف ہالن شمالی ساکن قریبا عصر کے وقت ایک فوجی آیا اور حضور سیّد الاولیاء قبلہ وکعبہ وملجائی ماوائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکمنامہ لایا۔ حکم تھا کہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے ان کے گھر راولاکوٹ جانے کا۔ لیکن میں نہیں جا سکتا۔ آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ علی الصبح اسکے ساتھ چلے جائیں۔ وہاں کوئی بیمار ہے۔ اور اسوج کے کام کاج کا کوئی فکر نہ کرنا ہم یہاں موجود ہیں۔ حکم نامہ میں نے چوم کر رکھ لیا اور فوجی کی تواضع کی بعد عشاء اس کو سلا دیا۔ اور خود ٹارچ لے کر بساہاں شریف روانہ ہو گیا حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور اپنے مصلے پر جلوہ افروز تھے فرمایا کہ میں نے تمہیں راولاکوٹ جانے کا حکم نامہ بھیجا اور تم ادھر آ گئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور حکم نامہ میرے پاس ہے کچھ گذارش کرنے حاضر ہوا ہوں فرمایا کیا بات ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں تو کچھ جانتا نہیں۔ نہ عالم ہوں نہ پیر ہوں نہ فقیر ہوں میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔ سنا ہے کہ وہاں ہر گھر میں جنات کا راج ہے اور ہر گھر کا ہر فرد آسیب زدہ ہے۔ میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی سنا ہے کہ وہاں کئی پیر صاحبان گئے تو سب کو وہاں جوتے پڑے اور بہت بری طرح ذلیل ہو کر بھاگے۔ اندریں حالات آپ مجھے وہاں بے عزت ہونے لئے بھیج رہے ہیں۔ بس اس عرضی کو پیش کرنے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ تم کو ان خطرات کی کیا فکر ہے میں تم کو بھیج رہا ہوں جاؤ اور ان شیطانوں کی سرکوبی کرو مار پیٹ ان کو ہوتی ہے ذلیل وہ ہوتے ہیں جو بے پیرے اور بغیر

مرشد کے ہوتے ہیں۔ میرا تم کو حکم ہے جاؤ کوئی فکر نہ کرو۔ راقم رات ہی گھر واپس آیا اور صبح اس فوجی کے ہمراہ راولاکوٹ روانہ ہو گیا۔ راولاکوٹ تک سفر پیدل تھا۔ راولاکوٹ شہر میں ایک ہوٹل پر ہم نے چائے پی اور آگے موضع انہاری روانہ ہو کر بعد مغرب صوبیدار میجر محمد خان صاحب کے گھر پہنچے راستے میں ایک ویرانے سے گزرتے چند پتھر دائیں بائیں لگے لیکن ہم نے کوئی توجہ نہ دی میرے ساتھ فوجی صوبیدار میجر سردار محمد خان صاحب کا اردلی تھا۔ رات کھانا کھایا اور عشاء کی نماز پڑھ کر ایک کمرہ میں راقم سو گیا۔ تھکاوٹ بہت تھی۔ اس کمرے میں ایک میری ہی چارپائی تھی اور مغرب کی طرف لکڑی کا ایک بڑا صندوق تھا۔ جس پر نماز کا انتظام تھا۔ میں نے سحری کے وضو کے لئے رات ہی پانی رکھ لیا تھا۔ تھوڑی دیر آرام کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ کوئی شے بہت وزنی میرے پاؤں میں ایسی بیٹھی ہے کہ پاؤں کی انگلیاں ایڑی کے برابر دوہری ہو گئیں پھر وہ وزن ٹانگوں پر اوپر کی طرف بڑھنے لگا گھٹنوں پر جب آیا تو کڑاکے نکل گئے میں جاگ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے جب وہ وزن پیٹ پر آیا تو میں نے آہستہ سے سرہانے سے ٹارچ اٹھائی اور لائیٹ جلائی اس طرح کوئی شے بھاگی کہ میرے والے کمرہ کا دروازہ زوردار آواز سے کھل گیا اور باہر کے بھی دروازے زوردار آواز سے کھل گئے۔ میں نے تازہ وضو کیا اور رات اللہ اللہ کر کے گذاری صبح مکان کے باہر بیٹھے ہوئے تھے اور صوبیدار میجر صاحب بھی آ گئے صوبیدار میجر صاحب گفتگو کر رہے تھے کہ ان کی بیگم صاحبہ جو نہایت نیک اور ایک صاحب وقار خاتون تھیں۔ دروازے پر آ کر کہنے لگی کہ رات ہم نے پیر صاحب کی خدمت کرنا چاہی لیکن انہوں نے خدمت قبول نہ کی میں نے کہا کہ پھر بھاگ کیوں گئے۔ ایک صاحب جو صوبیدار میجر صاحب مذکور کا

پڑوسی تھا آکر صوبیدار میجر صاحب کو ملا اور کہنے لگا سنا ہے تمہارے گھر کوئی پیر صاحب آئے ہیں صوبیدار میجر صاحب نے کہا کہ تمہیں کس نے بتایا تو اس نے کہا کہ میری لڑکی ہے اس کو آسیب کی تکلیف ہے رات وہ آسیب آیا اور اس نے کہا کہ صوبیدار میجر صاحب کے گھر ایک پیر آیا ہے اسکی کوئی قیمت نہیں لیکن اس کے ساتھ ایک بابا ہے جو ہمیں اس کے قریب نہیں جانے دیتا، اس لئے تم اس پیر کو اپنے گھر نہ لانا ورنہ ہم تمھاری اس لڑکی کو مار دینگے۔ یہ کہہ کر اس نے صوبیدار صاحب سے پوچھا وہ پیر صاحب کون ہیں۔ صوبیدار نے میری طرف اشارہ کیا وہ صاحب بھی سدھن فیملی کے تھے۔ تعارف ہونے پر انہوں نے میری دعوت کرنے پر اصرار کیا اور آخر ایک دن کا کھانا ہم نے مان لیا جب راقم اس کے گھر گیا تو شب اہل خانہ نے ملاقات کی اور اس لڑکی نے بھی سامنے آکر سلام کیا سلام کرتے ہی زمین پر گر گئی اور بے ہوش ہوگئی اس کو اٹھا کر ایک طرف رکھا دیکھنے پر پتہ چلتا تھا کہ مر گئی۔ اب وہ سب اہل خانہ بہت پریشان ہوئے کہ آسیب نے کہا تھا کہ اگر پیر صاحب کی دعوت کی تو میں اس لڑکی کو ماردونگا۔ اب وہ بات پوری ہو گئی، کیا مہمان اور کیا میزبان سب پریشان تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ان سب لوگوں کو کہا کہ کھانا کھاؤ۔ لوگوں نے کھانا کھایا مجھے بھی کھانے کا کہا گیا تو میں نے کہا کہ میں اس وقت کھانا کھاؤں گا جب یہ لڑکی خود اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کر کے خود کھلائیگی ورنہ کھانا حرام ہے۔ دن گزر رہا تھا۔ لڑکی مردہ شکل میں پڑی تھی راقم اس کے پاس بیٹھا تھا اور توجہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھی کہ اسی کے لئے بھیجا ہے۔ اس پیرشانی میں القاء ہوا۔ کسی نے ایک عمل بس دل میں ڈال دیا تو میں نے صاحب خانہ سے کہا کہ ایک بکری یا ایک بھیڑ سیاہ رنگ کی پیدا کرو۔ عشاء تک وہ مل گئی

رات ایک بجے کے بعد ایک عمل جو ذہن میں آیا تھا۔ کیا جب اس بکری کے ذبح کرنے کے بعد اسکے پھیپھڑوں اور دل گردے اور جگر کو بے ہوش بچی کے سامنے لا کر اسکے دونوں ہاتھ اس پر لگائے تو وہ بدھک کر بیٹھ گئی میں نے الحمد للہ کہا۔ صبح لنگر تیار کروا کر نابالغ بچوں میں تقسیم ہوا اور اس لڑکی نے اپنے ہاتھ سے صبح کا کھانا تیار کیا اور راقم نے بھی کھایا اس نے بھی کھایا اسکے بعد اس کی علالت کا نہیں سنا کہ وہ بیماری ہوئی پھر ہمیشہ صحت یاب ہی رہی۔

ولی کی فراست:

اسی گاؤں میں ایک سردار صاحب رہتے تھے جنکی دو بھینسیں شیر دار تھیں اور دونوں میاں بیوی معمر تھے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ دو من آٹا اگر منگاتا ہوں تو رات میں ختم ہو جاتا ہے بھینسوں کا دودھ لینے کے لئے جاتا ہوں تو انمیں دودھ نہیں ہوتا۔ جو کوئی شے گھر میں رکھتے ہیں وہ رات ہی میں ختم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ پیسے بھی گھر سے غائب ہو جاتے ہیں اسنے مجبور کیا اور رات کو گھر لے گیا اس کی بیوی جو کہ معمر خاتون تھی۔ اسکو بھی تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے مکان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ایک باغیچہ آتا ہے اس میں سے جب ہم گزرے تو دائیں بائیں چند پتھر گرے وہ لوگ بہت ڈرے لیکن چونکہ میں تو بے خبر تھا۔ گھر پہنچے بعد عشاء اس گھر والی معمر خاتون کو آسیب حاضر ہو گیا۔ اور اسنے کہا کہ ہم جنات سے ہیں اور ساٹھ ہزار کا لشکر ہمارے اس باغیچے میں ٹھہرا ہوا ہے رات گذارو اور بھاگ جاؤ ورنہ تمہارا نام ونشان نہیں ملے گا۔ میں نے کہا تم جاؤ صبح بات کریں گے رات گزری صبح اسکو بلایا تو وہ اپنی جان کی پناہ مانگ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ

ہمارے لشکر نے رات تم کو مارنے کا اور کہیں دور پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن اچانک ایک بابا صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں نیزہ دار لاٹھی تھی ہمارے سب لشکر کو یہاں ایسی بری طرح بھگایا کہ وہ خطہ راولہ کوٹ سے نکل گئے بتایا وہ حضور قبلہ عالم صاحب تھے ورنہ میری خبر گیری اور کون کرتا۔ راقم قریباً ایک مہینہ صوبیدار میجر کے رہا۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی نظر کرم سے ان کے گھر میں خیریت ہو گئی اور راقم واپس آیا تو نمل سردار غلام محمد خان صاحب کے ہاں رات کو ٹھہرا۔ صبح ایک آدمی ساتھ لیا اور اس سے میں نے وعدہ کیا کہ چڑی کوٹ ایک جگہ کا نام ہے وہاں سے تم کو واپس کر دوں گا۔ دن بھر سفر کر کے جب مقام مذکورہ پر ہم پہنچے تو اس ساتھی نے حسب وعدہ اب واپسی کی اجازت چاہی میں نے کہا ٹھیک ہے سامنے قریب ایک پہاڑی تھی۔ میں نے اسکو کہا کہ وہاں سے تم واپس چلے جانا جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا عزیزم سیّد محمد حسین شاہ صاحب اور برادرم سیّد عبدالرشید شاہ صاحب سامنے ہیں ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا ہم کو علی الصبح حضور قبلہ عالم نے حکم دیا کہ جاؤ میرا کہا کہ اس کا پتہ کرو اور چڑی کوٹ والے راستے جانا یعنی قبلہ عالم کو معلوم تھا کہ وہ آرہا ہے اور ساتھ ہی اس نے جہاں سے واپس کرنا ہے وہاں یہ دونوں پہنچ جائیں وہ واپس گیا اور ہم تینوں رات کو گھر پہنچ گئے حضور کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر سب روئیداد سفر بیان کی تو ارشاد فرمایا کہ باہر جا کر پیر لوگ مرغ کھاتے ہیں تو پھر انکو اسی طرح کی خوابیں آتی ہیں اور فرمایا کہ ہم تو گھر ہی مقیم ہیں کہیں نہیں گئے:

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

☆☆☆☆

کرامت

از قلم مسکین بخاری

عالیجناب قبلی و کعبہ و ملجائی و ماوائی حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بارادوہ حرمین الشریفین آستانہ عالیہ بساہاں شریف سے چل کر ہجیرہ قیام فرمایا۔ ہجیرہ اس وقت غیر آباد علاقہ تھا کوئی سڑک کوئی ٹریفک نہ تھی۔ چند دوکانیں مختلف حالات کی تھیں ایک دو ہوٹل معمولی قسم کے تھے بازار کے شمالی حصہ پر ایک دوکان پر ایک کمرہ بھی تھا۔ اس کمرہ میں حضور قیام فرماتے تھے اور ایک خادم مسمی سائیں امام دین صاحب جو اسی علاقہ کا رہنے والا تھا ہمراہ تھا۔ راقم الحروف کے نام حکم نامہ آیا کہ گھوڑی لے کر آؤ اور گھوڑی سردار غلام محمد خان کے حوالے کر دو اور خود آکر ملاقات کر جاؤ راقم بساہاں شریف سے گھوڑی اور ایک دو افراد کے ہمراہ چلا جن میں ایک سیّد محمد حسین شاہ صاحب درویش بھی تھے۔

راقم حقیر پر تقصیر سرتا پا معاصی اسی سال بیمار ہوا۔ اور حضور نے اپنی سواری کی گھوڑی بطور صدقہ خیرات فرمائی اور وہ سردار غلام محمد خان صاحب آف نمل کو عطا کی۔ ہم نے گھوڑی سردار صاحب کے پاس پہنچائی اور دوسرے دن نمل سے چل کر ہجیرہ حضور کی خدمت میں عصر کے وقت پہنچے وہاں افراد:

حضور کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ بعد نماز عصر ختم طریقت پڑھ کر میں نے خیال کیا کہ یہاں حضور اور آپ کے خادم کے کھانے کا بندوبست اسی خادم مذکور نے کرنا ہے۔ اس سفر میں حضور نے کسی کی دعوت قبول نہیں فرمائی خوردونوش اور رہائش کا سب انتظام اپنی جیب مبارک سے فرماتے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور ہم اٹھ کر باہر جانے لگے۔ خیال یہ تھا کہ بازار میں جا کر کھانا کھالیں بس بھوک بھی تھی۔ کیونکہ سفر سارا پیدل تھا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کدھر جا رہے ہو عرض کی کہ ذرا گھوم لیں فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بس بیٹھ گئے حتیٰ کے مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آذان ہوئی اور وہاں ہی جماعت سے نماز ادا ہوئی جماعت میں ہمارے علاوہ ۳۰، ۳۵ نفری یا کم و بیش فوجی جوان تھے۔ مغرب کی نماز سے قبل سائیں امام دین صاحب جو خادم تھا کھانا لایا۔ ایک چھوٹی سی دیگچی جس میں بمشکل نیم سیر پانی سما سکے اس میں سالن تھا وہ بھی نصف تھی اور تین عدد پراٹھے۔ یعنی یہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور آپ کے خادم کا کھانا تھا جو خادم موصوف کسی چولہے پر تیار کر کے لایا۔ نماز ادا ہوئی تو فوجی جانے لگے حکم ہوا سب بیٹھ جاؤ ہم مسافروں کے ساتھ کھانا کھا کر جاؤ۔ سب بیٹھ گئے۔ حضور نے وہ دیگچی اور روٹیاں جو تعداد میں تین عدد تھیں طلب فرما کر اپنی چادر مبارک اس پر ڈال دی۔ اور اپنے دست مبارک سے چائے والی پیالیوں میں سالن ڈالا ایک پیالی میں دو دو تین تین آدمی شریک ہو گئے اور روٹیوں کے ٹکڑے فرما کر ایک ایک ٹکڑا سب کو اپنے دست مبارک سے عطا فرمایا۔ اور حکم ہوا کھاؤ۔ ہم بھی اس مجلس میں شریک طعام تھے۔ میں نے خیال کیا کہ ہم سفر کر کے آئے بھوک بھی خوب ہے اس ٹکڑے سے ہمارا کیا بنے گا یہ لوگ یعنی فوجی لنگر سے کھانا کھائیں گے۔ بہرحال بسم اللہ ہوئی کھانا شروع ہوا پہلا لقمہ اضطراب

کا تھا۔ اوراس کے کھانے کے بعد دوسرا لقمہ سیر ہونے کا تھا۔ ہمیں دوبارہ ایک ایک ٹکڑا عطا ہوا۔ اور تبسم نما لہجہ میں فرمایا کہ تم اور کھاؤ اس لئے کہ تم کو بھوک زیادہ لگی ہوئی ہے سب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو حضور نے خادم کو بھی ایک ٹکڑا اپنے ہاتھ مبارک سے عطا فرمایا وہ بھی جب کھا بیٹھا تو خود بھی ایک ٹکڑا لے کر تناول فرمایا۔ اور فرمایا کہ ابھی روٹی بہت ہے اگر کسی نے کھانی ہو لیکن ہم تو اتنے سیر ہوئے کہ بس ضرورت نہ تھی حضور نے کھانا تناول فرما کر دعا فرمائی اور خادم کو ارشاد فرمایا کہ یہ سالن اور روٹیاں سنبھال کر رکھو۔ صبح کام آئینگی میں نے کمرے میں جا کر دیکھا تو سالن نصف دیگچی موجود ہے، اور دیڑھ روٹیاں بشکل پراٹھا موجود ہے کم از کم ۳۰، ۳۵ افراد نے کھانا کھایا اور میں نے عرض کیا ہے۔ کہ سالن نصف دیگچی تھی اور تین عدد پراٹھے تھے عشاء کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہاں برکت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو تھوڑے کو زیادہ کر دیتا ہے اور چاہے تو زیادہ کو کم کر دیتا ہے دوسرے دن حضور کی راولپنڈی روانگی تھی ۔ ہجیرہ سے تراڑ کھل پلندری اور آزاد پتن تک اس دن پہلی فوجی جیپ حضور کو لے کر گزری ایک بریگیڈئر صاحب تھے سرکاری جیپ لے کر بازار میں آئے حضور کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور عرض کی کہ حضور اس سڑک کا افتتاح آپ کی جیپ اور آپ کی روانگی سے ہو رہا ہے ڈرائیور کو بار بار ہدایت کر رہا تھا کہ کوئی تکلیف نہ ہونے پائے ۔ جیپ کے پچھلے حصہ میں برادرم معظم ومکرم حضرت حاجی پیر سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب بخاری جو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے تشریف فرما ہوئے اور دوسرا خادم سائیں امام دین صاحب تھے قریباً ۱۰، ۱۱ بجے جیپ روانہ ہوئی ہم نے قدم بوسی کی اور دیکھتے دیکھتے ہجیرہ کے سامنے کی پہاڑی کو عبور کر گئی سن اور تاریخ یاد نہیں:

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت، خیمہ زود، بارگاہ ساخت

☆☆☆☆☆

رکن دین جن

(از قلم: پیر طریقت سیّد محمد امین بخاری)

۱۹۹۴ء کا واقعہ ہے کہ راجہ فریدون خان صاحب راٹھو سکنہ دھڑہ سدھرون تحصیل حویلی پونچھ آزاد کشمیر نے اپنا مکان نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا۔ موصوف راجیہ ممتاز حسین خان راٹھو سابقہ وزیر اعظم اور موجودہ سپیکر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر کے بڑے بھائی ہیں۔ پہلے یہاں بنگلہ تھا۔ جو انقلاب کی وجہ سے کچھ منہدم ہو گیا۔ اور کچھ باقی تھا اسکو نئے طریقہ سے تعمیر کرنے کے دوران ایک چھوٹا سا کمرہ مکان کے درمیان آیا۔ جس کو انہوں نے غسل خانہ اور بیت الخلا بنانے کا پروگرام بنایا۔ مستری کام کر رہا تھا۔ یہ غسل خانہ دو طرفہ کمروں کے سینٹر میں واقع تھا اور دونوں طرف سے استعمال ہو سکتا تھا۔ مستری بیمار ہو گیا مستری بھی وہاں کا رہنے والا تھا۔ مستری گھر گیا اس کے گھر اس کے پیر صاحب مسمی پیر نظیر حسین شاہ صاحب تشریف فرما تھے۔ پیر صاحب نے رات گزرنے کے بعد مستری صاحب سے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے بتایا کہ میں راجہ صاحب کا مکان تعمیر کر رہا ہوں۔ پیر نظیر حسین شاہ صاحب نے فرمایا کہ رات میرے پاس ایک جن آیا اور اس نے اپنا نام رکن دین بتایا اور اس نے اپنی عمر ۱۵۰ سال بتائی نیز اس نے کہا مجھے راجہ صاحب کے اس بنگلے کا چوکیدار حضرت غوث زماں

الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری نقشبندی قادری چشتی کبروی شطاری بساہاں شریف نے مقرر کیا ہے۔ اور حضرت صاحب کا میرے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ میں اس کی چوکیداری کروں گا۔ اور یہ کمرہ جس کو تم آج غسل خانہ اور باتھ بنانا چاہتے ہو یہ میری رہائش گاہ ہے۔ اس وقت میرا بال بچہ باہر زمین پر ہے۔ اگر راجہ صاحب اس وعدے پر قائم رہیں جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میرے ساتھ ہے تو پھر یہ کمرہ میرا ہے مجھے دیں تو میں بھی اسی وعدہ پر قائم ہوں اور اگر یہ کمرہ نہیں دے سکتے تو پھر مکان کا اگلا حصہ مجھے دے دیں۔ اور اگر مجھے نکالنا مقصود ہے تو پھر یہ بھی یہاں نہیں رہیں گے۔ اور نہ یہ بنگلہ رہیگا۔ جب یہ اطلاع راجہ صاحب کو ملی تو آپ کے بھائی راجہ مظفر صاحب نے کہا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے بس یہ کہنا تھا کہ موصوف کی بچی ایسی بیمار ہوئی کہ وہ اس کو اس وقت علاج کے سلسلے میں کئی ڈاکٹروں کے پاس لے کر پھرے اور کئی دن بلکہ کئی ہفتے بچی کو لے کر پھرتے رہے۔ کئی دنوں کے بعد بچی کو کو آرام نہ آیا۔ تو پھر حضرت پیر نور حسین شاہ صاحب کے پاس لے گئے۔ جو اس وقت ڈھوک میں تھے۔ آپ نے دودھ بچی کو دیا جو کئی ہفتوں اور دنوں کے بعد اس نے پیا اور اس کو آرام ہوا۔ راجہ فریدون خان صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس پیر مشتاق شاہ صاحب جو چکارے کے رہنے والے ہیں اور اس علاقہ میں اکثر آتے جاتے ہیں بلکہ سدھروں میں ہی انہوں نے شادی بھی کی ہوئی ہے۔ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں میں ایک تعویز یہاں لگاؤں گا۔ اور سب خیریت ہوگی۔ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ میں بھی پیر صاحب کو کہا کہ تعویز تم خود ہی اس کمرہ میں لگاؤ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ میں بھی پیر صاحب کے ہمراہ اس کمرہ میں گیا۔ بے ساختہ اس کمرے سے بھاگے۔ میں آوازیں دیتا

رہا۔ اور میں آہستہ نکل کر باہر آیا۔ کیونکہ دوڑ نہیں سکتا تھا۔ اور مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ باہر آکر دیکھا تو پیر صاحب کا نام ونشان نہیں بہت دور سے بھاگے جارہے ہیں اس کے بعد پیر صاحب نے اس وقت تک کچھ نہیں بتایا۔ کیا بیتی راجہ صاحب نے کہا کہ ہم نے اس کمرے کو صاف کر کے پلستر وغیرہ کر کے دروازہ وغیرہ لگا کر محفوظ کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک ایک بات وہاں ہے کہ لائٹ خود بخود جلتی ہے اور خود بخود بند ہوتی ہے۔ اگر ہم لائٹ بند کر کے باہر آئیں تو جل جائے گی۔ اور اگر جلا کر باہر جائیں تو بند ہو جائے گی۔ ہم نے اعلان کر دیا کہ اگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کمرہ رکن دین صاحب کو دیا ہوا ہے تو بس ہم حضرت صاحب کے وعدہ پر قائم ہیں ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ یہ واقعہ راجہ فریدون خان صاحب زبانی راقم نے عرس مبارک کی حاضری کے بعد واپسی پر محررہ ۳ مئی ۱۹۹۷ء مطابق ۴ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ کو بمقام دھڑہ سنا اور لکھا۔

متفرق کرامات:

روایت کی سیّد ہدایت شاہ صاحب سکنہ جبی کے فرزند نے کہ حضور قبلہ عالم غوث زماں الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی قادری چشتی سہروردی کبروی کا مرید اپنی بھینسیں چرا رہا تھا کہ بھینس گر گئی۔ تو اس شخص نے بہت واسطے دیئے لیکن بھینس گر رہی تھی۔ بالآخر اس نے حالت اضطرار میں کہا کہ یا حبیب شاہ میری بھینس کو بچاؤ۔ بھینس وہاں ہی رک گئی۔ جگہ ناہموار تھی۔ راستہ بنوایا گیا۔ پھر بھینس کو اس جگہ سے نکالا گیا اور دیکھا تو اس کے ایک طرف کھانے والا ہاتھ لگا ہوا ہے۔ جسمیں چاول دہی اور سالن ملا ہوا ہے۔ وہ شخص حضرت کی خدمت میں بساہاں شریف حاضر

ہوا۔ اور تجسس حال سے اسکو معلوم ہوا کہ حضرت اس دن کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اچانک تھوڑی دیر کے لئے دست راست بلند فرمایا۔ پھر دھو کر کھانا تناوہ فرمایا۔ دریافت کرنے پر کچھ نہ بتایا۔ دو چار یوم کے بعد جب وہ آدمی آیا تو حالات کا انکشاف ہوا۔

سیّد ہدایت شاہ صاحب کے فرزند فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ ہمارے گھر والے جب بھینسوں کو چرنے کیلئے گھر سے نکال کر جنگل میں بھیجتے تو خود یہ کہہ کر واپس آجاتے۔ کہ اب اللہ والے ہی حفاظت کریں۔ اور گھاس چر کر مویشی شام کو واپس آجاتے۔ مویشیوں کو بیماری بشکل وباء پڑ گئی اور مویشی مرنے لگے تو میری والدہ صاحبہ نے میرے والد یعنی ہدایت شاہ صاحب کو کہا کہ تم حضرت صاحب کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو ہماری ایک بھینس بیمار ہو گئی ہے۔ ہدایت شاہ صاحب جب بساہاں شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب گھاس کٹائی کرا رہے ہیں جس کو پہاڑی زبان میں (لیتری) کہتے ہیں۔ یہ وہاں پہنچے اور عرض کی کہ وباء پھیل گئی ہے۔ اور ہماری بھینس بیمار ہے۔ فرمایا میرے پاس یہاں قلم دوات نہیں ہے۔ ہدایت شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت جی میں قلم و دوات والے بہت ہیں۔ آپ اپنی زبان مبارک سے فرمائیں کہ بھینس ٹھیک ہو جائے۔ آپ نے گھاس اٹھا کر دی میں جب گھر پہنچا تو دریافت پر معلوم ہوا کہ کہ بھینس اس وقت ٹھیک ہو گئی اور گھاس کھانے لگی۔ گھاس کٹائی کرنے والوں کی نگرانی حضرت قبلہ وکعبہ ملجی و ماوائی الحاج حضرت پیر سیّد شاہ ولایت بخاری نقشبندی، قادری، مجددی، چشتی، سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بساہاں شریف فرما رہے تھے۔ اور گھاس کٹائی کرنے والے افراد سینکڑوں

پرمشتمل تھے۔ جب شام قریب آئی تو حضور پرنور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا ہے۔ اور گھاس کٹائی جاری رہی۔ اور خود بھی کھڑے رہے۔ جب گھاس ختم ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اپنے کپڑے اور سامان سنبھال لو ادھر لنگر خانہ اطلاع بھیجی کہ روشنی کا انتظام کرو، روشنی کا بندوبست ہو گیا اور لوگوں نے اپنا اپنا سامان سنبھال لیا۔ تو حضور نے عصا مبارک زمین سے کھینچا تو معلوم ہوا کہ رات کے بارہ بج رہے ہیں۔

ہدایت شاہ صاحب کے والد سیّد محمد حنیف شاہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور قبلہ و کعبہ ملجئی و ماوا مرشدی وابی حضرت الحاج پیر سیّد شاہ ولایت شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی ثم مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یک مرید مسمی نکلا تھا۔ اس کی ایک بھیڑ مادہ اور ایک ہنڈ ونر (دنبہ) گم ہو گیا۔ بسیار تلاش کے بعد وہ ایک جگہ بیٹھ کر رونے لگا۔ کہ میرا نقصان ہو گیا۔ پھر وہ اٹھ کر اس جگہ سے چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت جناب شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ سامنے کھڑے ہیں فرمایا منگتا اتنا کیوں روتا ہے ہم ابھی زندہ ہیں جاؤ فلاں جگہ تمہاری بھیڑ نر مادہ موجود ہیں وہ وہاں گیا تو دونوں کو گھاس چرتے پایا۔

بکروال خاندان کا یک فرد ماہ مگھر میں حالن شمالی راقم کی اراضی میں ٹھہرا۔ اس کے ہمراہ بھیڑ بکریاں اور گھوڑے وغیرہ تھے۔ ایک دن سخت بارش ہوئی اس علاقے میں ماہ مگھر میں سردی ہو جاتی ہے۔ بارش کی وجہ سے سردی بھی خوب تھی۔ بکروال کے چند ہنڈو گم ہو گئے (دنبے) اسکا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑکا جس کی بارہ سال عمر تھی۔ اور اس کی ایک بہن اس بارش ہی میں ان بھیڑوں کی تلاش میں نکلے۔ والد نے غصہ کیا بس دونوں بہن بھائی

ڈر کر اس اراضی میں ایک جھاڑی کے نیچے چھپ گئے اور رونے لگے وہ بچہ حضور عالم بساہنوی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ جب کچھ رات گزری تو وہ سردی سے ٹھٹھر گئے۔ بارش بھی ہو رہی تھی۔ ڈر بھی گئے تو اس بچے کی اور اسکی بہن کی زبانی ہے کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جھاڑی کے قریب کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنی بھیڑیں لے جاؤ۔ اور ڈیرہ پر چلے جاؤ تمہیں تمہارا والد نہیں مارے گا۔ دونوں بہن بھائی نے بھیڑیں آگے رکھیں اور ڈیرہ پر آگئے۔ اور صبح ان دونوں نے راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات آئے ہوئے تھے۔ ہمیں ملاؤ حضور کے وصال مبارک کو چند سال گزر چکے تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سیّد محمد امیں بخاری محررہ ۲۰ مئی ۱۹۹۷ء ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۸ ھجری۔

☆☆☆☆☆

قیام پاکستان کے واقعات

(از قلم: حضرت پیر سیّد محمد امین بخاری مدظلہ العالی)

برادران اسلام! ۱۹۴۷ء کا سال گزر رہا تھا اور علاقہ میں نہایت بے چینی تھی۔ ہندو وسکھ قبائل پوری ریاست سے نکل کر شہر پونچھ اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور ہندو سکھ جتھے جن کو ڈوگرہ ملٹری کی حمایت حاصل تھی۔ پونچھ شہر کے اردگرد کے گاؤں کو لوٹتے تھے۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ پورے ملک میں نہایت ہی بے چینی اور اضطراب کا عالم تھا۔ لوگ اپنا گھربار چھوڑ کر پاکستان کی طرف نکل رہے تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں میرے چچا جان جناب سیّد سیف اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے گھر جائیداد مال مویشی سب کچھ ملازمین کے حوالے کر کے ایک گھوڑا اور ایک گھوڑی ہمراہ لے کر مع اہل و عیال بساہاں شریف حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آ گئے تھے۔ اور گزارش کی کہ یہاں کے حالات بہت خراب ہیں لہٰذا ہم سب کو پاکستان ہجرت کر جانا چاہیے۔ اور حضور گھر سے نکلیں اور پاکستان چلیں۔ انہیں دنوں حضرت پیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت کی نہایت اہم شخصیت تھے۔ عالم شاعر اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ سرائے اقدس بمقام دہری پونچھ شہر سے قریب ہے سے نکل کر تشریف لا رہے تھے دیگوار کے مقام پر کفار کے ساتھ آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت کے ہمراہ ایک صاحبزادہ اور ایک ملازم تھے تینوں کو وہیں راستہ میں شہید کر دیا۔ آپ کی سواری اور جو سامان ہمراہ تھا کفار لے گئے۔ بعد میں رات کو تاریکی

میں آپ کی اولاد اور برادری کے افراد گئے۔ اور شہدا کی لاشوں کو لا کر بمقام کرسن دھڑ وسدھر دن دفن کیا۔ اس طرح کے کئی حالات روزانہ وارد ہو رہے تھے۔ تو جناب چچا صاحب جو بہت ہی گھبرائے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کو سخت زور دیا کہ نکلو۔ اور پاکستان چلیں۔ جناب چچا صاحب کی بے تابی کو حضور نے کافی ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور پورے علاقہ کی نظریں حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی ذات پر مرکوز تھیں۔ اس دوران برف باری بھی تھی۔ چچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سترھواں دن تھا۔ بساہاں شریف کہ حضرت صاحب صبح مسجد شریف سے تشریف لائے۔ جب کہ جناب چچا صاحب مہمان خانہ میں قریباً ۵۰، ۶۰ افراد گاؤں کے ساتھ تھے جن میں سادات حضرات اور زمیندار تشریف فرما ہیں۔ راقم الحروف سے چائے کا سنموار لا کر رکھا، تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راقم کو آواز دی اور ساتھ ہی حضور نے اپنی لوئی مبارک (گرم چادر) کو جھاڑا چونکہ برف باری ہو رہی تھی۔ میں مہمان خانہ کے باہر کے حصہ میں حاضر ہوا تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بغل مبارک سے ایک اخبار نکال کر میرے ہاتھ میں دیا اور سرخی جو بڑی لائن تھی۔ اس پر انگلی مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہ جگہ اپنے چچا کو دکھاؤ اور مبارک دو کہ جنگ بند ہو گئی ہے۔ اور حضور اندر خانہ تشریف لے گئے میں اخبار اندر لایا اور قبلہ چچا عمویم صاحب کو پیش کیا اور وہ جگہ جو حضور نے دکھائی تھی۔ پڑھ کر سنائی لکھا تھا۔ کہ آج رات ایک بج کر ایک منٹ پر کمانڈر انچیف بھارت اور کمانڈر انچیف پاکستان نے جنگ بندی پر دستخط کئے۔ اور جنگ بند ہو گئی۔ قبلہ چچا عمویم صاحب نے اخبار اپنے دست مبارک میں لے کر عینک لگا کر دیکھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کہ یہ اخبار ان کا ہی ہے۔ لیکن یہ راولپنڈی میں چھپا ہے اور

آج تک یہ اخبار ہم نے نہیں دیکھا۔ اور پھر اس برفباری میں یہ اخبار کون لایا ۸، ۹ بجے صبح کا ٹائم تھا۔ اس وقت علاقہ کی یہ حالت تھی کہ راولپنڈی سے سہالہ سے آگے کوئی سڑک نہ تھی۔ اب پیدل راستہ تھا۔ اور وہ علاقہ بوجہ جنگ ہر طرح سے کٹ کر رہ گیا تھا۔ نہ سڑک نہ رسل و وسائل کے ذرائع۔ اخبار کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ (اخبار کا نام اور تاریخ یاد نہیں) یہ اخبار راقم الحروف کے پاس ۱۹۶۵ء تک محفوظ رہا بعد میں راقم کا ذاتی کتب خانہ لوٹا گیا۔ وہاں یہ اخبار ضائع ہو گیا۔ اندریں وجہ سب حاضرین حیران تھے۔ کہ آج کا اخبار ہے برف باری عروج پر ہے اور راولپنڈی پریس سے نکلتے ہی یہ اخبار کس طرح بساہاں شریف پہنچ گیا۔ پھر عجیب بات یہ تھی کہ پورا اخبار بغیر کسی سلوٹ اور دوہرا کرنے کے تھا۔ پورا اخبار سیدھا تھا۔ اخبار پڑھنے کے بعد جناب چچا عمویم صاحب اخبار ہاتھ میں لے کر اندر تشریف لے گئے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چولہے کے سامنے آگ سینک رہے تھے۔ تو عمویم صاحب نے بعد سلام عرض کی حضور یہ اخبار کون لایا۔ حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ ہم نماز اشراق پڑھ رہے تھے کہ کوئی اخبار رکھ کر چلا گیا۔ ہم نے دیکھا نہیں کون تھا۔ بعد فراغت ہم نے اخبار دیکھا، تو جنگ بندی کی خبر پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اور آپ کو خبر سنائی۔ جناب عمویم صاحب نے اصرار کرنا شروع کیا۔ کہ حضور والا آج صبح نماز کے وقت اخبار پریس سے نکلا اور پھر اس وقت ۹، ۱۰ بجے کے قریب ٹائم ہے، آپ کے پاس کس طرح پہنچ گیا۔ حضور نے پہلا ہی جواب دھرایا اور کھڑے ہو کر اپنی لوئی اوڑھ کر مسجد شریف کی طرف چلے گئے۔ وہاں حضور قبلہ عالم ایک پڑوسی زمیندار مسمی میر ناپسوال بیٹھا ہوا تھا۔ یہ حضور کا پڑوسی تھا ہر روز صبح کی نماز حضور کے ساتھ مسجد میں ادا کر کے حضور کی بارگاہ میں اندر ہوں یا مسجد ہو بیٹھا رہتا تھا اور صبح

کی چائے حضور کے ہمراہ پی کر گھر جاتا تھا۔ وہ بول اٹھا اس نے جناب عمویم صاحب کو کہا کہ پیر صاحب میں تو آپ کو بڑا عقلمند سمجھتا تھا لیکن افسوس یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جن کی یاری رب سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ایک دو یوم میں مطلع صاف ہو گیا۔ اور حضور قبلہ عالم نے جناب عمویم صاحب کو حکم دیا کہ گھر جاؤ۔

ایک واقعہ:

حضور قدرۃ السالکین زبدۃ العارفین، ملجاء الفقراء والغرباء، والیتٰمی والمساکین حضرت قبلہ وکعبہ الحاج پیر سیّد شاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید مسمی خلیفہ لال دین سکنہ موضع ملہان علاقہ اوڑی پونچھ کا رہنے والا تھا۔ انقلاب کے بعد یعنی ۱۹۴۷ء سے لے کر حضور قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری سفر حجاز مقدس تک وہ بارڈر لائن عبور کر کے حضرت کی بارگاہ میں آتا رہا۔ اور سال میں کئی دفعہ آتا تھا۔ سالانہ عرس مبارک پر تو وہ کئی من چاول اور دیگر اجناس اور کئی افراد ہمراہ لے کر آتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس آمد و رفت میں باوجود بارڈر کی سخت پابندی کے کسی بھی حکومت یعنی بھارت اور پاکستان کا کوئی ملازم ہی نہیں۔ آزاد کشمیر کے علاقے میں چھانجل اور کیرنی مندھار اس علاقہ پر کرنل خزین شاہ صاحب کی کمان تھی اور کرنل صاحب نے خلیفہ لال دین کی آمد کا سن لیا اور یہ بھی سنا کہ مجھے دونوں طرف سے کوئی ملازم بساہاں شریف جاتے اور آتے نہ ملا۔ کرنل صاحب نے علاقہ کیرنی اور خاص کر چھانجل پل پر خصوصی گارڈیں تعینات کیں۔ کہ لال دین کو پکڑنا ضروری ہے۔ ایک دن کرنل صاحب حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور مسجد شریف میں جلوہ افروز تھے کرنل صاحب نے چائے

وغیرہ نوش فرمائی راقم الحروف حاضر تھا۔ کرنل صاحب نے کہا کہ جناب
میں نے سنا ہے کہ آپ کا ایک مرید بھارت کے ایریا سے دن دیہاڑے آتا
ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کوئی باڈر کے دونوں طرف کوئی نہیں ملا۔ اس لئے میں
نے کیرنی اور چھانجل خصوصی گارڈ دیں مقرر کیں کہ اس کو گرفتار کرنا ہے اور
اس کو بتانا ہے کہ کس طرح تمہیں کوئی نہیں ملا اس وقت خلیفہ لال دین مسجد
شریف میں موجود تھا اور حضور قبلہ عالم کی پیٹھ دبا رہا تھا۔ اور کرنل صاحب
کے سامنے بیٹھا تھا حضور نے صرف تبسم فرمایا اور کرنل صاحب کو کئی جواب نہ
دیا جب کرنل صاحب رخصت ہوئے تو راستے میں ہالن آتے ہوئے پھر کرنل
صاحب نے یہی تذکرہ چھیڑا کہ میں لال دین کو پکڑ کر بتاؤں گا کہ کس طرح
تمہیں کوئی نہیں ملتا راقم ہنس پڑا کرنل صاحب بہت غصے والے تھے بہت غصے
سے کہنے لگے کہ تم کیوں ہنستے ہو میں نے کہا کہ کرنل صاحب تم اس کو نہیں پکڑ
سکتے اس پر وہ غصے میں آئے اور کہا کہ پکڑ کر بتاؤں گا۔ میں نے کہا کہ کیا
پکڑو گے گزشتہ شب مغرب کی نماز تو اس نے حضرت صاحب کے ساتھ
پڑھی اور جو آدمی حضرت پیر صاحب کی بارگاہ میں آپ کے سامنے حاضر تھا
وہی تو لال دین ہے بس کرنل صاحب بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے وہ تو ہمیں اس
طرح اس طرح کر گیا اپنے آپ کو گالیاں دے رہا تھا لال دین صاحب کا
کہنا تھا۔ کہ چھانجل پر تو کرنل صاحب کھڑے تھے میں نے ہاتھ بھی ملایا ہے
۔ لیکن اس نے نہ مجھے پونچھ کچھ کی اور نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی۔ خلیفہ
لال دین بساہاں شریف سے ایک دفعہ رخصت ہونے لگا تو حضور قبلہ عالم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کی کہ یہ ماہ ساون ہے اور میرے گھر میں ایک برتن
میں صرف ۳۰، ۴۰ سیر مکئی ہے۔ آگے ماہ اسوج کا کام کاج بھی ہے جس میں
کافی غلہ کی ضرورت ہے۔ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کرم فرما دے حضرت

نے ارشاد فرمایا کہ اس برتن کا منہ بند کرو اس کو اوپر سے نہ کھولنا۔ اور تین بار بسم اللہ اور سورۃ اخلاص شریف پڑھ کر پھونک کر نیچے دانے جتنے ہوں نکال لیں۔ لال دین صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے گھر جا کر اسی برتن کا منہ پکا کر کے بند کر دیا۔ اور نیچے سے جو دانے نکالنے والا سوراخ تھا اس سے دانے نکالنے شروع کیے ماہ ساون، بھادوں، اسوج کا تک ہم دانے نکالتے رہے اور آٹا بنا کر کھاتے رہے ماہ مگھر میں میری عدم موجودگی میں جب نیا غلہ تیار ہوا تو میرے گھر والوں نے اس برتن کا منہ کھولا کہ دانے کیسے ڈالیں تو وہ حیران ہو گئے کہ اس برتن میں دانے ڈالنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ وہ برتن بالکل بھرا ہوا ہے۔ لیکن اس کے منہ کھولنے کے بعد وہ بات نہ رہی اور دانے جو ڈالے جاتے تھے وہ نکالنے سے ختم ہو جاتے تھے۔ (مسکین بخاری ۲۴ اگست ۱۹۹۷ء)

☆☆☆☆☆

برادرم : سیّد غلام احمد شاہ صاحب مرحوم ومغفور کی دوسری شادی علاقہ باڑا (جو آزاد کشمیر کا حصہ ہے) سے ہوئی۔ اور اس کے بعد دعوت ولیمہ ہوئی۔ اس میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعوت ولیمہ بھی ہے اور ہماری روانگی حرمین الشریفین بھی ہے۔ لیکن آپ لوگوں سے ہماری آخری ملاقات ہے اس پر مجمع میں ایک کہرام مچ گیا۔ تو حضور نے سب کو تسلی دی اور فرمایا کہ ہم وہاں پہنچ کر آپ کے بہت قریب ہوں گے۔ اور یہاں سے زیادہ کام آئیں گے۔ کھانا کھانے کے بعد سب کو آخری بار رخصت فرما کر صبح راقم الحروف مسکین محمد امین کی بھی ہالن شمالی روانگی تھی۔ چونکہ میں اس وقت ہالن شمالی میں رہتا تھا میرے ساتھ میری دو بیویاں اور ایک بچہ محمد صغیر نامی اور دو بچیاں تھیں۔ ہم روضہ شریف کے کونے پر پہنچے تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور مزار شریف کے کونے کے ساتھ ایک پتھر سے ٹیک لگا کر قیام فرمایا۔ سامنے ہم مذکورہ نفوس کھڑے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم صبح ہمیں راستہ پر مل لینا اور پھر ہمراہ چلنا۔ حضور والا کے عقب میں راستہ ہے۔ وہاں راجہ حبیب اللہ خان صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ آپ کی اولاد آپ سے رخصت ہو رہی ہے۔ ان کو کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ تا کہ ہم بھی سن لیں اور یاد رکھیں حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میری دو باتیں ہیں یہ بھی سن لیں اور تم بھی سن لو فرمایا مسجد ہم نے نہایت پیار سے اور ذوق وشوق سے تیار کی ہے اگر انہوں نے اس کو آباد کیا تو یہ بھی آباد رہیں گے اور اگر

مسجد کو غیر آباد کر دیا تو یہ خود بخود غیر آباد ہو جائیں گے۔ اور مسجد کو آباد کرنے کے لئے کوئی اور مخلوق آ جائے گی۔ میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس سے مستثنٰی ہے کیوں کہ یہ یہاں نہیں رہتا۔ اور نمبر ۲ ارشاد فرمایا کہ میرے مہمان ان کے پاس آئیں گے اگر وہ پیٹ بھر کر روٹی کھا کر گئے تو ان کو بھی روزق ملتا رہے گا۔ ورنہ یہ خود بخود بھی بھوکے رہینگے۔ میری یہی دعا ہے اور یہی نصیحت ہے اور یہی حکم ہے۔

دوسرے دن علی الصبح حضور نے روانگی فرمائی۔ ہر شخص سواری سے قدم بوس ہوتا گیا۔ اور روتا ہوا لوٹتا گیا۔ عصر کی نماز سے قبل رنکڑی برلب سڑک فیروز دین مرحوم کے گھر قیام فرمایا۔ دوسرے دن وہاں سے چلکر دھڑہ پائیں راجہ غلام سرور خان صاحب مرحوم کے قیام فرمایا اور محترم راجہ صاحب کی والدہ گرامی قدر جو حضور قبلہ عالم کی رشتہ میں خالہ صاحبہ تھیں۔ ملاقات کی اور رات کو قیام فرمایا (راجہ غلام سرور خان صاحب مرحوم موجودہ راجہ ممتاز حسین خان راٹھو کے حقیقی چچا تھے۔

دوسرے دن دھڑا پائیں۔ راجہ غلام سرور صاحب سے روانہ ہو کر عباس پور پہنچے اور مسجد شریف جو اس وقت ایک ہی مسجد تھی قیام فرمایا۔ بعد مغرب یا عشاء خواجہ محمد صاحب تشریف لائے اور حیران ہو کر بصد اصرار اپنے مکان پر لے گئے اور رات وہاں گزاری۔

عباس پور سے چل کر حضور نمبل بالا علاقہ گھمبر تشریف لے گئے۔ اور سردار غلام محمد خان صاحب کی دعوت پر وہاں قیام فرمایا۔ نمبل سے براستہ کنگیل دھار ججیرہ تشریف لائے۔

موضع کنگیل دھار آباد لوگ زیادہ تر مستری حضرات کا مسکن ہے۔
بہت لوگوں نے اصرار کیا لیکن کسی نہ ٹھہرے۔ حضور خچر پر سوار تھے۔ مغرب قریب تھی کہ ایک معمولی سے مکان کے قریب پہنچ کر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کس کا مکان ہے کسی نے کہا کہ حضرت یہ ایک نومسلم جو سکھ خاندان سے مسلمان ہوا ہے اور نہایت غریب ہے اور تنہا اس مکان میں رہتا ہے فرمایا کیا نام ہے اسکا کسی نے عرض کی شیخ مبارک اسکا نام ہے اور پھر اس نے کہا کہ یہ سکھ زادہ ہے بس حضور خچر سے اترے اور فرمایا دروازے کو دستک دو۔ دستک دی گئی۔ ایک نوجوان خوبصورت اور نہایت ہی غریب دروازے سے باہر آیا۔ حضور کو دیکھ کر بہت لوگوں کو دیکھ کر حیران پریشان ہو گیا۔ بڑی ہمت سے قدم بوس ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم مسافر ہیں۔ رات گزارنے کے لئے اپنے مکان میں جگہ دو گے۔ وہ لڑکا حیران تھا۔ اور اس نے عرض کی مکان تو حاضر ہے۔ لیکن آپ کے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ کہ حضور نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر مکان کے اندر قدم مبارک رکھا۔ اب گاؤں کے اور علاقہ کے امراء حضرات ہمراہ تھے۔ جو دعوتیں دیتے رہے۔ اور قبول نہ ہو سکیں۔ مکان کے اندر جا کر ساتھیوں کو حکم دیا مکان صاف کرو، نماز مغرب پڑھنی ہے۔ مکان صاف ہوا۔ گھاس بچھایا گیا۔ اس پر قبلہ رخ حضرت کی جائے نماز بچھائی گئی۔ اور عزیزم درویش سیّد محمد حسین شاہ صاحب بخاری (جو حضور کے نواسے ہیں) ہمراہ تھے۔ اذان کا حکم ہوا اذان کے بعد نماز مغرب با جماعت ادا ہوئی۔ بعد ادائیگی نماز حضور نے شیخ مبارک کو حکم دیا۔ کہ کسی کے گھر سے کوئی شے لانے کی ضرورت نہیں۔ آٹا ہے اس نے کہا ہے۔ فرمایا آٹا سب کچھ موجود ہے۔ درویش سیّد محمد حسین شاہ صاحب کو حکم ہوا کہ اس کی اراضی سے سبزی چن کر لاؤ۔ اور ہانڈی پکاؤ اور آٹا اسکے پاس ہے خود

روٹیاں پکاؤ۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ساتھ شیخ مبارک کو حکم دیا کہ کسی کے گھر سے کوئی بستر یا کوئی اور شے نہیں لانی۔ مکئی کے آٹے کی روٹیاں اور سبزی تیار ہوئی۔ حضور نے بھی تناول فرمایا۔ اور سب حاضرین نے بھی وہی لنگر کھایا۔ پھر بھی روٹیاں بچ گئیں۔ رات اسی گھاس کے بستر پر آرام فرمایا۔ حضور کے ساتھ بستر موجود تھا۔ وہ کھانا اور وہ گھاس کے بستر پر سونا نہیں بھول سکتا جو لذت کھانے میں اور سونے میں جو سکون ملا۔ وہ اسی رات کا حصہ تھا۔ شیخ مبارک کے مکان کے قریب پانی کا چشمہ تھا۔ لیکن گاؤں والے اس کو پانی نہیں بھرنے دیتے تھے۔ اور سب ہی اس کو سکھ کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ لڑکا سکول پڑھتا تھا کہ مسلمان ہو گیا۔ اور والدین اس کے شہر پونچھ انقلاب میں چلے گئے۔ اور یہ اکیلا رہ گیا۔ لیکن وہ دن اسکے لئے زندگی اور موت کی کشمکش کے دن تھے۔ کہ مسیحا نے پہنچ کر اس کی سب پریشانیوں کو دور کر کے اس کو کیا سے کیا بنا دیا۔ صبح بعد اشراق روانگی ہوئی۔ اس سے قبل قہوہ اور مکئی کی روٹیاں درویش صاحب نے تیار کیں۔ قہوہ بھی گڑھ کا تھا۔ جس سے ناشتہ ہوا۔ رات بھی تھوڑا سا آٹا حضور نے دیکھ کر فرمایا کہ بہت ہے صبح بھی تھوڑا آٹا استعمال ہوا کھانا بچ گیا۔ رات کی بچی روٹیاں صبح کھائی گئیں۔ اور صبح کی بچی صاحب خانہ کو دیں اور فرمایا کہ تم کھانا نہ پکانا یہی کھا لینا۔ سدھن قبیلہ کے گھر شادی کرنا۔ اولاد ہوگی اور تم آباد رہو گے۔ اس نے ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے عرض کی حضور مجھے لوگ راستے پر چلنے نہیں دیتے۔ اور پھر شادی اور سدھن خاندان میں۔ فرمایا تمہارا خاندان انسے ملتا ہے۔ شادی انشاء اللہ ہو جائے گی۔ بس روانگی ہو گی۔ شیخ مبارک اس دن کے بعد پھر شیخ صاحب کہلاتا تھا۔ سدھن خاندان سے شادی ہوئی اب اسکی اولاد دنیا بت آباد میں ہے۔

حضور والا! شیخ مبارک سے چل کر ہجیرہ بمقام کیلوٹ محمد افضل خان ومحمد لطیف خان کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔

وہاں سے ہجیرہ کے سامنے کیلوٹ مام پر محمد افضل خان اور محمد لطیف خان زرگراں کے قیام فرمایا۔ کیلوٹ زرگراں مذکور سے معلوم ہوا کہ کوئی حاجی صاحب حج کر کے آئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس حاجی صاحب کو بلاؤ، حاجی صاحب تشریف لائے۔ ملاقات ہوئی۔ حضور نے حاجی صاحب سے فرمایا کہ یہاں سے جانے کا کیا طریقہ ہے۔ تفصیل سے بتاؤ، حاجی صاحب نے فرمایا کہ حضرت کیا پوچھتے ہو۔ وہاں معلم لوٹتے ہیں۔ اور یہ تکلیف ہوئی۔ وہ تکلیف ہوئی۔ بہرحال حاجی صاحب اپنی تکالیف کا ذکر کرنے لگے قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب سمندر پار کی بات نہ کرو۔ میں یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ یہاں سے جانے کیلئے کیا کیا ذرائع ہیں۔ لیکن حاجی صاحب عرب شریف کی تکالیف کا ذکر کرتے۔ دو یا تین بار آپ نے فرمایا کہ حاجی صاحب عرب شریف کی کوئی بات نہ کرو، پاکستان کی بات کرو لیکن حاجی صاحب نے پھر حج کی کوئی تکلیف بیان کی تو حضور نے سخت غصہ اور جلال سے فرمایا کہ تم حاجی نہیں بلکہ پاجی ہو۔ اللہ کا جس شہر میں گھر ہے اور جس شہر میں اللہ کے محبوب تشریف فرما ہیں تم ان شہریوں کی شکایت کرتے ہو نکل جاؤ ہماری مجلس سے تم بہت ذلیل آدمی ہو۔ جو اللہ کے محبوب کے شہریوں کی توہین کرتے ہو، حاجی صاحب کو سخت غصہ سے نکال دیا۔ یہ اسی حقیر پرتقصیر کے سامنے کا واقعہ ہے۔ بمقام کیلوٹ ہجیرہ سے براستہ سہڑہ کوٹلی میر پور جہلم پہنچ کر دریا والی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی اور ارشاد فرمایا کہ یہیں مسجد میں قیام کریں گے۔ راقم

حقیر پر تصقیر نے جسارت کر کے عرض کی کہ یہ مسجد غیر آباد ہے۔آبادی میں چل کر قیام کرنا بہتر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ ٹاہلیانوالہ جانے کا کوئی ذریعہ ہو تو وہاں چلیں گے۔ باہر تانگے والے سے بات کی وہ حاضر ہوا اور عرض کی میں چلا جاؤں گا سیّد محرم شاہ صاحب مرحوم جو مہاجر موضع لسانہ پونچھ کے حضور کے غلام تھے۔تانگے والے نے ان کا تعارف بتایا پھر تانگہ پر تشریف رکھ کر وہاں پہنچ کر چند یوم قیام فرمایا۔ٹاہلیانوالہ سیّد محرم شاہ صاحب۔سیّد گلاب شاہ صاحب جو کہ سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب حیدری حال کشمیر کالونی جہلم کے والد نے سیّد مبارک شاہ صاحب۔سیّد حیدر شاہ صاحب۔سیّد رحمت شاہ صاحب حتیٰ کہ یہ سادات مہاجرین کے چند خاندان وہاں آباد تھے۔ جو سب کے سب حضور کے غلام تھے۔ چند یوم کے قیام کے بعد راولپنڈی کا عزم فرمایا۔ چلنے سے قبل سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب حیدری سے دریافت کیا کہ آپ کی بیگم صاحبہ کہاں ہیں عرض کی حضور وہ بیمار ہے اور جہلم ہسپتال میں داخل ہے چونکہ حضور جہاں سے یا جس سے رخصت ہوں تو صاف فرماتے کہ یہ آخری ملاقات ہے۔جس دن حضور نے ٹاہلیانوالہ سے روانگی فرمائی۔فراغت وظائف تقریباً ۱۰، ۱۱ بجے کا وقت تھا۔تانگہ پر تشریف رکھتے ہی حیدری صاحب نے مجھے بہت پریشانی سے کہا کہ ڈاکٹر کرنل ہے اور وہ بہت سخت آدمی ہے۔کسی کو اندر جانے نہیں دیتا۔اب یہ ٹائم اُسکے مریضوں کو دیکھنے کا ہے۔میں نے کہا کہ اب خاموش رہو ہسپتال کے گیٹ کے سامنے تانگہ رُکا اور حضور تانگہ سے اترے تو گیٹ پر خود ڈاکٹر کرنل کھڑا تھا۔تانگہ پر ابھی حضور سوار تھے۔تو میں نے عرض کی کہ مریضوں سے ملاقات مریض کا ٹائم نہیں ہے۔اور بغیر ٹائم کے کوئی اندر جانے نہیں دیتا۔حضور نے ارشاد فرمایا میاں ہم نے مریض کو دیکھنا ہے عیادت مریض

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کافر نہیں روکتے۔ یہاں تو سب مسلمان ہیں۔ ہم خاموش ہو گئے تانگہ گیٹ پر رکا۔ تو وہ ڈاکٹر کرنل خود گیٹ پر کھڑا تھا۔ حیدری صاحب کا رنگ اڑ گیا کہ یہ بدتمیزی کرے گا۔ لیکن حضور اترتے ہی جب گیٹ کی طرف بڑھے تو ڈاکٹر کرنل صاحب دوڑ کر آئے۔ اور قدم بوس ہو کر عرض کیا حضور کہاں جانا ہے۔ فرمایا کہ ایک لڑکی یہاں بیمار ہے۔ اس کی خبر گیری کرنی ہے اس نے وارڈ دریافت کی تو حیدری صاحب نے وارڈ نمبر اور بیڈ نمبر بتایا۔ کرنل آگے آگے چل رہا تھا۔ لیکن چہرۂ انور کو دیکھتا جاتا ہے۔ ہم سب پیچھے تھے۔ ہسپتال کا عملہ صف بستہ جہاں تھا۔ وہیں کھڑا ہو گیا۔ مریضہ کے پاس جا کر اسکو تعویز مرحمت فرمائے جو آپ نے پہلے ہی اس کیلئے' اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ پھر دعا فرمائی دوبارہ دعا سب مریضوں کیلئے فرمائی اور واپس ہوئے جب تانگہ پر سوار ہونے لگے تو ڈاکٹر کرنل صاحب نے کچھ رقم اپنی جیب سے نکال کر پیش کی اور عرض کی یہ ہدیہ ہے۔ اور میری تنخواہ کی رقم ہے اور دعا کی التماس کی حضور نے دعا فرمائی اور تانگہ روانہ ہو گیا۔ اس سے آگے کے حالات چونکہ حیدری صاحب نے اپنے مسودہ میں تحریر کئے ہیں۔ اس لئے اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ جہلم اڈہ سے نیو جہلم کے نام کی اس وقت بسیں چلتی تھیں، سوار ہو کر راولپنڈی تشریف لائے۔ فرمایا کہ نماز ظہر جامع مسجد شریف میں ادا کرنی ہے اڈا سے تانگہ پر تشریف رکھ کر جامع مسجد شریف پہنچے۔ وضو تازہ فرما کر محراب کے سامنے دائیں طرف تشریف فرما ہو گئے۔ نماز ظہر کے بعد حضور وہاں سے اٹھے اور مسجد شریف کے صحن کے سامنے جو بڑی ڈاٹ سے محراب بنا ہوا ہے۔ جلوہ افروز ہوئے میں نے عرض کی حضور یہ راستہ ہے کسی دوسری طرف تشریف رکھیں فرمایا نہیں اس جگہ اس لئے بیٹھے ہیں کہ یہاں سے لوگ

نکلیں گے تو ان میں کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہوگا۔ اس کی ہم پر نظر پڑھ جائیگی اور ہم پر بھی کرم ہو جائے گا۔ حضور جائے نماز پر جلوہ افروز تھے ہوا یہ کہ جو اندر سے آتا تھا۔ اگر دیکھ لے تو وہیں بیٹھ جاتا۔ اور جوتیاں پہننے کے وقت جو دیکھتا تو واپس جا کر قدم بوس ہوتا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور کے گرد ایک مجمع عظیم تھا۔ کچھ آشنا بھی ملے اور کثرت ناآشناؤں کی تھی جن میں ہر قسم کی مخلوق تھی ظہر سے عصر تک یہ مجمع جاری رہا۔ عصر کے بعد حضور اصغر مال سیّد امیر حیدر شاہ صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔ دوسرے دن سے مقدم میٹھو صاحب پیر فضل شاہ صاحب از دھردگی ۔پیر محمد شاہ صاحب جو اس وقت سوہادہ مقیم تھے) پیر فضل شاہ صاحب دھروگی پیر محمد شاہ صاحب مہاجر مقبوضہ کشمیر پونچھ انکے گھر پر لوگوں کا ایک عظیم مجمع تھا۔ بس رات دن عظیم اجتماع قائم تھا۔ کوئی آرہا تھا اور کوئی جا رہا تھا۔

ایک دن پیر فضل شاہ صاحب مرحوم آف دھردگی نے عرض کی کہ دھروکی چلنا ہے اور پیر محمد شاہ صاحب نے بھی سوہادہ جانے کی گزارش کی چند یوم کے بعد حضور راولپنڈی سے سوہادہ اور پھر دھردگی جانے کا ارشاد فرمایا اور تاریخ مقررہ پر درخواستیں بنک میں جمع کروادی گئیں۔ پیر فضل شاہ صاحب مرحوم اور پیر محمد شاہ صاحب مرحوم کے اصرار پر حضور سوہادہ تشریف لائے۔ اور سوہادہ دھروکی جانے کا ارادہ فرمایا سوہادہ حضور پیر محمد شاہ صاحب کی بیٹھک میں ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ اور بیٹھک جملہ حاضرین سے بھری ہوئی تھی۔ حضور کا ایک غلام مسمی مہر الٰہی مرحوم سوہادہ کا رہنے والا تھا اور وہ خشک فروٹ کی معمولی دوکان کرتا تھا۔ مہر الٰہی مذکور نے

دوکان بند کی۔ اور حضور کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ تو اچانک ایک
فقیر جو سائیں چپ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ فقیر سوہاوہ بازار میں روزانہ
گھومتا نظر آتا تھا۔ لیکن خاموش رہتا تھا۔ کسی سے کوئی سوال یا گفتگو یا لین
دین نہ کرتا تھا۔ ۱۹۴۷ء سے قبل ایک دفعہ اس نے کسی بھرے مجمع میں سوہاوہ
میں یہ کہا تھا۔ کہ یہ ملک تقسیم ہو رہا ہے۔ اور ایک عظیم شخصیت تقسیم کر رہی ہے
اس کے بعد اس فقیر نے کوئی کلام نہیں کی اسی وجہ سے لوگوں میں وہ سائیں
چپ کے نام سے مشہور تھا۔ اس دن مہر الٰہی مرحوم نے جو دوکان بند کی تو
سائیں چُپ آ گیا۔ مہر الٰہی نے اس کا بازو پکڑا اور کہا کہ سائیں چل تجھے میں
اپنا پیر دکھاؤں۔ سائیں خاموشی سے مہر الٰہی کے ہمراہ ہولیا۔ اور پیر شاہ
صاحب کی بیٹھک تک پہنچے۔ بیٹھک کے دروازے کے سامنے حضور پلنگ پر
جلوہ افروز تھے۔ اور مراقب تھے۔ بیٹھک عوام و خواص سے بھری ہوئی تھی۔
مہر الٰہی صاحب نے دروازہ سے سلام کیا اور جہاں جگہ ملی بیٹھ گیا۔ لیکن
سائیں چُپ دروازے کے دونوں دہلیز دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دروازے
کے سنٹر میں کھڑا ہو گیا۔ کچھ عرصہ کھڑا رہنے کے بعد اچانک سائیں نے
سکوت توڑا اور کہا کہ سوہادہ والو کچھ عرصہ قبل میں نے تم کو کہا تھا۔ کہ ملک
تقسیم ہو رہا ہے اور ایک مقتدر ہستی تقسیم کر رہی ہے۔ سب لوگ اس کی طرف
متوجہ تھے اس نے کہا کہ مجھے قسم ہے رب العلمین کی اور اس کے رسول مکرم
کی۔ اس ملک کو تقسیم کرنے والے یہی صاحب تھے جو سامنے تشریف فرما
ہیں۔ یہ الفاظ کہنے کے بعد سائیں وہاں سے ہی واپس ہو گیا۔ نا معلوم کہاں
گیا اور نہ پھر تا زندگی اس نے گفتگو کی۔ سائیں کے جاتے ہی حضور نے
مراقبہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا ہمیں راولپنڈی جانا ہے۔ اور بس
سیدھے اڈے پر یعنی سڑک پر تشریف لائے راولپنڈی والی بس میں جلوہ

افروز ہوئے اور سیّد ھے راولپنڈی جا کر امیر حیدر شاہ صاحب کے قیام فرمایا پیر فضل شاہ صاحب مقدم مٹھو صاحب پیر محمد شاہ صاحب وغیرہ ہمراہ تھے اور حضور کے چہرہ پر جلال کے اثرات نمایاں تھے۔ کسی نے کوئی بات نہ کی البتہ پیر خورشید صاحب مرحوم سے پیر فضل شاہ صاحب مرحوم سے اپنے ابا جی سے کہا کہ ابا جی حضور نے دھرد گی جانا تھا۔ تو پیر فضل شاہ صاحب نے اشارہ سے منع فرما دیا۔ پیر خورشید صاحب بھی ہمراہ راولپنڈی پہنچے۔ دوسرے یا تیسرے دن پھر خورشید صاحب نے اپنے والد گرامی پیر فضل شاہ صاحب سے عرض کی کہ حضور سے دھرد گی سے متعلق گزارش کرو پیر فضل شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضور نے دھرد گی جانا تو تھا لیکن اس سائیں چپ کا بیڑا غرق ہو گیا۔ کہ وہ بول کر راز فاش کر گیا۔ اب یہ بات بھولنے دو پھر عرض کریں گے۔ چند یوم گزرنے کے بعد پھر حضور سے پیر فضل شاہ صاحب نے عرض کی حضور دھرد گی تشریف لائے اور چند یوم قیام فرمایا۔ راولپنڈی کے قیام میں حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں اور قدم بوسی میں اکثر اوقات مقدم مٹھو صاحب جو حضور کے قریب قریب ہم عمر تھے۔ ان کی پہلی بیعت جناب کے جدِ امجد حضور پُر نور منبع مکارم اخلاق و عامل اسوہ حسنہ علیہ السّلام حاجی پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری شطاری سے ہوئی۔ اور حضور کے وصال مبارک کے بعد حضور قبلہ عالم سے دوبارہ بیعت کی تھی۔ اور پیر فضل شاہ صاحب مہاجر پھاگلہ حال دھروگی۔ پیر محمد شاہ صاحب مہاجر نانبائی جمال دین المعروف جمعہ مہاجر بانڈی چچیاں ہمراہ ہی رہے۔ درخواست حج کے سلسلے میں ابھی وقت کافی تھا تو اکثر حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی جس میں یہ حقیر بھی شامل تھا کہ حضور واپس بساہاں شریف تشریف لے چلیں۔ اس پر سب پیر بھائیوں نے تائید کی۔ پیر فضل شاہ صاحب ایسی ہستی

تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو گویائی کا شہنشاہ بنایا تھا۔ گفتگو کو اس کے سیاق و سباق اور موقع محل کی مطابقت سے ادا کرنے کا حق رکھتے تھے۔

انھوں نے پھر عرض کی کہ دو ماہ ابھی درخواست کو ہیں اس لئے اگر یہ دن اولاد اور غلاموں میں گزارے جائیں تو فیض سے خالی نہ ہوں گے۔ لیکن حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا جسم و جاں حرمین الشریفین کی حاضری کے لئے ہر وقت بیتاب تھا فرمایا کہ (کعبہ شریف کی طرف منہ کرلیا ہے۔ اب پیٹھ نہیں پھیری جاتی اب اس راستہ میں جان دینی سعادت ہے۔ اور آنسو جاری ہو گئے۔ خاموش ہو گئے کسی کو بات کرنے کی تاب نہ تھی۔ ایک دن مولانا مولوی محمد اشرف خان صاحب راٹھو جو اس حقیر پر تقصیر کے فارسی کے استاد بھی رہے ہیں۔ نے عرض کی حضرت یہاں ایک نوجوان بزرگ ہیں اگر حضور ملاقات پسند کریں تو چلیں آپ تیار ہو گئے۔ اور فیض آباد حضرت پیر خضری صاحب المعروف پیر آف دیول شریف کے سرائے انڈس پر تشریف لے گئے تانگہ سے اتر کر محفل میں پیر صاحب تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب موصوف آگے آگے تھے حضور کے پیچھے باقی ساتھی تھے۔ جب حضور نے محفل خانہ میں قدم مبارک رکھا اور بلند آواز سے فرمایا۔ السّلام علیکم تو سمجھ نہیں آئی۔ یہ سلام تھا یا برق تھی سب لوگ جو سینکڑوں کی تعداد میں تشریف فرما تھے۔ مع پیر صاحب کے سب کھڑے ہو گئے۔ اور پیر صاحب سبقت کر کے محفل نصف پر پہنچ کر بغل گیر ہو گئے اور حضرت کو لے کر اپنی مسند پر بٹھایا اور بلند آواز سے فرمایا کہ لوگو جس نے قطب وقت کو دیکھنا ہو وہ زیارت کر لے اور مولوی صاحب کو فرمایا مولوی صاحب یہ نور کا پہاڑ کہاں سے لے آئے۔ حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ دعا کے لئے حاضر

ہوئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ہماری حرمین الشریفین حاضری ہو جائے۔
پیر صاحب دیول شریف نے بلا تامل فرمایا کہ حضرت آپ کی منظوری بھی ہو گئی۔ اور قطبیت سے غوثیت کا مرتبہ بھی وہاں پہنچتے ہی تفویض ہو جائے گا۔
لیکن افسوس ہے کہ ہم آپ کو نہ دیکھ سکیں گے۔ آپ ہمیں دیکھیں گے یہ الفاظ کئی صد انسانوں کے مجمع میں پیر صاحب دیول شریف نے بمقام فیض آباد اپنے دربار میں فرمائے بسد عا ہوئی اور حضور واپس تشریف لائے حضور نے اتنا ارشاد فرمایا کہ جوانی میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر بہت کرم کیا ہے تاریخ یاد نہیں۔ راقم کو ایک دن بعد عشاء کے حکم فرمایا کہ درویش سیّد محمد حسین شاہ صاحب جو لاہور سے اپنی بھتیجی ہو نے کر آئے ہوئے تھے۔ سے کہو کہ تم واپس چلے جاؤ اور اس دن حضور مولوی محمد اشرف خان صاحب کے مقیم تھے۔
واپس چلے جاؤ۔ حکم کی تعمیل میں سیّد محمد حسین شاہ صاحب اور ان کی ہمراہی میں روانہ ہو گیا۔ مولوی صاحب کا کمرہ مسجد کے اوپر تھا حضور بہت سیڑھیاں اتر کر نیچے تشریف لائے۔ اور بعد دعا رخصت فرمایا۔ اس حقیر کی پیشانی چومی اور فرمایا ملتے رہیں گے لیکن ظاہری طور پر آخری ملاقات ہے۔ میرا خیال تھا کہ جلدی واپس آؤں گا۔ لیکن گفتہ او گفتۂ اللہ بود۔ پر ظاہری ملاقات نہیں ہوئی۔ رمضان المبارک کے بعد ۱۳۴۷ھ کو حج کی منظوری کی اطلاع اچانک مفتی سیّد ضیاء الحق صاحب بخاری لے کر حاضر ہوئے اس اطلاع سے حضور بہت خوش ہوئے بار بار الحمد للہ اور درود پاک پڑھتے اور نہایت ہی مسرور ہوتے۔ جناب سردار عبد اللہ صاحب جو کہ آپ کے رفیق سفر تھے۔ ان کو پہلے ہی لاہور شریف بھیج دیا تھا۔ آپ لاہور شریف کی تیاری فرما کر لاہور شریف پہنچے۔ حضرت سیّد محمد سعید صاحب سجادہ نشین بساہاں شریف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لاہور شریف پہنچے

تو حضور کی غلامی میں ایک تاجر بلوچ صاحب نامی ہمراہ تھا۔ لاہور شریف ایک ہفتہ قیام فرمایا بقول سجادہ نشین صاحب کہ ہفتہ بھر کی راتیں آپ کے پاس ہی گزاریں چونکہ صاحبزادہ صاحب ان دنوں طبیہ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے۔

ایک ہفتہ کے بعد سوموار ۱۹۵۶ء کو لاہور سے حضور کراچی کے لئے خیبر میل سے روانہ ہوئے۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاہور شریف سے روانگی ۲۱ جون ۱۹۵۶ء ہے۔ مطابق شوال ۱۳۷۵ھ اس کے بعد محرم شریف تک کوئی اطلاع حضور کی نہیں ملی۔ راقم حقیر پر تقصیر ہالن شمالی مقیم تھا کہ اچانک عزیزم سیّد محمد عبدالرشید صاحب روتے ہوئے افتاں وخیزاں آئے اور ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ یہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ کا دن تھا یہ خط ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ کا تحریر شدہ تھا۔ اس لفافہ میں سردار عبداللہ صاحب مرحوم کا اور معلم سیّد مصطفیٰ اصغر کا مکۃ المکرمہ سے خط تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ حضور قبلہ عالم حضرت بساہنوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ذوالحجہ بروز جمعرات بوقت سحری انتقال فرما گئے ہیں اور بعد نماز جمعہ حرم شریف میں نماز جنازہ ادا ہونے کے بعد جنت المعلیٰ میں ابدی زندگی آرام فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون معلم صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت صاحب نے اپنا کوئی وارث نہیں لکھوایا۔ اس لئے آپ کا تمام سامان اور نقدی بیت المال میں جمع ہوگیا۔ البتہ جہاز کے ٹکٹ کا کرایہ باقی ماندہ آپ کو مل جائے گا۔ جو رقم واپسی کرایہ کی تھی بعد میں مل گئی۔ البتہ سردار عبداللہ صاحب مرحوم ومغفور جب واپس تشریف لائے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وظائف ایک دستار مبارک اور ایک ٹوپی ہمراہ لائے جو بعد میں سب برادران نے بطور تبرک

آپس میں تقسیم کرلیں۔

وصال شریف کے بعد کے واقعات:

حضور کے وصال مبارک پر کئی حضرات نے اپنے اپنے تاثرات مرقوم کئے جن میں سے چند ایک لف ہذا ہیں۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ کے وصال مبارک کے بعد پہلی کرامت یہ تھی کہ ۲۹، ۳۰ ذوالحج مبارک کو حضور کا وصال مبارک اور تجہیز و تکفین ہوئی۔ اور ۱۹ دن کے اندر مکہ شریف سے خط ہالن شالی پہنچ گیا۔ جب کہ آزاد کشمیر میں عموما اور ہمارے علاقہ میں خصوصا ڈاک کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ بلکہ بجیرہ سے آگے کوئی ڈاک خانہ بھی نہ تھا۔ رشید صاحب فرماتے ہیں کہ لفافہ کسی نامعلوم بچے نے مجھے دیا ہے۔

آپ کے وصال شریف کے بعد حضور کی سواری کی گھوڑی جو بساہاں شریف میں موجود تھی اس نے کھانا پینا بند کر دیا۔ صرف مسجد شریف کے سامنے آکر آواز نکالتی تھی۔ اور گھومتی تھی، چالیس دن کے بعد فوت ہو گئی۔ سیّد غلام احمد شاہ صاحب مرحوم نے گھوڑی کے جسم کو دربار شریف کے مشرق کی سائیڈ دریا کے کنارے خالی جگہ رکھوا دیا۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد اس کو دیکھا گیا تو اس کے جسم کو کسی چیز نے نہ کھایا تھا۔ پھر اس کو دفن کر دیا گیا
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس دن حرمین شریفین سفر کے ارادہ سے بساہاں شریف دولت سرائے اقدس سے نکل رہے تھے۔ تو حضور کے دست مبارک میں ایک تسبیح جسکا بحرالعقیق نام حضور نے بحرالحقوق فرمایا عربی میں اس کا کوئی اور نام ہے یہ تسبیح کافی قیمتی ہے۔ لیکن اس تسبیح کی قیمت نہیں ہوسکتی

جو حضور کے دست مبارک میں تھی۔ حضور مکان سے نکل رہے تھے۔ کہ جنابہ محترمہ چاچی صاحبہ برادرم سیّد غلام محمد شاہ صاحب ملک سولی کی والدہ گرامی القدر تھی۔ انہوں نے آخری ملاقات پر عرض کی کہ یہ تسبیح مجھے عنایت فرما دیں، حضور نے اسی وقت وہ تسبیح مبارک ان کو دے دی۔ سفر کے دوران اس حقیر پرتقصیر نے عرض کی کہ آپ کی تسبیح لینے کا مجھے خیال تھا۔ اور تمنا بھی تھی کہ مجھے مل جائے گی۔ لیکن وہ چاچی صاحبہ نے لے لی حضور نے نہایت بے اعتنائی سے ارشاد فرمایا کہ میاں وہ تجھے خود بخود مل جائے گی۔ وقت گزرتا گیا تسبیح یاد ہی نہ رہی ایک دفعہ عرصہ کے بعد میں بساہاں شریف حاضر ہوا تو ہماری محترمہ بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو سیّد محمد حسین شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ تھیں۔ میرے ہاتھ میں ایک پلاسٹک کی تسبیح جو بہت خوبصورت تھی دیکھ کر فرمایا کہ مجھے دے دو۔ یہ بہت خوبصورت ہے میں نے پیش کردی۔ پھر ایک دفعہ بساہاں شریف حاضر ہوا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تسبیح مبارک ہمشیرہ صاحبہ کے ہاتھ میں ہے محترمہ ہمشیرہ قائم الیل اور صائم الدہر رہتی تھیں اور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی صورت وسیرت میں نمونہ تھیں۔ میں نے تسبیح دیکھ کر بری بے تابی سے پوچھا یہ تسبیح کہاں سے آئی ہمشیرہ صاحبہ نے فرمایا کہ محترمہ چاچی صاحبہ تشریف لائی تھیں۔ تو آپ والی تسبیح ان کو پسند آئی۔ وہ انہوں نے قبول کرلی۔ اور یہ مجھے دیدی میں نے بڑی بے تابی سے کہا کہ خدا کے لئے مجھے دے دو۔ لیکن ہمشیرہ صاحبہ نے صاف انکار کردیا۔ اور فرمایا کہ یہ تسبیح میں ہرگز نہ دون گی میں خاموش ہوگیا۔ رات بساہاں شریف ہی رہا۔ صبح جب میں بعد نماز اشراق اندر جانے گیا۔ تو گھر جانے کے لئے ہمشیرہ صاحبہ سے اجازت طلب کی تو وہ رورہی تھیں اور وہ تسبیح مبارک میرے گلے میں ڈال دی۔ اور فرمایا

کہ حضور نے آپ ہی کو دی ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی لیکن ہمشیرہ صاحبہ نے رات کے کسی واقعہ سے مطلع نہیں فرمایا بلکہ روتے ہی رہے۔اس تسبیح پر تمام خاندان کی نظر تھی۔ کہ وہ ہمیں ملے کیوں کہ بہت عرصہ درازہ قبلہ عالم کے ہاتھ میں رہی۔حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم نے پہلے یا دوسرے حج پر پانچ ریال سے خریدی ہے۔۱۹۷۹ء میں میں نے حضرت سعید صاحب سجادہ نشین بساہاں شریف کی موجودگی میں مکۃ المکرمہ شریف اس تسبیح کی قیمت دریافت کی تو تین صد ریال بتائی گئی۔اس کے لگ بھگ مدینہ پاک میں بھی اس کی قیمت بتائی گئی۔مگر وہ باریک دانوں والی تھیں حضور کا یہ ارشادگرامی کہ یہاں وہ تسبیح تمہیں خود مل جائے گی۔کئی سال کے بعد پورا ہوا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وظائف میں ایک حمائل شریف مترجم حضور کے روزانہ کے مطالعہ میں تھی۔ایک دفعہ مسجد شریف میں حضور وظائف فرمارہے تھے تو میں نے عرض کی کہ یہ حمائل شریف مجھے عنایت فرما دیں۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کی ہوئی لیکن ہم بھی اس کی تلاوت کرتے ہیں۔جب حضور سفر حجاز مقدس پر تشریف لے گئے تو حمائل شریف بھی ہمراہ ہی گئی۔میرے دل ودماغ میں یہ بات نہ آئی کہ اب یہ طلب کرنی ہے حضور کے وصال پر ملال کے بعد جب سردار عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے اور حضور کے وظائف کو تقسیم کیا تو وہ حمائل شریف چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ کے حصہ میں آئی۔اوران کو مل گئی۔اس وقت بھی حضور کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے کسی چیز کی میں نے خواہش نہ کی۔اس تقسیم میں اس حقیر پر تقصیر کو ایک دوات ملی جس سے حضور تعویز نویسی فرمایا

کرتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جبی سیّداں آگیا۔ وہاں ہیڈ ماسٹر سیّد محمد سعید شاہ صاحب کے گھر گیا جو اس وقت ہائی سکول سولی خاص کے ہیڈ ماسٹر تھے اور آپ کے عقد نکاح میں چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ کی اکلوتی صاجزادی تھیں جو بفضل تعالیٰ حیات ہیں۔ میری جیب میں ایک حمائل شریف تھی جس کی میں صبح تلاوت کرنے لگا۔ تو میری بھانجی صاحبہ نے مجھے کہا کہ یہ حمائل مجھے دے دیں۔ اور اس کے بدلہ میں آپ میری حمائل لے لیں میری حمائل نئ بھی تھی اور خوبصورت بھی تھی۔ میں نے اپنی بھانجی کو دے دی اس نے الماری سے مجھے ایک حمائل نکال کر دی جب میں نے حمائل کو دیکھا تو یہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ والی حمائل تھی میں نے بغیر کسی گفتگو کے اس کو لے لیا۔ وہ حمائل شریف اور تسبیح شریف اس وقت بھی اس حقیر کے پاس موجود ہیں۔ اور حضور کے اس ارشاد کی بین دلیل ہے کہ تم کو مل جائے گی۔ گفتۂ اوگفتہ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔

۱۹۶۳ء کی ابتدائی گرمیوں میں یہ حقیر پر تقصیر ہالن شمالی مع اہل عیال سکیاں ڈھوک چلا گیا۔ جو حضور قبلہ عالم کا صحت افزا مقام تھا۔ وہاں مسجد شریف اور مکان کی تعمیر کروائی اور گرمیاں گزار کر ہم واپس ہالن آئے۔ ۱۹۶۴ء کی پھر ابتدائی گرمیوں میں ہم ڈھوک بمقام سکیاں چلے گئے۔ ہالن سے تقریباً باراں سال کے عرصہ کے بعد ہم ڈھوک دوسری مرتبہ گئے تھے۔ جولائی کے آخر اور اگست کے شروع میں گھر والوں نے خیال کیا کہ ہالن شمالی چلے جائیں۔ لیکن اسی دن حضور نے عالم رؤیا میں حکم فرمایا کہ یہ ٹھنڈا پانی کچھ عرصہ پی لو، پھر نصیب نہیں ہوگا۔ اس کے بعد گھر والوں کو میں نے منع کر دیا اور ہم ستمبر کے آخر یا اکتوبر کے اوائل میں واپس ہالن آئے۔

ہالن فصل وغیرہ سنبھال رہے تھے کہ حکم ملا۔ کہ یہاں سے پاکستان چلے جاؤ
کوئی مقام یا ٹھکانہ معلوم نہ تھا۔ چند بار حکم ملنے کے بعد آخری یہ حکم تھا کہ مگھر
بکری کو یہاں سے نکل جاؤ یہ سال ۱۹۶۴ء تھا۔ حسب الحکم ٹھیک ۱۱ مگھر کو
مکان کی قفل بندی کر کے راقم معہ اہل وعیال گھر سے نکل آیا۔ سڑک پر پہنچنے
تک کسی کو یقین نہیں آیا تھا۔ کہ یہ ہالن سے جا رہا ہے ہر حال ہر قدم پر ہر
منزل پر ہر شب و روز میں رہبری ہوتی تھی کہ سیّد پور پہنچ گیا سیّد پور میں آنا
یہاں کا رہنا اور ۳۳ سال یہ سفر پیہم گزرنا۔ یہ سب حضور قبلہ عالم کی زندہ
کرامت ہے۔ اس عرصہ میں کئی واقعات پیش آئے۔ جن میں کئی تکلیف کے
پہلو زیادہ تھے اور کئی راحت کے دن بھی آئے۔ بحمد اللہ کہ حضور کی نظر کرم
سے اس وقت تک باعزت دن گزر رہے ہیں۔ بس یہ شعر صادق آتا ہے۔

خس خس جتنا قدر نہ میرا میرے صاحب نو وڈیایاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑایا سایاں

جنات کی مشکل کشائی:

بزبانی سیّد بزرگ شاہ صاحب بخاری جو قبلہ کونین و کعبہ مخلصین جد
امجد حضرت الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی قادری چشتی
سہروردی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔ اور ساری زندگی وہاں
گزاری وہاں ہی بچپن اور جوانی اور بڑھاپا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضور
قبلہ عالم تہجد کے وقت مسجد شریف کی طرف پانی پر تشریف لے گئے تو اچانک
ہی آپ کو کسی چیز نے اٹھالیا۔ اور آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔ کچھ دیر کے
بعد ایک جگہ حضور کو اتارا گیا آپ نے دیکھا کہ بہت بڑا شہنشاہ مرصع تاج و

لباس میں ملبوس کھڑا ہے۔ اور اس کے اردگرد ہزاروں کی تعداد میں فوج موجود ہے۔ اس بادشاہ نے حضور قبلہ عالم کی قدم بوسی کی اور عرض کرنے لگا کہ حضور گستاخی کی معافی چاہتا ہوں یہ جگہ کوہ قاف میں ہے اور میں یہاں کا بادشاہ ہوں۔ میری ایک ہی لڑکی ہے جو اس وقت دردزہ میں مبتلا ہے ہمارے تمام علاج بے کار گئے۔ ہماری قوم کے ایک بزرگ نے آپ کی نشاندہی کی ہے کہ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو لڑکی کی جان بچ سکتی ہے۔

حضور قبلہ عالم نے پانی طلب فرمایا دم کر کے دیا اور فرمایا کہ اسے پلا دو۔ پانی پلا دیا گیا لڑکی کو بچہ پیدا ہوا۔ اور صحت بھی ٹھیک ہوگئی انہوں نے بہت خوشی منائی۔ حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا اگر یہ بات مجھے گھر ہی بتادی ہوئی تو بفضل تعالیٰ یہ کام ہو جاتا۔ بہر حال اب مجھے اپنی مسجد میں ہی نماز ادا کرنا ہے۔ لہذا مجھے اپنے گھر پہنچاؤ۔

جنات کے بادشاہ نے کئی تھال جواہرات کے پیش کیے۔ لیکن قبلہ عالم نے قبول نہ فرماتے ہوئے واپسی کا حکم فرمایا۔ ایک دیو نے آپ کو کندھے پر اٹھایا اور تھوڑی دیر کے بعد مسجد کے صحن شریف میں اتار دیا۔

صبح کی نماز باجماعت ادا ہوئی نماز کے بعد ہر نمازی نے عرض کی کہ حضرت آج مسجد میں سیبوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ موسم سرما تھا۔ حضور نے فرمایا یہ موسم سیبوں کا ہے۔ برادرم حضرت سیّد بزرگ شاہ صاحب فرماتے ہی کہ جب ہم چائے لے کر حضور کی خدمت میں مسجد شریف میں گئے تو واقعی سیبوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ تو ہم نے سیب لینے کا مطالبہ کیا۔ بالآخر حضور نے مسجد کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہاں مسجد کی

ایک صف پڑی ہے اس کے نیچے دیکھو، دیکھا تو وہاں چند پیٹیاں سیبوں کی موجود تھیں۔ حضرت نے ہمیں بھی سیب دیئے اور دوسروں میں بھی تقسیم کیے۔فرماتے تھے کہ زندگی میں ایسے سیب کبھی نہیں دیکھے۔ چند یوم کے بعد ہم بچوں نے مطالبہ کر دیا کہ جناب یہ سیب کدھر سے آئے بعد اصرار حضور نے پھر مذکورہ واقعہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ سیب وہی لوگ چھوڑ گئے ہیں۔

حضرت جد امجد علیہ الرحمۃ موضع مندھار سے چلے اور ملک سولی تشریف لا رہے تھے۔ برف کا موسم تھا۔ مندھار کی گلی میں کسی نماز کا وقت ہوگیا حضور پالکی میں سفر فرما رہے تھے۔ برف پر کپڑا بچھایا گیا اس پر جائے نماز بچھائی گئی۔ اور حضور نماز ادا فرمانے لگے۔تو ساتھیوں میں اکثر نسوار خور تھے سب نے اپنی ڈبیاں نکال کر ایک طرف رکھ دیں اور عرض کی نسوار ختم ہے۔حضرو کی نسوار چاہیے، آپ نے کچھ نہ فرمایا۔نماز ادا فرما کر پالکی میں تشریف رکھی تو ایک صاحب نے عرض کی یہ یہاں برف سخت ہے جب ہم نیچے اتریں گے تو برف پگھلی ہوگی اور کیچڑ بھی ہوگا۔ ٹائم تھوڑا ہے جہاں شام ہوئی وہاں ہی ہم نے پالکی رکھ دینی ہے راوی کا بیان ہے کہ پالکی ملک سولی پہنچ کر مکان کے اندر اتار دی موسم ابر آلود تھا۔ اور روشنی تھی لیکن پالکی اتار کر جب ہم لوگ باہر نکلے تو عشاء کا بھی وقت گزر گیا تھا۔ لیکن ملک سولی دولت سرائے اقدس تک پہنچنے تک ان کو عصر ہی معلوم ہوتی رہی۔

حضور قدرۃ السالکین زبدۃ العارفین پابند شریعت اور مبلغ اسلام عاشق رسول حضرت قبلہ وکعبہ ملجا و ماوا الحاج پیر سیّد شاہ ولایت نقوی البخاری نقشبندی مجددی قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ دھچیاں تحصیل اوڑی ضلع

بارہ مولا ہی تھے۔ کہ اچانک خبر ملی کہ گوہالن میں کوئی صاحب بیمار ہیں۔
گوہالن حضرت الحاج پیر سیّد مہدی شاہ صاحب کاظمی المشہدی رہتے تھے۔
جو حضور کے داماد تھے۔ اور بڑے کامل واکمل بزرگ تھے۔ حضور دھچیاں
سے گھوڑی پر سوار چلے درمیان میں دریائے جہلم ہے وہاں ندی کہلاتا ہے۔
گرمیوں کا موسم ہے دریا طغیانی پر پر ہے۔ بمقام اوڑی پل ہے لیکن صرف
انسانوں کے لئے جانور بارہ مولہ کے پل سے عبور کر کے آتے تھے۔ حضور
جب پل کے قریب پہنچے تو جو راستہ مویشیوں کے پانی دریا سے پینے کے لئے
بنا ہوا تھا۔ اور دربار پر جاتا تھا۔ گھوڑی کو اس راستہ پر لگا دیا۔ اور ساتھیوں
کو حکم دیا کہ پل عبور کرو۔ ہر ایک کا یہ خیال تھا۔ کہ پل سے گھوڑی واپس کی
جائے گی۔ اور بارہ مولا سے پل عبور کر کے آئے گی جو وہاں سے ۱۲، ۱۴ میل
کی مسافت پر تھا۔ لیکن سب لوگ جو سینکڑوں کی تعداد میں ہمراہ تھے۔ حیران
ہو گئے کہ گھوڑی دریا کے کنارے گئی اور نہ رکی۔ اور دریا میں داخل ہو گئی۔
حضور کے غلاموں کی چیخیں نکل گئیں۔ ہو کوئی سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کسی پر کوئی
حالت طاری ہوئی کہ دریا عبور ہو ہی نہیں سکتا لیکن سبحان اللہ دیکھتے دیکھتے
گھوڑی بمع سوار کے دریا عبور کر گئی۔ اور طرہ یہ کہ حضور کے پاؤں تک نہ
بھیگے۔ اس قافلہ میں پل کے کونے ایک صاحب جو مولوی بلخی کے نام سے
مشہور تھا۔ جسکا واقعہ میں نے لکھا ہے۔ اس نے سب لوگوں کو پکار کو کہا کہ فقیر
کی ؟ کی یہی شان ہے اور یہی پہچان ہے۔ یہ سمندر کو بھی اسی طرح عبور کر
سکتا ہے جس طرح حضرت نے اس ندی کو عبور کیا۔ گھوڑی کو لوگوں نے دیکھا
کہ صرف ٹانگیں بھیگی ہیں اور حضور گوہالن جا کر گھوڑی سے اترے۔ ایک
دفعہ بساہاں شریف میں بمقام (کینڈیارا) یہ ایک ڈھوک کا نام ہے جو جنگل
کے ساتھ واقع ہے۔ اور بساہاں شریف دربار مشرق کی طرف ہے وہاں دو

بھائی مقدم سائیں اور مسمی بہادر رہتے تھے۔ مسمی بہادر کی اٹھارہ بھینسیں اور ایک نر سانڈ تھا۔ اور مقدم سائیں کی تقریباً پانچ چھ بھینسیں تھیں۔ ایک ہی رات میں بیماری کی وجہ سے مسمی بہادر کی آٹھ دس بھینسیں مرگئیں۔ صبح کی نماز کے بعد حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ حسب عادت ہفت ہیکل شریف پڑھ رہے تھے کہ مقدم سائیں جا پہنچا۔ پگڑی اس نے حضور کے قدموں میں پھینک دی اور عرض کی بہادر کی ۸، ۱۰ بھینسیں رات مرگئیں۔ اور میری ایک کٹی بیمار ہو گئی۔ میرا سارا مال خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے لیکن وباء سے نہ مرنا چاہیے۔ اور وہ رو رہا تھا۔ حضور نے اس کو تسلی دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ دو تعویز دیئے کہ ایک کٹی کو اور ایک بھینس کے گلے میں باندھ دو۔ اور دوسرا پانی میں حل کر کے سب جانوروں کو کھلا دو۔ نیز فرمایا کہ وہاں ہی ختم شریف کا بندو بست کرو۔ ظہر تک وہاں ختم پڑھاؤ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ مقدم سائیں چلا گیا۔ ظہر کے وقت آیا اور عرض کی کہ کٹی کو آرام ہے اور مسمی بہادر کی سب بھینسیں مرگئیں صرف ایک بھینسا بچ گیا ہے اور ختم کا انتظام تیار ہے۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ تم جاؤ ختم پڑھو اور مویشی اس کے یعنی مقدم سائیں کے اکٹھے کر کے ان کے درمیان کھڑے ہو کر بلند آواز سے ان مویشیوں کو سورۃ تغابن شریف سناؤ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ سورۃ تغابن شریف کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ بہر حال کوئی نکلوا دے گا۔ راقم مقدم سائیں کے ہمراہ چلا گیا۔ وہاں پورا جنگل اور زمین مویشیوں کی لاشوں سے اٹی پڑی ہیں۔ زمین پر بھینسوں کی لاشیں اور آسمان کے نیچے گدھیں تھیں۔ نہایت ہیبت ناک منظر تھا۔ حضرت پیر محمد الدین نمبردار اعلیٰ جاگیردار پونچھ بساہاں بھی پہنچ گئے۔ مقدم سائیں صاحب پیر محمد الدین شاہ صاحب کا مرید اور علاقے کا سربراہ

تھا۔ یعنی نمبردار پیر صاحب تھے۔ اور کارندہ با اختیار مقدم سائیں تھا۔ ختم شریف پڑھ کر پیر صاحب اور راقم واپس آ گئے۔ مقدم کا مال مویشی بالکل تندرست رہا۔

وقت گزرتا گیا حضور کا وصال مبارک ہو گیا۔ وصال شریف کے دوسرے سال چورہ شریف سے حضرت پیر سعید شاہ صاحب کو حکم پہنچا کہ چورہ شریف حاضر ہو جاؤ۔ راقم آتے ہوئے مستری نور محمد مہاجر کے فتح جنگ اترا۔ اور اسی رات بعد عصر نور محمد سے میں نے کہا کوئی اللہ والا ہو تو اس کی ملاقات کریں مستری نور محمد نے کہا کہ ایک صاحب ہیں جو مجذوب ہیں اور پہلے بہت بڑھے عالم ہوئے ہیں۔ آج بھی مولوی صاحب کے نام سے مشہور ہیں ہم دونوں چلے گئے ایک چارپائی جو زمین کے قریب ہی تھی اس پر ایک صاحب آرام فرما ہیں اور جسم مبارک بہت جسیم ہے اٹھ بیٹھ نہیں سکتے۔ چھوٹا سا ایک کمرہ ہے اس میں جلوہ افروز ہیں السّلام علیکم کے بعد حضرت نے بہت شفقت سے میرے ہاتھ ہاتھوں میں لئے اور میرا چہرہ دیکھ کر نیچے چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ بیٹھنے کا اشارہ فرمایا ہم بیٹھ گئے۔ نور محمد صاحب کچھ چینی راستے سے لے گئے تھے۔ وہ آپ کے خادم کو پیش کی اس نے شربت بنایا اور سب حاضرین کو تقسیم ہوا پھر آلو بخارا سب کو خادم نے حکماً دیا ہر ایک کو ایک دانہ تقسیم کیا اور حضرت نے اپنے دست مبارک سے دو دانے مجھے عنائت فرمائے۔ مغرب کے قریب ہم دونوں اٹھے اور اجازت طلب کی ۔حضور نے کچھ ارشادات فرمائے جس میں سورۃ تغابن کا نام سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ پھر اردو مین ارشاد فرمایا قلم کاغذ ہے۔ میں نے عرض کی ہے فرمایا نکالو پھر ارشاد فرمایا۔ کہ سورۃ تغابن؟ جسے پڑھنا شروع کرو سفر میں ہی دن

تک زکوٰۃ پوری ہو جائے گی۔ دیگر امور کے علاوہ مویشیوں کی؟ قسیم امراض وباء کی امراض پر تیر بہدف ہے۔ راقم رات مستی نور محمد مرحوم کے رہ کر چورہ شریف چلا گیا۔ وہاں سے ہفتہ عشرہ کے بعد واپس آیا۔ پھر مستری صاحب کے رات رکا۔ بعد عصر میں نے پھر مستری صاحب کو کہا کہ مولوی صاحب کے پاس چلیں ہم چلے گئے اس دن مغرب کی نماز وہاں اس طرح پڑھی کہ آپ نے مجھے امامت کے لئے آگے بلا لیا اور آپ کو نیچے مصلے پر اتارا گیا۔ صرف فرض پڑھ سکتے تھے۔ میں نے نماز پڑھائی نماز میں سورۃ فیل اور سورۃ لایلاف پڑھی بعد فراغت فرمایا کہ تم نے میری کمزوری اور معذوری کا خیال نہ کیا۔ بعد نماز اجازت طلب کی تو خادم آپ کا تین روٹیاں اور مٹی کی سانگی (کولی) میں دال لے کر آ گیا فرمایا بیٹھ جاؤ اور لنگر کھا کر جاؤ۔ آٹھ دس آدمیوں نے لنگر کھایا۔ اجازت ملی تو میں نے عرض کی حضور مجھ پر کوئی کرم فرمایا جائے۔ بے تأمل فرمایا کہ آپ کی سورۃ تغابن میرے پاس امانت تھی جو میں نے آتے ہی آپ کو دے دی اب میرے پاس کیا چاہتے ہو۔ اس وقت مجھے وہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کئی سال کا ارشاد گرامی یاد آیا۔ کہ سورۃ تغابن کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ کوئی نکلوا دے گا۔ کئی سال کے بعد یہ ارشاد حق پورا ہوا۔ (خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را)۔

یہ واقعہ قریباً ۱۹۵۷ء موسم گرما کا ہے۔ راقم الحروف شہر پونچھ مسجد بگیالان میں پڑھتا تھا۔ نظر بد لگ گئی۔ یہ ۱۹۴۷ء سے قبل کا واقعہ ہے ہر طرف امن و امان تھا۔ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بساہاں شریف سے شہر پونچھ تشریف لے گئے اور راقم کو ہمراہ لیا اور چندہ چنڈک کے ایک سردار محمد

ایوب خاں کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ حضور اپنی گھوڑی پر سوار تھے۔
راقم بھی ایک گھوڑی جو بالکل نوعمر تھی اور بہت خوبصورت چینی رنگ کی تھی۔
اس پر راقم سوار تھا۔ چنڈک سرداروں کے پرانے قلعہ نما محلات و مکانات
سڑک کے اوپر تھے۔ وہاں ہم پہنچ کر موصوف کے مقیم ہوئے۔ ظہر کے بعد
ایک صاحب جن کا نام سردار کرم داد خان صاحب تھا۔ ملاقات کو تشریف
لائے۔ چھوٹی چھوٹی داڑھی جس کو حنا کا رنگ تھا۔ باریک اور تیز آنکھیں۔
گھوڑیاں باہر باندھی ہوئی تھیں پہلے وہ انکے پاس آ کر کھڑے ہوا پھر حضرت
قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ بعد علیک سلیک سردار
صاحب نے کہا کہ حضرت یہ بچھیری مجھے دے دو۔ بہت ہی خوبصورت ہے۔
حضور نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس لڑکے کی ہے تو سردار
صاحب نے کہا اس کو اگر میں راضی کر لوں۔ تو پھر میری ہوئی۔ آپ نے
فرمایا ٹھیک ہے۔ میں باہر نکل گیا۔ اور گھوڑیوں کے پاس کھڑا تھا کہ سردار
صاحب آئے اور مجھے کہا کہ گھوڑی مجھے دے دو یہ مجھے بہت پسند آئی ہے۔
میں نے صاف انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ اگر تو اس پر سوار ہو کر صبح یہاں
سے چلا جائے تو میرا باپ کوئی نہیں۔ میں مر جاؤں تو پھر تو سوار ہو سکتا ہے۔
میری سمجھ میں اس کی بات نہ آئی۔ وہ چلا گیا جس کے ہم مہمان تھے وہ
صاحب آئے اور مجھے کہنے لگے کہ حضرت یہ بچھیری اس کو دے دو اس لئے
کہ اسکی نظر گوئی زیادہ کام کرتی ہے۔ گھوڑی مر جائے گی، میں نے اسکی اس
بات پر کبھی کوئی توجہ نہ دی۔ عصر کے بعد گھوڑیوں کو دانہ رکھا گیا۔ تو خادم نے
مجھے بتلایا کہ بچھیری دانہ نہیں کھاتی۔ میں نیچا کر دیکھا تو واقعی گھوڑی کو توبرہ
دانے والا لگا ہے۔ لیکن کھاتی نہیں ساتھ ہی اس کی ٹانگیں پھیلنی شروع ہو گئیں
اور اس کے سارے جسم پر کان کی نوک سے لے کر پاؤں تک کانٹے دار

دانے نمودار ہو گئے۔ اور گھوڑی اکڑتی جائے پاؤں بھی پھیلنے شروع ہو گئے۔ میں نے اندر جا کر قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ بچھیری مر رہی ہے۔ حضور تشریف لائے اور بچھیری کو دیکھا اور دست مبارک دونوں طرف سر سے دم تک پھیرا اور فرمایا کہ دانہ کھا۔ بس کھانے لگی لیکن آہستہ مغرب کے بعد پھر حضرت صاحب نے گھوڑی کو ملاخطہ فرمایا۔ پھر عشاء کے بعد بھی ملاخطہ فرمایا۔ اس وقت گھوڑی بالکل ٹھیک ہو گئی۔ رات کھانا کھانے کے بعد سردار ایوب خان جو میزبان تھا اس نے بتایا کہ سردار کرمداد خان سے پوری دنیا تنگ ہے۔ اسکی تیر سے زیادہ نظر کارگر ہے۔ اور آج تک اس نے جس سے کوئی شے طلب کی وہ شے سالم نہیں رہی اسی لئے میں نے عصر کے بعد کہا تھا کہ گھوڑی اس کو دے دو رات گزر گئی صبح حضور رخصت ہوئے اور گھوڑی پر سوار ہو کر چلے میں بھی اسی گھوڑی پر سوار ہو گیا۔ آگے راستے میں ایک مکان کے عقب سے گزرنے لگے وہی سردار کرمداد خان صاحب وہاں مکان کے کونے پر بیٹھا تھا۔ گھوڑی دیکھ کر اس نے کہا کہ تو ابھی چلتی ہے۔ اور مجھے کہا کہ تو اس پر سوار ہے اور میرے سامنے سے گزر رہا ہے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ سردار صاحب بچوں کو تنگ نہیں کرنا چاہیے لیکن وہ پھر کر بولا۔ کہ یہ گھوڑی اگر زندہ چلی جائے۔ اور صاحبزادہ اس پر سوار چلا جائے پھر میرا کوئی باپ نہیں میں پھر حرامی ہوا۔ پس حضور کو جلال آگیا آپ نے فرمایا کہ یہ گھوڑی اللہ تعالیٰ نے سواری کیلئے دی ہے یہ اس پر سواری کرے گا۔ لیکن تم کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں اس لئے دی ہیں کہ مخلوق خدا کو پریشان کر و ایسی آنکھوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ سامنے تھا اس نے سر ہاتھوں سے پکڑ کر دونوں آنکھیں پکڑ لیں حضور کی سواری گزر گئی۔ راقم الحروف خاموش اور پیچھے پیچھے تھا برلب سڑک قاضی صاحبان کا

مکان تھا۔حضور قبلہ عالم وہاں رکے تو بتایا گیا کہ سردار کرمداد خان کی آنکھیں پھٹ گئیں۔کوئی کہتا تھا ٹھیک ہوا۔کوئی کہتا تھا کہ ظالم سے جان چھوٹی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ جس وقت حضور نے فرمایا کہ ایسی آنکھوں کی کیا ضرورت ہے جو مخلوق کو تنگ کرے اس وقت وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔در اصل اس وقت دونوں آنکھیں پھوٹ گئی۔

ایک دفعہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوں مبارک میں شدید درد ہو گیا راقم کو ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص سنگی لگانے والا مل جائے تو یہ بھی ایک سنت کی ادائیگی ہو گی۔ہالن شالی ایک حجام مسمی صاحب دین رہتا ہے جو آج بھی زندہ ہے فصد کرنے اور سنگی لگانے میں بہت ماہر ہے۔اس کو میں بلا کر ہمراہ لے گیا۔بساہاں شریف بعد نماز عشاء حجام اندر خانے حاضر ہوا چونکہ حضور اندر خانے آرام فرماتھے۔ میں نے عرض کی یہ حجام حاضر ہے اس وقت وہاں موجود برادرم سیّد غلام احمد شاہ صاحب مرحوم اور سردار حاجی عباد اللہ شاہ صاحب مرحوم موجود تھے۔حجام نے حضور کے دائیں گھٹنے پر سنگی دو یا تین بار لگائی اور وہاں مواد اکٹھا ہو گیا۔اس نے عرض کی اس جگہ کو استرے سے زخم لگا کر پھر سنگی لگانی ہے۔حضور نے ایک دو دفعہ انکار فرمایا لیکن حجام کے اصرار پر خاموش ہو کر مراقب ہو گئے۔حجام نے استرے سے چھپنے لگانے شروع کیئے میں نے دونوں ہاتھوں سے زانو مبارک کو تھاما ہوا تھا معلوم ہوتا تھا کہ درد محسوس ہو رہا ہے۔پھر حجام نے سنگی لگائی جب وہ اک سنگی لگا کر دوسری لگانے لگا تو پہلی سنگی چھت سے جا لگی اور پھر زمین پر گری ایک دو دفعہ تو حجام اپنی غفلت سمجھتا رہا۔لیکن جب وہ چند بار سنگیاں لگا لگا کر ناکام ہو گیا تو خاموش ہو گیا اور نہایت پریشان ہو کر مجھے ناراضگی سے کہنے لگا۔کہ

میرا کام اب ختم ہو گیا۔ یہی میرا روزگار تھا۔ تم نے مجھے یہاں لا کر تباہ کر دیا۔ میں نے اسکو کہا کہ سنگی لگاؤ اور سیّد غلام احمد صاحب مرحوم جو نہایت ہی جلالی طبیعت کے مالک تھے حجام سے گرم ہو گئے۔ اس نے نہایت متانت سے عرض کی کہ جنکے پیر کامل ہوتے ہیں۔ انکو کوئی شے تکلیف نہیں دے سکتی۔ اور جو خود کامل ہو وہاں ان کی مرضی کے بغیر میں کیا کر سکتا ہوں۔ آواز ذرا بلند ہوئی حضور نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا کہ تمہارا کام ختم ہو گیا۔ تو فرمایا کہ تم سب مصروف تھے تو ہم نے خیال کیا کہ ہم کیوں فارغ رہیں ہم نے اسم ذات شروع کیا اس لئے سنگی نے کام چھوڑ دیا اب آپ لگاؤ بس حجام نے کئی بار سنگی لگائی جو کام کرتی رہی۔ جب فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ صبح ہماری حجامت کر کے جانا، نیز حجام کو چاندی کا ایک روپیہ عنایت فرمایا۔ اور آہنی صندوقچی مع قفل غلام احمد صاحب سے دلوائی کہ یہ ہتھیار رکھے گا۔ نیز حضور نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ مسجد میں حضور قبلہ والد صاحب حضرت الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب تشریف فرما تھے تو حجام المسمی وَلَیا آ گیا اور حضور کے حکم پر حجامت کرنے لگا، جب اس نے سر مبارک پر پانی چھڑکا تو حضور مراقب ہو گئے۔ حجام پانی چھڑکتا تھا لیکن بال مبارک تر نہ ہوئے حتی کہ کافی عرصہ گزر گیا۔ حجام سخت گھبرایا۔ تو اچانک کوئی آدمی آیا اس نے السلام علیکم بلند آواز سے کہا تو حضور نے سر مبارک اٹھا کر اسکو سلام کا جواب دیا اور پھر حجام سے دریافت کیا کہ ہمیں تو یاد ہی نہیں کہ تم حجامت کرتے ہو۔ اس نے عرض کی کہ جناب مجھے تو کئی گھنٹے گزر گئے لیکن بال مبارک تر نہیں ہوتے۔ حضور نے فرمایا ہمیں یاد نہیں رہا۔ کہ تم حجامت کر رہے ہو۔ اب حجامت کرو۔ حجام نے حجامت جلدی کر لی۔ میں نے (راقم الحروف نے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جناب اگر ایسی حالت میں جب کہ کوئی

اللہ کا بندہ مراقبے میں ہو تو کوئی درندہ یا کوئی دشمن حملہ کر دے فرمایا ذاکر یا مراقب کو کچھ نہیں ہوگا۔ حملہ آور جل جائے گا۔

راقم الحروف ۱۹۶۶ء سید پور مقیم تھا۔ تو کوہ مری سے یکے بعد دیگر ۳،۴ افراد آئے اور جناب قدرۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت حاجی سید نورانی شاہ صاحب المعروف جناب حاجی بابا صاحب کاظمی نقشبندی مہاجر راجوری نے طلب فرمایا ہے۔ میرا کوئی خاص حضرت موصوف سے تعارف نہ تھا۔ بہر حال راقم الحروف کوہ مری سٹی بنک سے آگے چوک کے دائیں طرف ایک بلڈنگ میں سیّد محمد شاہ صاحب کاظمی مرحوم و مغفور جو سدوال رہتے تھے اور اسی سال وہاں گرمیاں گزرانے گئے تھے۔ ان کے گھر جا کر ٹھہرا اور ان کو یہ سب بات سنائی کہ قبلہ حاجی بابا صاحب نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ اس لئے میں حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم بعد نماز ظہر دونوں چل پڑے سٹی بنک سے آگے سڑک سے نیچے آپ کی اپنے بنگلے میں رہائش تھی۔ حضور ایک چھوٹے سے بیٹھک نما کمرے میں جلوہ افروز تھے۔ سفید چادر سے سارا جسم لپٹا ہوا تھا۔ اندر ایک صاحبزادہ بھی ایک طرف بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور راقم و سیّد محمد شاہ صاحب کاظمی خاموشی سے بیٹھ گئے۔ چند منٹ کے بعد حضرت نے اسی طرح ارشاد فرمایا کہ کوئی ہے کاظمی صاحب جو میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ اور پھر میرا بھی ذکر کیا۔ کہ یہ محمد امین سید پور چکوال سے آیا ہے فوراً چہراہ مبارک سے چادر ہٹائی اور شرف قدم بوسی بخشا، بہت پیار کیا فرمایا کہ میں منتظر تھا میں نے تمہارے ساتھ بہت باتیں کرنی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میرا بچپن تھا اور ہم راجوری سے بکریاں لے کر پونچھ آئے کڑ مارا

ایک گاؤں تھا وہاں ہم ٹھہرے تھے میرے ساتھ چند سیّد زادے تھے وہاں ایک مسمی راجو نامی بکروال رہتا تھا جو بہت امیر و کبیر تھا اور وہ حضرت قبلہ و کعبہ جناب الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی کا مرید تھا۔ اور حضور وہاں تشریف فرماتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ یہ آپ کے دادا صاحب تھے میں ملاقات کے لئے گیا حضور مسجد میں تلاوت فرما رہے تھے میں سامنے ایک طرف بیٹھ گیا حضور تلاوت فرما رہے تھے میں آپ کا چہراہ مبارک دیکھتا رہا، جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم سیّد زادہ ہو میں نے اثبات میں عرض کی فرمایا کیوں آئے عرض کی صرف آپ کو دیکھنے آیا ہوں۔ فرمایا قریب آؤ میں قریب گیا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا خوب سیر ہو کر دیکھ لو۔ اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ حضرت جو سبق آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ مجھے بھول گیا ہے تو حضور نے فرمایا کہ ہمیں ایک چنگاری ملی تھی۔ ہم نے اس کو پھونک پھونک کر بھانبڑ جلائے اور ہم آپ کو مشعلیں جلا کر دیتے ہیں اور تم بجھا کر آجاتے ہو۔ یہ واقعہ ارشاد فرما کر حاجی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت چلے جاؤ کل صبح آٹھ بجے آنا۔ صبح آٹھ بجے پھر حاضر ہوا تو اسی طرح سفید چادر میں ملبوس مراقب تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دریافت کیا کوئی ہے کاظمی صاحب نے اپنا اور میرا ذکر کیا۔ پھر چہرہ مبارک کھول کر پھر کل والی بات جو اوپر مذکور ہوئی ہے ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے دادا صاحب اپنے وقت کے غوث تھے۔ اور غوث کے چہرے کو جو دیکھتا ہے وہ بھی کامل ہو جاتا ہے۔ پھر ۴ بجے شام آنے کا ارشاد فرمایا۔ اور رخصت کر دیا۔ ۴ بجے پھر حاضر ہوا تیسرے دن جب صبح حاضر ہوا تو فرمایا کہ کس جگہ ٹھہرے ہو کاظمی صاحب نے عرض کی میرے پاس رہتے ہیں۔ کاظمی کو فرمایا

ان کی خوب خدمت کرو آج دن کا کھانا میں بھی ان کے ہمراہ آپ کے گھر کھاؤں گا۔ سبحان اللہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ یہ کسی کے گھر نہیں جاتے یہ آج نئی بات ہے۔ بہر حال ہم کو رخصت فرمایا۔ لیکن جناب قبلہ جدامجد علیہ الرحمہ کا واقعہ ہر بیٹھک میں سناتے تھے۔ ہم کاظمی صاحب کے گھر گئے کھانے کا انتظام کیا ور ۱۱ بجے واپس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کھانا تیار ہے۔ تشریف لے چلیں۔ فرمایا سیّد عبداللہ شاہ صاحب آزاد سے اجازت حاصل کرو، موصوف نے عرض کی میں کون ہوں اجازت دینے والا کار بھیجی جس پر سوار ہو کر حضور تشریف لے گئے راقم الحروف اور کاظمی صاحب ہم پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ کاظمی صاحب کے ڈیرے پر دعا خیر کی۔ اور واپس ہوئے فرمایا مرغ کی ایک ٹانگ میرے لئے ڈیرے پر بھیج دینا پھر ہم دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے سٹی بنک آکر ایک پٹھان دوکاندار کی دوکان کے سامنے گاڑی رکی۔ دوکاندار دوڑ کر آئے قدم بوسی کی اور تشریف رکھنے کو کہا لیکن انکار فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں دراصل فلاں آدمی کی وجہ سے چلا گیا ہوں۔ (میرا نام لیا) یہ ان کا کرم تھا۔ پٹھان دوکاندار کو فرمایا کہ تم بھی اس سے ملنا تیسرے چوتھے دن راقم ان کے حکم سے حاضر ہوا تو وہی ارشاد فرمایا راولپنڈی چلے جاؤ۔ چوتھے دن جب میں حاضر ہوا تو جناب مولوی حاجی حبیب شاہ صاحب مرحوم آپ کے صاجزادے بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت صاحب نے لب کشائی فرمائی تو مجھے ارشاد فرمایا کہ سب وظائف اس کو دے دو اور تم دلائل الخیرات کیوں پڑھتے ہو یہ بھی اس کو دے دو تم کو حضرت صاحب نے درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ

سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ عَدَدَ مَافِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔

اجازت نہیں دی ۔فرمایا یہ درود شریف ایک بار جو پڑھے اس کو پوری دلائل الخیرات کا ثواب ملتا ہے۔ پس اس دن کے بعد دلائل الخیرات پڑھی نہ گئی۔ راقم راولپنڈی پہنچا۔ تو جناب حضرت خضری رحمۃ اللہ علیہ کو برلب سڑک منتظر پایا۔ اسی سال حضرت حاجی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون سوہادہ کے متصل نور پور سیّداں میں مزار شریف ہے۔

☆☆☆☆☆

حالات حضرت حاجی سیّد عبدالرشید بخاری بن عبدالشکور بخاری رحمۃ علیہ نقل از کتاب گنجینۂ محمدی۔ حسین روضۃ الریحان۔

جناب سیّد عبدالشکور بخاری کریری اپنے مسکن پر آرام فرماتھے۔ معلوم ہوا کہ بخارا سے کوئی سوداگر کشمیر آیا ہے آبائی وطن کی نسبت کی وجہ سے سوداگر کی ملاقات کوتشریف لے گئے۔ اور سیّد عبدالشکور بخاری اپنے والد کے ہمراہ گئے جوچھوٹی عمر کے تھے جب حضرت عبدالشکور بخاری سے ملاقات کے بعد سوداگر سے رخصت ہوئے۔ تو سوداگر نے ایک عرض کی کہ حضرت اپنا صاحبزادہ سیّد عبدالرشید بخاری میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ سوداگر کا ایک ہی لڑکا تھا۔ جوفوت ہوگیا تھا۔ اور حضرت سیّد عبدالرشید بخاری شکل وصورت اور عمر سے اس لڑکے کے ہمعصر تھے۔ سوداگر کی آہ وزاری اور پریشانی دیکھ کر حضرت عبدالشکور بخاری نے صاحبزادے کواس کے پاس چھوڑ دیا او رفرمایا جب واپسی ہوگی تو صاحبزادے کو پہنچادینا۔ ادھر سوداگر بہت خوش ہوا اور حضرت سیّد عبدالرشید بخاری کے سامنے بخارا شریف کے حالات پھر حرمین الشریف کے حالات اس طرح بیان کیے کہ صاحبزادہ صاحب اس کے ہمراہ جانے کوتیار ہوگئے۔ پھر سوداگر کشمیر سے واپس پنجاب آگیا۔ جب حضرت عبدالشکور بخاری کواس کی خبر ہوئی تو اپنے چھوٹے بھائی سیّد عبدالکریم بخاری کوصاحبزادے کی واپسی کے لئے بھیجا۔ سیّد عبدالکریم بخاری بڑی تگ

ودو کے بعد ہندوستان میں جا کران سے ملاقات کی واپسی کی بہت کوشش کی لیکن صاجزادہ صاحب واپس نہ ہوئے۔ اور اپنے چچا جان سے معذرت کی کہ ہم حج کا ارادہ کر بیٹھے ہیں اس لئے واپس نہیں ہو سکتے۔ سیّد عبدالکریم بخاری خالی واپس آ گئے۔ ادھر کوئی ایک سوداگر مدینہ پاک سے آیا اور ایک مکۃ المکرمہ سے اور ایک بغداد شریف سے ایک کربلا معلیٰ سے اس سب نے صاجزادہ صاحب کی زیارت کی تو ہر ایک اپنے اپنے ساتھ لے جانے پر مصر ہوا۔ بخارا والا کہتا تھا کہ میں نے ان کو والدین سے جدا کیا ہے بالآخران سب نے قاضی مقرر کر کے اس کے سامنے اپنے اپنے دلائل پیش کیے قاضی نے سن کے دلائل سنکر فیصلہ صادر کیا۔ کہ (فمن حج البیت الخ)

صاجزادہ صاحب کو بیت اللہ شریف سے آئے ہوئے سوداگر کے سپرد کر دیا اور مکۃ المکرمہ روانہ ہو گئے پہلے حج کے بعد آپ مدینۃ المنورہ حاضر ہوئے پھر کربلا معلیٰ سے ہو کر جملہ زیارات سے حاضری دیکر بغداد شریف حاضر ہوئے اسی طرح آپ نے سات حج سات سالوں میں فرمائے اور یہ سارا سفر پیدل تھا۔ اس وقت سواری کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ آخری دفعہ بغداد شریف جب حاضر ہوئے تو سیّد محمد یسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی عبدالرشید بخاری کو مسند خلافت بھی عطا کی اور کشمیر جانے کا حکم صادر فرمایا بہت تحائف بھی عطا کیئے۔ جب حاجی عبدالرشید بخاری آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ وفات پا چکے تھے کچھ مدت حاجی عبدالرشید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کو اپنا مسکن بنایا۔ پھر شادی فرمائی آپ کے تین فرزند ہوے۔ سیّد اکرم شاہ صاحب بخاری سیّد اکبر شاہ صاحب بخاری۔ سیّد محمود شاہ صاحب بخاری حاجی عبدالرشید بخاری کریری سے نقل مکانی فرما کر بمقام

بیاڑاں تحصیل اوڑی ضلع مظفر آباد تشریف لائے اور آپ کا مزار مبارک موضع بیاڑاں مرجعٔ خلائق ہے۔ ان تینوں حضرات کی اولادیں بساہاں شریف جبی سیّداور ہالن میں آباد ہیں۔ اور حضرت سیّد محمود شاہ صاحب بخاری بھی بساہاں شریف آرام فرما ہیں۔آپ کے صاحبزاے سے سیّد مقصود شاہ صاحب بخاری بھی بساہاں شریف آسودہ خاک ہیں۔آپ کے تین فرزند ہوئے غوث زماں قطب دوراں، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین ۔ الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی ، قادری ،چشتی، کبروی،۲۔حضرت عالیجناب پیر سیّد عبدالستار صاحب بخاری ۳۔سیّد جلال الدین بخاری لاولد وفات پا گئے۔ مدفن بساہاں شریف ہر دو صاحبان کی اولاد بساہاں شریف ہے۔ ا۔حضرت غوث زماں قطب دوراں الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب کے صاحبزادے چار ہوئے۔

ا۔ عالیجناب قبلہ کعبہٗ مجسمہٗ جودوسخا پابند شریعت مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلّم الحاج پیر سیّد شاہ ولایت نقشبندی مجددی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف جنت المعلیٰ مکہ شریف۔

۲۔ جناب سیّد سیف اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف ملک سولی بساہاں شریف حضور پرنور قدرۃ السالکین وزبدۃ العارفین حضرت جناب الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری نقشبندی قادری سہروردی چشتی کبروی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار شریف کے قدموں کی طرف سے دیوار گر گئی۔ کچھ عرصہ دیوار ایسی ہی رہی برادر طریقت کیپٹن عبدالمنان صاحب قریشی نقشبندی اس وقت لیفٹیننٹ تھے اور ڈیوٹی بمقام ڈونگا مدار پور کے قریب تھی۔موصوف نے ایک بوری سیمنٹ کی اپنے سر پر اٹھائی اور سیّد ھے

بساہاں شریف پہنچے دیوار دیکھی تو مستری بلوایا تو دیوار کی مرمت شروع ہو ئی۔ ہم سب بھائی شریک کار تھے چند یوم میں دیوار تیار ہو کر سارے مزار اقدس کی دیوار کی سیمنٹ سے ٹیپ وغیرہ ہو کر فارغ ہوئے۔ صبح موصوف نے واپس ڈیوٹی پر جانا ہے راقم حقیر پرتصقیر نے رات ایک خواب دیکھا۔ (کہ کپتان صاحب موجود) اس وقت لیفٹیننٹ مسجد شریف کی سیڑھی کے سامنے کھڑے ہیں اور ایک صاحب جو غالباً خود صاحب مزار شریف تھے۔ اور کپتانی کے کراؤن مجھے دیکر فرماتے ہیں کہ اس کے کندے پر لگا دو نیز فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی ادھار نہیں کیا۔ صبح میں نے موصوف کو خواب سنایا تو اس نے کہا کہ:

شاہ چہ عجب کہ نوازند گدارا

آپ اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچے تو حکم ملا۔ کہ مری جاؤ اور میٹرک کا امتحان دو۔ مری امتحان دیا کامیاب ہو کر کپتان ہونے کا اعزاز ملا سن اور تاریخ یاد نہیں۔

اولاد:

راحت قلبی و روحی ملجاء الفقراء والمساکین والیتٰمی عالیجناب قطب الاقطاب حامی شریعت قاطع بدعت بحر طریقت رہبر حقیقت مخزن اسرار رحمانی واقف راز حقانی سیّد الاولیاء شہنشاہ اتقیاء سیّد السادات حاجی الحرمین الشریفین مولانا و مرشدنا ملجانا و ماوانا زائر کربلا معلّٰی و نجف اشرف خلیفہ دربار شہنشاہِ بغداد الحاج پیر سیّد شاہ ولایت نقوی البخاری نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی کبروی بساہنوی پونچھوی ثمہ مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی

سات صاحبزادیاں ہوئیں پانچ کے رشتے اپنی برادری میں جبی سیّداں و ملک سولی و بساہاں ہوئے جن کی اولد موجود ہے۔ ایک لاولد گئے۔ اور ایک صاحبزادی صغرسنی میں انتقال کرگئی۔ اور پانچ صاحبزادے ہوئے جن کے اسماذیل ہیں۔

ا۔ سیّد محمد آمین بخاری سکنہ سیّد پور چکوال (امین ولایت) جس کے تین فرزند مسمیان سیّد محمد صغیر۔ سیّد احمد صغیر بابو۔ سیّد احمد کبیر عرف مولوی اور دو لڑکیاں ہوئی ایک کی شادی لودھراں ہوئی جو وہاں با اولاد اور آباد ہے دوسری کی شادی سوہادہ ضلع جہلم جو صاحب اولاد ہے۔

۲۔ سیّد غلام احمد شاہ صاحب جن کا ۱۹۸۷ء میں اچانک انتقال ہوگیا۔ مزار شریف بساہاں شریف آپ کی صرف دو صاحبزادیاں ہیں ایک کا رشتہ سیّد محمد صغیر عرف جاوید کے ہمراہ ہوا۔ جو با اولاد ہے اور آباد ہے ہالن شمالی۔ دوسری بچی مجذوب ہے۔

۳۔ جناب حکیم الحاج پیر سیّد محمد سعید شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ بساہاں شریف (آپ اپنے اسم گرامی کے ساتھ ابوالحسن اور ولایتی بھی لکھتے ہیں آپ کے چھ صاحزادے مسمیان۔ سیّد سعید احمد۔ سیّد علی اصغر۔ سیّد شبیر احمد، سیّد محمد علی رضا، سیّد طیب علی حسن۔ سیّد محمد علی طاہر ہیں، اور دو صاجزادیاں ہیں ایک صاجزادی کی شادی سیّد احمد کبیر عرف مولوی سے ہوئی جو بااولاد ہے۔

۵۔ محمد عبدالشکور بخاری قادری آپ کے سات فرزند ہیں۔ سیّد عبدالغفور، سیّد مختار حسین، سیّد زبیر حسین، سیّد ممتاز حسین، سیّد ابرار حسین۔

سیّد صفدر حسین، سیّد جعفر اور پانچ صاحبزادیاں ہیں جن میں چار شادی شدہ ہیں اور آباد ہیں۔

حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مناسبت سے آپ کے برادران کے اسماء معہ اولاد لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۲۔ سیّد محمد شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھائی ہیں۔ مزار ملک سولی۔ آپ کی اولاد پانچ صاحبزادے الحاج پیر سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب، صاحب طریقت وشریعت مزار شریف ملک سولی۔ سیّد حسام الدین شاہ صاحب مزار ملک سولی۔ سیّد عدل دین صاحب مزار شریف لاہور سیّد شریف اللہ شاہ صاحب مزار ملک سولی۔ سیّد حاجی عبدالحفیظ شاہ صاحب، مزار مظفر آباد، حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی ہیں۔

۳۔ جناب حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزار شرئف ملک سولی۔ آپ کے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

(۱) سیّد غلام شا صاحب وفات پا گئے مزار ملک سولی۔ ۲۔ سیّد غلام حسین شاہ صاحب آپ با اولاد ہیں بچے بھی ہیں اور بچیاں بھی ہیں۔ صاحبزادیاں نمبر ا کی شادی الحاج پیر سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب سے ہوئی وفات پا گئیں۔ مزار شریف ملک سولی نمبر ۲ کی شادی سیّد غلام احمد شاہ صاحب سے بسا ہاں شریف ہوئی وفات پا گئے۔ مزار ملک سولی، سب کی اولاد موجود ہے اور آباد ہے۔ ۳۔ باحیات ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ ان کی شادی سیّد نذر دین شاہ صاحب بخاری جی سیّداں سے ہوئی۔

معمولات وذکرالٰہی

عالیجناب قطب الاقطاب حامی شریعت قاطع بدعت بحر طریقت رہبر حقیقت سیّد الاولیاء شہنشاہ اتقیاء حاجی الحرمین الشریفین مولانا ومرشدنا وملجانا وماوانی ابی معظم الحاج پیر سیّد شاہ ولایت صاحب نقوی البخاری نقشبندی مجددی قادری چشتی کبروی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ثم مکی۔ بن غوث زماں زبدۃ العارفین قدرۃ السالکین منبع جودوکرم سیّد السادات الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری نقشبندی قادری چشتی کبروی مسند آرائے بساہاں شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شب و روز کے معمولات شریف:

۷۔ سحری ایک بجے کے بعد وضو فرماتے۔ ہر دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے پھر آٹھ رکعت یا بارہ رکعت نفل تہجد ادا فرماتے۔ اس کے بعد زائد نوافل بھی کثرت سے ادا فرماتے۔ نماز تہجد کی ہر رکعت میں ایک بار سورۃ مزمل شریف تلاوت فرماتے۔ (نوٹ) راقم الحروف کو حضور نے جب نماز تہجد کا حکم صادر فرمایا تو فرمایا کہ تم ہر رکعت میں تین بار سورہ اخلاص پڑھا کرو، ہم ہر رکعت میں ایک بار سورۃ مزمل شریف پڑھتے ہیں۔ بعد نوافل نفی اثبات کا ذکر فرماتے، پھر چارزانو تشریف فرما ہوکر چار ضربی ذکر فرماتے پھر دم سے ذکر فرماتے یہ کافی دیر ذکر فرمانے کے بعد پھر درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ۔

تیں صد بار پھر درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِی عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَّآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔

یک صد بار، پھر درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یک صد بار اس کے بعد مراقبہ۔ آذان فجر تک آذان فجر کے لئے مہمانوں کو بیدار کرنا، گھر والوں کو بیدار کرنا اور اولاد کو بیدار کرنا۔ کہ نماز باجماعت میں شریک ہوں فجر کی سنت کے بعد سورۃ فاتحہ شریف بسم اللہ الخ سے آمین تک اکتالیس مرتبہ اس کے بعد بلند آواز سے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدً کَثِیْرًا۔ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ

تَعَالٰی بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

چند بار یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے اور سب نمازی بھی پڑھتے پھر دعا صبح کا آغاز اس طرح فرماتے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْئَلُہُ التَّوْبَۃَ ۔

تین بار:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذّٰاکِرُوْنَ۔ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہٖ الْغَافِلُوْنَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ تَعَالٰی رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نَبِیًّنَا وَ رَسُوْلًا۔ وَ بِالْقُرْآنَ اِمَامًا وَّ بِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃِ وَبِالصَّلٰوۃِ فَرِیْضَۃً وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا۔ وَبِالصِّدِّیْقِ وَ بِا الْفَارُوْقِ وَبِا لْذُّنُوْرَیْنِ وَبِا لْمُرْتَضٰی۔ اَئِمَّۃً رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ہزاروں درود ہزاراں سلام۔ بروح محمد علیہ السّلام
لکھ لکھ درود لکھ لکھ سلام۔ باسم محمد علیہ السّلام
کروڑوں درود کروڑوں سلام۔ بجسم محمد علیہ السّلام

بور دعد جانم بہر صبح وشام ۔ علیک الصلوٰۃ علیک السّلام
علیک الصلوٰۃ یا حیاۃ النبی ۔ دفع کن بلایا حیاۃ النبی

اُوْصِیْكَ یَـارَبَ السَّـمَـا ۔ بَلِّغْ سَلَامِیْ مُصْطَفٰی
رُوْحِیْ فِـدَیَا مُصْطَفٰی جِسْمِیْ فِدَایَا یَا مُجْتَبٰی
گـرْ بِـگذْرِیْ بَـادِ صَبَـا رَوْضـے بِشَهْدِ مُصْطَفٰی
بَـرگُـوْ سَلَامِـیْ اِیں گَدَا بِرِوْوْضَئِهِ آ ں مُجْتَبٰی
یَـغْـفِرْ الٰهِـی مَـا مَـصنٰی وَ اَسِرْلَنَا فِیْ مَا بَقَا
بَــارَكْ لَـنَــا یَـا سَیِّدِا فِـیْ الْاِبْتَـدَا وَ الْاِنْتِهَـا
اِنَّ نِـلْـتَ یَارِیْـحَ الـصَّبَابُوْ مَااِلٰی اَرْضِ اَلْحَرَمِ
بَـلِّـغْ سَلَامِـیْ رَوْضَةً فِیْهَا الـنَّبِیْ الْـمُـحْتَرَمْ
مَـنْ وَّجْهَهُ شَمْسُ الضَّحٰی مِنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مِـنْ ذَاتَـهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مِـنْ كَـفَّـهٗ بَحْرُ الْهُمِمْ
قُـرْآنُــهٗ بُـرْهَـانُـنَــا نَسْخًا لَا دْیَانٍ مَـضَـتْ
اِذْجَآ ءَ نَا اَحْـكَامُـهٗ كُلَّ الصُّحَفْ صَارُ الْعَدَمْ
اَكْبَارُنَا مَجْدُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ حِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَهْلِ بَـلْـدَةٍ فِیْهَـا الـنَّبِیُّ الْمُحْتَشَّمَ
یَـا لَیْتَـنِــیْ كُـنْــتُ كَـمَـنْ یَتْبَعُ نَبِیًا عَـالِـمًا

يَـوۡمًا وَلِيۡلًا دَائِـمًـا وَاَرۡزُقۡ كَـمَا لِـىۡ بِالۡكَرَمۡ
لِـىۡ حَسۡرَةٌ اِسۡمَعۡ كَذَالِمَ لَمۡ اَصِفِ الۡمُصۡطَفٰى
فِىۡ كُلِّ حِيۡنَ قَدۡ مَضۡحٰى فِىۡ الۡحَالِ مَا يَحۡصِلُ بِهِمۡ
لَسۡـتُ بِـرَاجٍ مُـضۡـرَدِ اَبۡلِ اَقۡرَ بَاۤئِـىۡ كِـلِّهُـمۡ
فِـىۡ الۡـقَبۡرَ اِشۡفَعۡ يَا شَفِيۡعَ بِالصَّادِوَ النُّوۡنِ الۡقَلَمۡ
يَـا مُـصۡـطَفٰى يَا مُجۡتَبٰى اِرۡحَمۡ عَـلٰـى عَـصۡبَانِنَا
مَـجۡبُـوۡرَةٌ اَعۡـمَـالِـنَـا طَـمۡـعًـا وَّ زَنۡبًـا وَ الـظُّلَمۡ
يَـا رَحۡـمَةَ الِـلۡعٰالَـمِيۡـنَ اَنۡـتَ شَفِيۡعُ الۡمُذۡنِبِيۡنَ
اَكۡـرِمۡ لَـنَـا يَـوۡمَ الۡـحَـذِيۡنَ فَضۡلًا وَّجُوۡدً وَّ الۡكَرَمۡ
يَـارَحۡـمَةَ الِـلۡعٰالَـمِيۡـنَ اَدۡرِكۡ لِـذَيۡنَ الۡعَابِدَيۡنِ
مَحۡبُوۡسُ اَيۡدِىۡ الظّٰالِمِيۡنَ فِىۡ الۡمَوۡكِبَ وَالۡمُزۡرَحَمۡ

اَلـلّٰهُـمَّ اِنَّـا نَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِيَةَ وَالۡمَفَاةَ دَائِمَةِ فِىۡ الدِّيۡنِ وَالدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ يَا حَىُّ يَا قَيُّوۡمِ۔

تین بار:

يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا نَسْئَلُكَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَنْتَ حَيٌّ قُلُوْبَنَا وَ اِيْسَا مَنَا وَ اِيْسَارَ نَا دَرِاحَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتَكَ مُحَبَّتِكَ اَبَدًا۔ يَا اَللّٰهُ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا يَا غَفَّارُ اذُنُوْبَ بِااللّٰهِ اسْتُرْ عُيُوْبَنَا يَا سَتَّارُ الْعُيُوْبِ يَا اَللّٰهُ اَرْحَمْ حَالَنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَصَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرَ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اس کے بعد نماز فجر کے فرض پورے وقت پر باجماعت ادا فرماتے۔ نماز فجر کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے ہفت ہیکل شریف تسبیح فاطمی۔ اور ذکر ہوتا۔ دعا کے بعد عام مہمان تو اٹھ جاتے لیکن مخصوص لوگ بیٹھے رہتے اور اوراد فتحیہ بلند آواز سے پڑھی جاتی۔ (راقم الحروف مسکین بخاری) کو اس وقت حضور کے ہمراہ پڑھنے کیوجہ سے مذکورہ اوراد زبانی ہوئے جو آج تک اوراد زبانی یاد ہیں۔ اور درود شریف کے بعد رقعت آمیز۔ پھر درود حضور ایک تسبیح پڑھی جاتی درود شریف یہ ہے:

صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ۔

اس کے بعد حضور دعا فرماتے۔ پھر نماز اشراق کا وقت ہو جاتا جس نے نماز اشراق پڑھنی ہوتی وہ پڑھتا۔ حضور نماز اشراق ادا فرما کر مسجد کے

صحن میں باہر آکر مسجد شریف کی سیڑھیوں کے ساتھ والے ستون کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے اور دیگر وظائف تلاوت فرماتے جن میں قرآن پاک کی تلاوت۔ درود مستغاث شریف۔ درود کبریت احمر شریف۔ دلائل الخیرات شریف۔ شفاء شریف اس کے بعد مزید وظائف تلاوت فرما کر شجرہ شریف نقشبندیہ بطور دعا فرما کر اختتام ہوتا۔ پھر مہمانوں کی دیکھ بھال ان کے لنگر کا انتظام ان کی خواہشات اور حاجتوں کے مطابق ان کی خدمت جن میں ہر طبقہ کے افراد موجود ہوتے۔ مسلمانوں میں کئی علماء مشائخ علماء دیوبند اہلحدیث حتی کہ ہر طبقہ کا شخص موجود ہوتا اس کے حال وقال کے مطابق ان کی مہمان نوازی ہوتی۔ کئی ہندو اور سکھ بھی حاضر ہوتے ان کے لنگر کا انتظام ان کے برتن علیحدہ ہوتے تھے۔ راشن ان کو ملتا اور وہ خود اپنا کھانا پکاتے۔ ساتھ ہی موسم کے لحاظ سے زمینداری کا بھی پورا اہتمام فرماتے دو جوڑی بیل صرف لنگر کی اراضی کے لئے موجود رہتے۔ مویشیوں کی نگہداشت غرباء مساکین کی خبر گیری، سائلین کے سوالات کی طرف توجہ یہ سب امور حضور کے معمولات میں شامل تھے۔ ان سب امور کے طے کرتے ہوئے زبانی وظائف جاری وساری رہتے۔ مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے ،کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھلانے کا آپ کا معمول تھا۔ جس وقت (راقم الحروف مسکین بخاری) لوٹا اٹھانے کے قابل ہوگیا تو پھر (اس حقیر کی تربیت کیلئے) ہاتھ دھلانے کا حکم فرماتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہر بھینس کے حال کا علم ہوتا تھا، ہر گھوڑے کے حال کا علم ہوتا تھا۔ اور ہر بھیڑ و بکری کا علم ہوتا تھا۔ کہ وہ کس حال میں ہیں۔ میری یاد میں بھینسیں تقریباً یک صد تک رہی ہیں۔ گھوڑے سات عدد اور بھیڑ بکری جو لنگر پر خرچ ہوتی تھیں۔ تقریباً یک صد پچاس تو رہتی تھیں۔ نماز ظہر بروقت اذان سے باجماعت ادا ہوئی

جو کوئی بھی کوئی کام کر رہا ہے۔ وہ نماز باجماعت ادا کرے گا۔ نماز کے بعد تسبیح فاطمی کا ذکر ہو کر پھر دعا ہوتی، یعنی سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار لا الہ الا اللہ ۳۳ بار درود شریف ۱۱ بار پھر دعا ہوتی۔ صبح اشراق کے نوافل کے بعد چائے تقسیم ہوتی اور ساتھ روٹی ملتی۔ ۱۱، ۱۲ بجے کے درمیان دن کا کھانا تقسیم ہوتا۔ عصر اور مغرب کے وقت پھر بعد اذان با جماعت ادا ہوتی مغرب کی نماز کے بعد بلند آواز سے ہفت ہیکل شریف پڑھی جاتی ہیں۔ تسبیح فاطمی کے بعد دعا ہوتی۔ اور بلا توقف حکم ہوتا کہ سب لوگ مہمان خانہ میں کھانا تناول کریں۔ کھانا اپنی موجودگی اور نگرانی میں تقسیم ہوتا حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر دوسری ہانڈی کبھی تیار نہیں ہوئی۔ ادنیٰ اعلیٰ امیر و غریب فقیر و عالم و مشائخ و گدا گر ایک دسترخوان پر ایک قسم کا کھانا تناول فرماتے اسی طرح بریلوی علماء دیوبندی علماء اور کسی بھی مکتبۂ فکر کا فرد ہوتا ایک ہی دسترخوان اور ایک کھانا۔ اگر لسی اور روٹی ہے تو سب کیلئے ہے اور اگر پلاؤ گوشت ہے تو سب کے لئے ایک دفعہ علاقہ بھیڈی موضع کایاں سے ایک بیمار کو چارپائی پر اٹھا کر لایا گیا۔ عصر کے وقت وہ لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ اس کے منہ میں تالو میں سوراخ ہو گئے ہیں۔ غالباً اس بیماری کو (تالفرنگ) پہاڑی زبان میں کہتے ہیں اور اس نے کئی دنوں سے کھانا نہیں کھایا۔ حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حکیم کے پاس لے چلو اور فرمایا کہ ہالن جنوبی ایک پرانا حکیم مسمی فیروز دین ہے اس کے پاس لے جاؤ لیکن اس کے ورثا نے انکار کر دیا اور ان میں سے جو سربراہ تھا۔ اس کا نام مقدم ناظر صاحب تھا اس نے صاف کہہ دیا کہ ہم یہاں لائے ہیں ٹھیک ہو گیا تو بہتر ورنہ دفن کر کے جائینگے۔ حضور قبلہ عالم نے سختی سے بھی ارشاد فرمایا لیکن وہ ایک نہ مانے، ور چارپائی سے اس کو

اتار کر مہمان خانہ میں لٹا دیا۔ مغرب کی نماز ہوئی۔ بعدہٗ فوراً لنگر آ گیا اس دن کا لنگر لسی اور مکئی کی روٹی اور مرچ سرخ تھی۔ حضور روٹی اور لسی دے رہے تھے۔ (راقم مسکین بخاری) مہمانوں کو تقسیم کر رہا تھا۔ جب اس بیمار کے سامنے کھانا رکھا تو مقدم ناظر جو اس کا سربراہ بھی تھا۔ اور شاید رشتہ دار بھی ہوگا۔ اس نے راقم کو کان میں کہا اگر دودھ ایک پیالہ مل جائے تو اس کے لئے کافی ہوگا۔ لیکن جونہی میں کھانا اس کے سامنے رکھ کر کھڑا ہوا۔ تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کی کہ بیمار کے لئے دودھ لانا ہے۔ حضور نے نہایت جلال سے فرمایا کہ میرے پاس صرف لسی اور مرچ ہے۔ یہ کہہ کر ایک روٹی پر اپنے دست مبارک سے بہت سی مرچ رکھ کر مجھے دی اور فرمایا کہ اس کو کہو کہ یہ مرچ ان زخموں پر لگائے اور خوب کھائے۔ اور لسی خوب پیئے اس کے لئے گلاس علیحدہ مرحمت فرمایا میں نے روٹی اس کے سامنے معہ مرچ کے رکھی اور لسی بھی دی۔ لسی کا ایک گلاس تو وہ پہلے ہی پی گیا پھر اس نے مرچ بھی کھائی اور نصف روٹی کھائی۔ لسی مزید نوش کی۔

حضور قبلہ عالم کھانا کھا لینے کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ تو مقدم ناظر صاحب نے کہا کہ اچھا ہوا۔ صبح حضرت صاحب کفن بھی دیں گے۔ پھر نماز عشاء ہوئی۔ عشاء کی نماز حضور کافی لیٹ ادا فرماتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد سب مہمانوں نے آرام کیا۔ صبح کی نماز میں پھر سب مسجد میں اکٹھے ہوئے۔ بعد نماز فجر حضور قلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد شریف کی تعمیر کے لئے ایک ایک پتھر دریا سے لے آؤ۔ پتھر وہاں موجود تھے۔ راقم الحروف ہمراہ گیا تو یہ حیران ہو گیا۔ کہ وہ بیمار سب سے پہلے پتھروں کے پاس کھڑا

ہے اور کہنے گا کہ مجھ پر دو پتھر رکھو، بعد چائے نوشی رخصت ہوئے تو ان کے درمیان جھگڑا از بانی یہ شروع ہو گیا کہ باقی افراد بیمار کو کہہ رہے تھے کہ یہ چار پائی جس پر کل تجھے ہم اٹھا کر لائے خود اٹھا کر واپس لے چل اور وہ اپنی کمزوری ظاہری کرتا تھا، بالآخر حضور قبلہ عالم نے مقدم ناظر کو فرمایا کہ بیمار سے چار پائی نہ اٹھواؤ۔ عصر کی نماز کے بعد اجتماعی طور با ادب ختم شریف پڑھایا جاتا تھا۔ بلکہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ ختم اب ہم پر فرض ہو گیا ہے ختم شریف ذیل میں ہے۔ درود شریف یک صد بار:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

پانصد بار درود شرف مذکورہ یک صد بار:

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

پانچ صد بار درود شریف یکصد بار، سورۃ فاتحہ شریف معہ بسم اللہ الخ تا امین: سات بار، سورۃ الم نشرح الخ اناسی بار سورۃ اخلاص یا بسم اللہ ایک ہزار بار۔ درود شریف یک صد بار، سورۃ فاتحہ شریف سات بار اس کے بعد دعا۔

حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب مہمانوں کو کھانا تقسیم کرنے کے بعد اندر خانہ جو مستورات مہمان ہوتیں وہ بھی جب کھانے سے فارغ ہو جائیں تو پھر حضور قبلہ عالم کھانا تناول فرماتے۔ ایک دفعہ صبح کی چائے

اندرون خانہ نوش فرمارہے تھے۔ راقم الحروف بھی حاضر تھا تو ایک ملازم جو مویشیوں کی نگرانی پر مور تھا۔ آیا اور بیٹھ گیا۔ اس کو چائے اور روٹی دی گئی۔ تو حضور نے جلال کے ساتھ اسکو بلایا۔ وہ قریب تھا کھڑا ہو گیا۔ فرمایا یہ ہمارا پیالہ لو اور یہیں چائے اور روٹی کھاؤ۔ پہلے تو وہ انکار کرتا رہا۔ لیکن سخت حکم تھا اس نے پیالہ چائے والا پکڑ کر عرض کی کہ حضور میں اس پیالے میں نہیں پیوں گا۔ لیکن سختی سے حکم ملا تو سب گھر والوں نے اور خصوصاً ہمشیرہ صاحبہ نے اس ملازم کو فرمایا لے لو اور پیو چائے۔ اب ہمشیرہ صاحبہ جو تقسیم فرما رہی تھیں۔ اور حضور کو بہت عزیز تھیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور نے یہ خیال فرمایا کہ آپ کی روٹی میں گھی ہے۔ اور ملازم کی روٹی میں گھی نہیں۔ اس لئے حضور نے چائے اور روٹی ملازم کو دے دی یہ عرض کر کے ہمشیرہ صاحبہ نے ملازم کی روٹی اٹھا کر حضرت کے سامنے پیش کی تو وہ بھی گھی والی تھی۔ تب حضور کی طبیعت بحال ہوئی اور فرمایا کہ قیامت کو میں نے جواب دینا ہے۔ اگر میں گھی والی روٹی کھاؤں اور ملازم بغیر گھی کے کھائے تو پرسش مجھے ہوگی۔ ہمشیرہ صاحبہ نے عرض کی کہ آپ کی روٹی ایک چھٹانک کی ہوتی ہے اور اس نے کام کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو بڑی روٹی دی جاتی ہے اور بغیر گھی کے اسکو کبھی روٹی نہیں دی گئی۔ بلکہ وہاں یہ اصول تھا کہ اگر گھی والی روٹی ہے تو سب مہمان اور گھر والے ایک روٹی کھائینگے۔ دو قسم کی روٹی وہاں تیار نہیں ہوتی۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ بھی معمولات شریف میں داخل تھا۔ کہ آپ کی ایک خالہ صاحبہ دھڑہ سدھروں تھیں اور دوسری خالہ صاحبہ ملک سولی تھیں۔ جو جناب عمویم سیّد شاہ محمد شاہ صاحب بخاری اور سیّد شاہ سیف اللہ شاہ صاحب بخاری کی والدہ گرامی قدر تھیں۔ حضور قبلہ عالم دونوں خالہ کی خدمت کرتے تھے۔

(ازقلم: فقیر حقیر پر تصقیر مسکین محمد امین بخاری)

روانہ خانہ خود تا گن دس سوئے بیت اللہ
سمت باراں ہزار درود روانہ سوئے بیت اللہ

دو شنبہ فروری اکیس روانہ از بساہاں شد
سن عیسیٰ ہزار ایک نو سو پچپن مقرر شد

چوہتر تیراں سو ہجری تھا سن سرکار دو عالم
ہوئے ستائیں جمادی الثانی کو رخصت قبلہ عالم

تمنا وقت رخصت تھی کہ واپس نہیں آنا
ذوالحجہ پانچ کو جدہ مکہ میں ہوا جانا

فریضہ حج ادا کرنے کے بعد انیس دن گزرے
پیام یار آ پہنچا کہ بس دنیا کے دن گزرے

میں تاریخ وداع دنیا سے کرتا ہوں رقم آخر
ذوالحج بیس و نو رخصت ہوئے ملک عدم آخر

ہزار ایک نو سو پچپن مسیحی روز پنجشنبہ
اٹھارواں اگست دو بھادوں مدفن روز پنجشنبہ

ہوئے جنت معلیٰ میں مدفن قبلہ عالم
دکھادے یا الٰہی بطحا و آں خواب گاہ قبلہ عالم

۱۳ اپریل ۱۹۹۷ء

مقالات

☆ از قلم سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب حیدری

☆ از قلم کیپٹن عبدالمنان قریشی صاحب

☆ از قلم محمد حفیظ خاں صاحب

نذرانہ عقیدت

(از قلم محمد یعقوب شاہ حیدری)

اہل دانش و صاحب بصیرت حضرات پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خاندان بنوت سادات حسنی حسینی کے تمام قبائل ہیں۔ اپنے اپنے دور میں بلند پایہ کے اولیاء اللہ علماء اور صالحین مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا انشاء اللہ۔

ہر دور میں اصفیاء ونقبا، غوث وقطب اور ابدال کی اکثریت سادات کرام سے چلی آتی رہی ہے صاحب قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر دور میں قطب سادات ہی سے ہوں گے۔ انہیں نفوس قدسیہ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ دوسرے ممالک کے علاوہ تمام جنوبی ایشیاء کفر و شرک اور گمراہی کے بحر عمیق میں غرقاب ہونے کے باوجود ساحل مراد پر پہنچ کر چشمہ ایمان سے سیراب ہو گیا۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب النواز السید معین الدین حسن چشتی اجمیری کے دست حق پرست پر نتا نوے لاکھ انسان حلقہ بگوش اسلام ہوئے، یہ کسی کا فیضان نظر تھا۔ نہ کہ مکتب کی کرامت ۔سیّدنا حضرت امام علی النقی الہادی سلام اللہ علیہ وعلیٰ اباء الکرام کی ذریت اطہار میں صاحب عظمت وکمال قطب دوراں حضرت سیّد جلال الدین سرخ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندان کے پہلے بزرگ ہیں جو مروانیوں اور سفیانیوں کے ظلم وستم اور جور وجبر سے بے در ہجرت فرماتے رہے۔ بخارا سے بغرض زیارت مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں سے (سندھ) اور بعد ازاں ملتان جا کر حضرت خواجہ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارادتمند ہوئے۔ وہاں سے مراجعت فرما کر اُچ میں مقیم ہوئے اور اُچ کو اپنے شرف سے اُچ شریف بنا دیا۔ اچ شریف تعلیمات اسلامیہ اور اشاعت دین اسلام کا ایسا مرکز بنا کہ تاہنوز اس مرکز علم وعرفان کی شان و عظمت قائم ہے۔ تاریخ فرشتہ کے مطابق حضرت سیّد جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ ولادت ۵۹۵ھ اور وصال ۶۵۳ ہجری ہے، اخبار الاخیار میں بھی اسی طرح ہے۔

حضرت ممدوح کی تقریباً انیسویں نسل میں آسمان ولایت پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا۔ جس نے گمراہی کے ہر گوشے کو اپنی ضوفشانی اور تابانی سے منور کر دیا۔ بھٹکے ہوئے انسانوں کو ان کا اصلی ٹھکانہ بنا دیا۔

امام الھمامؒ۔ العلّامۃ، شیخ الاسلام، مرشد الانام، سیّد العارفین، فخر السالکین۔ تاج الکاملین، زائر الحرمین شریفین، قطب الاقطاب، السیّد و المرشدی، سیّدنا حضرت پیر السیّد شاہ ولایت شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباء الکرام، موضع بساہاں شریف (درہ حاجی پیر) تحصیل حویلی سابقہ ریاست پونچھ میں جلوہ افراز ہو کر عوام وخواص کے مقتدیٰ ہوئے۔

تاریخ شواہد:

حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کے کچھ خاندانی روحانی اور تاریخی

حالات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ عرصہ چار سال سے راقم الحروف اس جستجو میں مصروف ہے کہ سادات کرام کے تمام قبائل کا ورد جنوبی ایشیاء خصوصاً پاک و ہند میں کن حالات مین اور کب ہوا۔ اگرچہ بہت کچھ قلمبند بھی کر چکا ہوں۔ لیکن تا ہنوز گرہر مراد دستیاب نہیں ہوا۔

یہ خوشی کیا کم ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے کچھ خاندانی، روحانی اور تاریخی حالات بحوالہ تاریخ اقوام پونچھ مصنفہ محمد دین فوق ہدیہ قارئین کرتے ہوئے اپنی اور اپنے والدین کرام کی مغفرت کا امیدوار ہوں۔ ملاخطہ ہو، منشی محمد دین فوق نے اپنی تاریخ اقوام پونچھ مطبوعہ لاہور و سرینگر سال طباعت ۱۹۳۹ء ص ۶۸۹ پر اس طرح نقل کیا ہے:

سادات بخاری سدھرنوی

سلطان سکندر بت شکن ہسار میں سیّد علی علاء الدین نام ایک بزرگ اوچ شریف سے وارد کشمیر ہو کر یہ (ضلع بارہ مولا) میں جا گزین ہوئے۔

ان کے بعد ان کی اولاد میں سے میر محمد حیات اللہ شاہ خلف سیّد عبداللہ بخاری جو سیّد علای علاء الدین بخاری کی آٹھویں پشت میں تھے۔ اور ان کے برادرزاد سے حاجی سیّد عبدالرشید بخاری نے علاقہ اوڑی کے ایک مقام موضع بیاڑاں میں سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں ان کے ہاں اولادیں ہوئیں۔ راجہ خان بہادر خان والئی پونچھ (خلف راجہ رستم خان) کے زمانے مین پیرا اکبر شاہ (منجھلے فرزند حاجی عبدالرشید) بیاڑاں سے منتقل ہو کر رقبہ کریڑی و داخلی موضع کلساں پونچھ میں آباد ہو گئے راجہ بقا محمد خاں آف سدھرون نے وہ رقبہ آپ ہی کو عطا کر دیا۔

میر حیات اللہ شاہ کے فرزند پیر عمر شاہ اپنے ایک نوجوان فرزند پیر محمد سیف اللہ شاہ کے ہمراہ بعہد راجہ عظمت اللہ خاں سدھرون میں آئے۔ راجہ عظمت اللہ خاں نے آپ کی بڑی عزت کی اور جبی کا رقبہ آپ کو عنایت کیا۔

وزیر روح اللہ کے زمانہ میں پیر اکبر شاہ بھی کریڑی سے جبی میں آگئے۔اس پر موضع جبی کا ایک حصہ پیر عمر شاہ اور ایک حصہ پیر اکبر شاہ خلف حاجی عبدالرشید کے حق میں واگذار ہو گیا۔

اس خاندان کے افراد جبی کے علاوہ پونچھ کے مندرجہ ذیل مقامات میں بھی آباد ہیں۔ پلاں چوہدریاں، بساہاں کریڑی کلساں۔ ملک سولی۔ کلالی۔ ہالن اور خاندان کا پیشہ گو زمینداری ہے۔لیکن اکثر اصحاب ذی علم ہیں۔اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے سرکاری ملازم بھی ہیں۔

زمانہ سلف میں اس خاندان کے اصحاب ذیل ذی علم صاحب اثر اور نامور گزرے ہیں۔

۱ سردار اسد اللہ فرزند پیر محمد شاہ۔
۲ پیر حاجی مقصود شاہ اور ان کے فرزند پیر حاجی حبیب اللہ شاہ پیر حبیب اللہ شاہ نے تین مرتبہ حج کیا۔۱۳ ذی قعد ۱۳۲۵ھ کو وفات پائی، بساہاں میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔
۳ پیر شاہ محمد ملک سولی حاجی حبیب اللہ شاہ مرحوم کے منجھلے فرزند تھے۔
۴ سردار سیّد جلال شاہ: سب سے پہلے ان کی قوم نے انہیں کو سرکردہ اور بڑی شاخ میں ہونے کی وجہ سے سرداری کا خطاب دیا۔

۵ سردار پیر محمد شاہ خلف اول سردار سیّد جلال شاہ۔
۶ قاضی پیر مہتاب شاہ فرزند پیر سیف اللہ شاہ۔
۷ پیر حبیب شاہ سکنہ ہالن۔شاعر اور فارسی دان تھے۔اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ پہاڑی زبان میں ان کو لکھویا کہتے تھے یعنی بہت لکھنے والا۔

اسی وقت بھی اس اہل علم ورع اہل ورع خاندان میں کئی اصحاب قابل ذکر ہیں۔ چند نام ذیل میں درج ہیں۔حاجی پیر سیّد ولایت شاہ، حاجی پیر حبیب اللہ شاہ بساہنوی کے فرزند اکبر ہیں۔

سیّد ولی شاہ امام و نکاح خوان موضع کلالی۔

پیر محمد سیف اللہ شاہ پیر ولایت شاہ کے برخوردار ملک سولی میں آباد ہیں۔ پیر عزیز اللہ شاہ خلف پیر شاہ محمد سکنہ ملک سولی۔ان کے چار اور بھائی حسب ذیل ہیں۔ حسام الدین شاہ جو بہاولپور میں محرر چونگی ہیں۔ عدل الدین شاہ محمد شریف حفیظ اللہ۔ حاجی احمد شاہ، نمبردار جبی۔ سردار سیّد عباد اللہ شاہ نمبردار خلف سرادر اسد اللہ شاہ، مولوی پیر سیّد عبداللہ شاہ، عمر پچاس سال کے قریب ہے۔نظم کی ایک کتاب کنز العرفان کے مصنف ہیں۔ کئی کافیاں بھی تصنیف کی ہیں۔ ذی علم اور صاحب ورع ہیں۔ سیّد عزیز اللہ شاہ امام و نکاح خوان خلف ولی شاہ مواضعات پلاں چوہدریاں وغیرہ، محمد سعید میٹرک پاس ہے۔ مولوی عبداللہ شاہ کا فرزند ہے۔ سادات کریڑی میں طیب شاہ وحسن شاہ، ولایت شاہ ابن پیر حبیب شاہ بساہنوی شاخ سے ان کا تعلق ہے۔عبدالحفیظ شاہ مدرس۔ حافظ عطا اللہ شاہ۔ ولایت شاہ خلف محمد

شاہ۔ مولوی کریم شاہ ولد مدثر شاہ۔ منشی ایوب شاہ، سیّد محمد اسمٰعیل شاہ پوسٹ ماسٹر علاقہ بنوں (برادر خورد منشی ایوب شاہ)۔

اسی خاندان میں مولوی بہاؤ الدین شاہ مرحوم (اہلحدیث) کے چھوٹے بھائی مولوی علاؤ الدین اور مولوی رفیع الدین شاہ اہل قرآن ہیں۔ اول الذکر تجارت پیشہ اور مؤخر الذکر کو پوسٹماسٹر ہیں۔

سیّد میر حیات اللہ شاہ بخاری کی اولاد اوڑی بیاڑیاں جبیاں یا جبی اور ہالن میں آباد ہے۔ ان کے بھائی حاجی عبدالشکور کے فرزند سیّد حاجی عبدالرشید کے تین بیٹے ہیں۔ (۱) سیّد اکرم شاہ۔ ان کے ہر سہ فرزندوں کی اولاد جبیاں میں موجود ہے۔ (۲) سیّد اکبر شاہ۔ ان کی اولاد ہالن اور جبیاں میں ہے۔ تیسرے فرزند حاجی سیّد محمود شاہ کی اولاد جوان کے فرزند سیّد حاجی مقصول شاہ کی ذریات سے ہے۔ بساہاں میں آباد ہے۔ اور نور شاہ کی اولاد جبیاں میں سیّد حاجی عبدالرشید نے سات حج کیئے تھے۔

اس خاندان کی ایک شاخ موضع ریکڑ خاص میں بھی ہے، جس میں پیر یوسف اور ان کے فرزند کرم شاہ و عبدل شاہ قابل ذکر ہیں۔ علاقہ کوٹلی بڑائی کی شاخ میں مرید حسن شاہ کی کافی شہرت ہے۔

☆☆☆☆☆

حاجی پیر سیّد ولایت شاہ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے اسلاف اور آپ کی برادری کے حالات اسی کتاب کے صفحات پر درج کیئے جا چکے ہیں۔ آپ کے والد حاجی سیّد حبیب اللہ شاہ بہت بڑے صاحب طریقت بزرگ تھے۔ ان کے ارادت مندوں کی تعداد ہزار ہا تک تھی۔ حاجی پیر سیّد ولایت شاہ بخاری آپ کے فرزند کلاں ہیں۔ آپ کی عمر ۶۴ سال کے قریب ہے۔

راقم الحروف ۱۹۲۹ء میں اوڑی (کشمیر) میں قیام پذیر تھا۔ کہ بازار میں ایک بہت بڑا جمگھٹا دیکھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر حاجی سیّد ولایت شاہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ اور ان کے ارد گرد ان کے ارادتمندوں کا جم غفیر ہے۔ اس بھیڑ بھاڑ میں حاضری کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن زیارت سے شرف اندوز ہو گیا۔ حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل ہے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ لار کشمیر والے حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ معروف جی صاحب آپ کو دستار فضیلت مرحمت فرما کر چاروں طریقوں کی اجازت فرما چکے ہیں۔ علاوہ ازیں پیر حسام الدین بن عبدالرحمان سجادہ نشین بغداد شریف کی طرف سے بھی آپ کو تمغہ خلافت مل چکا ہے۔

آپ چار مرتبہ زیارت حرمین سے مشرف ہو چکے ہیں اور کربلائے معلیٰ نجف اشرف اور بغداد وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کر چکے ہیں۔ اور وظائف میں آپ شیخ دلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے مجاز ہیں۔ آپ کے ارادت مندوں میں عوام کے علاوہ اکثر امراء ورؤسا اور جاگیر دار بھی شامل ہیں۔ آپ زہد وتقویٰ کی دولت سے مالا مال ہونے کے علوہ مجسمۂ اخلاق ہیں۔ آپ کا لنگر جاری ہے۔ روزانہ بیسیوں آدمی آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے ہیں۔ ہر سال ۱۲ ذی قعدہ کو آپ اپنے والد ماجد سیّد حاجی حبیب اللہ شاہ کا عرس کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایام محرم اور مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں، سیّد محمد امین سیّد غلام احمد، سیّد محمد سعید اور سیّد عبدالرشید ہیں آپ کے بھائی سیّد سیف اللہ شاہ اور برادر زادہ سیّد عزیز اللہ شاہ بھی صاحب طریقت ہیں۔

شجرہ نسب:

حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کا شجرہ طیبہ اس طرح ہے سرتاج الاولیاء اشرف العلماء زینت الاصفیاء الحاج پیر طریقت السید شاہ ولایت شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ بن پیر سیّد مقصود شاہ بخای بن سیّد محمود وسعید بخاری بن حاجی سیّد عبدالرشید بخاری بن سیّد عبدالشکور بخاری بن سیّد عبداللہ بخاری بن سیّد قاسم بخاری بن سیّد شریف اللہ بخاری بن سیّد زاہد بخاری بن سیّد عبدالعزیز بخاری بن سیّد ابوسعید بخاری بن سیّد حاجی محمد مراد بخاری بن سیّد فخر الدین بخاری بن سیّد علی علاؤ الدین بخاری (آمدہ از اُچ شریف در کشمیر) بن سیّد محمود ناصر بخاری بن سیّد جلال الدین بخاری (مخدوم

جہانیاں جہاں گشت) بن سیّد سلطان احمد کبیر بخاری بن سیّد جلال الدین بخاری شیر شاہ سرخ (بھی سب سے پہلے) (بخارا سے تشریف لائے) بن سیّد علی المویّد بخاری بن سیّد جعفر بن سیّد احمد بن سیّد محمود بن سیّد عبداللہ بن سیّد علی اصغر بن بن حضرت سیّد جعفر ثانی (قطب سادات نقوی) بن حضرت امام علی النقی الہادی علیہ السلام بن حضرت امام سیّد محمد تقی بن حضرت امام سیّد علی رضا بن حضرت امام سیّد موسیٰ کاظم بن حضرت امام سیّد جعفر صادق بن حضرت امام سیّد محمد باقر بن حضرت امام علی زین العابدین بن حضرت امام حسین سیّد الشہداء بن امام المتقین نائب رسول اللہ امیر المؤمنین سیّد حضرت علی ابن ابیطالب بکعبہ ولادت بہ مسجد شہادت صلوٰت اللہ علیہم وسلامہ الی یوم القیامۃ ۔

☆☆☆☆☆

کچھ یادیں

خاکسار کے آباء واجداد کی اسی خانوادۂ نبوت سے روحانی نسبت وابستہ چلی آرہی ہے۔ خاکسار کو اوائل عمر ہی میں سرکار والا کی زیارت کا شرف نصیب ہونے لگا تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے پر آنکھیں ٹھنڈی اور دل شاد ہوتا ہی رہتا تھا۔ کیونکہ سرکار ہر سال موسم سرما میں ہمارے علاقے (سہرن) میں نزول اجلال فرمایا کرتے تھے ایک خاص معمول کے مطابق ہر روز کوئی عقیدت مند شرف میزبانی سے مشرف ہوا کرتا تھا۔ صرف ایک وقت کا کھانا ایک گھر میں تیار کیا جاتا تھا۔ اس طرح علاقے کے عقیدتمندوں کو اکثر و بیشتر فیض وافر حصہ نصیب ہوا کرتا۔ حضور قبلہ عالم سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کا پیکر تھے۔ اپنے ارادتمندوں اور مریدین کو سرمو خلاف شرع تجاوز نہیں کرنے دیتے تھے۔ فقہی مسائل کو عین قرآن و سنت کی روشنی میں حل فرماتے۔ مشائخ علماء ہوں یا زاہد پارسا متقی پرہیزگار ہوں یا سبھی آپ کی عظمت و جلال کے صدق دل سے معترف تھے غرض یہ کہ صورت و سیرت میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ مجلس میں کوئی سیّد ہو تو قریب بیٹھنے کا حکم فرماتے۔ کھانا ساتھ کھلاتے اور حوصلہ افزائی فرماتے اور ایسا کیوں نہ ہو:

علی کا گھر وہ گھر ہے کہ جس گھر کا ہر اک بچہ
جہاں پیدا ہوا وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

جہاں مسجد ہوتی تو ہمہ وقت مسجد میں رہتے، ورنہ مکان کے کسی کھلے

کمرے میں انتظام کیا جاتا جہاں جوق در جوق لوگ دنیاوی ودینوی حاجتیں پوری کرتے جب ایک عقیدتمند کے گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے تو گھوڑی پر سوار نظریں جھکی ہوتیں بڑی تمکنت اور وقار سے خاموشی کے عالم میں جاتے ہر نماز کے بعد اپنے جدا اعلیٰ آقا و مولا کی نعت شریف سماعت فرماتے ۔ جب سیّد العلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اسم گرامی سماعت فراتے ۔ تو ہمہ تن ذوق ہو کر بلند آواز سے صلی اللہ علیہ والہ وسلّم پڑھتے ۔ نعت ختم ہونے پر نعت خوان اور حاضرین کیلئے دعا فرماتے خاکسار کو نعت خوانی کے بہت مواقع نصیب ہوئے ۔

حاضری کا حکم:

ایک مرتبہ جب ہمارے گاؤں موضع لسانہ مہنڈر سے بچانوالی اور پھر سہندرہ تشریف فرما ہوئے تو وہاں کوئی نعت خوانہ نہ پاکر اس قدر

بے چین ہوئے کہ ایک آدمی کو نوازش نامہ بنام قبلہ چچا سید محرم شاہ صاحب (مرحوم) ارسال فرمایا کہ نعت پڑھنے والے لڑکوں کو بھیجو ۔ شام ہونے میں کوئی ایک گھنٹہ باقی تھا ۔ قبلہ چچا صاحب نے مجھے بلا کر خط سنایا میرے ساتھ اپنے بیٹے سید خاقان شاہ کو ہدایت فرمائی کہ تم دونوں جاؤ ۔ سردی زوروں پر تھی ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی ۔ جس سے موسم سرد ہو گیا ۔ بہر حال ہم چل پڑے بہت تیزی سے چلتے تھے ۔ جب سہندرہ پہنچے تو مغرب کی نماز ہو چکی تھی ۔ دست بوسی کے بعد ہم نے نماز ادا کی ۔ ہمارے لئے قہوہ بنوایا ۔ نماز سے فارغ ہوئے ارشاد ہوا قہوہ پیؤ جب پی چکے تو چہراہ انور پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا ۔ ارشاد فرمایا اب نعت سناؤ تعمیل ارشاد کرتے

ہوئے اس وقت ہم نے جو نعت پڑھی وہ یہ تھی :

یارسول اللہ یا حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی

سن کر بہت خوش ہوئے عشاء اور صبح کی نمازوں کے بعد نعت ہوتی رہی۔دوپہر کا کھانا جس آدمی نے پیش کرنا تھا اس کا گھر کسی (نالہ) سے پار تھا حضرت قبلہ عالم گھوڑی پر سوار جا رہے تھے۔لوگوں کا ایک ہجوم ساتھ تھا۔ کوئی دو فرلانگ کا راستہ تھا۔لوگوں نے خلاف معمول بلند آواز سے کلمہ توحید کا ذکر شروع کر دیا۔ راستے بھر حضرت قبلہ عالم خاموش رہے۔ جب عقیدتمند لوگ میزبان کے وسیع مکان کے کوٹھے پر بیٹھ گئے تو حضرت قبلہ عالم نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے سخت ترین تنبیہہ فرمائی۔ خداوند کریم کو اونچی آواز سے ذکر سناتے اور لوگوں کو یہ بتاتے ہو کہ ہمارے پیر جا رہے ہیں کسی کو بات کرنے کی ہمت تھی نہ حوصلہ۔ قارئین کرام جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے دوپہر کو کھانا نہیں کھایا، ہوسکتا ہے کھایا ہو، اس وقت لڑکپن تھا۔اب بڑھاپا ہے معذرت خواہ ہوں۔

ایک شخص کا سوال:

اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے عرض کیا حضرت یہ جو وہابی ہوتے ہیں۔بس اتنا کہہ پایا تھا کہ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کیا کہا تو نے؟ فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔اب دوسروں کے عیب نظر آنے لگے۔ سبحان اللہ یہ تھا تقویٰ دوسرے روز ہمیں اجازت فرمائی۔ کہ پڑھائی میں خلل ہوتا ہے۔ہم واپس آگئے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قبلہ عالم جس راستے گزر جاتے تھے بری رسومات اور بدعات کا قتل عام ہو جاتا تھا۔ خاص کر حقہ، تمباکو، نسوار اور ڈھول باجے کی قبیح رسوم کے مٹانے صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور ذکر الٰہی کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ خلاف شرع کسی کام کو دیکھتے ہی نہ صرف اس سے نفرت فرماتے بلکہ اس کا تدراک فرماتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے غریب خانہ پر رونق افروز ہوئے ہمارے گاؤں کے رئیس اور نمبردار چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم بھی حضرت قبلہ عالم کے عقیدت مند تھے۔ چوہدری صاحب نے گھاس کٹواتے ہوئے ڈھول بجواتے تھے۔

چوہدری کی محرومی:

حضرت قبلہ عالم ہماری مسجد میں تشریف فرما تھے۔ چوہدری صاحب نے اپنے گھر لے جانے کے لئے گزارش کی۔ قبلہ عالم نے فرمایا ڈھول بجوانے کا کفارہ ادا کرو اور آئندہ ڈھول نہ بجوانے کا وعدہ کرو تو جانے کو تیار ہوں ورنہ نہیں۔ چوہدری نے عرض کیا گھاس کٹائی پر اجازت فرمادیں۔ شادی بیاہ پر ڈھول نہیں بجے گا۔ حضرت قبلہ عالم نے فیصلہ فرمادیا کہ ہم تمہارے گھر نہیں جائیں گے۔ اور پھر کبھی بھی تشریف فرما نہ ہوئے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں

حضرت قبلہ عالم کی حیات طیبہ عشق و اتباع رسول ﷺ کا نمونہ تھی۔ چہراہ اقدس کا وقار وجاہت اور تمکنت تاج شاہانہ کو خیرہ کرتی تھی۔ جو آواز زبان مبارک سے نکلتی تھی اس میں شرعی اور اسلامی عنصر نمایاں ہوتا تھا۔

جب کھانا تناول فرماتے تو دائیں بائیں بیٹھنے والے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے کشمیر کی مخصوص خوراک یعنی دونوں وقت کا کھانا اکثر چاول ہوتے تھے۔ پہلے دوسرے دونوں آدمیوں میں اپنے مقدس ہاتھ سے بوٹیاں تقسیم فرماتے۔ پھر خود کھاتے۔ باقی دونوں ہاتھوں سے پانی تین سانسوں میں نوش فرماتے۔ جب کہ اسی برتن سے دوسرے دونوں بھی پیتے تھے۔ گورے گلابی چہرہ پر اتنی برکت وجاہت اور نور کہ آنکھ بھر کر دیکھا نہ جاتا تھا۔ رعب داب اتنا کہ کسی شہنشاہ کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔ چال ڈھال کی ہر ادا سنت نبوی ﷺ کی تصویر تھی کوئی مانے یا نہ مانے حضرت قبلہ عالم جیسی ہستی چشم فلک نے کم ہی دیکھی ہو گی۔ ایسی ذی وقار ہستیاں کہیں صدیوں کے بعد ہی پیدا ہوا کرتی ہیں۔

قرنہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود
بوسعید اندر خراسان و اویس اندر قرن

آخری دیدار:

تحریک آزادی کے نتیجے میں ہم ہجرت کر کے پاکستان آگئے ٹاہلیانوالہ جہلم قیام پذیر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت قبلہ عالم معہ صاحبزادہ حضرت مرشدی الحاج السید محمد امین صاحب دامت برکاتہ ٹالیانوالہ تشریف

لائے۔ اس وقت ہماری برادری کے تقریباً چودا پندرہ کنبے ٹاہلیانوالہ میں مقیم تھے۔ خود قبلہ عالم کی تشریف آوری سے ہمیں کتنی خوشی ہوئی اس کو ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے۔ قبلہ عالم تین دن جلوہ افروز رہے صرف کھانا تناول فرمانے گھروں میں رونق افروز ہوتے باقی سارا وقت مسجد میں گزرتا۔ مقامی لوگوں کے بھی خفتہ بخت بیدار ہو گئے۔ کچھ ایسے بھی تھے۔ جن کو مغربی تہذیب نے بے بصارت کیا ہوا تھا۔ مثال کے طور پر قریشی سلطان احمد جس کے مکان کا صحن محراب مسجد کے متصل تھا۔ روحانیت کا قائل نہ تھا۔ حضرت قبلہ عالم نماز تہجد سے فارغ ہو کر بحالت استغراق جلوہ فگن تھے۔ جناب برادرم مولینا سید مبارک شاہ صاحب نوافل سے فارغ ہو کر قبلہ عالم کو دبا رہے تھے۔ راقم الحروف کے والد گرامی نوافل میں مصروف تھے اس وجدانی کیفیت سے متاثر ہو کر بے ہوش ہو گئے۔

حضرت قبلہ عالم کا وجود مبارک فرش مسجد سے بلند ہو گیا۔ مسجد قریشیاں بقعۂ نور بن گئی۔ وہی روشنی مسجد کے مغربی روشندانوں سے چھن کر باہر نکلی اور قریشی سلطان کی آنکھوں کو خیرہ کرنے لگی تو اس وقت اسے ہوش آیا کہ:

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

وہی روشن صبح تھی جس میں دوسرے خوش نصیب حضرات کی طرح راقم الحروف کو بھی حضرت قبلہ عالم کی دست بوسی و غلامی کا شرف نصیب ہوا۔ آمین! وہ دن جہان ہماری خوشی و مسرت کا تھا۔ وہاں ہماری جدائی کا پیغام بھی اسی دن کی شام میں مضمر تھا۔

مسجد سے اٹھے مولوی محبوب شاہ صاحب مرحوم کے گھر کھانا تناول فرمایا میں اس وقت پاؤں مبارک دبانے کا شرف حاصل کیئے ہوئے تھا، میں نے فرطِ مسرت میں عرض کیا۔ حضرت اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت واپس لائے۔ ابھی فقرہ پورا نہ کرنے پایا تھا کہ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا ہاں! کوئی آدمی میری واپسی کی دعا نہ مانگے۔ ہم سب کے موہنوں پر مہر خاموشی ثبت ہوگئی۔ کوئی ایک منٹ کی خاموشی کے بعد قبلہ چچا سید محرم علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے بڑی ہمت سے اس سکوت کو توڑتے ہوئے عرض کیا حضرت اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ مستقل طور پر تشریف لے جا رہے ہیں، اس پر قبلہ عالم نے عاشق صادق کے لہجے میں جواب فرمایا: کہ قربانی پاک چیزوں کی لگتی ہے اب سب کو یقین ہو چکا تھا کہ حضرت قبلہ عالم آخری آرام گاہ کی خواہش لئے حرمین شریفین تشریف لے جا رہے ہیں۔

سب کو گھروں میں خدا حافظ فرمایا راقم الحروف معہ قبلہ چچا محترم شاہ صاحب مرحوم و برادرم سید مبارک علی شاہ صاحب گاؤں سے باہر بڑھ کر درخت کے پاس کھڑے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کو اٹھراء کی بیماری ہوتی ہے لوگ اسے آسیب کہتے ہیں'' اس کے لئے تم تینوں کو سیاہ مرچ اور اجوائن دم کرنیکی اجازت دیتا ہوں۔ پھر سڑک تک سب مرد ساتھ آئے تانگے پر بیٹھے۔ قبلہ عالم اور قبلہ صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ راقم الحروف کے علاوہ برادرم سید مبارک شاہ صاحب اور الحاج مولوی سید حبیب اللہ شاہ صاحب ضیاء مرحوم شہر جہلم تک شرف یاب رہے۔

ان دنوں راقم الحروف کی اہلیہ سول ہسپتال جہلم داخل تھی۔ جبکہ اس

زمانے میں ہسپتال کچہری روڈ پر تھا، میں نے ہسپتال جانے کیلئے پہلے ہی عرض کر رکھا تھا۔ دوسرے حضرات تانگے ہی پر رہے۔ میں حضرت قبلہ عالم کو وارڈ تک لے گیا، تشریف فرما ہوئے۔ نورانی چہرہ کی کشش لوگوں کو کھینچ رہی تھی۔ دعائے خیر فرمائی کچھ نصیحتیں فرمائیں جہلم پہنچے۔

اس زمانے میں راولپنڈی جانے کے لئے جہلم بس سروس کی گاڑیاں ہوتی تھیں، جبکہ تعداد بہت کم تھی۔ گاڑی چلنے میں کوئی آدھ گھنٹے کا وقفہ تھا۔ ہم بیٹھ گئے، میں نے چائے منگوانے کی اجازت لی ہوٹل والوں کو بتایا ہوٹل میں موجود تمام لوگ قبلہ عالم کی زیارت سے فیض یاب ہونے لگے۔ ایک خوش پوش نوجوان جو تاجر کی حیثیت سے لائل پور سے جہلم آیا تھا۔ دوڑ کر میرے پاس آیا۔ دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ میں نے تعارف کروایا۔ اس آدمی نے ہوٹل والوں سے کہا۔ جتنے آدمی ہوٹل میں موجود ہیں سکو میری طرف سے چائے پیش کرو، چائے سے فارغ ہوئے۔ اس نوجوان سے کچھ گفتگو فرمائی اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی بس تیار تھی، بس میں سیٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ اخبار طلب فرمایا۔ میں نے عرض کیا کون سا اخبار پیش کروں، ارشاد ہوا جو تجھے پسند ہو، اس وقت کا مشہور اخبار کوہستان پیش خدمت کیا۔ ادھر بس کا انجن بے قرار ہوا۔ ادھر ایک زمانہ اشکبار رہوا۔ جدائی کی ہیبت سے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ کہتے ہیں وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، گاڑی نے ہارن بجایا۔ آہستہ آہستہ حرکت میں آئی، پھر ایسی تیز دوڑی کہ ہم اس کے گرد کو بھی نہ پا سکے۔ ہم سرد آہوں اور گرم آنسوؤں کے عالم میں کھڑے دیکھتے ہی رہ گئے۔ ان کی دعائیں مستجاب ہوئیں۔ دیار حبیب میں قدم رکھا۔ حج و زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ عشق کی وادی

میں قدم رکھا، وہ وقت آ گیا جس کی مدتوں خواہش اور انتظار تھا۔ ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۷۵ ہجری آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ بیت الحرم کی وسعتوں میں چشم جہان سے غائب ہو کر جوار رحمت میں معزز و محترم ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد پاکستان کے اخبارات میں یہ خبر وحشت اثر شائع ہوئی کہ:

☆☆☆☆☆

حضرت پیر سید حاجی مراد شاہ بخاری
رحمۃ اللہ علیہ

حضور قدرۃ السالکین زبدۃ العارفین منبع فیض وکرم وقطب الاقطاب حضرت جدی الحاج پیر سید حبیب اللہ شاہ بخاری قادری نقشبندی مجددی چشتی سہروردی کبروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا کہ آپ کے ایک مرید مسمی راجہ بیروخان صاحب راٹھور سکنہ شاہ پور تحصیل حویلی پونچھ میں رہتے تھے سردیوں کا موسم تھا ۲۔۳ گز برف پڑی ہوئی تھی۔ مزید برف باری ہو رہی تھی۔ راجہ بیروخان صاحب کی اولاد پہلے بھی تھی۔ ایک دو بچے پیدا ہوئے اور مر گئے بلکہ والدہ کی گود میں کوئی شے مار دیتی تھی۔ حسب سابق ایک بچہ پیدا ہوا سردی عروج پر تھی دو تین گز برف پڑھی ہوئی تھی۔ مزید برف باری ہو رہی تھی رات کا وقت تھا بعد عشاء جب سب گھر والے آرام کرنے لگے تو اچانک راجہ بیروخان کی بیگم صاحبہ نے فریاد کی کہ میری گود سے کوئی بچہ چھین کر لے گیا گھر والے سبھی جاگ اٹھے۔ راجہ بیروخان صاحب نے جب روشنی کی تو دیکھا کہ چولہے میں جس میں کئی من انگارے جل رہے تھے بچہ ان انگاروں میں تڑپ کر ختم ہو گیا۔ بچہ آتش دان سے اٹھایا اور بے ساختہ بیروخان صاحب نے اپنے پیر کی دوہائی دی اور فریاد کرتے ہوئے کہا کہ میرے پیر کہاں ہو۔ یہ کہنا تھا کہ اسی کمرے کے ایک طرف کھڑکی تھی اس کو دستک ہوئی۔ کھڑکی کھولی گئی تو راجہ بیروخان کی حیرت کی حد نہ تھی کہ حضور قبلہ وکعبہ وجدی ومولائی جناب پیر حاجی سید حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری ہاتھ

میں عصاء لئے بنفس نفیس تشریف فرما ہیں۔ اندر آتے ہی فرمایا کہ بیرو خان کیا
بات ہے یہ فرما کر شیطانوں تم ابھی یہاں ہی ہو تو اچانک مکان کا مین دروزہ
دھا کہ سے ٹوٹا اور کوئی شے بھاگ گئی، ساتھ ہی فرمایا کہ بیرو خان اب
تمہاری اولاد آئندہ ضائع نہ ہوگی۔ یہ کہہ کر اسی کھڑکی سے باہر تشریف لے
گئے۔ بیرو خان صاحب اور سب اہل خانہ پر ایک سکتہ طاری تھا کہ بچہ آگ
میں جھلس کر مر گیا۔ اور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آواز دینے پر اچانک
وارد ہونا وار پھر اسی کھڑکی سے باہر نکل جانا تھوڑی دیر بعد جب کچھ گھر
والے سنبھلے تو بیرو خان نے کہا کہ جناب حضرت صاحب کہاں گئے باہر
آنے کے بھی نعلین شریف کے دو نشان ہیں اور جانے کے بھی دو نشان ہیں۔
بساہاں شریف آدمی بھیجے گئے جو براستہ پونچھ شہر گئے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت
صاحب اپنے دولت خانہ پر موجود ہیں۔ اس کے بعد بیرو خان صاحب کو
ایک لڑکا مسمی کاں بہادر خان صاحب ہوا جس کی اب بھی اولاد موجود ہے۔
اور دوسرا لڑکا صوبیدار میجر راجہ عطاء اللہ خان صاحب ہوا۔ جن کی اولاد بھی
موجود ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۹۷ء۔

☆☆☆☆☆

تعارف

قرن ہا باید کہ تا یک مرد حق پیدا شود
بوسعید اندر خراسان و اویس اندر قرن

فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡ فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔

جن لوگوں نے ہمارے تقرب کے لئے مقدور بھر کوشش کی ہم ضرور ہی انہیں اپنی قربت کے راستے دکھائیں گے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

یہ شان و عظمت اولیاء اللہ کی ہے کہ انہیں مشائخ کاملین کو رہنمائی بارگاہ خداوندی کے راستوں کے نشان اور منزلیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کسی نقصان کا غم ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کا خوف ہر زمانے میں اولیاء اللہ کی موجودگی اس جہان کے لئے

باعث برکت ورہنمائی ہے۔

زیرنظر مقالہ بخاری سادات کے صاحب کرامت کمال بزرگ کے اسلاف کے تاریخی پس منظر کا آئینہ دار ہے۔

جناب سید فخرالدین صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر جناب سید احمد کبیر اور حضور حاجی سید محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ موضع کبریری ضلع بارہ مولا وادئ کشمیر سکونت پذیر ہو کر کچھ عرصہ بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے سفر سعادت اختیار کرتے ہیں۔ اس سفر کے تمام حالات قاضی عبدالحمید صاحب اوران کے فرزند قاضی ابراہیم صاحب نے فارسی زبان میں قلمبند کیئے۔ اسی کا خاکسار نے اردو ترجمہ کا لباس پہنایا ہے۔ متذکرہ بالا ۴ میں آگے چل کر پشت میں آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب حضرت علامۃ المقدام مبلغ اسلام رہبر خاص و عام پیشوائے کاملین مقتدائے صالحین سید الاصفیاء آفتاب القیاء عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پور مرتضی زائر حرمین شریفین شیخ طریقت پاسبان شریعت شہنشاہ ولایت حضور قبلہ عالم السید شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین بساہاں شریف آزاد کشمیر شہرہ آفاق شیخ کامل ہوئے ہیں حضرت ممدوح کی خلافت عال اصول کے برعکس دو مقامات پر فیضان جاری کیئے ہوئے ہیں۔

ا۔ حضور قبلہ عالم کے فرزند اکبر سید الصفیاء آفتاب القیاء زبدۃ العلماء رشک اسخیا زائر حرمین شریفین نور چشم حضرات حسنین کریمین علیہما السلام، پیر طریقت واقف اسرار شریعت حضور قبلہ عالم سید محمد امین بخاری دامت برکاتہ کسی روحانی امر کی تکمیل کے سلسلے میں ۱۹۶۵ء میں آستانہ عالیہ

بساہاں شریف آزاد کشمیر سے ہجرت فرما کر موضع سید پور شریف چکوال اسی طرح جلوہ افروز ہوئے جس طرح حضرت خواجہ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ پاکپتن شریف میں جلوہ فگن ہوئے تھے۔

حضرت قبلہ عالم نے صحرائے سید پور شریف بنا دیا۔ حلقہ ارادت کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ ہر سال ۱۳ ذیقعد کو عرس کے موقع پر پاکستان و آزاد کشمیر کے گوشے گوشے سے ارادتمندوں کا جم غفیر حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے حضور قبلہ عالم نور اللہ مرقدہ کے دو ستے لخت جگر بساہاں کے سجادہ نشین ہیں جن کا تعارف آئندہ صفحہ پر عرض کیا جا رہا ہے۔

۲۔ رئیس الاطباء سید الصفیاء زبدۃ العارفین امام الصالحین زائر حرمین الشریفین رائس العلماء پیر طریقت السید محمد سعید شاہ دامت برکاتہ بخاری نقوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بساہاں شریف دوسرے فرزند ہیں آپ بھی برادر بزرگ کی طرح فقر و سلوک کی تمام منزلیں طے کر چکے ہیں آپ علم دین کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہیں اعلیٰ درجے کے حکیم اور جود وسخا کا نمونہ ہیں۔ آپ کی طبیعت میں انکساری کا عنصر غالب ہے۔ فارسی مقالہ آپ ہی نے مجھے عطا فرماتے ہوئے اردو ترجمے کے لئے اشارہ فرمایا تھا۔ اور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء کو چکوال سے حکم نامہ ملا کہ ترجمہ فوری ضرورت ہے۔

۳۔ تیسرے لخت جگر حضرت پیر سید غلام احمد شاہ صاحب بخاری چوتھے حضرت سید عبدالرشید شاہ صاحب بخاری اور پانچویں حضرت پیر عبدالشکور شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم بھی اپنے اسلاف و اکابر برادران کی طرح عبادات و ریاضت زہد تقویٰ اور باطنی پاکیزگی و صفائی میں صاحب کمالات و بلند درجات و مراتب سے بہرہ ور چلے آرہے ہیں۔

افسوس کہ حضرت پیر سید غلام احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ دو سال قبل واصل بحق ہو گئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پنجتن پاک کے صدقے میں اس گھرانے کے فیضان کو تا قیامت دوام بخشے۔

مترجم بھی اپنا کشکول لئے آپ کے آستانہ عالیہ سے خیر کا امید وار ہے۔اور دعائے خیر کا طلبگار ہے۔

نیاز کیش ، سید محمد یعقوب شاہ حیدری کشمیر کالونی جہلم پاکستان

المرقوم ۱۱ ذیقعد ۱۴۲۶ھ بمطابق ۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء۔

☆☆☆☆☆

خاندان کا تاریخی پس منظر

حضرت قبلہ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی حالات پر مشتمل ایک قلمی مقالہ محررہ قاضی ابراہیم صاحب بزبان فارسی دستیاب ہوا جس کا اردو ترجمہ سید محمد یعقوب شاہ حیدری نے کیا جو کہ ہدیۂ قارئین ہے۔

تعارف:

نقیر حقیر قاضی ابراہیم بن قاضی عبدالحمید لکھتا ہے کہ ان سب (سادات) میں سے جناب سید السادات منبع البرکات، حاجی سید محمد مراد بخاری (آپ کا سلسلۂ ہدایت ہمیشہ رہے) محمد شاہ بن حسن شاہ، بن چندر شاہ بن سلطان زین العابدین کے دور حکومت کے شروع میں حضرات سید مذکور بن سید فخر الدین بن سید علاؤ الدین بن سید محمد البخاری بن سید جلال الدین البخاری اس ملک (کشمیر) میں تشریف لا کر ہر دل عزیز بلند پایہ بزرگ عالی مقام وعرفان وایقان کا سحر بیکراں ہوئے۔ نیز آپ سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ بمع اہل وعیال براستہ بارہ مولہ تشریف لا کر موضع کریڑی علاقہ بانگل میں فردکش ہوئے۔ جب سلطان صاحب التوفیق نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حقیقت احوال معلوم کرنے کے لئے

اپنے معتمد وزیر ملک احمد اتیو کو آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا اور ہدایت کی کہ حضرت سید موصوف کی تشریف آوری کی غرض و غایت کیا ہے؟ طور طریقہ کیا ہے؟ اور کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیونکہ حضرت ممدوح موضع مذکورہ میں بڑے جاہ و جلال سے تشریف لائے تھے۔ اور آپ کی تشریف آوری کی شہرت شہر اور دیہات میں عام ہو چکی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ملک احمد اتیو (وزیر) بھاری جمیعت لیکر موضع مذکورہ میں پہنچا تھا۔ ملک احمد کو معلوم ہوا کہ آپ وہاں موجود نہیں۔ اہل خانہ سے معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ پانی فراہم کرنے جنگل میں مصروف تلاش ہیں۔ وزیر نے کافی دیر انتظار کیا اور یوں لگا کہ شاید حضرت جلدی نہ پہنچ پائیں۔ لہذا اپنے ساتھیوں سمیت بغرض زیارت جنگل کی راہ لی۔ کافی دیر تلاش کرتے رہے۔ آخر دکھائی دیا کہ دور سے ایک شخص شیر پر سوار چلا آرہا ہے۔

وزیر بھی صاحب کمال تھا:

وزیر کی غیرت باطنی جوش میں ٹیلے کو حرکت دی۔ اس نے چلنا شروع کر دیا۔ جب حضرت حاجی سید محمد مراد نے دیکھا کہ یہ آدمی صاحب شوکت و کمال تو ہے۔ آپ کی باطنی غیرت نے جوش مارا اور ملک اتیو پر ایک نظر ڈالی تو ملک کا حواس باختہ ہو گیا۔ فوراً عاجزی سے رجوع کرتے ہوئے اپنے کیے پر نادم ہوا۔ حضور سید کی بارگاہ میں فریادیں کرنے لگا اور رحم و کرم کا طالب ہوا۔ آپ نے رحم فرمایا اور وہ اصل حالت پر آ گیا۔ اور حضور بھی سابقہ حال میں آ گئے۔ ملک انتہائی عاجزی سے دست بستہ خدمت عالیہ میں کھڑا ہو گیا۔

حضرت کی وزیر سے گفتگو:

پھر باہم بیٹھے اور سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ایک دوسرے کے حالات دریاف کیے حضرت نے شہر کے علماء وفضلا اور صاحب طریقت مشائخ کے حالات دریافت کیے۔ ملک نے جواب دیا کہ شہر کے بہت علماء ومشائخ اور سادات صاحب کمال اور صاحب کرامت ہیں حضرت نے غور فرمایا جس جگہ کے وزیر کو علوم باطنی میں یہ کمال حاصل ہے تو وہاں کے علماء مشائخ کی کیا کیفیت ہوگی۔

حضرت کا فرمان:

حضرت نے وزیر سے فرمایا کہ بادشاہ سے دریافت کیجئے گا کہ اگر اجازت ہوتو ہم یہاں سکونت اختیار کریں۔ ورنہ موضع سکندر پورہ میں جا کر بعداززیارت درگاہ آباؤاجداد علاقہ پکھلی واپس چلے جائیں۔ کیوں کہ وہاں کے لوگ سادہ دل ودماغ اور بہت نیک خصلت ہیں۔ یہ سن کر وزیر گہری سوچ اور حیرت میں پڑ گیا۔اپنے کئے پر نادم ہوا اور بہت عاجزی اور معذرت خواہی کی۔ وزیر نے عرض کی کہ حضور شہر تشریف لائیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے شہر نہ جانے کی قسم کھائی ہے۔ وزیر نے جب دوبارہ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں گزارش کی کہ حضرت سید پاک بہت بڑے صاحب باکمال وعظمت ولی اللہ اور باطنی صفائی اور استغراق کے مالک ہیں۔تو بادشاہ نے بہت خواہش ظاہر کی کہ سید پاک کشمیر کے شہر (سرینگر) تشریف لائیں۔لیکن ہوا یوں کہ جب حضرت ممدوح کی طرف سے ملک احمد

نے عدم قبولیت کی خبر بادشاہ کو سنائی تو اس صورت حال کے پیش نظر (قاضی ابراہیم) والد گرامی (قاضی عبدالحمید) جو اس وقت قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز تھے۔ بحکم سلطان محمد شاہ بہت سارے تحائف اور ہدیے لے کر علماء فضلاء اور مشائخ کی بہت بڑی جماعت کے ہمراہ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں باریاب ہوتے ہوئے تحائف و نظرانے پیش کیے۔ قاضی موصوف فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت سید پاک کے پاس خادموں، مریدوں اور اہل بیت کی بھاری اکثریت موجود تھی۔

بادشاہ وقت بارگاہ سید میں وظہور کرامت:

حاضرین نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ حضرت سید پاک نے مصلے کے نیچے سے نو ہزار درہم بغدادی سکے کے نکالے اور ایک ہی دن میں لنگر کے علاوہ خدام اور سائلین پر صرف فرما دیئے۔ جب بھی کوئی ضرورت در پیش ہوتی تو مصلے کے نیچے ہاتھ لے جاتے تو دیکھنے والوں کو کچھ نظر نہ آتا۔

(قاضی ابراہیم) کے والد قاضی عبدالحمید اپنے ساتھیوں سمیت چند روز حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ میرے والد قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ حضرت سید پاک نے ایک کتاب اٹھا کر دستخط فرمائے اور مجھ (عبدالحمید) سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے تمام حالات اس کتاب میں منقول ہیں۔ لو لکھو اور بادشاہ کی خدمت میں پیش کرو۔ اگر اجازت مل گئی تو کشمیر (سرینگر) میں سکونت اختیار کروں گا۔ بصورت عدم اجازت اسی موضع میں قیام ہوگا۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوا تو واپس چلا جاؤں گا۔ میرے والد (قاضی عبدالحمید) گرامی نے جو کچھ کتاب میں لکھا ہوا تھا اس

میں یہ بھی تحریر تھا کہ:

سفر سعادت وشہادت:

حاجی سید احمد کبری جو حاجی سید محمد مراد کے بڑے بھائی ہیں ہم دونوں بھائی اپنے اہل وعیال کو علاقہ غور میں چھوڑ کر خشکی کے راستے عراق میں مشہد مقدس میں حضرت شاہ علی موسیٰ الرضا علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے چونکہ کچھ دن مشہد مقدس میں قیام کرنے سے وہاں کے لوگ سمجھ گئے کہ ہم اہل سنت جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ایک دن مسئلہ خلافت پر بحث ہوئی میرے بھائی علم حدیث میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ دلائل سے جیت گئے۔ بدیں وجہ وہاں کے لوگ ہم دونوں بھائیوں سے نفرت کرنے لگے اور دل ان کے نفرت سے بھر گئے۔ ہماری صحبت سے نفرت بھی کرتے اور درپے آزار بھی دیتے تھے۔لہذا ان کی بدسلوکی کی وجہ سے ہم وہاں سے چل دیئے ہم بغداد جارہے تھے لہذا حضرات متولیوں اور ملاؤں نے مشورہ کیا کہ بغداد کے لوگوں کو ہمارے خلاف فتنہ وفساد پر اکسانا اور تیار کرنا چاہیے۔ لہذا پچاس آدمی بندوقوں اور تلواروں سے مسلح ہوکر ہمارے تعاقب میں چل کھڑے ہوئے۔اثنائے راہ میں ہماری انکی ملاقات بھی ہوئی۔

میرے بھائی حضرت سید احمد نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکرم جد بزرگوار حضور سرور کائنات ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اے میرے بیٹے ہم تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں۔آج رات ہی تم ہم سے ملو گے جب صبح ہوئی تو وہ خواب مجھ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ چار بیٹیوں اور ایک بیوی کو اپنی فرزندی میں قبول کریں اور ان کی خدمت کی توقع رکھنا چاہیے۔

اورتمہارے بھتیجوں کے نام یہ ہے میر ابوسعید، دوسرے شاہ سعیدی، تیسرے
سعید، چہارم خوب سعید، ہوئے ان کے آپ پر لازم ہے کہ ابھی یہی گفتگو ہو
رہی تھی کہ وہ لوگ آن پہنچے پہلے تو ہمارے نسب پر بدزبانی و بدکلامی شروع
کی پھر لڑائی پر تیار ہو گئے۔ ان کی زبانوں پر جو بھی آیا کسر نہ چھوڑی۔
بالآخر ہمارے بہت سے ساتھیوں اور برادر محترم حاجی سید احمد کبیر نے جام
شہادت نوش فرمایا، دوسرے روز فقیر نے اپنے ساتھیوں سمیت شہیدوں کو
دفن کیا اور بغداد کی راہ لی ہم جب قدوئی پہنچے تو امرائے بغداد کے سامنے
اپنے حالات و واقعات بیان کیے تو انھوں نے بطور خیر خواہی کہا کہ آپ
لوگوں کو مشہد مقدس قیام نہ کرنا چاہیے تھا۔ مگر تقدیر کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔ ہم
وہاں سے حرمین شریفین جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلے کا
سارا مال اسباب لوٹ لیا۔ اور قافلے پر بہت سختی کی اس قافلہ والوں نے مجھ
سے فریاد کی میں نے مراقبہ کیا اپنے بزرگوں سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا اے
فرزند تم نے اب تک بہت مصائب برداشت کیے ہیں اب حق تعالیٰ بہتر
فرمائیگا، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تمام بدو فتنہ انگیزی سے دست بردار
ہوئے۔ اور ہم سے فتنہ وفساد سے آزاد ہو کر عازم مکہ مکرمہ ہوئے۔ صبح کے
قریب ہم مکہ معظمہ پہنچے۔ جہاں میرے مرشد و ہادی طریقت جناب قاضی ابو
اسحاق شطاری قدس سرہ بھی اپنے بہت سے مریدوں سمیت پہلے سے
تشریف فرما تھے جب میں نے محترم قاضی صاحب کے حالات کا جائزہ لیا تو
میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان کو اپنے ڈیرے پر لایا جائے۔ دوسرے
دن ہم بغرض ادائے مناسک حج عرفات شریف روانہ ہوئے۔ وہاں سے
فارغ ہو کر مکہ شریف آئے۔ جناب قاضی صاحب کی ملاقات و دست بوسی کا
شرف حاصل کیا۔ کو قاضی صاحب نے ساربانوں کا حکم دیا کہا اونٹوں کو

تیار کیا جائے ۔ جب کہ فقیر بھی ہم راہ تھا۔ ایک روز ہم علی رحمۃ اللہ علیہ بَیر روما گئے ۔ رات وہیں ٹھہرے ۔ عالم خواب میں حضور قبلہ والد گرامی کا دیدار ہوا، فرمار ہے ہیں میرے بیٹے کل تمہیں مشکل پیش آئے گی ۔ مگر صبر سے کام لینا ہم جب وہاں سے روانہ ہوئے تو اعرابیوں (دیہاتیوں) کا ایک گروہ آیا۔ قافلے کا سارا سامان لوٹ لیا اور ساتھ ہی حضرت مرشد کے اونٹ بھی لے گئے ۔ فقیر نے سامان سمیت انٹوں کا تعاقب کیا۔ ہم جسوقت بدوں کے گاؤں پہنچے چار دن تک کھائے پیئے بغیر وہاں رہے ۔ بدوؤں نے تمام سامان کھول رکھا تھا اور دیکھ رہے تھے کہ اس سامان میں تمام تر قرآن حکیم، کتب احادیث و تفاسیر کے بغیر کچھ نہ تھا۔ انھوں نے میری اور ساربان کی بہت تعظیم کی ۔ اور سارا سامان، واپس ہمارے حوالے کر دیا۔ اور ہم مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ جناب مرشد نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ تم نے ساربان کا ساتھ دیا انشاء اللہ نیک نتیجہ دیکھو گے ۔ پھر ہم مدینہ منورہ پہنچے ۔ روضہ مطاہرہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے جناب مرشد پاک نے فرمایا ہم چند روز مدینہ منورہ قیام کریں گے ۔ آپ ساربان سے تعاون کریں ۔ اور اونٹ چروانے چراگاہ لے جائیں تا کہ آئندہ سفر میں اونٹ کمزور نہ ہو جائیں ۔ حکم ملتے ہی ہم اونٹوں کو لیکر نخلستان پہنچے اونٹوں کو بدو لے گئے ۔ ہم دونوں نے ان کا تعاقب کیا ہم مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا کہ بدو کا بڑا لڑکا بہت بیمار ہے سب برادری پریشان تھی ۔ میں نے پانی منگوایا۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اورلڑکے کو پلوایا۔ وہ تندرست ہوگیا۔ بدوؤں نے ہم دونوں کی بہت عزت وتکریم کی ۔ ہماری ضیافت کی اور انعام بھی دیا اور ہمیں اپنی حفاظت میں مدینہ منورہ پہنچایا۔ مرشد پاک نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے بیٹے آپ نے بہت تکلیف برداشت کی فقیر نے عرض کیا یہ حضور کا احسان اور کرم

نوازی ہے۔ جیسے بھی ہوا وقت گزر گیا۔ پھر مہربانی فرماتے ہوئے وضو کیلئے پانی فراہم کرنے کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ اور بعد از زیارت مدینہ منورہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ دو سال بصرہ میں قیام کیا اس دوران میں وضو کیلئے پانی کی خدمت میرے ہی ذمہ رہی۔ تب مرشد پاک کی نظروں میں کچھ مقام بنا۔

ایک دفعہ مجھ سے حالات دریافت فرمائے میں نے گزارش کی حضور میری خواہش تو یہی ہے کہ تا زندگی آپ کی خدمت اقدس میں رہوں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ برادرم حضرت حاجی سید احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بوقت شہادت) چھوٹے بڑے اپنے چار فرزند میرے سپرد کیے تھے۔ اگر اجازت ہو تو اس امانت کی دیکھ بھال کروں، مرشد پاک نے اجازت فرماتے ہوئے بطریق شطاری سند خلافت تحریر فرما کر مجھے عنایت فرمائی۔ نیز یہ علم جو میرے پاس ہے تبرکاً عنایت فرمایا اجازت پا کر میں نے بحری سفر اختیار کیا۔ اور بلخ پہنچا اور شیخ حوارزم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے بھی بطریق کبرونیہ (مدانی) خلافت عنایت فرمائی پھر فرمایا: سیدی حضور ﷺ نے خواب میں مجھے حکم فرمایا ہے کہ سید مراد کو غور روانہ کرو کیوں کہ وہاں ان کے بیٹے بھتیجے اور اہل وعیال ہے اور وہ علاقہ شدید قحط کی لپیٹ میں ہے تا کہ ان کو وہاں س ے نکال کر ان کے مزار پر لے جائیں۔

جب صبح ہوئی تو مرشد پاک کی اجازت سے میں نے میر عبداللہ برزش آبادی کو راہنمائی کی خاطر ساتھ لیا اور غور کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس علاقے میں شدید قحط پڑا ہوا ہے۔ وہاں سے بال بچے ساتھ لے کر غربہ میں مرشدنا حضرت رضی الدین علی لالہ کی زیارت کی۔ کچھ

دن وہاں گزرے ہی تھے کہ بذریعہ خواب مجھے حکم وارشاد ہوا کہ کشمیر چلے جائیں۔ وہاں سے تمام ساتھیوں بیٹوں اور بھتیجوں اور اہل عیال سمیت چل کر میں بنکش پہنچا۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا اور میں نے اپنے بیٹے سید نور الدین کی شادی ایک افغان لڑکی کے ساتھ کروائی۔ وہاں سے چل کر اٹک پہنچے۔اور کافی عرصہ وہاں قیام کیا۔

فرمانِ رسالت:

ایک رات خواب میں حضور پرنور ہادیٔ اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا جلدی کشمیر پہنچ کر وہیں سکونت اختیار کریں۔لہذا میں وہاں سے روانہ ہوکر پکھل پہنچا پکھل کے مقام پر میرے دوسرے بیٹے سید محمد سعید کی شادی ہوئی۔اور پکھلی میں میرے بڑے بھتیجے میر ابو سعید کی شادی ہوئی۔اسی طرح پونچھ میں میرے بھتیجوں کی شادیاں ہوئیں۔ پھر تمام خاندان کو لے کر کشمیر جنت نظیر کا سفر اختیار کیا۔ اثنائے راہ میں میری رفیقہ حیات کو دردزہ نے آلیا۔ میں نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی کہ یا خدایا! ہم مردوزن خوردوکلاں سفر میں ہیں۔سفر میں نومولود اور اس کی والدہ کی کیا حالت ہو گی۔تو رحم فرما!(اس دعا کا مانگنا تھا) کہ تکلیف ختم ہوگئی۔ جب ہم بارہ مولا پہنچے تو دوبارہ دردزہ شروع ہوا۔اور میرے فرزند سید میر حیدر کی ولادت ہوئی اور اسی حالت میں وہاں پہنچے۔ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ اگر بادشاہ نے اجازت دی تو شہر کشمیر جاؤں گا بصورت عدم اجازت اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے روم (ترکی) چلا جاؤں گا اور وہیں رہوں گا۔اس لئے کہ وہاں کے لوگ بہت اچھے اور نیک ہیں۔(واضح رہے کہ حضور قبلہ عالم کا شجرہ نسب انہی حضرت میر سید ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا

ہے۔اگر چہ دوسری روایت سے حضرت سید احمد کبیر رحمہ اللہ علیہ سے منسوب کیا گیا ہے۔لیکن پہلی روایت کی تائید میں حضور قبلہ عالم پیر طریقت مرشدی سید محمد امین دامت برکاتہ نے ماہر نساب حضرت کی زبانی فارسی میں مندرجہ ذیل فقرہ بیان فرمایا تھا۔

قاضی کا بیان:

قاضی ابراہیم کا بیان ہے کہ جب یہ حالات بمطابق کتاب حاجی سید مراد رحمۃ اللہ علیہ میرے والد (قاضی عبدالحمید) نے لکھے اور حضرت سے اجازت حاصل کر کے رخصت ہوئے اور تیسرے دن سلطان محمد شاہ کے دربار میں پہنچے۔حضرت صاحب کی بزرگی اور عظمت اور حالات سفر بیان کیے تو بادشاہ کے دل میں بہت خواہش ہوئی کہ آپ کا دیدار کرے۔معہ ارکان دولت جناب سید صاحب کی زیارت کے لیے گیا۔جب کہ میرے لالہ (قاضی حمید) بھی ہمراہ تھے۔بادشاہ نے حضرت صاحب کی بے حد عزت وتکریم کی۔اور سند لکھ کر دی کہ کریڑی سے لے کر جنگل تک کا علاقہ حضرت صاحب کے تصرفات کے لیے جاگیر ہے۔جس کو حضرت نے قبول فرمایا۔

بادشاہ کی مایوسی:

بادشاہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ آپ شہر (سرینگر) تشریف لائیں مگر آپ راضی نہ ہوئے۔وہ اس لیے کہ بوقت ملاقات ملک احمد ایتو (وزیر) شہر جانے کی قسم کھا رکھی تھی۔اس لیے کہ درویشوں اور امراء کا ساتھ رہنا

مناسب نہیں۔لہٰذا بادشاہ سے رخصت ہو کر اسی جگہ (کریڑی) سکونت پذیر ہوئے۔اس واقعہ کے چھ ماہ بعد آپ کی زوجہ، مطاہرہ حضرۃ بی بی برات خاتون کا وصال ہو گیا۔آپکی خواہش تھی کہ سکندر پورہ میں اپنے والد ماجد وجد اکرم کے پہلو میں دفن ہوں۔لیکن چونکہ سلطان محمد شاہ خود اس جنازے میں شامل تھا۔اس کی خواہش پر موضع کریڑی ہی میں مدفون ہوئیں۔حضرت بادشاہ اور محمد خادم درویش سے اس بات کی سند طلب کی حضرت مرحومہ کو کیرسری میں دفن کیا جائے۔بادشاہ نے (ابراہیم) والد قاضی عبدالحمید کو حکم دیا کہ سند لکھو (بعد ازاں) حضرت کو کچھ سکون ہوا۔سید صاحب کی یہ خواہش بھی تھی کہ وطن (بخارا) واپس چلے جائیں۔لیکن (انہی دنوں) سلطان محمد شاہ اور سلطان فتح شاہ کی لڑائی ہوئی۔بہت فتنہ وفساد برپا ہوا۔سلطان محمد شاہ روپوش ہو گیا۔فتح شاہ کشمیر پر قابض ہو گیا۔اس نے ملک ابراہیم ماگری کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت حاجی سید محمد مراد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال:

انہی دنوں حضرت حاجی سید محمد مراد واصل بحق ہوئے اور وہی (کریڑی) دفن ہوئے۔تھوڑے دنوں حضرت کے چھوٹے صاحبزادے غریق رحمت ہوئے۔آپ کی رحلت کے بعد سارا خاندان سرپرستی اور قیادت سے محروم ہو گیا۔آپ کے بعد آپ کے تین بھتیجے اور ایک اڑھائی سالہ فرزند فوت ہوا اور صرف ایک بھتیجا باقی رہا جس سے اقتدار کو ملک ابراہیم اس کے بیٹے برداشت نہ کر سکے۔بہت اذیتیں دیں مگر اسی موضع میں مقیم رہے۔

سلطان محمد شاہ نے دوبارہ لڑائی کی ۔فتح یاب ہوکر کشمیر پر قابض ہو گیا اِسکے حکم سے ملک ابراہیم ماگری کریڑی سکونت پذیر ہوا۔ عالی شان محل تعمیر کیے ، ایک شاندار مسجد تیار کی (غضب یہ کہ) حضرت سید مراد کی بنوائی ہوئی مسجد نذر آتش کردی ۔ حضرت سید صاحب کے بیٹے بھتیجے بے سہارا ہو گئے ۔ یہاں تک پہنچی کہ فقر و فاقہ اور بے کسی میں گھر گئے ۔تنگی معاش اور ذہنی پریشانی حد سے گزر چکی تھی پر سخت وقت تھا؟

انہی دنوں پھر لڑائی ہوئی ۔ ملک ابراہیم کے سات (ظالم) بیٹے تہ تیغ ہوئے لوپری ماگری نام کا ایک بیٹا اپنے خاندانی قبرستان میں روپوش رہا جس نے ملک ابراہیم ماگری کے مرنے بعد حاجی سید شاہ مراد کی اولاد سے ان کی جاگیر چھین لی اور انھیں عام رعیت قرار دیا۔

سلطان محمد شاہ نے ۹۴۴ھ ہجری میں وفات پائی ۔اس کی جگہ اس کا بیٹا شمس شاہ تخت نشین ہوا لیکن وہ بھی ایک سال بعد ۹۴۵ھ ہجری میں فوت ہوگیا ۔ پھر سلطان اسماعیل بن محمد شاہ اپنے بھائی کا قائم مقام ہوا۔ اور سلطنت کا جو چک کے حوالے کر دیئے ۔حضرت سید شاہ مراد کے بیٹے میر محمد سعید بخاری اور بھتیجے ابو سعید بخاری نے کریڑی کی فوج میں ملازمت کرنے کی خواہش کی لیکن کا جو چک نے راستہ روک لیا۔ پھر موضع مذکور میں جاکر سکونت اختیار کی ۔اور وہاں ہی گزر بسر کرتے رہے۔

چونکہ سید جمال مراد کی تربت شریف لوہڑی ماگری کے قبرستان کے قریب تھی اور لوگ مرقد منور سے فیضیاب نہ ہو سکتے تھے ۔(کیونکہ ماگری خاندان سادات کا مخالف اور حاسد تھا)اور ان کی اولاد میں اور بیٹوں بھتیجوں

میں کوئی شخص سجادہ نشینی کے لائق نہ تھا۔ لہٰذا سادات نے ماگری خاندان کے ظلم وستم اور کثیر العیالی وتنگدستی سے تنگ آکر اسی گاؤں میں زمینداری وکاشتکاری شروع کر دی تھی۔

قاضی عبدالحمید کا بیان:

اسی طرح میرے والد ابراہیم لکھتے ہیں کہ میں (حمید) نے حضرت سید مراد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا کہ حضرت نے تین بار سفر حج اختیار کیا ہے۔ پہلا حج تو برادرم حاجی سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ادا کیا تھا۔ دوسرا حج مرشدنا حضرت قاضی ابو اسحاق شطاری کی معیت میں ادا کیا۔ تیسرا حج اپنے چچا سید محمد کے ہمراہ اس وقت ادا کیا۔ جب میری عمر پندرہ سال تھی۔ چونکہ ہمارا قافلہ پانچ سو زائرین پر مشتمل تھا اور ہم براستہ خشکی بخارا جا رہے تھے۔ جب ہم بہت ہی گرم علاقے سے گزرے تو بہت خوف وہراس ہوا اور تکلیف بھی ہوئی۔

سید سلطان الشرف سے ملاقات:

(اسی سفر میں) سید سلطان الشرف جو اپنے زمانے کے شیخ کامل عالم دین اور صاحب حیثیت تھے، میرے چچا جان ان کی ملاقات کرنے گئے تو مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ بعد از ملاقات چچا جان سے یہ پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ شیخ اور ارشاد کے رتبے تک پہنچے گا۔ ساتھ ہی میرے حق میں بہت دعائیں فرمائیں۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور چھ ماہ بعد ترکی پہنچے۔ وہاں ایک

آدمی سے ملاقات ہوئی جسکی عمر ایک سوتیس سال تھی بہت صحت مند اور طاقتور تھا وہ کھیت میں گندم بو رہا تھا۔ جب قافلہ اس کے قریب پہنچا اور اس سے راستہ دریافت کیا تو اِسنے کہا میں ترک ہوں۔ فارسی نہیں جانتا۔ ہمارے قافلے کے بڑوں میں ایک آدمی ترکی زبان جانتا تھا۔ وہ آگے آیا باہم گفتگو کرنے لگے۔ اس بوڑھے سے پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے؟ اسنے جواب دیا ایک سوتیس سال۔ پھر بیان کیا۔ مین نے سترہ سال کی عمر میں کاشتکاری کا پیشہ اسی زمین میں کام کرتے ہوئے یہاں پر ایک آدمی کا گزر ہوا اور یہ کہا، اسے گندم بونے والے! جب تو ایک سوتیس سال کا ہوگا۔ تو تجھے موت آئے گی۔ تو یہاں گندم کی کاشتکاری میں مصروف ہوگا۔ کہ ایک قافلہ سفرحج پر جاتے ہوئے یہاں سے گزرے گا اس کارواں میں ایک پندرہ سالہ نوجوان سید زادہ اپنے چچا کے ہمراہ حج پر جا رہا ہوگا۔ تو جب اُسے ملے تو میری طرف سے یہ امانت اسے دنیا۔ اور تیرے لئے ضروری ہے کہ ان کی خاطر تواضع کرنا اور ان کی ضروریات بہم پہنچا ئے۔ میرا خیال ہے یہ وہی جوان ہے۔ تمام حقیقت ترکی جاننے والے آدمی نے محترم چچا جان سے بیان کی۔ اور چچا جان نے مجھے بتائی بوڑھے ترک نے کام چھوڑ دیا۔ سارا کاروان ساتھ لیا۔ اور اپنے قبیلے مین پہنچ گیا. اس بوڑھے کے بتیس بیٹے تھے۔ انھیں حکم دیا کہ سارے قافلے والوں کے کھانے کا انتظام کریں۔ غرضیکہ گوشت روٹی دودھ. پنیر، دہی اور مکھن وغیرہ لے کر مدی (اونی) خیمے میں آیا۔ اور ایک چھوٹی سی کدو کی کپی لایا۔ اس میں تھوڑی سی لسی تھی مجھے دی اور میں نے لسّی پینا شروع کیا۔ اب جبکہ میری عمر ساٹھ سال ہو چکی ہے۔ اس لسی کی برکت سے مجھے آج تک بھوک اور پیاس کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا جو کدو کی کپی میں تھی۔ چاہے صحرا اور جنگل ہی ہو۔

چشمہ غیب:

نیز اس کی برکت سے عالم ملکوت کے راز مجھ پر منکشف ہو گئے۔ بوڑھے سے رخصت ہو کر ہم ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی نہ ملنے کی وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہو گیا۔ قافلے والوں نے کافی کوشش کی مگر پانی نہ ملا۔ اس بوڑھے نے ایک بڑا سوا بھی دیا تھا۔ جسکو (جوالی دوز) چھٹیں سینے والا کہتے ہیں۔ وہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں اس سے زمین پر کھیل رہا تھا کہ اچانک ہی میرے دل میں خیال آیا کہ کنواں کھودوں تاکہ پانی ملے۔ میں نے اس سوئے سے زمین کریدتے ہوئے کچھ مٹی اکھیڑی ایک سوراخ ملا دیکھا تو اس جگہ زیر زمین پانی کی نالی (کول) جارہی ہے قافلے والوں نے اس سوراخ کو زیادہ کیا تو اس نالی میں پانی نے جوش مارا۔ سارے کارواں نے سیر ہو کر پانی پیا، کھانا کھایا پینے اور وضو کے لیے برتن بھر لیے۔ جب ہم وہاں سے چل کر مکہ معظمہ پہنچے تو ایک پچیس سالہ جوان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے میرے بارے میں چچا جان سے کوئی بات کی اور کہا کہ یہ جوان میرے ساتھ بصرہ میں قاضی ابواسحاق رومی کا مرید ہوگا۔ اور میں بھی اس مجلس میں موجود رہوں گا۔ اور وہ سوا مجھے دے گا جو دیہاتی بوڑھے ترک نے اسے دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب قاضی ابواسحاق رومی شطاری اس جوان کو اجازت و ارشاد فرمائیں گے تو میں وہ سوا اس کو واپس دے دوں گا۔

چچا جان نے فرمایا کہ سوا اس جوان کو دے دو کیونکہ بروئے کرامت سوا اسنے دیکھ لیا ہے۔ میں نے سوا دینے میں تامل کیا اور کہا کہ جب تک مجھے یہ وعدہ نہ دے گا کہ اس دن سوا واپس دے دوں تو میں دینے کو تیار نہیں۔

لہٰذا اس جوان نے وعدہ کیا اور میں نے سوا اسے دے دیا۔ جب میری عمر پچاس سال ہوگئی تو میں نے اپنے مرشد قاضی صوفی ابواسحاق رومی کے ساتھ بصرہ میں تھا۔ ایک جوان سے چھوٹی عمر میں ملاقات ہوئی تھی۔ جب کہ میں نے سوا اسے دیا تھا، ایک سفید ریش مرد آیا اور کہا اے حاجی سید مراد بخاری میں نے سوا لیا تھا یہ لو اپنی امانت۔ جب میں نے سوا ہاتھ میں پکڑا تو وہ مرد غائب ہوگیا۔ میں نے اپنے مرشد سے پوچھا کہ یہ مرد کون ہے؟ فرمایا کہ یہ جوان تیس سال سے لے کر ستر سال کی عمر میرے پاس بغرض حصول رشد و ہدایت آتا رہا ہے۔ ایک بار کہا تھا کہ یا سیدی آپ کی خدمت میں ایک آدمی آنے والا ہے اسکی ایک امانت میرے پاس ہے۔ وعدہ یہ ہے کہ جس روز وہ آپ سے سند خلافت حاصل کر لے گا تو میں اِسی دن یہ امانت اس کے حوالے کر دوں گا اب جب کہ میں نے خلافت آپ کو دی ہے تو سوا بھی تجھے مل گیا۔ بعد ازاں جب میری عمر پچاس سال ہوئی تو سوا میرے پاس تھا۔ جب غزنی میں حضرت رضی الدین علی لالہ کے مقبرے میں وہ جوان پھر مجھ سے ملا اور سوا مجھ سے واپس لے لیا۔ اور اونی ٹوپی بھی مجھے دی۔ جو اب بھی میرے سر پر ہے۔ مجھے جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے تو میں ٹوپی اتار کر انتہائی عاجزی اور تضرع سے دعا مانگتا ہوں۔ تو وہ مشکل میرے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو یہ ٹوپی قبر میں ساتھ ہوگی تاکہ آسانی ہو۔

تاریخ وصال:

۱۷ ماہ ذی الحجہ ۸۶۱ھ کو (سید مراد) اس دنیا سے رخصت ہو کر غریق رحمت ہوئے۔ اور اسی طرح میرے والد (ابراہیم) نے بیان کیا کہ

میں (حمید) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت سید حاجی مراد شاہ اس دنیا سے رخصت ہو کر بہشت بریں کی طرف کوچ فرمایا تو سلطان محمد شاہ بنفس نفیس آپ کی فاتحہ خوانی کے لیے گیا۔ میرے والد (حمید) نے بیان کیا کہ اس وقت میں بھی بادشاہ کے ساتھ تھا۔ بادشاہ فاتحہ خوانی کے بعد شکار کو چلا گیا۔ میں نے بادشاہ سے اجازت چاہی کہ آج رات حضرت سید کی زیارت کروں گا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات حاجی سید محمد مراد تشریف لائے ہیں اور سر پر وہی ادنی ٹوپی ہے۔ میں نے گزارش کی یاسیدؒی ! کیا یہ وہی ٹوپی ہے جس کی خاصیت آپ نے اپنے سفرنامے میں لکھی ہے؟ میں نے آپ کے حوالے سے پوری حقیقت سلطان محمد شاہ کو بتا دی تھی۔ حضرات نے فرمایا ہاں یہ وہی ٹوپی ہے جسکا ذکر میں نے اپنی کتاب میں لکھا تھا۔ میں جب خواب سے بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس بستی میں دس گھروں سے زیادہ مجھے دکھائی نہیں دیتے تو یہ روٹی کہاں سے آگئی۔ میں نے نماز صبح ادا کی۔ روٹی مرقد مقدس کے سامنے رکھی۔ اور مراقبے میں محو ہو گیا۔ سید پاک ظاہر ہوئے۔ فرمایا قاضی عبدالحمید یہ روٹی کھاؤ اس کے کھانے اور ٹوپی کی وجہ سے برکت ہوگی۔ اور تمہاری اولاد میں علم وعرفان جاری رہے گا قاضی نے وہ روٹی کھالی اور چار سال بعد بیان کیا کہ اس روٹی کی حلاوت (مٹھاس) تاحال تازہ محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالے۔ نے ان بزرگون کی وجہ سے اس مولف کے علم وعمل میں برکت فرمائی ہے۔

بخارا میں قحط:

اسی طرح قاضی عبدالحمید نے بیان کیا کہ میں نے حاجی سید مراد کی

کتاب میں پڑھا ہے کہ میں (سید) ایام طفولیت میں تھا کہ بخارا میں شدید قحط پڑا۔لوگوں پر بڑی مصیبت پڑی۔میرے والد سید فخر الدین نے ارادہ کیا کہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔سارا سامان باندھا اور چل پڑے۔شہر سے باہر نکلے اور اختلان کا راستہ لیا۔چار دن چلنے کے بعد موضع بتادر پہنچے تو شدید بارش شروع ہو گئی۔میرے والدین اور دادا جان نوکروں سمیت وہاں سے چل پڑے اور افراتفری میں، میں اکیلا اسی گاؤں میں رہ گیا۔میرے والد نے گمان کیا کہ مجھے بھیڑیا کھا گیا جب دن ہوا تو وہ بہت دور جا چکے تھے۔

اچانک ہی ایک شخص آنکلا بولا اے بیٹے تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ میں سارا واقعہ سنایا۔اس نے مجھے کندھے پر اٹھا لیا۔اور جب چل پڑا۔یہاں تک کہ نماز چاشت کے وقت مجھے اپنے چچا کے پاس لا کر پہنچا دیا۔اور خود غائب ہو گیا۔چچا جان نے دیکھتے ہی میرا سر منہ چوم لیا مجھ سے حقیقت احوال دریافت کی اور میں نے سب واقعہ بیان کیا۔پھر ایک شخص کو میرے والد گرامی کی خدمت میں روانہ کیا کہ سید مراد پہنچ گئے ہیں اور وہ غیبی مردان کو یہاں نہ پہنچاتا تو اس ویران جنگل میں بھیڑیا ضائع کر دیتا۔میرے والد بزرگوار نے اختلان سے لکھا کہ ہم نے اسے خداوند کریم کے سپرد کیا ہوا ہے جب کہ بظاہر آپ کے سپرد ہے۔اس کے بعد چچا جہاں بھی جاتے مجھے ساتھ رکھتے۔ہم ایک دن حضرت قدوۃ المحدثین، شیخ العالم خواجہ محمد پارسا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت خواجہ نے فرمایا سید فخر الدین بخاری کا فرزند جنگل میں گم ہو گیا تھا ہم نے اسے ایک غیبی مرد کے سپرد کیا کہ چچا کے پاس پہنچائے۔وہ کہاں ہے؟ اسے میرے سامنے لے لاؤ۔چچا جان میرا

ہاتھ پکڑا اور خواجہ صاحب کے پاس لے گئے خواجہ صاحب نے مجھے سورۃ فاتحہ پڑھائی۔ اور فرمایا اے بیٹا تجھے ابھی اور بہت سفر کرنا ہے اور عجیب وغریب حقائق کا مشاہدہ کرنا ہے۔ جب بھی تجھے کوئی مشکل پیش آئے تو جس طرح میں نے یہ سورۃ پڑھائی ہے پڑھنا کہ تیری مشکل آسان ہو جائے ۔ پھر میں خلافت وارشاد کے قابل ہو گیا ہوں ۔ سفر دحضر میں جب بھی مجھے کوئی اور مشکل پیش آتی ہے تو میں وہی سورۃ پڑھ لیتا ہوں تو اس سورۃ اور حضرت خواجہ پارسا کی برکت سے خداوند کریم کی پناہ میں ہوتا ہوں ۔ ایسے ہی خواجہ عبدالحمید نے بیان کیا کہ میں نے حاجی سید مراد کی کتاب میں اسی طرح پڑھا ہے۔

خواب میں شیر:

ایک روز عالم خواب میں مجھے ایک خوبصورت شیر سے واسطہ پڑا، میں نے مقابلہ کرنا چاہا، میں اچانک ہی گھر سے نکلا کہ اس کے سامنے جاؤں تھوڑی سی رات گزر چکی تھی ۔ کہ راستے میں مجھے بڑا شیر دکھائی دیا اور مجھے کھانے کے لئے منہ کھولا میں نے کہا اے شیر تو شیروں میں نہیں رہتا اور واپس نہیں جاتا اور مجھ سے کیا ارادہ رکھتا ہے ۔ اچانک میری عقل میں آیا۔ کہ اے اولاد نبی ﷺ جب تم کو اس جہاں کی حفاظت کے لیے لائے ہیں تو مجھ پر شیر کو کیوں مسلط کیا گیا۔ شیر نے کہاں مجھے حکم ہوا ہے کہ جب یہ لڑکا برے کام کا ارادہ کرے تو اسے ڈرونی شکل دکھا اور اگر نیک کام کرے تو اچھی صورت دکھا۔ ابھی تیرے دل میں برائی پر مرتکب ہونے کا ارادہ آیا ہے اسی وجہ سے میں نے اس کام سے باز رکھا۔ میں نے برے ارادے سے پرہیز کی۔ برے کام سے باز رہا ہوں ۔ اور بری ہی بات پر میں راضی

نہیں ہوتا۔ اور ہر حال میں نیک کام میں مشغول ہوتا ہوں۔ وہ فرشتہ اس دن مجھے شیر کی صورت میں دکھائی دیا تھا۔ اب اچھے اخلاق سے آتا ہے اور میرے کاموں میں معاون ہوتا ہے۔

سادات کرام کی آبادی موضع سکندر پورہ میں:

میرے والد قاضی عبدالحمید صاحب نے ذکر فرمایا ہے کہ سیّد السادات حضرت سیّد تاج الدین وسید فخرالدین پسران سید علاؤالدین بن سید جلال الدین بن سید محمود ناصرالدین، بن سید جلال الدین بن سید احمد کبیر، موضع سکندر پورہ علاقہ بیروہ میں مدفون ہیں۔ پیر سید محمد ہمدانی بن امیر کبیر میر سید علی قدس سرہ سلانی کے ہمراہیوں کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ جب کہ اہل واعیال بھی ساتھ تھے۔ میر سید محمد ہمدانی نے سلطان سکندر کو لکھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب بھائی معہ اہل وعیال واطفال گوشہ نشین ہوکر سکون قلب سے عبادت وریاضت میں مصروف ومشغول ہوں توفیق بادشاہ نے جو سید صاحب کا مرید تھا۔ حکم دیا کہ موضع سکندر پورہ میں جو اسی کا آباد کردہ تھا سادات کی رہائش کا انتظام کریں اور تینوں بھائیوں کی ضروریات زندگی پوری کی جائیں۔ سید علاؤالدین مع دو بیٹوں سید فخرالدین وسید سکندر مع عیال واطفال موضع مذکور میں جاکر سکونت پزیر ہوئے۔ عمدہ قسم کے مکانات اور عالیشان مسجد بنائی۔ موضع سکندر پورہ موضع کاندہامہ وموضع ارنہہ علاقہ بیروہ کو سلطان سکندر بت شکن نے ان (سادات) کے لیے مخصوص کیا۔ جب سید علاؤالدین وہاں گئے۔ انہی دنوں وہاں وباء پھوٹ پڑی۔ سید مذکور کے بیٹے سید علاؤالدین ایک روز بیمار رہ کر واصل بحق ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم تسلیم کیا۔ اور رخت سفر

آخرت باندھا۔ اور سادات کرام کا قبیلہ اسی گاؤں میں دینی خدمات انجام دیتا رہا۔اور سید فخر الدین سلطان زین العابدین کی حکومت تک دنیا میں موجود رہے اور اسی کی حکومت میں داعی اجل کو لبیک کہا اور غریق رحمت ہوئے ۔ یہی ان کی کامیابی تھی ۔شاہ بذات خود جنازے میں شامل ہوا۔ تدفین کے بعد سلطان زین العابدین نے سرکاری اہل کاروں کو حکم دیا کہ سادات سے (سرکردہ) صرف سید تاج الدین باقی ہیں ،ان کی جاگیر اور دیگر سہولتیں ان کے لیے برقرار رہیں گی ۔اسی دن جاگیر لکھ کر موضع سکندر پورہ میں ان کے حوالے کی تو۔

بادشاہ نے اسی رات میں دیکھا حضور صاحب قاب وقوسین ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ سکندرہ پورہ کی جاگیر سید تاج الدین کو دی ہے۔

وصال حضرت پیر تاج الدین:

یہ ان کے آباؤ اجداد کی میراث ہے۔احسان تو یہ ہے کہ مال وزر اور خلعت سے ان کو نوازا جائے۔ سلطان زین العابدین نے بیدار ہو کر یہ خواب علماء کے سامنے بیان کیا۔اس پر بحث وگفتگو ہوئی ۔ایک شخص نے کہا کہ حضور ﷺ نے جو حکم فرمایا ہے اس پر عمل ضروری ہے۔

بادشاہ کا خواب:

بادشاہ جب سکندر پور میں گیا اور سید تاج الدین کو بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی ۔کہ سلطان زین العابدین آیا ہے ۔تو حضرت سید تاج الدین نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اس کو حکم فرمایا ہے کہ میرے بیٹے کو عزت

واحترام سے دیکھا جائے بادشاہ سید تاج الدین کی خانقاہ میں داخل ہوا۔ ان کے گھٹنے پر بوسہ دیا اور عرض کیا۔ یا سید تاج الدین دولت خانہ تشریف لے گئے۔ ایک جبہ لائے اور بادشاہ کو عنایت فرمایا۔ بادشاہ اسے پہن کر باہر نکلا اور شہر آیا۔ دو سال بعد بادشاہ پھر زیارت و ملاقات کے لیے آیا۔ حضرت تاج الدین نے فرمایا۔ کہ بادشاہ آپ نہ آیا کریں۔ کیونکہ میرے دل میں اس بات کی خوشی ہوتی ہے۔ کہ بادشاہ وقت شہر سے چل کر میری ملاقات کے لئے آتا ہے۔ بادشاہ نے یہ حکم قبول کیا۔ بادشاہ سے فرمایا۔ کہ آپکو جلدی گھر جانا چاہیے۔ کیونکہ کل گھر میں جنگ ہوگی۔ اور بہت سے لوگ مارے جائیں گ۔ لہٰذا بادشاہ واپس چلا گیا اور حالات کا منتظر رہا۔

فتنہ گری:

جب صبح ہوئی تو سادات (سردار) صبح کو بادشاہ کے گھر میں گھس گئے۔ سادات منطقی سے گفتگو ہوئی۔ نوبت جنگ تک پہنچی۔ اسی روز فخر زنان، حضرات سید اویس علیہ الرحمتہ والرضوان بن سید حسین منطقی جو سلطان زین العابدین کے استاد تھے۔ قتل ہوئے۔ بدیں وجہ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ جب سادات نے بہت سے لوگ قتل کر دیئے تو بادشاہ نے فتنہ سے منطقی کو چلے جانے کی اجازت دے دی۔ سید میر اویس کے بھائی سید حسین منطقی نے ونتی پورہ پہنچ کر سکونت اختیار کر لی۔ بدیں وجہ بادشاہ بہت ہی آزردہ خاطر ہوا۔ سید تاج الدین نے بادشاہ کو خط لکھا کہ سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء کرام علیہ السلام پر آئی ہیں۔ پھر اولیائے عظام، علمائے کرام پر۔ پھر درجہ بدرجہ نیکوں پر۔ سلطان زین العابدین کے دل میں خوشی پیدا

ہوئی کہ سید تاج الدین کو شہر میں واپس لایا جائے۔ بہت کوشش کی مگر سید صاحب نہ مانے، اور فرمایا کہ ہم رہیں گے تو اسی گاؤں میں رہیں گے۔ اگرچہ اس فقیر (ابراہیم) نے سادات کرام کے مختلف حالات لکھے ہیں لیکن میرے والد (عبدالحمید) نے سادات کرام کے مدارج و مراتب لکھتے وقت اس بات کی رعایت و گنجائش رکھی ہے کہ میرا (حمید کا) بیٹا سادات کی تاریخ مرتب کرے گا یہی سوچکر سادات کرام سے اجازت و رخصت حاصل کی۔ اور ۹۷۷ھ میں میری تصنیف مکمل ہوئی اور ان تمام سادات کرام، علماء و فضلاء کے حالات بیان کیے جو مرشد طریقت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ کے ہمراہ وطن سے آئے تھے۔ اب ہم یہ وضاحت کرتے ہیں کہ مرزا حیدر کاشغری نے اس ملک میں آکر لکھا ہے کہ جب مرزا حیدر سلطان محمد شاہ کے عہد حکومت میں سکندر خان، ابو سعید والئے کاشغر کے ہمراہ کشمیر پر قبضہ کرے۔ چونکہ ان دنوں بادشاہ کے تمام نوکر چاکر بھی آئے ہوئے تھے۔ لیکن اتفاق کی بات کہ سلطان سکندر خوفزدہ نہ ہوا۔ بالآخر طرفین میں صلح ہوگئی۔ محمد شاہ نے اپنی بیٹی کا عقد مرزا حیدر سے لکھ دیا اور وہ کاشغر چلا گیا۔ مرزا حیدر کچھ عرصہ یہاں ٹھہرا اور پھر ملک گیری کی ہوس ہوئی اور کاجو چک وغیرہ کے علاقوں پر نظریں جمیں۔ اس خیال میں ہندوستان جاکر ہمایوں بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ شمس عراقی کشمیر آیا اسنے اپنے مذہب کے برے عقائد جمع کرکے احودا نام کی کتاب تصنیف کی۔ جسمیں اکثر کمینے اور گھٹیا لوگوں کی آراء جمع کرکے برے مذہب کو رواج دیا۔

مترجم سید محمد یعقوب شاہ حیدری جہلم پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْن

امابعد: قارئین کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش ہے کہ زیر نظر مقالہ سادات بخاری کے صاحب کمالات وکرامات بزرگوں حضرت حاجی سید احمد کبیر وحضرت سید محمد مراد بخاری پسران حضرت سید فخرالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہم کے مختصر حالات زندگی معہ سفرنامہ منقول ومرقوم ہیں۔

قاضی ابراہیم کا تحریر کردہ یہ مقالہ فارسی زبان میں قلمی نسخہ ہے عبارت غیر معیاری ہے۔ سن تصنیف ۹۷۷ھ ہے۔ راقم الحروف کو عکسی (فوٹو سٹیٹ) نقل حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین بساہاں شریف نے دی تھی ۔جبکہ جا بجا حروف والفاظ معدوم تھے۔

سید فخرالدین بخاری کی ذریت اطہار میں آگے چل کر چودھویں درجہ میں آسمان ولایت کے آفتاب ومہتاب سید الاتقیاء کاملاں رارہنما، ہادی مقتدی زائرین حرمین الشریفین، نوردیدہ حسنین کریمین، عاشق دربار حبیب، پیر طریقت حضرت قبلہ عالم سید السادات شاہ ولایت شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درہ حاجی پیر کے دامن میں موضع بساہاں

شریف تحصیل فارووڈ کہوٹہ پونچھ آزاد کشمیر میں سکونت پذیر تھے۔آپ بلند مرتبہ پیشوااور عظیم تر مبلغ اسلام تھے۔

آپ کی ذریت پاک میں پانچ فرزند ارجمند ہوئے جنکے اسمائے گرامی مع تعارف درج ذیل ہے۔

فرزند اکبر جلیل القدر عالم دین مبلغ اسلام سلطان الاصفیاء پیر طریقت قطب دوراں الحاج حضرت قبلہ عالم السید محمد امین شاہ بخاری دامت برکاتہ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اعظم وسجادہ نشین ہیں۔کسی غیبی ارشاد و اجازت سے موضع سید پور شریف چکوال تشریف لائے۔اور موضع مذکور میں رشد ہدایت کی شمع روشن چلی آرہی ہے جس کی ضوفشانی وتابانی سے بدعت وگمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیرے ختم ہو چکے ہیں۔آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔پنجاب اور آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان کے ہر گوشے سے طالبان حق آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے اور کسب فیض کرتے ہیں۔خصوصاً آپ کے حضور جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر دوردراز سے ارادتمند حاضر ہوکر دینی دنیوی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔یہ عرس مبارک ۱۳۲۵ھ سے لے کرتادم تحریر ہذا جاری ہے۔انشاءاللہ جب تک اس خانوادہ کا ایک فرد بھی دنیا میں موجود ہوگا۔عرس جاریگا۔عرس کے موقع پر روح پرور منظر ہوتا ہے۔انتہائی سادہ مگر پروقار تقریب ہوتی ہے۔یہ عرس مبارک ۱۲ ذوالعقدہ کوشروع ہوکر ۱۴ ذوالعقد کی صبح اختتام پذیر ہوا کرتا ہے۔جب کہ آپ کے والد گرامی کا عرس مبارک ۲۹ ذوالحجہ کو آستانہ عالیہ بساہاں شریف ہوتا ہے۔جسکا آغاز ۱۳۷۵ھ سے ہوا ہے۔ مرشدی ومربی حضور قبلہ عالم تاریخ مذکور مکہ مکرمہ میں واصل بحق ہوئے

تھے۔ صلوٰت اللہ علیہ وسلام

قرنہا باید تا یک مرد حق پیدا شود
بوسعید اندر خراسان و اویس اندر قرن

☆☆☆☆☆

منظوم

نذرانہ عقیدت

نذرانہ عقیدت

شاہ جلال الدین سید محترم
ازبخارا بہر حج رفتہ حرم ﷺ

بعد ازیں جد بخاری سیداں
از مدینہ رفت سوئے مولستان

یافت فیض سہر وردی آں امام
باز ساکن میشو د در اچ مقام

زادلادش بودسید شاہ علی
درولایت پونچھ رفتہ آں ولی

در اولا دش بود نجم آسماں
شاہ ولایت مقتدی مقبلاں

در بسا ہاں مولد و مسکن شدہ
در حریم کبریا مدفن شدہ

آں شہنشا پیر ما روشن ضمیر
یک جہاں از فیض ایشاں مستیز

از جدائی قلب ما بریاں ہنوز
وز فراقش چشم ما گریاں ہنوز

یاد گارش ماند صاحبزادگاں
ہمچوں گرد ماہ حلقہ اختراں

شاہ امین وشاہ سعید شاہ رشید
شاہ شکور وشاہ صغیروشاہ سعید

از بساہاں رفت سید شاہ امین
سید پور چکوال شد مسند نشیں

شاہ غلام احمد گزشت ازایں جہاں
رفت سوئے پیرما اندر جناں

شاہ صغیر احمد دگر احمد کبیر
جملہ صاحبزادگاں روشن ضمیر

یا الہی از طفیل ایں شہاں
در حضور پیر فریادم رساں

یا شہنشاہ ولایت دستگیر

روز محشر حیدری را دستگیر

ترجمہ اردو نہ کردم ایں کلام

زانکہ دانشمند دانند والسلام گرانے متمنہ

سید محمد یعقوب شاہ حیدری کشمیر کالونی جہلم پاکستان

(المرقوم ۵ ربیع الاول ۱۴۱۵)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز زندگی

(از قلم کیپٹن پیر عبد المنان نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

حضور قبلہ عالم سے پہلی ملاقات:

فقیر بساہاں شریف سے گزر رہا تھا۔ ایک مجذوب بھی میرے ساتھ تھا۔ برادرم سید امین شاہ صاحب نے قبلہ عالم سے عرض کی کہ ایک فوجی آفیسر گزر رہا ہے۔ درہ حاجی پیر میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اسی دن بابا جی شہنشاہ اعظم خواجہ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ کا عرس مبارک ہو رہا تھا۔ حضور قبلہ عالم مسجد سے باہر تشریف لائے۔ ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے ختم شریف ہو رہا ہے شرکت فرمائیں۔ اور دعا کے بعد چلے جانا۔ میں نے عرض کی کہ میرے ساتھ ایک مجذوب ہے۔ تنگ کر رہا ہے۔ کہتا ہے کہ چلو کیا کروں۔ حضور اس مجذوب کے پاس آئے۔ فرمایا عرس ہو رہا ہے۔ دعا کے بعد چلے جانا۔ وہ مان گیا ختم میں شرکت کی۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر مجذوب نے جھگڑا شروع کر دیا کہنے لگا چلو اور ساتھ گالیاں دینے لگا۔ حضور قبلہ عالم باہر تشریف لائے۔ مجذوب دوکان میں بیٹھا بھنگ پی رہا تھا۔ حضور نے غصہ فرمایا۔ فرمانے لگے کہ دعا کے بعد چلے جانا۔ لنگر بھی کھا کر جانا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ حضور قبلہ عالم دوکان میں داخل ہوئے تو وہ کھڑکی سے چھلانگ لگا کر باہر آگیا۔ اور شور مچانا شروع کر دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ فقیری تمہارے باپ کی ہے یا ہمارے باپ کی

۔بہر حال حضور نے مجبوراً اجازت بخشی اور ہم چل پڑے ۔تقریباً ایک ہزار گز ر گئے ہوں گے کہ مجذوب نے کپڑے اتارنے شروع کر دیے ۔بھاگتا جاتا تھا اور پیچھے پتھر مارتا تھا۔ساتھ ساتھ مجھے گالیاں دیتا جارہا تھا۔ڈیڑھ میل چلنے کے بعد ہوش میں آ گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد خواب میں کسی بزرگ سے ملاقات ہوئی ۔انھوں نے حکم دیا کہ بیعت کرو۔میں نے عرض کی کہ وہ کیا چیز ہے۔انہوں نے فرمایا ضروری ہے میں نے کہا کدھر جاؤں کوئی بزرگ بتاؤ۔دو دن اور گزر گئے ۔پھر ملاقات ہوئی ۔تو فرمایا کہ پیر ولایت شاہ صاحب کے پاس تمہارا فیض ہے جاؤ۔ارادہ کیا کہ صبح جاؤں گا۔لیکن رات کے گیارہ بجے اطلاع ملی کہ تم نے منگلا کورس کے لیے جانا ہے۔ابھی ابھی روانہ ہو جاؤ۔صبح سویرے سات بجے گاڑی ملے گی۔اسی پر جانا ہے۔بہت ہی مجبور ہوا۔ادھر بیعت کا حکم ادھر کورس کا مسئلہ ہے کیا کروں نوکری کا معاملہ ہے۔میں نے بساہاں شریف کی طرف منہ کر کے عرض کی ۔حضور میں آپ کا مرید ہوں ۔ملاقات نہیں کر سکتا۔واپسی پر حاضری دوں گا۔کورس تین ماہ کا مکمل کر کے واپس یونٹ میں پہنچا۔اطلاع ملی کہ قبلہ عالم حج پر تشریف لے گئے ہیں۔میں بہت رویا اور پریشان ہوا کہ میرا کیا بنے گا۔تھوڑے دنوں کے بعد اطلاع ملی کہ حضور واپس تشریف لے آئے ہیں۔حج پر نہیں گئے ۔ملاقات کی تڑپ تھی چھٹی نہیں مل رہی تھی ۔کیسے جاتا اچانک حکم ملا۔کہ کل (دوسرے دن) چند آدمیوں کو لے کر جاؤ۔اور پہاڑی پر نقشہ پڑھنے کا طریقہ بتاؤ۔کیونکہ میں کورس کر کے آیا تھا۔بہانہ مل گیا۔صبح ہوتے ہی بساہاں شریف کی طرف ٹیکری پر گئے ۔وہاں جاتے جاتے بساہاں شریف کے قریب پہنچے تو نماز ظہر کا

وقت تھا۔ مسجد میں گئے۔ حضور قبلہ عالم سے ملاقات ہوئی۔ نماز ظہر ادا کی۔ رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا۔ روٹی تم لوگوں نے نہیں کھائی ہوگی۔ میں نے کہا کہ ملاقات ہوگئی ہے یہ سب بڑی روٹی ہے ارشاد فرمایا سید غلام احمد شاہ صاحب کو سب ان کو سیٹھ صاحب کے نام سے پکارتے تھے۔ چائے اور مکی کی روٹی لے آؤ تا کہ ناشتہ کریں۔ مہمان خانہ میں آپ تشریف فرما ہوئے۔ ہم سب بیٹھ گئے۔ چائے اور روٹی آئی۔ گرم گرم میرے دل میں خیال آیا کہ روٹی اگر۔ مجھے حضور دیتے تو کھا لیتا۔ اتنے میں لڑکا روٹی لے کر باہر چلا گیا، حضور نے ارشاد فرمایا روٹی لے آؤ انہوں نے نہیں کھائی۔ میں نے عرض کی ضرورت نہیں۔ فرمایا نہیں کھانی ہوگی۔ ۔روٹی کھائی اور تسلی ہوگئی۔ کہ آقا کو خبر ہوگئی ہے۔ شکریہ ادا کیا۔ وہاں سے رخصت ہوتے وقت عرض کی کہ کسی کلام کی اجازت فرمائیں۔ فرمایا بس اللہ اللہ کرو۔ خاموش ہوگیا۔ اور واپس چلا آیا۔ وقت گزرتا گیا اور کبھی کبھار ملاقات کا موقعہ ملتا رہا۔

دوسری

تیسری ملاقات:

فقیر بھیسڈی کے مقام پر تھا۔ قبلہ عالم کا پیغام ملا آ کر مل جاؤ۔ ساتھ ڈاکٹر لے آنا۔ برف بہت زیادہ تھی۔ راستہ بہت مشکل تھا۔ گلی کراس کرنی تھی۔ کم ازکم چھ فٹ تک برف تھی۔ چند قلی اور چند ساتھی ساتھ تھے۔ صبح روانہ ہوا تو برف لگی ہوئی تھی۔ جب علی آباد پہاڑی پر پہنچے تو بساہاں شریف نظر آ گیا۔ قبلہ عالم کو خبر پہلے سے ہی تھی۔ سیٹھ صاحب سے کہنے لگے کہ بڑا مرغ ذبح کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ باباجی کس لیے فرمایا محمد امین شاہ صاحب کے لیے یہ آئے ہوئے ہیں۔ سب مل کر کھاتے ہیں۔

انہوں نے چھوٹا سا مرغ ذبح کیا۔ ہمشیرہ صاحبہ کو فرمایا چاول بھی پکاؤ۔ محمد امین شاہ صاحب کو فرمایا جاؤ کشمیر والی انگیٹھی میں آگ جلاؤ۔ اچھی طرح گرم کرو۔ چائے کے پانی کے لیے بھی حکم دیا۔ پانی رکھو چائے میں پتی مت ڈالنا جب ہم مسجد کے قریب پہنچے تو سید محمد امین شاہ صاحب کھڑے انتظار فرمارہے تھے۔ فرمایا آؤ آگ گرم ہے۔ اتنے میں چائے بھی آ گئی۔ اسی طرح رات گزری۔ صبح باہر تشریف لائے۔ پٹی وغیرہ بدلی کی۔ زخم تھا۔ مجھے کتوں نے کاٹا تھا۔ لوگ ملاقات کو آرہے تھے۔ محفل گرم ہوئی تو میں نے عرض کی کہ عبیداللہ شاہ تنگ کرتا ہے کہ مرید کرو۔ میں کیسے کرسکتا ہوں۔ حضور نے اپنا واقعہ ارشاد فرمایا کہ مجھے کیسے خلافت ملی۔ مرید مرشد کو آزماتا ہے، مرشد مرید کو۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا جاؤ وضو کر کے آؤ۔ ایک ساتھی اور تھا۔ وہ میرا آدمی تھا۔ جناب اندر مہمان خانہ میں تشریف لے گئے۔ سید امین شاہ صاحب اور سیٹھ صاحب پکڑ کر لے گئے اور بٹھایا۔ ہم حاضر ہوئے اور ہمیں بیعت فرمایا۔ اور پتہ چلا کہ بیعت کیسے ہوتی ہے۔ فرمایا جاؤ اللہ اللہ کرو پھر کیا تھا۔

چوتھی ملاقات:

فقیر بھیںڈی کے مقام پر تھا۔ قبلہ عالم کا پیغام ملا۔ شب برآت آرہی ہے۔ آ کر مل جاؤ۔ فقیر حاضر ہوا۔ بھائی امین شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد حاضری ہوئی۔ روٹی ایک کم ہو گئی۔ ہم دونوں بھائیوں کو ایک روٹی ملی۔ بھائی فرمانے لگے ہم کیوں آدھی آدھی کھائیں۔ روٹی آ گئی۔ اور کھائی۔ رات ذکر فکر میں گزری۔ سحری کے وقت قبلہ عالم اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ معلوم نہیں کس وقت واپس تشریف

لائے۔آپ نے سید محمد امین شاہ صاحب کی دستار بندی کرنی تھی ۔ مجھے بہت ہی ہلایا۔مگر خبر تک نہ ہوئی اور دستار بندی ہوگئی ۔صبح کی نماز کے بعد میں وظائف پڑھ رہا تھا۔

ایک شاہ صاحب زینکوی کے آئے مجھے کہنے لگے کیوں منہ چھپا رہے ہو۔(چھپا رکھا ہے) اتار و چادر میں نے عرض کیا۔حضور ناراض ہونگے ۔ پڑھنے دو۔ وہ کہنے لگا جب وقت تھا تو سوگئے ۔اب کیا فائدہ ہے۔ کہنے لگا۔ دستار بندی ہوئی۔ میں نے کہا کسی کو کیوں تنگ کرتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔سید محمد امین شاہ صاحب کی ہوئی ہے۔دیکھووہ پیچھے بیٹھے ہیں۔کتنی بڑی پگڑی باندھ رکھی ہے۔میں نے مڑکر دیکھا تو حیران رہ گیا۔اتنے میں شیطان سوار ہوگیا۔تمہاری دستار بندی کیوں نہیں ہوئی ۔اتنا غصہ آیا کہ ہوش ماری گئی ۔حضور قبلہ عالم باہر برآمدہ میں وظائف پڑھ رہے تھے ۔ان کے پاس بیٹھ گیا۔جھگڑا شروع کردیا۔آقا خاموش تھے ۔سیٹھ صاحب آئے کہنے لگے چائے پی لو۔میں نے کہا اس چاہ کو چا میں ڈالدو نہیں پیتا ۔سب نے منت کی لیکن میں نہ مانا ۔سید امین شاہ صاحب نے فرمایا صبر کرو ۔ کیوں ناراض ہوتے ہو صبر کرو ۔ان کے ساتھ بھی غصہ سے پیش آیا۔ایک سید لڑکا بیعت ہونا چاہتا تھا ۔اس نے عرض کی حضور اٹھے اور مسجد کے محراب میں تشریف فرما ہوئے۔

وہ لڑکا بیعت ہوگیا۔حضور قبلہ عالم گھر تشریف لے گئے ۔ پیاری امی نے عرض کی حضور منان کیوں رورہا ہے کیا بات ہے فرمایا مجھے تو پتہ نہیں ۔ مسجد سے بھائی محمد امین شاہ صاحب مجھے پکڑے باہر لے آئے۔

حضور قبلہ عالم خواجہ حبیب اللہ شاہ صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ میں رو رہا تھا۔ حضور فرمانے لگے۔ کیا بات ہے؟ بھائی صاحب نے فرمایا حضور کہتا ہے۔ حصہ نہیں ملا۔ حضور قبلہ عالم آگے بڑھے اور گلے لگا لیا۔ میں کہہ رہا تھا کہ میں بھوکا ہوں۔ حضور قبلہ عالم نے دلاسہ دے کر فرمایا بالکل نہیں۔ میں نے تیری سات پشت فقیر کر دی ہیں۔ اندر لے گئے روٹی اپنے ہاتھوں سے توڑ کر منہ میں ڈالنے لگے۔ اور مجھے صبر اور سکون آ گیا۔ اتنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

عبدالمنان قریشی حقیر نقشبندی قادری

☆☆☆☆☆

قبلہ عالیٰ حضرت بساہنوی کی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

نمبردار نور حسین خان ساکن ناڑیاں کتھیاڑہ تحصیل سدھنوتی ضلع پونچھ حضور کے خادمان میں سے تھے انہوں نے بتایا کہ قبلہ حضرت صاحب آخری حج پر تشریف لے جانے سے قبل ہجیرہ پونچھ کے رقبہ میں تشریف لائے تھے جمعہ کا دن تھا اور خطبہ شروع ہونے والا تھا قبلہ حضرت صاحب معہ خادمان جامع مسجد میں نماز میں شریک ہوئے لیکن نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے اپنے خادمانکو حکم دیا کہ نماز دوبارہ پڑھو چونکہ ہماری نماز ادا نہیں ہوئی اس پر حضرت صاحب کے خادمان نے نماز دوبارہ پڑھی۔ نماز کے بعد قبلہ حضرت سے سوال کیا کہ حضور نے نماز دوبارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ مولوی صاحب جنہوں نے امامت کی غیر مقلد ہیں اس وقت مولوی محمد حیات خان ساکن گھوڑی علی سوجل ہجیرہ میں جامع مسجد کے خطیب تھے۔ بعد ازاں دریافت کرنے پر تصدیق ہوئی کہ واقعی مولوی صاحب غیر مقلد تھے اور وہ سردار نور حسین خان مذکور کے حقیقی خالو بھی تھے۔

یہ واقعہ سردار نور حسین خان نے اپنے بیٹے مظہر محمد حفیظ جو سنیئر مدرس محکمہ تعلیم آزاد کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ نصیحت کے طور پر سنایا کہ قبلہ حضرت صاحب کا یہ حکم ہے کہ اہل سنت حضرات کی نماز غیر مقلد کے پیچھے نہیں ہوتی۔

محمد حفیظ خان سنیئر مدرس

تاثرات

بروصال زبدۃ العارفین قدرۃ السالکین مجسمۂ حلم جہاں، غوث زماں، قطب دوراں، حضرت الحاج پیر سید حبیب اللہ شاہ صاحب البخاری نقشبندی۔ مجددی قادری چشتی، سہروردی کبیروی شطاری مسند آرائے بساہاں شریف:

(ازقلم حضرت علامہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب بخاری سکنہ جبی سیداں)

رفت از دنیا مرشد در قصر جنت جانشین۔ حاجی الحرمین حبیب اللہ محبوب خدا

۱۳۵۷ھ ہجری یکہزار وصد دہم بست پنج۔ آں زماں بد چوں بہ بردنک رخت در دارالبقصا

یوم پنجشنبہ مہر ذیقعد در وقت عصر۔ سیزدہ تاریخ بد چوں رخت بست آں پارسا

عبد احقر یا الٰہی با جمیع مخلصاں
خلعت ایماں عطا فرما و طفیل اولیاء

۱۲ اپریل ۱۹۹۷ء

تاثرات

بر وصال زبدۃ العارفین سراج السالکین منبعٔ جودوکرم قبلہ جد امجد حضرت الحاج پیر سید حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری نقشبندی قادری چشتی سہروردی مزار پرانور بساہاں شریف۔

مؤلفہ حضرت استادیم علامہ مولنا مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب

گنج اسرار حقیقت مجمع علم و ہدیٰ
مخزن ابحار فیضان معدنِ لطف عطا

مصدر علم معانی راہبر راہِ یقین
حاجی الحرمین حبیب اللہ محبوب خدا

سید علی ھمم والا حسب اعلیٰ نسب
سرو بستان حسین بدھ از آل مصطفیٰ

پیشوائے عارفاں و مقتدائے سالکاں
دستگیر مستمنداں گمرہاں را راہنما

ہادی راہ طریقت مظہر انور حق
نخل ہندی بوستان خواجہ مشکل کشا

سلسلۂ سہروردی قادری و کبروی
موجز و منزل شناس ہر چار سلک پر ضیاً

آفتاب برج وحدت در درج معرفت
بو یکتا ئے زمانہ بیگماں مردِ خدا

سالک راہ مدا متمسک حبل المتین
در ریاضت ہائے حق مشغول شد صبح و مسا

جامع اوصاف کلی مجمع الاخلاق نیز
حامئی دین محمد کامل حلم و حیا

یوم پنجشنبہ مہ ذیقعد در وقت عصر
سیزدہ تاریخ بد چوں رخت بست آن پارسا

سنہ ھجری یکہزار سیصد دہم بست و پنج
آں زماں بد چوں ببر دند رخت در دار البقا

یوم جمعہ وقت پیشیں داخلی تربت شدہ
پر ضیاء قصہ بساہاں شدزجلوہ اولیاء

عبداحقر الٰہی با جمیع مخلصاں
خلعت ایماں عطا فرما طفیل اولیاء

۱۷ اپریل ۱۹۹۷ء

ولایت بفضل حبیب خدا بمقصود محمود شد پر ضیا

تاثرات

(از قلم سید حاجی محمد سعید شاہ صاحب)

کجا شد آفتاب ما کجا شد
کجا آں ماہ دل افروز ماشد

لبے آشفتگاں در انتظار ند
ہزاراں از فراقت بے قرارند

زبطحا باز سوئے ما درآئی
زحج فارغ شدہ آخر کجائی

بیا اے ہادی راہ حقیقت
بیا اے حامئی دین شریعت

بیا اے منبع جودو وسخاوت
زحج باز آبما شاہ ولایت

رخت آئینہ ایمان مومن
فروغِ دیدہ ایقان مومن

کساں گویند مارا حق نما رفت
بگویم نے متاع جان مارفت

بنالد مسجد و محراب منبر
چہ شد آل نبی اولاد حیدر

چہ شداں مظہر نور پیمبر
نقیب نعرۂ اللہ اکبر

بنالد حجرہ و مہمانسہ اہا
چہ شد نوروسرور قلب جانہا

کجا یا شی کیف پائے تو بورسیم
مے ارفاں زمینائے تونوشیم

سوئے بطحا چے بے تابانہ رفتی
زخویشاں در سفر بیگانہ رفتی

جہاں شوق طے کر دی بہ پیری
حیات مطلق است آنجا کہ میری

تعالیٰ اللہ مقام و منزل تو
کہ خاک کعبۃ اللہ حاصل تو

تمنائے کہ ہستی در دل پاک
زحق خودخواستی مرقد دران خاک

سعید از سال وصلش دردل آمد
کیخاک کعبۃ اللہ حاصل آمد

☆☆☆☆☆

مکتوب گرامی منظور بنام حضور فیض گنجور قبلہ و کعبہ مولائی و ملجائی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۷ء

(از قلم حضرت پیر محمد شاہ صاحب شہید دھمری بمقام دھمری پونچھ)

دوست جانی یار حقانی بانی لطف احسانی
سید حاجی شاہ ولایت سر چھتہ سلطانی

محمود مقصود حبیب اللہ دی جانو ایہ نشانی
سدا سلامت نال کرامت دامت کرم ربانی

گلزار نبیوں ہے گلدستہ سنت اسلام آدابوں
خیر خیرت حال طبیعت حقیقت حال زبانی

خلق خلیق شفیق دوئے تے ٹھیک پریت بنائی
حافظ عبدالخالق پاسوں سکھے حرف قرآنی

جے ملے اکھٹے دوئے پڑھدے رہے اکٹھے
سنگی تے ہمراہی ہوئیار ہوئے دل جانی

یاری دا دم رکھن اوکھا ہے دو ہتھڑ تاڑی
زبانی نائی یار نہیں میں یار پچھانی جانی

طفلی تھین ہوئی جوانی ، جوانی تھیں ہن پیری
ہن زندگانی پتر پانی عمر وھائی جانی

دم ہمدم غنیمت یارا دمدا کے بروا سا
رات کٹن دی بات پچھانی رات جویں مہمانی

بال بچہ ہے تیرا میرا ایہہ پریت لباسی
ریت پریت شریفاں والی ٹٹی نہیں ایہہ تانی

غرض بریدی عرض کرنیدا فرض آہا خود میرا
خط اشارہ سارا یار ابھار سخن زبانی

نہ خاتم ن کسریٰ رہیا نہ سکندر دارا
رستم جہاں دلیراں سندی چگو چہ رہی کہانی

بے مثال پونچھ دے اندر جتی دے خاندانوں
ہے ایہہ ہستی تیری یارا بے مثل لاثانی

خط میرے نوں کٹ نہ چھوڑیں اینویں کیوں پڑھکے
خط اے بانی ہے نشانی پاس رکھیں دلجانی

محمد شاہ مسکین نکارا او گنہارا بھارا
محبوب سبحانی دی مہربانی خدمت ہے دربانی

☆☆☆☆☆

منقبت و مدح غوث دوراں پیر

حبیب اللہ قدس سرہٗ بساہنوی

(ہدیہ عقیدت از قلم سید احمد سعید بخاری قادری شکوری)

پیر کامل ہے ظل الٰہی

آج محفل ہے غوث زماں کی در پہ مستانے آئے ہوئے ہیں
لاکھوں حسرت لئے در پہ آقا اپنے دامن پھیلائے ہوئے ہیں

آپ واللہ حاجت روا ہیں ابن حیدر ہیں مشکل کشا ہیں
ہم بھی بگڑے مقدر بنانے در پہ ڈیرا جمائے ہوئے ہیں

عترۃ مصطفیٰ با نقیں ہیں جد امجد کے مسند نشین ہیں
گل گلستان زہرا کے گل کی بھینی خوشبو سجائے ہوئے ہیں

شاہ محمود کی تم دعا ہو اور مقصود کے دلربا ہو
شاہ بھی تیرے دربار آ کر اپنی گردن جھکائے ہوئے ہیں

تاج مقصود نے جب پہنایا قطب دوراں پل میں بنایا
بحر تعظیم سید ولایت آج مکہ سے آئے ہوئے ہیں

ہے یہ محفل حبیب اللہ شاہ کی آمد آمد ہے یاں اولیاء کی
تاج رفعت کا نورانی سہرا اپنے سر پر سجائے ہوئے ہیں

ان کے مرقد پہ دن رات واللہ نور یزداں کی برستی تجلی
چار سو رحمتوں کی گھٹائیں گردِ ہالہ بنائے ہوئے ہیں

پیر کامل ہے ظلِ الٰہی دونوں عالم پہ ہے اس کی شاہی
مشرق سے غرب تک لمحہ لمحہ اپنا سکہ جمائے ہوئے ہیں

ان کی سرکار کے ہم گدا ہیں وہ ہمارے لئے راہنما ہیں
آج عشق حقیقی میں جلنے سارے پروانے آئے ہوئے ہیں

اے سعید سعادت جو چاہے انکی چوکھٹ پہ سر کو جھکا لے
ان کی لطف عطا کے سمندر ساری محفل پہ چھائے ہوئے ہیں

☆☆☆☆☆

تاثرات

بروصال حسرت آیات قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین ملجائی وماوائی قبلئی و کعبہ ای حضرت الحاج السید شاہ ولایت بخاری نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی کبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(ازقلم: مولوی غلام محی الدین صاحب)

سراج اصفیاء شاہ ولایت — حبیب کبریا شاہ ولایت
گل گلزار سادات بخاری — جہاں را راہنما شاہِ ولایت
معظم طائف بیت معلیٰ — فدائے مصطفیٰ شاہ ولایت
کریم ابن الکریم ہر دم کشادہ — ید جودو سخا شاہ ولایت
بڑھاپے میں جواں عشق محمد — تجھے واں لے گیا شاہ ولایت
کشاں سُوئے دیارِ یارِ محبوب — یہی تھا مدعا شاہِ ولالیت
نژادِ ہند تیر طینت حجازی — وہیں کا ہو رہا شاہِ ولایت
زہے جا ہے عطا شد خواب گاہے — بر خانہ خدا شاہ ولایت
رسیدی منزلِ اعلیٰ توارنا — مبارک باد یا شاہِ ولایت
بارضِ پاک آسودی رواں باد — بسا باد ثنا شاہ ولایت

منقبت در مدح حضرت سید شاہ

ولایت بخاری شہنشاہ ولایت بساہنوی مدفون جنت المعلی

(ازقلم سید احمد سعید بخاری قادری شکوری)

کیا شان کروں حضرت کی بیاں حضرت کی شان نرالی ہے
مجبور قلم بے بس ہے زباں یہ باغ علی کی ڈالی ہے

یہ پنجتنی ہے باغ جناں ہوا جس کے لئے یہ زمین وزماں
لولاک لما کا شور مچا اور موہڑے کملی کالی ہے

زہرا و علی و حسین و حسن یہ پھول محمد ہیں گلشن
ان پھولوں پہ قربان لعل یمن ان سب کی شان نرالی ہے

محمود کو تھا مقصود یہی اک غوث زماں حبیب اللہ
تھے غوث زماں اور قطب جہاں پر صورت بھولی بھالی ہے

کیا شان حبیب کا باغ لگا اور اسمیں ولایت پھول کھلا
اور پھول کی ہر اک کونپل پہ مخدوم جہاں کی لالی ہے

اس باغ کی کیا تعریف کرو جس پہ ہیں تصدق سروچمن
قربان ہیں لعل یمن ان پہ شاہ ولایت جن کا مالی ہے

و رہبر اکمل علی نسب وہ منبع حلم و جودو سخا
ان بانکی اداؤں پر قربان کیا خوب ادا یہ نرالی ہے

کیا شام ملی سبحان اللہ اک حاجی الحرمین ہونے کی
مکہ کی جنت المعلی میں دربار ولایت عالی ہے

حسرت سے بھرے دامن کو پھیلا ہو جا تو آقا پہ فدا
جو مانگ ابھی مل جائے گا ساعت یہ گزرنے والی ہے

☆☆☆☆☆

منقبت قبلہ عالم حضرت پیر سید

ولایت شاہ صاحب مکی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(موقع عرس شریف ۹۶۔۵۔۱۸)

سرکار ولایت کو دربار سجا دیکھو
ہوتی ہوئی رحمت کی برسات ذرا دیکھو

فیضان حبیب اللہ دربار ولایت ہے
بٹتی ہے ولایت کی خیرات ذرا دیکھو

یہ شاہ ولایت ہیں شاہی کو ذرا دیکھو
بنتے ہوئے شاہوں کو اس در کا گدا دیکھو

ملتا ہے یہاں سب کچھ اللہ کی عنایت سے
تم حسن عقیدت سے اس در پہ تو آ کے دیکھو

آئے ہیں سیانے بھی مستانے دیوانے بھی
آنکھوں میں ہے آنسو کی سوغات ذرا دیکھو

مکہ کے مکیں ہیں وہ سرکار کی قربت میں
نظریں ہیں غلاموں پر ان کا یہ کرم دیکھو

یہ ہے تو کرم اس کا ان کا بھی ہے ان کا بھی
واہ واہ یہ کریموں کا اکرام ذرا دیکھو

پنجتن نے دیئے پنجتن پنجتن کی عطا ہے یہ
پنجتن کا یہ جاری ہے فیضان ذرا دیکھو

ملے فیض صدقہ ولایت کا سرکار حبیب امیں شاہ کا
دے ہاتھوں کو ہاتھوں میں ذرا ساتھ بنہا دیکھو

ہے حنیف بڑا مضطر اس در کا گدا تو ہے
اب اس کو دعاؤں میں ذرا یاد ہی کر دیکھو

☆☆☆☆☆

اتباع شریعت ولی کی سب سے بڑی کرامت ہے

حضور قبلہ عالم پابند شریعت قاطع بدعت، بحر طریقت، رہبر شریعت، سید الاولیاء، سہنشاہ اتقیاء عالیجناب حضرت قبلہ وکعبہ والی محترم حضرت سید شاہ ولایت بخاری نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معمول مبارک تھا کہ گھر میں ہوں یا باہر ہوں جلوت میں ہوں یا خلوت میں ہوں ہر حال میں مخلوق خدا کو شریعت مصطفیٰ علیہ تحیۃ والثناء علیہ الصلوۃ والسلام کا پابند کرنا اور تبلیغ دین اور پابندئ شریعت مطہرہ یہ آپ کا ایک مشن تھا۔ بمقام سکیاں ڈھوک جو حضور کا گرمیوں کا مسکن مبارک تھا وہاں عرش مبارک ۱۳ ذیقعد شریف کا ہوا جسمیں عوام الناس کے علاوہ کشمیر اور پونچھ کے مقتدر علماء کرام نے شرکت کی ان علماء کے جم غفیر میں حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فتویٰ طلب فرمایا۔ اور استفتاء یہ تھا کہ ڈھول سارنگی گیت وگانا بجانا و جملہ مزاہیر کا استعمال شادیوں میں اور زمیندارہ اجتماع میں جائز ہے یا نہیں؟ علماء کرام نے متفقہ فتویٰ دیا کہ جملہ مزاہیر مثلاً ڈھول باجا سارنگی وگیت وغیرہ شادی اور دیگر جملہ اجتماعات میں استعمال کرنا جہاں مرد عورت مخلوط ہوتے ہیں۔ ناجائز بلکہ حرام ہے۔ اس فتویٰ پر سب علماء نے دستخط کر کے اپنی مہر لگا دیں۔ جن میں دو عالم نہایت ہی معتبر اور بہت بڑے عالم تھے۔ ایک تو مولانا غلام مرتضیٰ صاحب تھے جو اس وقت کے مفتی کشمیر اور علامہ اوڑی کے مشہور ومعروف عالم تھے۔ دوسرے مولوی ملجنی صاحب تھے۔ وہ بلخ سے

وہاں کشمیر گئے ہوئے تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ حضور قبلہ عالم کا ارشاد گرامی تھا کہ اس کے مقابلے کا یہاں کوئی عالم نہیں اور ان کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے دستخط کئے۔ یہ فتویٰ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا۔ اور حضور کے کتب خانہ میں یہ فتویٰ ۱۹۶۵ء تک محفوظ تھا۔ وقت گزرتا گیا۔ حضور قبلہ عالم نے دوسری گرمیوں میں کشمیر کا تبلیغی دورہ فرمایا تو ہر گاؤں اور ہر شہر میں ہر شخص خاص و عام کے علاوہ باقی امور شریعت کے ہمہ قسم کے سار کو بند فرمایا۔ اور تحریریں لیں کہ آئندہ پابند شریعت رہینگے اور کوئی کام شریعت کی اجازت کے بغیر نہیں کرینگے۔ اس کی جب بہت زیادہ شہرت ہوئی تو مولوی بلخی صاحب جو علاقہ دھمناں موضع پرنی پیلاں رہتے تھے۔ ان کو حسد اور بغض نے آن گھیرا۔ اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ پیر صاحب جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ ڈھول وغیرہ مزامیر حرام ہیں یہ غلط ہے۔ بلکہ ڈھول تو جائز ہے۔ اس میں کون سی شے حرام ہے۔ لکڑی بھی حلال اور اس کے دونوں طرف حلال جانور کی چمڑی پیر صاحب جو کچھ کہتے ہیں غلط ہے اور پیر صاحب عالم نہیں وغیرہ وغیرہ اب لوگ جو اس اعلان سے جو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کل مزامیر حرام ہیں اب ڈھول والوں کو چھٹی مل گئی اور سینکڑوں کی تعداد میں ڈھول اور مزامیر میں پیشہ والے لوگ مولوی بلخی صاحب کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب کو مزید ہوش آیا۔ اور اسی گاؤں میں ایک مسجد کی تعمیر شروع کر دی اور مسجد کے ہر کام میں ڈھول اور باجے خوب استعمال ہوئے حتیٰ کہ مسجد کی لپائی بھی ڈھولوں کی نوبت اور آواز سے عمل میں آئی۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام بھی بہت سٹ پٹائے لیکن وہاں اژدھام کثیر تھا کوئی پیش نہ گئی ساتھ ہی مولوی صاحب کی ایک بات یہ بھی مشہور ہو گئی

کہ آپ کیمیا گر ہیں بس کیا تھا دنیا کو ڈھونڈنے والے آگے پیچھے ہو گئے ہیں،
مولوی صاحب کے سر پر جب ابلیس نے خوب ڈیرا جما لیا تو انہوں نے موضع
خواجہ بانڈی سے ایک صحیح النسب سادات کے گھر شادی کر لی۔ پہلے واقعات
بھی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے گوش گزار ہوتے رہے۔ لیکن شادی کا سنا
تو حضور نے سخت محسوس فرمایا کہ مولوی صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ لیکن مولوی
صاحب کشمیر میں موج میلا کرتے رہے اور چونکہ حضور علیہ رحمۃ تو پونچھ میں
جلوہ گر تھے۔ اچانک حضور کی روانگی کشمیر ہوئی۔۔ چونکہ حضور کی صاحبزادی
صاحبہ کشمیر علاقہ اوڑی موضع گوہالن تھیں۔ ان کی اور ملاقت کے لئے تشریف
لے گئے اور رات موضع خواجہ بانڈی مسجد شریف میں قیام فرمایا صبح مولوی بلخی
صاحب بھی اپنے ہم نوالہ و ہم پیالہ حضرات کے ہمراہ مسجد میں آ گئے، وہ
چونکہ رات شاہ صاحب کے گھر تھے جہاں سے شادی کی ہوئی تھی۔ حضرت
قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے ڈھول کو کہاں سے جائز
قرار دیا جبکہ آپ کا حرمت کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ مولوی صاحب
نے نہایت بے اعتنائی سے کہا کہ پیر صاحب آپ نہیں جانتے بڑی کتاب میں
جائز ہے۔ حضور کے پاس ہر وقت کتابوں کا ذخیرہ موجود ہوتا تھا آپ نے
حدیث کی چند کتب پیش کیں کہ بتاؤ کہاں جائز ہے، مولوی صاحب نے کہا
کہ اسمیں نہیں بڑی کتاب میں جائز ہے تو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے قرآن پاک پیش کیا کہ اس سے بڑی کوئی کتاب نہیں اس میں بتاؤ۔ کہ
کہاں جائز ہے بس حضور کو جلال آ گیا مخلوقات کا اجتماع کثیر تھا فرمایا لوگو
مولوی صاحب کے پاس قرآن پاک سے بڑی کتاب ہے جس میں ڈھول
جائز ہے اور حضور روان ہو گئے۔ مسجد شریف سے نکل کر ایک راستہ جو سڑک
پر اترتا تھا۔ تشریف لے جا رہے تھے۔ اور مولوی صاحب و دیگر لوگ ہمراہ

تھے پیچھے پیچھے پلٹ کر فرمایا مولوی صاحب اگر تم سید ہو تو میرے بھائی ہو اور اگر میری ضد میں آ کر تم سید زادیوں کو خراب کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو جزام کی مرض دے۔ ۲، ۳ قدم حضور نے چل کر پھر مولوی بلخی کو یہی مذکورہ الفاظ دہرائے پھر ۲، ۳ قدم چلکر حضرت نے پلٹ کر مولوی بلخی صاحب جو پیچھے پیچھے خاموش چل رہا تھا۔ فرمایا مولوی صاحب سن لو اگر سید ہو تو پھر میرے بھائی ہو۔ اور اگر میری ضد میں تم سید زادیوں کو خراب کرتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تم کو جزام کی بیماری ڈالے تا کہ حق سامنے آ جائے۔ بس حضور سڑک پر اترے اور گھوڑی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ماہ بیساکھ یا جیٹھ یعنی شروع موسم کا ہے اور ماہ ساون میں مولوی صاحب کے ہاتھ پاؤں جلنے شروع ہو گئے۔ اور ماہ اسوج یا کاتک تک مولوی صاحب جذامی ہو گئے۔ اور جس سید زادی سے شادی کی تھی وہ جزامی ہو گئی۔ اس کی ایک بچی پیدا ہوئی وہ بھی جذامی۔ حتیٰ کہ جن شاہ صاحب نے رشتہ دیا تھا ان کی نسل میں آج ایک آدمی بیمار ہوتا ہے۔ ان سب مریضوں کو راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایک دفعہ راقم الحروف حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم رکابی میں اوڑی پر گوہالن جا رہا تھا۔ تو فاصلہ پر پل جب سامنے آیا تو وہاں ایک مریض چارپائی پر سفید ریش بیٹھا ہوا تھا۔ حضور کو دیکھ کر دوکاندار دوڑ کر آئے وہ مریض بھی کھڑا ہو گیا۔ ادھر حضور بھی گھوڑی سے اتر گئے اور اس مریض کو بغل گیر ہو کر ملے خیریت دریافت کی اور جیب سے کچھ رقم بھی نکال کر اس کو دی مریض نے کہا کہ حضرت آپ نے میری دنیا تباہ برباد کر دی اب دعا کرو ایمان سلامت رہ جائے میرے دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ مولوی بلخی صاحب یہی ہے اور بہت بڑا عالم ہے لیکن شیطان نے اس کو تباہ کر دیا۔

تحریر ۲۷ ستمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ از مسکین سید محمد
امین بخاری مہمان چندروزہ

☆☆☆☆☆

ولایت بفضل حبیب خدا
بمقصود محمود شد پر ضیاء

لکھ اے قلم خوشی سے حرف آخر کتاب کی
قطب الوقت شاہ ولایت عزت مآب کا

المدد یا شاہ ولایت دستگیر
لطف فرما از کرم دستم بگیر
(از قلم: ہیچ مداں حقیر پر تقصیر مہمان چند روزہ)

حرف آخر کتاب انوار شاہ ولایت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَاٰلِهٖ الطَّاهِرِيۡنَ وَ اَزواجه هُنَّ اُمَّهَاتُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَاَصۡحَابِهٖ هُمۡ مَصَابِيۡحِ الۡيَقِيۡنِ سِيَمَا عَلٰى اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ قَائِدِ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِيۡنَ سَيِّدُ الۡعٰلَمِيۡنَ امام البَرَرَة قَاتِلُ لِكُفَّارِ مَظۡهَرُ الۡعَجَائِبِ وَالۡغَرَائِبِ اَمِيۡرَ

الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

امابعد یہ فقیر حقیر پر تقصیر سراپا معصیت ننگ اسلاف عرض پرداز ہے کہ عرصہ سے بلکہ جوانی کی بہاروں میں بھی یہ خواہش تھی کہ حضور پر نور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات قلمبند کیئے جائیں لیکن شومئی قسمت کہ عمل نہ ہو سکا کئی بار کوشش کی حضرات سے مختلف کاغذات پر حالات رقم کیئے لیکن انقلاب کی تند و تیز ہواؤں کے نذر ہو گئے وقت گزرتا گیا اور یہ ایک خواہش دل ہی دل میں دبی گئی، اچانک حضرت علامہ حاجی مفتی **محمد دین چشتی** صاحب کی کتاب کنز الخطیب شائع ہوئی۔ اسکی دوسری یا تیسری جلد شائع ہونے پر حضرت علامہ موصوف نے ارشاد فرمایا کہ حضور قبلہ عالم منبع جود و کرم حضرت الحاج پیر سید شاہ ولایت بخاری نقشبندی چشتی قادری سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی آپ بتائیں تو میں اسی اپنی مصنفہ کتاب کنز الخطیب میں شائع کروں کئی بار آپ نے یہ مطالبہ کیا تو ایک دن میں نے گزارش کی کہ میں تو زندگی بھر یہ خواہش کرتا آیا ہوں کہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر ایک علیحدہ کتاب لکھی جائے اس پر حضرت علامہ موصوف نے مصمم ارادہ فرمالیا کہ بس ایک مکمل حالات پر کتاب ترتیب دینی ہے۔ بالآخر وہ خود ہی میرے پاس آئے جبکہ میں ایک طویل علالت کی وجہ سے کمزور تھا اور خانپور ساکن تھا تشریف لائے اور کئی دن قیام فرمایا اور اس حقیر پر تقصیر نے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات قلمبند کرنے شروع کیے۔ تقریباً سال بھر کی جد و جہد کے بعد آج بحمد اللہ ہم اس انجام پر پہنچے کہ کتاب کا حرف آخر لکھا جائے۔

اس کتاب المسمی (انوار شاہِ ولایت) کی تصنیف کا سہرا حضرت علامہ حاجی مفتی محمد دین چشتی صاحب کے سر ہے فیصل آباد سے باوجود کئی اہم علمی اور تعلیمی اور تبلیغی مصروفیات کے خود بنفس نفیس خانپور یا سید پور جہاں مجھے پایا وہاں پہنچے شدید سردی بارش اور شدید گرمی کوئی موسم ہو حضرت علامہ موصوف کے اس سفر میں حائل نہ ہوا اور آپ آمد و رفت کے علاوہ کتاب کے متعلقہ جملہ اخراجات بھی اپنی جیب سے برداشت کیے۔ جس کا صلہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور نبی کریم ﷺ کے دربار سے اور حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے ملے گا۔ میں دعا گو ہوں کہ مولا کریم آپ کو اور آپ کی اولاد و عیال و خاندان کو دارین میں سرخرو فرمادے اور دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ اور ہمیشہ کے لئے مشکور ہوں اور آپ کے مدد و معاون اس کتاب میں رہے خصوصاً قاری حافظ محمد عمر باسط صاحب ان کا بھی مشکور ہوں۔ اور دعا گو ہوں اور خصوصاً برادر طریقت حضرت سید محمد یعقوب شاہ صاحب الکاظمی المشہد (حیدری) صاحب کا بہت زیادہ مشکور ہوں کہ انہوں نے باوجود درد چشم اور خرابی ظاہری نظر کے کاتب صاحب کو اپنے گھر بٹھا کر اپنی گرہ سے کاتب کا خورد و نوش اور رہائش کا مکمل انتظام کیا، چونکہ میرے شیخ کامل و اکمل کے سوانح حیات لکھی جا رہی ہے کہیں باہر کتابت کرانا برداشت نہ کیا۔ کاتب صاحب کے اخراجات اور نگرانی خود فرمائی۔ جسکا میں تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ مولا کریم ان پر اور ان کی آل اولاد پر اپنا فضل و کرم نازل فرمادے اور حضور مرشد پاک کی خوشنودی نصیب ہو۔

کتاب ہذا انوار شاہ ولایت کو حضرت علامہ چشتی صاحب نے اس

ذوق سے ترتیب دیا ہے کہ حضور قبلہ عالم راحت قلبی و روحی ملجاء الفقراء والمساکین عالیجناب قطب الاقطاب حامئ شریعت قاطع بدعت بحر طریقت رہبر حقیقت مخزن اسرار رحمانی واقف راز حقانی سید الاولیاء شہنشاہ اتقیاء حاجی الحرمین الشریفین مولانا و مرشدنا ملجانا و ماوانا زائر کربلاء معلیٰ و نجف اشرف و خلیفہ شہنشاہ بغداد الحاج پیر سید شاہ ولایت صاحب نقوی البخاری نقشبندی و مجددی قادری کبروی سہروردی چشتی بساہنوی پونچھی ثم ملی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعارف نسبی کراتے ہوئے حضور قبلہ عالم سے لے کر حضور پر نور شافع یوم النشور امام الانبیاء تاجدار عرب و عجم شفیع المذنبین ۔ اُنیس الغریبین رحمۃ للعالمین راحت العاشقین صاحب معراج، صاحب قرآن، سید الثقلین نبی الحرمین وسیلتنا فی الدارین صاحب قاب قوسین محبوب رب المشرقین والمغربین جد الحسن والحسین علیہ السلام محمد الرسول اللہ ﷺ واصحابہ وازواجہ وزریاتہ وسلم سے تفصیلاً تحریر فرمایا۔ اور سب کے مختصر اور جامع حالات بھی تحریر فرمائے جو ایک بہت بڑا کام ہے اوپر تعارف طریقت ہائے کراتے ہوئے حضور قبلہ عالم سے لے طریقت کے جملہ حضرات کا تفصیلاً اور اجمالاً ذکر سید الکونین والثقلین امام القبلتین محبوب راب المشرقین والمغربین سید العرب والعجم شمس الضحیٰ بدالدجی صدر العلیٰ نور الهدی شفیع الامم صاحب الجود والکرم سرور کونین محمد الرسول اللہ ﷺ تک تحریر فرما کر یہ ثابت کیا کہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ونسب اور طریقت وحقیت سے امام الانبیاء جمیل الشیم مصباح ظلم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ہیں اور زندہ و تابندہ نمونہ اسوہ حسنہ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ اندریں وجہ حضرت علامہ حاجی، مفتی محمد الدین چشتی صاحب کا بہت مشکور و ممنون ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولا کریم موصوف کو جزائے خیر عطا کرے

برادر طریقت حضرت سید محمد یعقوب شاہ صاحب حیدری کے علاوہ منقبت اور مقالہ کے جدامجد حضرت الحاج حضرت شاہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ بمع مسند آرا موضع کریری کشمیر کے حالات جو قدیم سے فارسی میں تھے اردو ترجمہ کر کے شامل کتاب کروائے یہ ان کی بھی گراں پایہ خدمت کتابت کی خدمت کے ساتھ ساتھ ہے جس کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں جن جن حضرات نے کوئی منقبت یا مقالہ بھیجا وہ شامل کتاب ہے۔ قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ جہاں جہاں کوئی غلطی ملاخطہ فرمائیں تو اس کی اصلاح فرما کر عنداللہ ماجود ہوں۔

اس کتاب انور شاہ ولایت میں سرورق بطور ٹائیٹل دربار بساہاں شریف بحر طریقت، رہبر شریعت، سید الاولیاء شہنشاہ اتقیاء حاجی الحرمین الشریفین مولانا و ملجانا وماوانا جدی الحاج پیر سید حبیب اللہ شاہ صاحب نقوی البخاری نقشبندی قادری چشتی سہروردی کبروی کے مزار مقدس کا اور ملحقہ مسجد شریف کو فوٹو ہے مزار شریف کا تعمیری کام اور اسکی زینت کا سہرا زحضرت صاجبزادہ حکیم حاجی پیر سید محمد سعید صاحب بخاری نقشبندی سجادہ نشین دربار عالیہ بساہاں شریف کے سر ہے مزار مقدس کے گنبد کی تعمیر آپ نے کروائی۔ اور بذات خود اس وقت صاحب سجادہ ہیں اور ملحقہ مسجد شریف کی تعمیر عالیجناب قطب الاقطاب حامئی شریعت قاطع بدعت بحر طریقت رہبر حقیقت الحاج پیر سید شاہ ولایت بخاری نقشبندی مجددی چشتی قادری کے وقت حضور کی موجودگی اور نگرانی اور خواہش پر ہوئی، کتاب انور شاہ ولایت کے اندر حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرشد پاک حضرت شہنشاہ اولیاء حضرت خواجہ دین محمد صاحب المعروف ملاں جی صاحب چورا شریف کے

مزار شریف کو فوٹو ہے حضور قدرۃ السالکین زبدۃ العارفین ملجاء فقراء حضور
جناب حضرت خواجہ نور محمد صاحب تیراہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند آرائے چورہ
شریف المعروف بابا جیو صاحب کے مزار مقدس کا فوٹو ہے اور ساتھ حضرت
خواجہ خواجگان خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا بھی فوٹو
ہے حضرت خواجہ مولانا مولوی محمد سعید صاحب سجادہ نشین چورہ شریف کے
مزار کا بھی فوٹو ہے۔ حضور خواجہ خواجگان سلار کاروان اولیاء کرام حضرت
خواکہ عبید اللہ لارشریف کشمیر المعروف جی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کے
مزار شریف کا فوٹو بھی شامل کیا ہے۔ جو نہایت ہی مشکل سے دستیاب ہو
ا۔ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو سند خلافت چورہ شریف سے تحریر عطا
ہوئی۔ جو نقشبندی قادری چشتی سہروردی طریقہ ہائے کی ہے۔ وہ اصل
حروف میں معہ شجرہ نقشبندی کے شامل ہے جو سند خلافت بغداد کے حکم سے
حضرت سجادہ نشین دربار شہنشاہ بغداد حضرت سید محمود حسام الدین گیلانی
نقیب الاشراف بغداد شریف سے اپنی دستی و قلمی عطا فرمائی۔ وہ اصل حروف
میں شامل کتاب ہذا ہے۔

وظائف شریف میں آپ کے شیخ دلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ
اللہ علیہ ہیں اور ان کی طرف سے سنداً تحریری خلافت ملی ہے جو شامل کتاب
ہذا ہے چورا شریف۔ سے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نسبت بھی
ہے اور حضور جد امجد علیہ رحمۃ کے ذریعے بھی نسبت ہے۔ چونکہ جد امجد علیہ
رحمۃ کو حضرت خواجہ بابا جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت اور بیعت ہے۔
اس لئے یہ نسبت نور علیٰ نور ہو گئی۔ حضور عالیجناب حضرت جی صاحب لاروی
رحمۃ اللہ علیہ نے خود بنفس نفیس حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستار خلافت

اپنے سر اقدس سے اتار کر پہنائی جو آج تک باوجود انقلاب کے تند و تیز، مخالف ہواؤں کے بساہاں شریف موجود ہے۔ انہی الفاظ پر اکتفا کرتے ہوئے حضرت شیخ کامل واکمل کے دربار گوہر بار میں ملتمس ہوں کہ وہ اپنے دربار میں اس نذرانہ کو قبول فرما کر ہمیں اپنے غلاموں میں شامل فرلیں تاکہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۳ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ

ازقلم مہمان چندروزہ مسکین بخاری

☆☆☆☆☆

شجرہ مبارک

اسناد خلافت

و

خطوط

اور

مزارات مقدسہ کی تصاویر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ نقشبندیہ

طیبہ

منت مر ذات کریم ترا کہ صفات قدیم صفت داری

بر رسول نزول قرآن کردی جہت آنکہ با والفت داری

بصدیق شفیق رفیق نبی کہ بر و شفقت رحمت داری

صلوات ہزار ہزار خدا بر آنکہ پناہ امت داری

ز خلیق لئیق شفیق جہان بصدیق مرید شدہ سلمان

کہ بقاسم عاصم گشت عطا فیضان خداوند سبحان

شد عاشق حق جعفر صادق محو مطلق طا بر پنہان

بازید سعید چو دید اورا بدرید قبا چون بسمل جان

شیدا در راہ خدا گشتہ شد شیخ مشایخ بوالحسنی

ارشاد نمود بفارمدی صاحب رشدی قطب زمنی

کروند از وی یوسف بیعت راحت و رنید زبیو طئی
شد لایق عجب الخالق غجـ ہم صاحب حج کی مدنی
عارف باللہ فانی فی اللہ باقی باللہ شہرت دارد
محمود نمود از و بیعت بیعت دولت حشمت دارد
دان گشت علی رامتنی از فیض غنی خلعت دارد
بابا سماسی بشناسی کہ فرشتہ صفت خصلت دارد
نوشید کلال زلال از وبنگر بکمال رسید چسگون
شد صدر نشین بہاؤ الدین در شہر بخارا کرد سکون
یعقوب چہ خوب اسلوب از و کہ بذکر خدا گشتہ چون نون
بسیار اسرار اظہار از و احرار نمود بیان بفنون
کامل عابد خواجہ زاہد کہ بزہد و ورع یکتا بودہ ؞
درویش کہ بیش نظیر بودش درعشق خدا شیدا بودہ ؞
شد منعقل زنگی امکنگی کہ زحق مقبول وعا بودہ ؞

محبوب الٰہ باقی باللہ زخلیفۂ شان آنجا بودہ ؎
محبوب اللہ شد شیخ احمد معروف مجدد الف ثانی
معصوم قیوم زمین وزمان اولاد رفیع الدین باشد ؎
شد نقش محمد ثانی زان مشکل گردید آسانی ؎
زبیر زخیبہ بہر یک کس میداشت نگاہ سلیمانی
اشرف گردید شرف افزا او قطب زمین وزمان گردید
شد شاہ جمال اللہ حافظ کہ بحفظ قرآن قربان گردید
شد شاہ عیسیٰ از فضل خدا سجادہ نشین جہان گردید
این رونق عہد بفیض اللہ شد جلوہ نما و بیان گردید
خورشید ولایت رونق دین از نور محمد نور شدہ ؎
بر دین محمد فال آمد بجہان ز کمال ظہور شدہ
محبوس بگل مسکین ما دل برکردہ خجل منظور شدہ
بی ریب زغیب ندا آمد کین شجرہ کہ قبول حضور شدہ

ارشاد خلائف باباقی بر شاہ حسب اللہ شدہ
ان پیر تو در سلسلہ بیعت تو پیر تو انکہ تو چون ماہ شدہ
ہر کس کہ از و منکر گردد از راہ خدا گمراہ شدہ
شاہ ... از ... محمد ... الشاہ ... [illegible]

یارب بدرت توبہ کردم توبہ کردم منظور کنے
این توبۂ ما است بارخدا منظور بفضل ضرور کنے
بکردۂ خویش پشیمانم بس حیرانم مغفور کنے
از برکت نام نبی یارب زین فیض جہاں پرنور کنے

تاریخ از زبان شیرین بیان خلیفہ بخت بہادر سکنہ لودہیانہ

عادل شاہ بحر معرفت وکان علم فضل
اک ملک علم آج کہ جنکو نصیب ہے
لکھا ہے خوب شجرۂ حضرات نقشبند
نایاب ہے یہہ شجرہ نہایت عجیب تر
مقبولیت خدا کی برستی ہے راست بخت
یہہ شجرۂ طیبہ کہ عجیب و غریب ہے

۱۸۹۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاالٰہی اپنی ذات کبریا کیواسطے
رحم کر مجھپر محمد مصطفےٰ کیواسطے
ہورہا ہون درد محنت مین اسیر مبتلا
مشکلین حل ہون نبی المجتبیٰ کیواسطے
حضرت صدیق اکبر پیشوائے اہل دین
خواجہ سلمان فارس پارسا کیواسطے
خواجہ قاسم محمد مظہر نور خدا
جعفر صادق امام اولیا کیواسطے

بلبل باغ حقیقت پیر عالم بایزید	خواجہ دین بو الحسن اہل صفا کیو اسطے
خواجہ عارف محمد ہادیٔ راہ ہدا	خواجہ دین بو علی صاحب حیا کیو اسطے
از برائے خواجہ یوسف دکھا دی معرفت	ہر دو لائے وہ دال اس پینوا کیو اسطے
پھر حضرت عبد الخالق بندۂ خاص خدا	خواجۂ عارف محمد رہنما کے واسطے
از برائے خواجہ محمود انجیر ولی	خواجہ ہر کس علی شمس الہدیٰ کیو اسطے
غرق ہوں بحر گنہ میں دستگیری کیجئے	خواجۂ بابا محمد باسخا کیو اسطے
از برائے شیخ عالم سید میر کلال -	حضرت خواجہ بہاؤ الدین ضیا کیو اسطے
وہ دعشق اپنا عطا کر از خدا دو جہان	حضرت یعقوب چرخی پیشوا کیو اسطے
حضرت خواجہ عبید اللہ کی خاطر دے مراد	خواجہ زاہد ولی مشکل کشا کیو اسطے
خواجہ درویش محمد رہنمائے دین حق خواجہ امکنگی [illegible] ہادی راہ [illegible] خواجہ باقی باللہ فانی بحر شہود	مظہر فیض خدا جود و عطا کیو اسطے عشق [illegible] اپنا کر عطا اوس پیشوا کے واسطے شیخ احمد پیر عالم مقتدا کیو اسطے
خواجہ معصوم معاصم منبع فیض خدا	ہادی راہ ہدایت اصفیا کیو اسطے
حضرت خواجہ محمد ثانی و یقین	نقشبند ثانی پیر ہدا کے واسطے

ہادیٔ صاحب دلاں خواجہ محمد زبیر
خواجۂ اشرف محمد کی تقا کے واسطے

پیشوائے اہل دین خواجہ جمال اللہ
پیر پیراں شاہ عیسیٰ بے ریا کیواسطے

مسند فیض خدا وحاشیۂ دینِ رسول
شیخ فیض اللہ ولی باخدا کیواسطے

خواجۂ نورِ محمد رہنمائے دینِ حق
ہادیٔ دینِ محمد مہتدا کیواسطے

بخشدے اپنی محبت اور قطع ماسوا
عادل بکس گویا اللہ عبا کے واسطے

عکس سند خلافت

از : پیر سید محمود ... الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الواقفون على كتابنا هذا اخواننا المسلمون كافة وفقهم علماً وعملاً ان حامل هذا
الكتاب الدرويش سيد ولايت شاه ابن سيد حبيب شاه قادري بنشتي من الدراويش ان كابين
قدم بغداد فزار حضرة جدي قطب العارفين ومرشد السالكين السيد الشيخ عبد القادر
الكيلاني قدس سره وعنا وعنكم بمنه وكرمه اجمعين فاذا اطلعتم عليه وعلمتم
بذلك فليتحقق لديكم انه دخل بزمرة المحسوبين على الحضرة السنية ينبغي انكم
تكرموه وتعززوه وترفعونه من التعديات امتثالاً للآية الشريفة انا لا
نضيع اجر المحسنين وقال صلى الله عليه وسلم من اكرم غريباً في غربته
او نفس عنه بشربة ماء او طعام او كساء او ضحك في وجهه فله الجنة

المختار ١٠ ربيع الثاني سنة ١٢٢٠

خادم سجادة ...
السيد محمود ...
نقيب الاشراف ببغداد ...

يوسيلته لا انهم اوراحو النهاية في البداية والتزموا متا
بعة السنة وجتنبوا عن ارتكاب البدعة كثر الله سبحانه
سوادهم ودمر تعالى اجسادهم وكان شيخه ومعلم طريقته
مويد الدين الرضي الشيخ محمد ن الباقي وشيخه مولانا خواجكى
امكنكى وشيخه مولانا محمد درويش وشيخه مولانا محمد
زاهد وشيخه قدوة الاحرار عبد الله وشيخه مولانا يعقوب
الچرخى وشيخه قبلة هذه الطريقة وامامها بهاء الحق و
الدين المشتهر بنقشبند قدس سره وشيخه ومعلم طريقته وادا
به الامير كلال وشيخه مولانا محمد بابا سماسى وشيخه
مولانا محمد بابا على الرامیتنی المشتهر بعزیزان وشيخه
مولانا محمود انجیر الفغنوی وشيخه مولانا عارف ریوگری

وشیخه رئیس هذه الطریقة خواجه عبدالخالق الغجدوانی
وقد ربی بالروحانیة هذا الرئیس الشیخ نشتبل ف
امام الربانی شیخ ابو یعقوب یوسف الهمدانی وشیخ شیخ
الطریقة ابوعلی الفارمدی الطوسی وشیخه قطب الزمان
الشیخ ابوالحسن الخرقانی وشیخه مربیه روحانیه سلطان
العارفین الشیخ ابویزید البسطامی وشیخه ومربیه روحانیه
الامام الاجل جعفر الصادق وشیخه وجده من قبل
الامام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وهو من کبار
التابعین ومن فقهائهم السبع المشتهر فیما بین
التابعین وشیخه سلیمان الفارسی الذی شرفه الرسول سید
علیه الصلوٰة والسلام بتشریف سلیمان منا اهل البیت

لگاکر مہر یہ بجز کرکے لاالہ الا اللہ الا اللہ سلامتی کہ کہتا
تیرک طلب ارس سو کہہ دی دی پاکس ہے سو ہا اکثر مہر رجب ۱۶ رحمہ
روح کی ولایت سکندر بخاری نقشبندی مجددی لبا

نور چشم راحت جان محمد احسن محفوظ رہو

ADDRESS ONLY

۴۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۵۶)

ترجمہ: بےشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے درُود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! اُن پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔

مدینہ طیبہ کی حاضری کے کیف و سُرور بھرے لمحات میں ملنے والے حکم کے مطابق حروفِ ابجد کی ترتیب پر مرتب شدہ نادر و منفرد کتاب

المسمّٰی بہ

کنز الصلوٰت

(درُود و سلام کا بے بہا خزانہ)

مؤلف

علامہ محمد دین چشتی گولڑوی

ناشر: مکتبہ حامدیہ مہریہ، جامع مسجد غوثیہ حامدیہ
صدیق آباد (گوبند پورہ) گلی نمبر ۲ فیصل آباد فون: 615864

مزار مقدس حضرت خواجہ **نور محمد تیراہی** رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت بابا جیو صاحب
چورہ شریف

مزار مقدس حضرت خواجہ دین محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
چورہ شریف
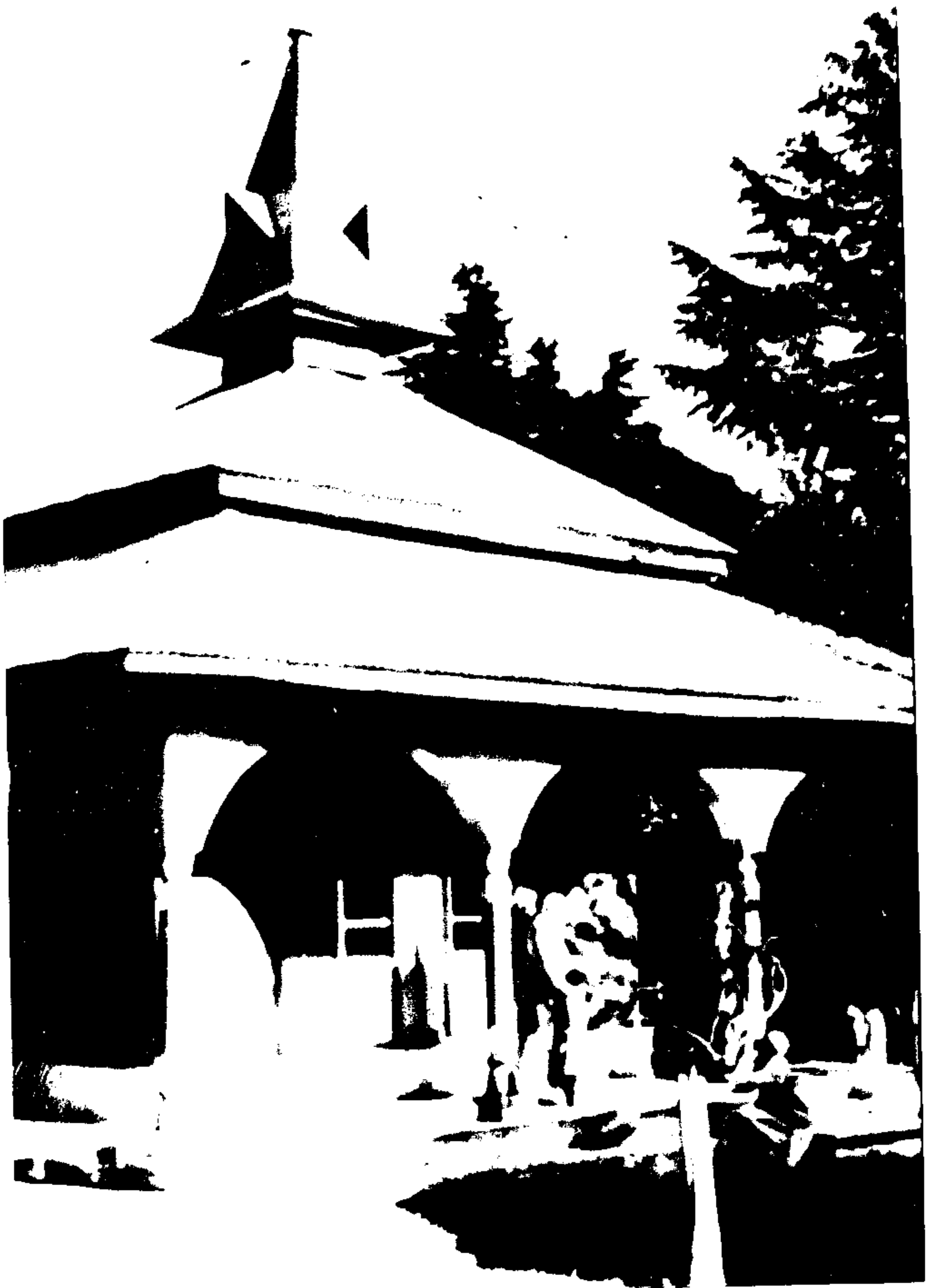
مزار مقدس حضرت خواجہ محمد **عبید اللہ** لاروی رحمۃ اللہ علیہ المعروف باباجی صاحب
لارشریف کشمیر

جگہ مزارات حضرت سید مقصود شاہ صاحب و سید محمد شاہ صاحب

بساہاں شریف

مزار مقدس حضرت خواجہ **فقیر محمد** صاحب تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
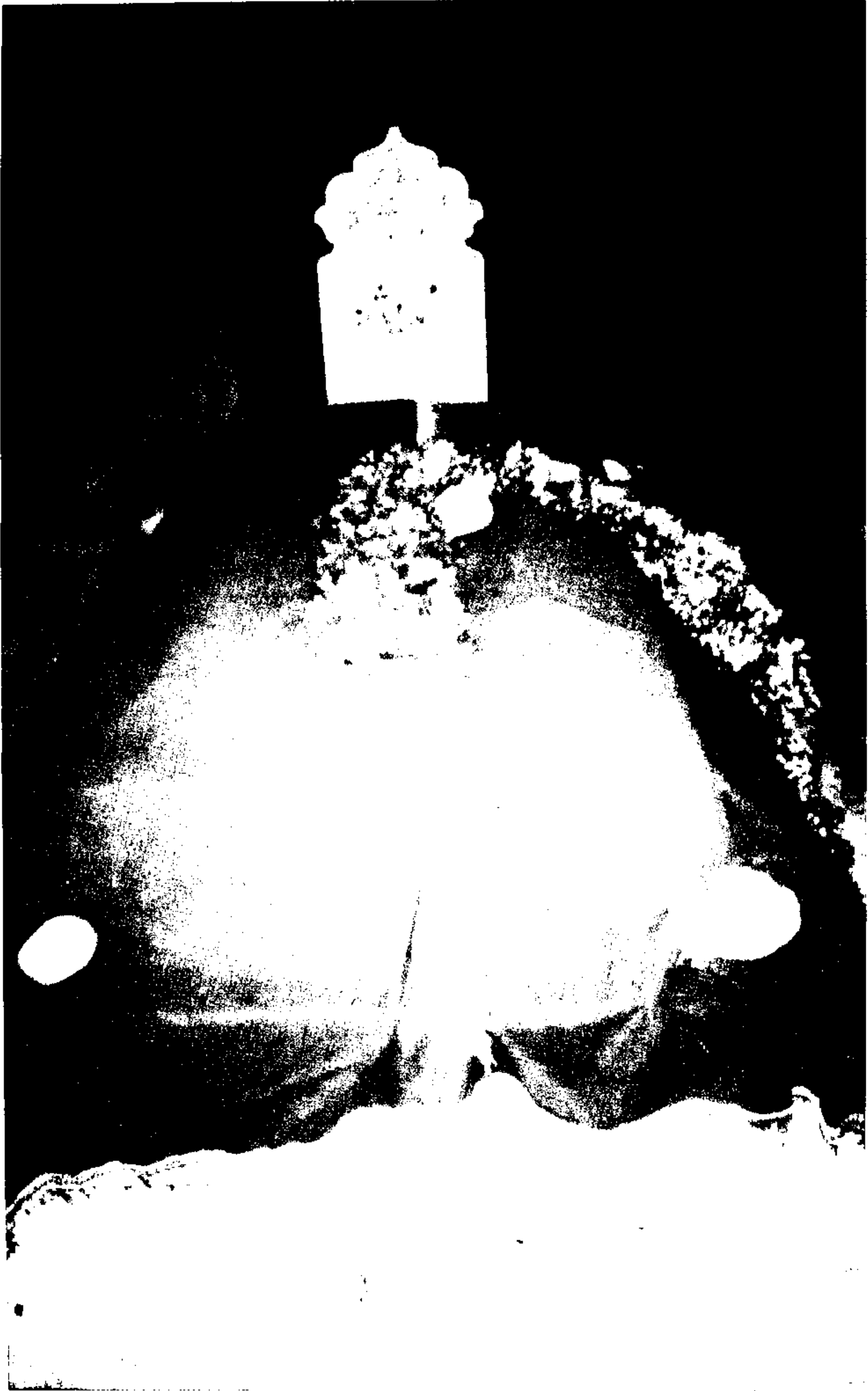
چورہ شریف

مزار مقدس حضرت خواجہ مولوی پیر **محمد سعید** صاحب
چورہ شریف

حضرت شاہ حبیب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بساہاں شریف
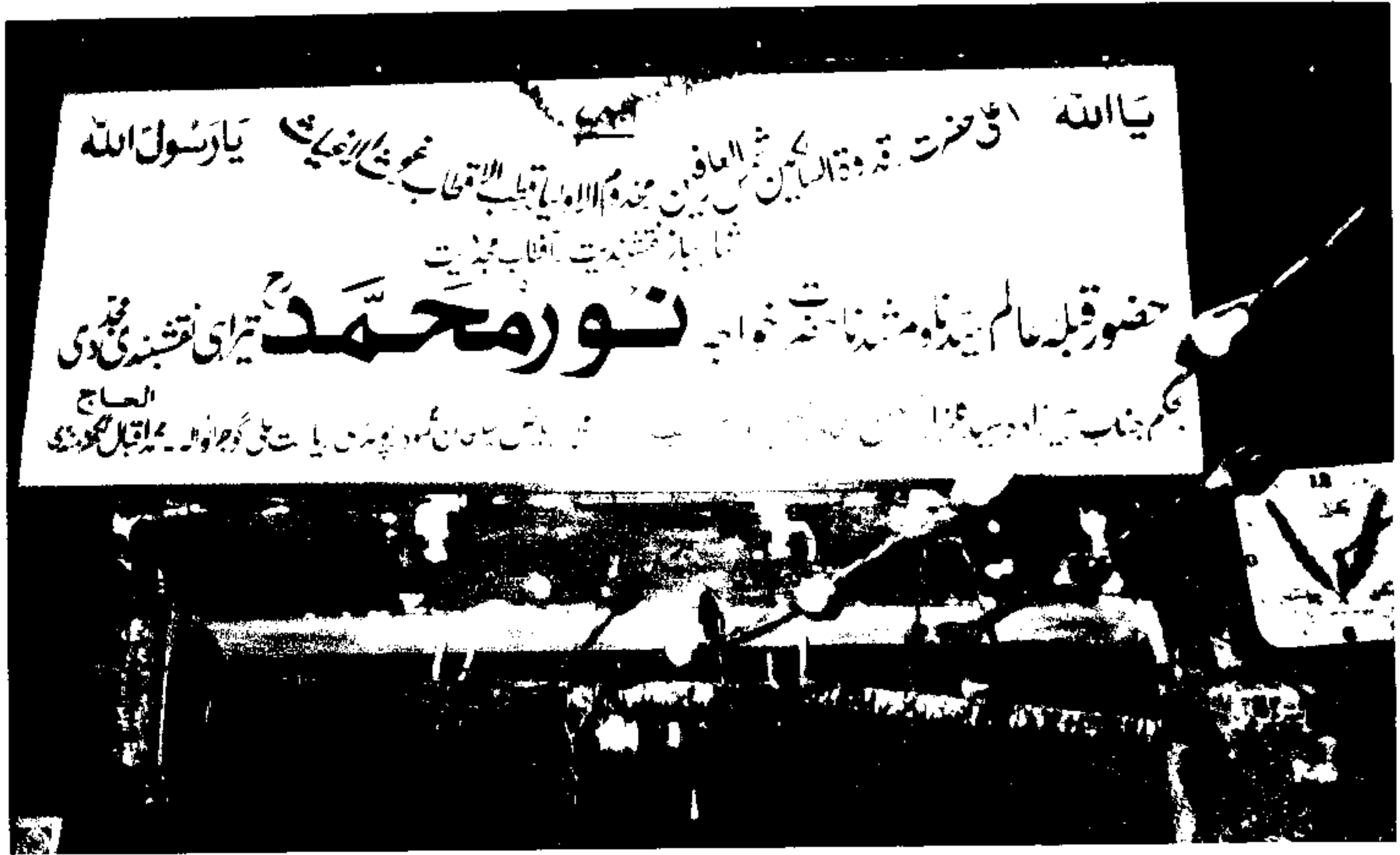
کتبہ شریف حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
چورہ شریف
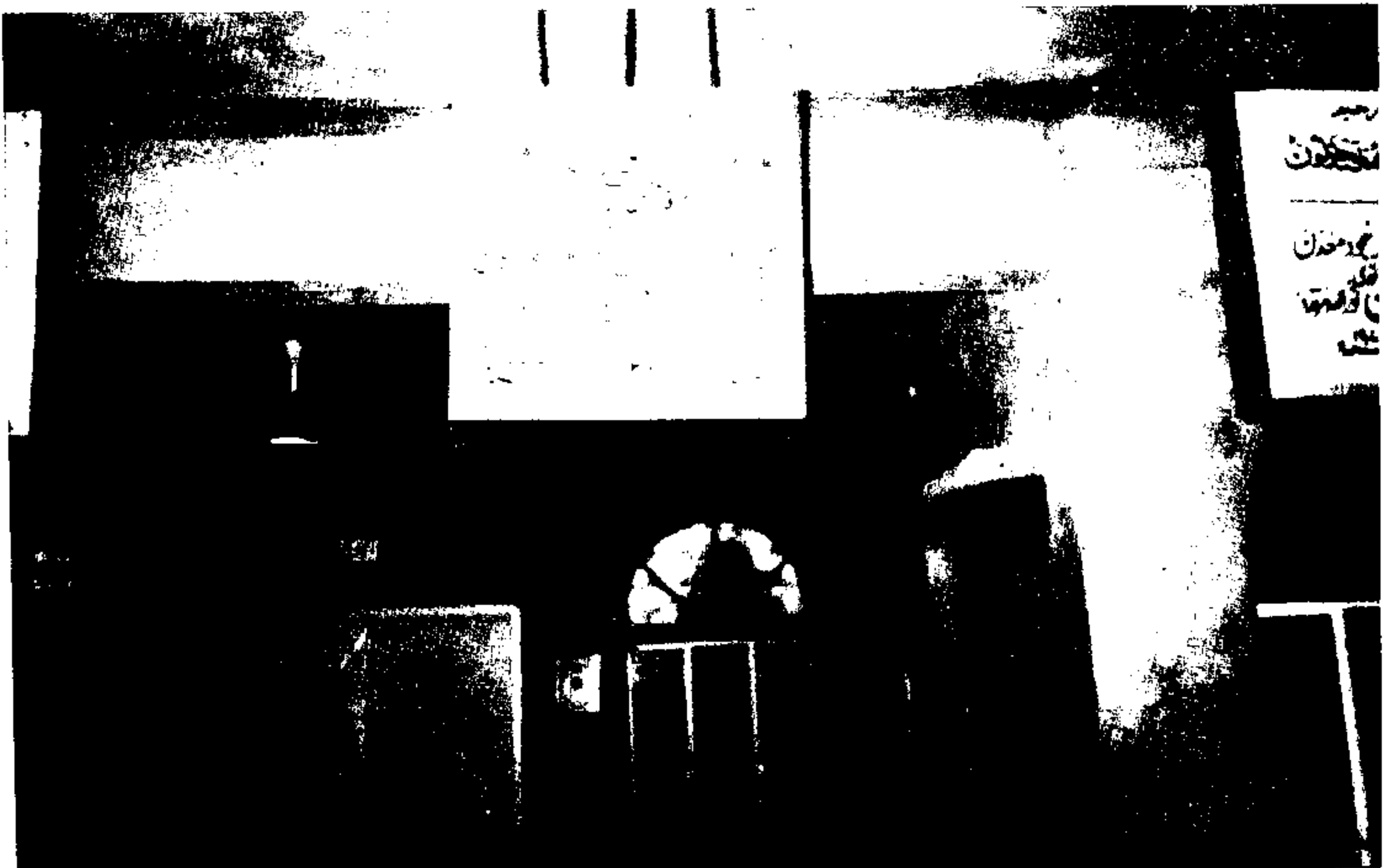
کتبہ شریف خواجہ حضرت دین محمد رحمۃ اللہ علیہ
چورہ شریف